فارسی ادب کی شہرہ آفاق کتاب

گلستاں

شیخ شرف الدین سعدی ابن عبداللہ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت تقریباً ۵۸۹ھ/۱۱۸۴ء وفات ۶۹۱ھ/۱۲۹۲ء

مع حاشیہ

بہارِ جاوداں

مولانا نصر اللہ رضوی مصباحی

شبیر برادرز
اردو بازار ○ لاہور

علماء اہلسنت کی کتب Pdf فائل میں حاصل
کرنے کے لئے
“فقہ حنفی PDF BOOK”
چینل کو جوائن کریں
http://T.me/FiqaHanfiBooks
عقائد پر مشتمل پوسٹ حاصل کرنے کے لئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں
https://t.me/tehqiqat
علماء اہلسنت کی نایاب کتب گوگل سے اس لنک
سے فری ڈاؤن لوڈ کریں
@zohaibhasanattari
طالب دعا۔ محمد عرفان عطاری
زوہیب حسن عطاری

click on link for more books

فارسی ادب کی شہرۂ آفاق کتاب

گُلستاں

شیخ شرف الدین سعدی ابن عبد اللہ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت تقریباً ۵۸۹ھ/۱۱۸۴ء وفات ۶۹۱ھ/۱۲۹۲ء

مع حاشیہ

بہارِ جاوداں

مولانا نصر اللہ رضوی مصباحی

شبیر برادرز®
۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006
shabbirbrother786@gmail.com

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

نام کتاب ———— **گلستان**

تصنیف ———— شیخ شرف الدین سعدی ابن عبداللہ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم ———— مولانا نصر اللہ رضوی مصباحی

باہتمام ———— ملک شبیر حسین

سن اشاعت ———— مارچ 2017ء

سرورق ———— اے ایف ایس ایڈورٹائزر ومد
0322-7202212

طباعت ———— اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

ہدیہ ———— روپے

جمیع حقوق الطبع محفوظ للناشر
All rights are reserved
جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

شبیر برادرز ®
۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ...... اما بعد

سخن ہائے گفتنی

انسان اپنے مافی الضمیر کے اظہار کے لیے الفاظ کا سہارا لیتا ہے لیکن ابلاغ وترسیل کا عمل کبھی صد نیصد کامیاب نہیں ہوتا اس کی وجہ یہ ہے کہ زبان کی دلالتیں کبھی مکمل نہیں ہوتیں۔ زبان میں حقیقت کے ساتھ مجاز، صراحت کے ساتھ کنایہ، تفصیل کے ساتھ اجمال اور وضاحت کے ساتھ ابہام کا بھی عمل دخل ہوتا ہے۔ اس لیے متن خواہ کتابی ہو یا زبانی ضروری ہوتا ہے کہ اس کے ابہام کو دور کیا جائے۔ اس کے مجازات کو حقیقت سے ممیز کیا جائے۔ اس کے معنوی امکانات کا جائزہ لیا جائے اور جہاں تک ممکن ہو اس کی دلالتوں کو متعین کیا جائے۔ تفسیر، شروح اور حواشی انھیں مقاصد کے حصول کا ذریعہ ہیں۔

اسلامی علوم کا سرچشمہ قرآن عظیم اور احادیث نبویہ (علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام) ہیں۔ اسلام کی ابتدائی صدیوں میں مسلمانوں کی توجہ علوم وفنون کی تدوین وتشکیل کی جانب مبذول رہی مثلاً تفسیر اور اس کے متعلقات، حدیث اور اس کے متعلقات فقہ اور اس کے متعلقات وغیرہ. اس سلسلے میں خلفائے بنوعباس کا عہد خصوصیت کے ساتھ ممتاز ہے۔ چنانچہ اسے اسلامی علوم وفنون کی تدوین کا سنہری دور کہا جاتا ہے۔ منقولات کے علاوہ معقولات یعنی منطق وفلسفہ وغیرہ کا رواج بھی اسی دور میں ہوا۔ یونانی علوم وفنون کی بیشتر کتابیں اسی عہد میں عربی میں منتقل ہوئیں۔

علوم شرعیہ، علوم ادبیہ، علوم حکمیہ اور سماجی علوم کی تدوین وتشکیل کے بعد مسلمانوں نے مذکورہ تمام علوم کی اساسی اور بنیادی کتابوں کی شروح وحواشی کا سلسلہ شروع کیا۔ طاش کبری زادہ کی ''مفتاح السعادۃ'' اور شیخ محمد اعلیٰ کی ''کشاف اصطلاحات لفنون'' میں اس سلسلے کی تفصیلات محفوظ ہیں۔

اسلامی دنیا کے دوسرے ممالک کی طرح ہندوستانی علمانے بھی ہر دور میں اسلامی علوم وفنون کی ترویج واشاعت نیز تصنیف وتالیف میں قابل ذکر نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ منقولات ومعقولات کے ہر شعبے میں مستقل تصانیف کے علاوہ صدہا شروح وحواشی بھی ان فضلائے عظام سے یادگار ہیں۔

یہاں اس حقیقت کی طرف توجہ دلانا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شرح کا تعلق پورے متن سے ہوتا ہے یعنی شرح نویس کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ پورے متن کو سامنے رکھ کر تشریحی عبارتیں تحریر کرے۔ اس کے برخلاف حاشیے کا تعلق متن کے کسی خاص جز یا حصے سے ہوتا ہے یعنی محشی متن کے جستہ جستہ مقامات پر اظہار خیال کرتا ہے مثلاً کہیں کسی خاص نکتے کی طرف توجہ دلا دی، کہیں کسی نامانوس اور غریب لفظ کی وضاحت کردی اور کہیں کسی اشکال کا جواب تحریر کردیا وغیرہ وغیرہ۔ یہیں سے یہ بات بھی ظاہر ہوجاتی ہے کہ شرح نویس کسی کتاب کی شرح کے لیے باقاعدہ اہتمام کرتا ہے یعنی ایک منصوبے کے تحت کسی متن کا انتخاب

کرتا ہے اور پھر پوری کتاب یا اس کے کسی خاص حصے کی اپنے ذوق ومزاج کے مطابق شرح کرتا ہے اس کے برخلاف حواشی کے لیے ایسا اہتمام اور منصوبہ بندی ہر حال میں لازم نہیں۔ یہاں دونوں صورتیں معرض ظہور میں آتی رہتی ہیں یعنی کبھی تو حاشیہ نگار فکر واہتمام کے ساتھ از اول تا آخر پوری کتاب پر حواشی قلم بند کرتا چلا جاتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی کتاب کے مطالعے کے دوران کتابت وطباعت یا خود مصنف کی کسی غلطی کی تصحیح حاشیے پر کردیتا ہے یا کسی عبارت کی توضیح یا کسی نکتے کے بیان کے لیے حاشیۂ کتاب پر کچھ لکھ دیتا ہے۔ یہ دوسری صورت حال راسخ العلم علما کے ساتھ بالعموم پیش آتی ہے۔ چونکہ وہ مختلف علوم وفنون کے جامع ہوتے ہیں اس لیے جس فن کی جس کتاب کا بھی مطالعہ کرتے ہیں اس پر اپنے رشحات قلم ثبت کرتے چلے جاتے ہیں۔ اس طرح نوع بہ نوع علوم وفنون کی نوع بہ نوع کتابوں پر ان کے گراں قدر حواشی وجود میں آجاتے ہیں۔

عالم اسلام کی طرح ہندوستان میں بھی ایسے متعدد عظیم المرتبت اور باکمال علما گزرے ہیں جن کے حواشی ہماری علمی تاریخ کا سرمایہ ہیں۔

اب یہاں درسی کتابوں کے حواشی سے متعلق تھوڑی گفتگو مقصود ہے۔

اہل سنت کے دینی مدارس میں رائج درسی کتب پر حواشی بالعموم اہل سنت ہی کے تھے جن کی طباعت واشاعت کا اہتمام بھی اہل سنت ہی کرتے، انیسویں صدی کے نصف اخیر میں بعض غیر مسلموں نے بھی یہ کام شروع کیا جن میں منشی نولکشور کا نام سرفہرست ہے، ظاہر ہے کہ ان کا مقصد تجارتی نفع تھا نہ کہ دینی خدمت، پھر جب کچھ نئے فرقے اور مدرسے وجود میں آئے۔ تو انھوں نے بھی یہ کام شروع کیا، بعد میں انھوں نے یہ ستم ڈھایا کہ بہت سی کتابوں سے سنی مصنفین ومحشین کے نام اڑا کر چھاپنا شروع کردیا تا کہ ناظرین کو یہ گمان ہو کہ مصنفین ومحشین بھی ناشر ہی کی جماعت کے ہوں گے۔ کچھ نئے حواشی بھی لکھے گئے جن میں اہل سنت کے سابقہ حواشی وشروح کی عبارتیں بعینہ نقل کی گئیں مگر ان کا حوالہ بھی نہ دیا گیا، یہ سارا کام تجارتی منفعت اور دنیوی نام آوری کی غرض سے کیا گیا۔ لیکن بعد میں بدمذہب ناشرین نے اس تجارتی نفع اندوزی اور سرقہ ونام آوری کے عمل کو اپنے طبقہ کی ایک علمی ودینی خدمت کے روپ میں شہرت دینا اور یہ پروپیگنڈا کرنا شروع کیا کہ درسیات کی تحریر واشاعت کا سہرا صرف ہمارے سر ہے، اہل سنت کا اس میدان میں کوئی حصہ نہیں۔

اس مسلسل پروپیگنڈے کے باعث نئے سنی طلبہ اور عام قارئین غلط فہمی کا شکار ہونے لگے، اب ضرورت تھی کہ ان ناشرین کے چہرے سے تلبیس کی چادر ہٹادی جائے، اور یہ عیاں کردیا جائے کہ انھوں نے کس چابک دستی سے اہل سنت کی خدمات کو اپنے خانے میں ڈال لیا، اسی احساس کے تحت خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ اور اس کے متوسلین نے اہل سنت وجماعت کے ممتاز ترین مرکزی ادارے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کو اس طرف متوجہ کیا۔

مقام مسرت ہے کہ اس تحریک کے جواب میں اشرفیہ کی طرف سے لبیک کا آوازہ بلند ہوا، شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق صاحب امجدی برکاتی علیہ الرحمہ، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ مدظلہ، عزیز ملت مولانا عبدالحفیظ صاحب مدظلہ اور دیگر

علماے کرام نے اس تجویز کی بھرپور حمایت کی۔ محدث کبیر کی نگرانی میں اشرفیہ کے اکابر علماے کرام نے ''مجلس برکات'' کی بنیاد ڈالی اور اس برکاتی مجلس کے زیر اہتمام حاشیہ نگاری کے سلسلے میں کئی نشستیں ہوئیں اور طے ہوا کہ:

(۱) جن کتب وحواشی سے اہل سنت کا نام اڑا کر شائع کیا جا رہا ہے انھیں اصلی شکل میں لایا جائے۔

(۲) اہل سنت کے جن حواشی کی اشاعت موقوف ہے انھیں پھر شائع کیا جائے۔

(۳) جن کتابوں پر حواشی کی ضرورت ہے ان پر نئے حواشی لکھے جائیں۔

محدث کبیر کی مصروفیات اور اسفار کی بنا پر ان ہی کے ایما پر حاشیہ نگاری کا یہ اہم کام حضرت علامہ محمد احمد مصباحی صاحب مدظلہ العالی پرنسپل الجامعۃ الاشرفیہ کی نگرانی میں کر دیا گیا۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ یہ کام دیر سے سہی، بہرحال شروع ہوا اور اب اشرفیہ میں بڑے ذوق وشوق کے ساتھ یہ کام اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ یہ امر باعث طمانیت ہے کیوں کہ اشرفیہ سواد اعظم اہل سنت کا وہ معتبر ادارہ ہے جہاں حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے خلوص، محنت اور ایثار کے گھنے سائے بھی ہیں اور برکاتی مرشدوں کی روحانیت کی ٹھنڈی ہوائیں بھی ہیں، ساتھ ہی ساتھ وہاں کا صیغۂ مدرسین ایسے علما پر مشتمل ہے جن کے علمی تبحر کا ایک زمانہ قائل ہے۔ ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے اس بات کا یقین ہے کہ حاشیہ نگاری کا یہ کام مکمل علمی دیانت، تحقیقی محنت اور خلوص ومحبت کے ساتھ انجام پائے گا۔ انشاء اللہ المولیٰ تعالیٰ۔

فقیر برکاتی الجامعۃ الاشرفیہ کے ارباب، مدرسین اور ''مجلس برکات'' کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہے کہ انھوں نے اس کار عظیم کی تکمیل کا بیڑہ اٹھایا۔

میں ان علماے کرام اور اساتذہ کا ممنون ہوں جنھوں نے اپنے علم سے اس علمی جہاد میں حصہ لیا۔ ساتھ ہی ساتھ مذہب اہل سنت کا درد رکھنے والے رفیق اور ہمنواؤں کے لیے جنھوں نے دامے، درمے، قلمے، قدمے، سخنے اس اہم اور بنیادی کام میں تعاون دیا، دعا کرتا ہوں کہ مولا تعالیٰ اپنے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اور مشائخ کرام سلسلۂ قادریہ برکاتیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے صدقے میں ان سب کو تمام جائز دینی ودنیاوی مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے، ہم سب کو صراط مستقیم پر گامزن رہنے کا حوصلہ عطا فرمائے۔ میدان محشر میں اس حاشیے کے صدقے میں اپنی رحمتوں کے گھنے سائے میں رکھے۔ آمین۔

بجاہ الحبیب الامین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین آمین.

ڈاکٹر سید شاہ محمد امین قادری برکاتی
خادم سجادہ، خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ (ایٹہ)
۲۸؍محرم الحرام ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۳؍اپریل ۲۰۰۱ء نزیل ممبئی

شیخ سعدی

۵۸۹ھ ـــــ ۶۹۱ھ

حیات ـــــ اور ـــــ کارنامے

نام ووطن: شیخ کااصل نام "شرف الدین" اورلقب "مصلح الدین" والدکانام عبداللہ تھا۔ ان کے والد عبداللہ "اتابک سعد بن زنگی" والی شیراز کے ملازم تھے۔ جو شیخ کا ممدوح بھی ہے۔ اسی کی مناسبت سے سعدی تخلص اختیار کیا۔

ایران کے مردم خیز شہر شیراز کو آپ کی جائے پیدائش ہونے کا شرف حاصل ہے۔ وہی شیراز جو صدیوں ایران کا پایۂ تخت اور علوم وفنون کا مرکز رہ چکا ہے۔

پیدائش غالباً ۵۸۹ھ مطابق ۱۱۸۴ء میں اوروفات ۶۹۱ھ مطابق ۱۲۹۲ء میں ہوئی۔ ایک مقام جس کا نام "دلکشا" تھا وہاں حزار بنا جو سعدیہ کہلاتا ہے اورزیارت گاہ عجم ہے۔[1]

بچپن: شیخ بچپن ہی سے علم کے شوقین تھے۔ چونکہ باپ عبداللہ باخدا آدمی تھے، گھر میں دینداری کا چرچا تھا آباء واجداد اہل علم و دانش تھے، دینی علوم میں شہرت رکھتے تھے، خود فرماتے ہیں

همہ قبیلۂ من عالمانِ دیں بودند　　مرا معلّمِ عشق تو شاعری آموخت

پورا ماحول دینداری کا تھا، ان کی نشونما دینی ماحول میں ہوئی، اسی لئے چھوٹی سی عمر میں روزمرہ کے دینی مسائل سے واقفیت ہو چکی تھی، اوروالدین کی تربیت نے دینی مزاج کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا۔ شب بیداری، تلاوت کلام اللہ اور ذکر وفکر کا کامل شوق بیدار ہو چکا تھا۔

شیخ کے والدان کی تربیت میں بڑے چست تھے، کڑی نگرانی رکھتے، بے موقع زبان کھولنے پر زجرومنع کرتے، وہ اپنے بیٹے کی اس طرح تربیت کرتے جیسے کوئی عارف اپنے مرید کو تزکیۂ نفس کی منزلیں طے کراتا ہے، یہی وجہ ہے کہ شیخ نے انکو اپنی تادیب کا بڑا سبب قرار دیا ہے۔

ایک مرتبہ رات کے وقت والد کے ہمراہ تلاوت قرآن مجید کررہے تھے، وہاں باقی سب لوگ سو رہے تھے۔ آپ نے والد سے کہا، دیکھئے! یہ لوگ کیسے بے خبر سو رہے ہیں! کسی کو اتنی توفیق نہیں ہوتی کہ اٹھ کر دو رکعت تہجد پڑھ لیتا۔ باپ نے کہا۔ جان پدر! اس عیب جوئی سے بہتر یہ تھا کہ تم بھی سو رہتے! مگر ایسی زبان نہ کھولتے۔ (گلستاں باب دوم)

شیخ کے تفصیلی حالات کسی تاریخ میں درج نہیں البتہ خودان کی تصانیف میں جابجا حالات آ گئے ہیں جن سے اچھا خاصا مواد جمع ہو سکتا ہے، چنانچہ ان کے اشعار ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خوردسالی ہی میں یتیم اور جوان ہونے سے پہلے ہی باپ کے سایۂ عاطفت سے محروم ہو گئے، خود کہتے ہیں۔

مرا باشد از حال طفلاں خبر　　کہ در طفلی از سر بر فتم پدر
من آنگہ سرِ تاجور داشتم　　کہ سر در کنار پدر داشتم

مگر والدہ شیخ کے عہد شباب تک زندہ رہیں، اوران کی صالح تربیت میں نیک کوششیں کرتی رہیں۔

شوق تعلیم: شیخ نے ابتدائی تعلیم شیراز ہی میں حاصل کی، شعور وآگہی کی منزل میں قدم رکھا تو شیراز میں علماوفضلا اور مشائخ کا ہجوم تھا۔ علم وفضل کے اس ماحول میں ولولۂ شوق بڑھا۔ مگر اس وقت ملک ابتری اور طوائف الملوکی کا شکار تھا، چنانچہ شیخ نے ترک وطن کی ٹھان لی اور بغداد پہنچ گئے، بیس بائیس سال کی عمر رہی ہوگی جب یہ بغداد پہونچے، اور بغداد اس وقت تک ہلاکو خاں کے

---

[1] قطعۂ تاریخ وصال ہے "زخاصاں بود تا تاریخ شد "خاص"۔ سنہ ۱۹۵۱ء میں سعدی کے مقبرہ کی ازسرنو تعمیر کی گئی۔

ہاتھوں برباد نہیں ہوا تھا، بدستور دار الخلافہ اور علم وعلما کا مرکز تھا، اس وقت دنیائے اسلام کی سب سے بڑی دینی درسگاہ دار العلوم نظامیہ تھا جسے ملک شاہ سلجوقی الپ ارسلاں کے وزیر اعظم نظام الملک طوسی م ۴۸۵ھ نے سال ۴۵۹ھ میں قائم کیا تھا، اس کی شہرت پوری اسلامی دنیا میں گونج رہی تھی۔ اس دار العلوم کی شہرت ہی شیخ کو شیراز سے بغداد کھینچ لائی، ورنہ شیراز میں مظفر الدین تکلہ بن زنگی م ۵۹۱ھ کا مدرسہ خود مجمع علما وفضلا تھا۔

بہر کیف شیخ نے نظامیہ بغداد میں داخل ہو کر تحصیل علم شروع کر دیا، اور ابو اسحٰق شیرازی نے (جو مدرسہ نظامیہ کے متولی تھے) شیخ کا وظیفہ مقرر کر دیا جس کی وجہ سے شیخ کو دل جمعی بھی حاصل ہو گئی، کہتے ہیں کہ بغداد میں جن علما وفضلا سے اکتساب علم کیا ان میں امام جلیل القدر علامہ یوسف بن ابو الفرج عبد الرحمٰن بن جوزی (۵۸۰۔۶۵۶ھ) ہیں جن کی کفش برداری ہر صاحب علم کے لئے باعث افتخار ہے، اور ان سے شرف تلمذ شیخ کی عظمت وبرتری کے لئے کافی ہے۔

حسب تصریح دولت شاہ لگ بھگ تیس سال آپ نے طالب علمی میں گزارے۔

طالب علمی کا ایک وقعہ: وہ بچپن ہی سے خوش بیانی اور حسن گفتار کے خوگر تھے، مدرسہ نظامیہ کے بعض طالب علم حسد سے جلے جاتے تھے، ایک دن شیخ نے اپنے استاذ ابن جوزی سے حاسدوں کی شکایت کی تو استاذ نے فرمایا! وہ بھی اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں اور تم بھی، وہ حسد سے جلے جاتے ہیں، اور تم بدگوئی میں مرے جاتے ہو۔

قوالی سے اجتناب: شیخ کی طبیعت ابتدا ہی سے تصوف اور درویشی کی طرف مائل تھی، وجد وسماع کی محفلوں میں شریک ہوا کرتے، شیخ کے استاذ ابن جوزی اس کو پسند نہ کرتے اور شیخ کو بھی سختی سے منع کرتے مگر وہ باز نہ آتے، آخر ایک بد آواز قوال سے پالا پڑ گیا، اور ساری رات اسی مکروہ صحبت میں بسر ہوئی، جب مجلس ختم ہوئی، شیخ نے سر سے عمامہ اتارا، جیب سے ایک دینار نکالا اور قوال کو نذر کیا، ساتھیوں نے تعجب کیا تو شیخ نے کہا، قوال صاحب کرامت بزرگ ہے، استاذ کی نصیحت نے وہ اثر نہیں کیا جو اس کے "لحن داؤدی" نے کیا ہے، اور اب میں سماع سے توبہ کرتا ہوں۔

زمانہ سیاحت: تحصیل علم سے فارغ ہو کر سیر وسیاحت شروع کی، بعض تذکروں میں بیس برس اور بعض میں تیس برس بیان کیا گیا ہے، جیسا کہ زمانہ طالب علمی کو بھی بعض نے تیس برس بتایا ہے۔ بہر حال سیاحت کی جو بھی مدت ہو مگر یہ واقعہ ہے کہ شیخ بہت بڑے سیاح تھے۔

سیر وسیاحت کی غرض مختلف ہوتی ہے، اور جو غرض پیش نظر ہوتی ہے سیاح اسی نظر سے چیزوں کو دیکھتا ہے۔ شیخ، شاعر تھے، فقیہ تھے، صوفی مشرب تھے، واعظ تھے، رند تھے، اور شوخ طبع تھے۔ غرض کہ مختلف حیثیتیں ان کے اندر جمع تھیں۔ اس لیے انھوں نے دنیا کے ہر رنگ کو ہر زاویہ سے خوب دیکھا بھالا، جانچا، پرکھا۔

شام یا عراق کے ایک شہر میں ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ قاضی شہر کی مجلس جمی ہوئی تھی شیخ بھی پہونچ گئے۔ لباس نہایت بوسیدہ اور کثیف تھا۔ آگے کسی نمایاں جگہ پر بیٹھ گئے، خدام نے اٹھا دیا، بڑی مشکل سے کسی گوشے میں جا بیٹھے۔ مجلس میں کسی فقہی مسئلے پر گرما گرم بحث ہو رہی تھی۔ ہر طرف سے شور وغل کی آوازیں بلند تھیں۔ مگر عقدہ نہ کھلتا۔ شیخ سے نہ رہا گیا۔ اسی گوشے سے للکار کر کہا۔

کہ برہاں قوی باید ومعنوی نہ رگہائے گردن بہ حجت قوی

شاندار لباسوں میں ملبوس علما اور دیگر حاضرین خرقہ پوش شیخ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ شیخ نے مسئلے کو نہایت خوبی وفصاحت کے ساتھ اس طرح واضح کر دیا کہ لوگ عش عش کرنے لگے۔ قاضی نے اپنی مسند چھوڑ دی اور اپنا عمامہ اتار کر شیخ کے سامنے پیش کر دیا۔ شیخ نے کہا! یہ غرور کا سامان ہے۔ مجھے نہیں چاہیے۔ (باب چہارم بوستاں)

انھوں نے شوق جہاں گردی میں لگ بھگ تیس سال مسافرت میں گزارے۔ بغداد، شام، حجاز سے لے کر شمالی افریقہ تک گھومتے

رہے۔ مختلف شہروں اور گوناگوں لوگوں کو دیکھا، مختلف مذاہب اور فرقوں سے واقف ہوئے۔ اور مختلف طبقاتِ انسانی سے اختلاط پیدا کیا۔ شاید اس شعر میں۔

ندانی کہ من دراقالیم غربت   چرا روزگاری بکردم درنگی

اسی کی طرف اشارہ ہو۔

شیخ دورانِ سیاحت ہندوستان بھی آئے۔ انھوں نے سومنات کا مندر بھی دیکھا۔ اس کا ذکر انھوں نے بوستاں میں کیا ہے کہ مندر کا بڑا بت ہر روز صبح دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتا۔ مجھے بڑا تعجب ہوا۔ میں نے دکھاوے کے طور پر بت کے ہاتھ چومے۔ اور بت خانہ میں پجاریوں کے مانند رہنے لگا۔ ایک دن مجھے موقع مل گیا۔ بت خانہ کا دروازہ بند کر دیا۔ اور غور سے دیکھنا شروع کیا۔ بت کی پشت پر ایک قیمتی پردہ تھا۔ پردے کی آڑ میں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں رسی تھی۔ جو بت کے ہاتھوں میں بندھی تھی۔ جب یہ رسی کھینچتا تو بت کے ہاتھ اٹھ جاتے۔ مجھے دیکھ کر وہ شخص بھاگا۔ میں نے اس کا پیچھا کر کے کنویں میں ڈھکیل دیا۔ اور اسے مار کر خود بھاگ نکلا۔ اور وہاں سے براہ یمن حجاز آیا۔

کئی مرتبہ (غالباً پانچ بار) حج بیت اللہ شریف کیا۔ پیغمبروں اور اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری دی۔ انھیں سیاحتوں کے دوران شیخ شہاب الدین سہروردی (ابو حفص عمر بن محمد صاحب عوارف المعارف متوفی ۶۳۲ھ) کے مرید ہوئے۔ تصوف کی تعلیم حاصل کی، اور ان کے فیض سے تزکیۂ نفس کے مراتب طے کیے۔ خود فرماتے ہیں:

مرا پیر دانائے فرخ شہاب   دواند زفرمود بر روئے آب
یکے آن کہ برخویش خودبیں مباش   دگر آں کہ برغیر بدبیں مباش

وہ ہندوستان و شام و بلقان ہوتے ہوئے بلاد روم پہونچے جہاں مولانا روم سے ملاقات ہوئی۔ (امیر خسرو سے ہند میں ملاقات ثابت نہیں۔ ہاں اتنا معلوم ہوتا ہے کہ امیر خسرو کا کلام سن کر پسند کیا تھا)۔

شیخ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بے سروسامان متوکل درویشوں کی طرح سفر کرتے، اور ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کر لیتے مگر اف تک نہ کرتے۔ خوفناک جنگلوں اور چٹیل میدانوں میں پیدل سفر کر لیتے۔ رات ہو جاتی تو عین راستے میں پتھریلی زمین پر سو رہتے۔

ایک مرتبہ بیت المقدس گئے۔ پھر فلسطین کے بیابانوں میں جا پہونچے۔ یہ صلیبی جنگوں کا زمانہ تھا۔ چنانچہ عیسائیوں نے پکڑ لیا۔ اور طرابلس الشرق میں ان سے خندق کھدواتے رہے۔ مدتوں بعد آپ کے ایک پرانے ملنے والے حلب کے معزز آدمی ادھر سے گزرے۔ حال پوچھا تو شیخ کہا!

ہمی گریختم از مرداں بکوہ بہ دشت   کہ از خدائے نہ بودم بہ دیگرے پرداخت
قیاس کن کہ چہ حالت بود دریں ساعت   کہ باطویلۂ نامردم بباید ساخت

یعنی آدمیوں سے بھاگتا تھا۔ جانوروں میں پھنس گیا ہوں۔ ظاہر ہے میری کیا حالت ہونی چاہیے۔ اس دوست کو رحم آیا۔ دس دینار دے کر شیخ کو قید فرنگ سے آزاد کرایا۔ اور اپنے ساتھ حلب لے گیا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اپنی بیٹی سے سو دینار مہر پر شادی کر دیا۔ مگر بیوی بد مزاج اور زبان دراز نکلی۔ شیخ کا ناک میں دم کر دیا۔ ایک دن طعنہ دیا کہ جناب وہی تو ہیں جنھیں میرے باپ نے دس دینار میں خریدا ہے! شیخ نے برجستہ جواب دیا! جی ہاں! میں وہی ہوں کہ آپ کے باپ نے مجھے دس دینار میں مول لیا۔ اور سو دینار میں آپ کے ہاتھ بیچ ڈالا۔

ترکستان کے صدر مقام کاشغر میں شیخ کی زندہ دلی کا ایک واقعہ قابل ذکر ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ تاتاریوں اور خوارزم شاہیوں کے درمیان صلح ہو چکی تھی۔ جامع کاشغر میں ایک طالب علم کو دیکھا کتاب نحو زمخشری ہاتھ میں لیے "ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْراً" کی رٹ لگا رہا ہے۔ آپ نے لڑکے سے کہا۔ کیوں میاں صاحبزادے! خوارزم و ختا میں تو صلح ہو گئی مگر زید و عمرو میں اب بھی مار پیٹ جاری ہے؟ طالب علم ہنس پڑا۔

اور شیخ کا وطن پوچھا۔ شیراز کا نام سنا تو فرمائش کی کہ سعدی کا کچھ کلام یاد ہو تو سنایئے۔ شیخ نے حسب موقع یہ شعر موزوں کر کے پڑھ دیا۔

اے دلِ عشاق بدامِ توصید ــــ ماہتو مشغول و تو باعمرو و زید

بعد میں کسی نے اسے بتایا کہ سعدی یہی ہیں۔ معذرت خواہانہ حاضر ہوا۔ مگر اب وہ کاشغر سے رخصت ہو رہے تھے۔
غرضیکہ جہاں گردی کے ان طویل ایام میں طرح طرح کے واقعات پیش آئے جن کا ذکر شیخ کی تصانیف میں جگہ جگہ موجود ہے۔

وطن واپسی: شیخ کو وطن سے نکلے ہوئے ایک زمانہ ہو گیا تھا۔ انھیں وطن کی یادیں بے چین کیا کرتی تھیں بالآخر اس طولانی سفر، آفاق و انفس کی سیر کے بعد یہ درویش صفت جہاں دیدہ شاعر و فقیہ تجربات معنوی اور افکارِ عالیہ کے سوغات کی لیے ہوئے ۶۵۸ھ میں شراز واپس ہوا۔ ان دنوں وہاں قتلغ خاں اتابک ابوبکر بن سعد زندگی (۶۲۳ھ ـــ ۶۶۸ھ) شیراز کے تخت سلطنت پر حکومت کر رہا تھا۔ ہر طرف امن و امان بحال اور نظم و نسق قائم ہو چکا تھا۔ خود کہتے ہیں۔

چو باز آمدم کشور آسودہ دیدم   پلنگاں رہا کردہ خوئے پلنگی
چناں بود در عہد اول کہ دیدی   جہانے پر آشوب و تشویش و تنگی
چنیں شد در ایام سلطانِ عادل   اتابک ابوبکر بن سعد زنگی

یہ بادشاہ بیدار مغز، اولوالعزم، اور علم و علما کا قدر داں تھا۔ اس نے شیخ کی کافی قدر و منزلت کیا۔ یہی بادشاہ شیخ کا ممدوح بھی رہا۔
اب پھر علما، فضلا اور شعرا دور دور سے کھنچ کر شیراز آنے لگے اور ایک بار پھر شیراز زنگی کی سرپرستی میں گہوارۂ علم و فضل بن گیا۔ اور سعدی اس کی سرپرستی میں باطمینان تصنیف و تالیف کر سکے۔

اسی کے زمانے میں سعدی نے گلستاں اور بوستاں تصنیف کیں اور دوسری تصانیف بھی معرضِ وجود میں آئیں۔ ان کی تصانیف میں ان دو کتابوں کے سوا مختصر منظوم مناجات بنام ''کریما'' اور دیگر قصائد، غزلیات، قطعات، ترجیع بند، رباعیات، مقالات اور عربی قصائد بھی ہیں۔ جو ان کے دیوان و کلیات میں جمع کر دیے گئے ہیں۔

اخیر عمر میں شیخ نے زاویہ نشینی (گوشہ نشینی) اختیار کر لی اور ارغون خاں کے زمانے کے بعد ۱۰۲ برس کی عمر پا کر سنہ ۶۹۱ھ مطابق سنہ ۱۲۹۲ء میں وصال فرمایا۔ مگر ان کتابوں کی وجہ سے زندہ جاوید ہو گئے۔

گلستاں

گلستاں: شیخ سعدی کی جادو بیانی اور فصاحت و بلاغت کا بہترین مرقع ہے۔ فارسی ادبیاتِ عالیہ کا بے مثل و بے نظیر شاہکار ہے۔ اس کے مضامین انتہائی بلند اور پند و موعظت سے لبریز ہیں۔ وہ سیرت و اخلاق کا جامع بیان اور تجربات و مشاہدات کا بیش بہا نچوڑ اور عطر مجموعہ ہے۔ نصیحت آمیز حکایتوں کی شکل میں علم الاخلاق کا بہترین درس ہے۔ غرض کہ گلستاں کی اپنی بہت ساری وہ خوبیاں ہیں جو اسے دیگر فارسی ادبیات کی کتابوں پر برتری عطا کرتی ہیں۔ اور جو قبول عام اس کتاب کو حاصل ہوا ہے ویسی مقبولیت اس فن کی کسی اور فارسی کتاب کو حاصل نہ ہوئی۔ ایران و ترکستان کے علاوہ ہند و پاک، یورپ و امریکہ اور تمام بلاد عالم میں خداداد مقبولیت کی حامل ہے۔ دنیا کی بیشتر اہم زبانوں میں اس کے ترجمے ہو چکے ہیں۔

یہ کتاب سنہ ۶۵۶ھ میں شیخ سعدی نے تصنیف کی۔ جس کو خود انھوں نے اس کے دیباچہ میں بیان کیا۔ اس وقت سے لے کر اب تک تقریباً ساڑھے سات سو برس سے اس کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہے۔ بچپن میں اس کی تعلیم شروع ہوتی ہے اور بڑھاپے تک شوقِ مطالعہ برقرار رہتا ہے۔ نوع بنوع افراد کے لیے ہر طرح کے ذوق کی تسکین کا سامان اس میں موجود ہے۔

گلستاں: کی نثر فارسی نثر کا عدیم النظیر شاہکار اور سہل الممتنع کا نادر نمونہ ہے۔ اس کے چست اور برمحل فقرے آج تک بطور ضرب المثل استعمال ہوتے ہیں۔

فارسی نثر مدتوں تک تصنع اور پر تکلف طرز ادا کی زنجیروں میں جکڑی رہی۔ جس کے نمونے ''تاریخ وصاف'' اور ''جہانکشائے جوینی'' ہیں جن میں لفظی مناسبات اور صنائع بدائع کی بہتات کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ خود اس برصغیر میں ''انشائے ابوالفضل'' انشائے قتیل'' اور ''رسائل طغرا'' اسی قسم کی نثر کے نمونے ہیں۔ لیکن گلستاں جیسا ایجاز اور بلاغت بھری زبان کسی اور میں کہاں؟۔ اس کے برجستہ جملے مثلاً ''چہ حرام زادہ مرد مانند کہ سنگ رابستہ سگ راکشادہ''۔ ''دامن از کجا آرم کہ جامہ ندارم''۔ اور ''عاقلے راپرسیدند، نیک بخت کیست و بد بخت چیست، گفت نیک بخت آں کہ خورد و کشت و بد بخت آنکہ مرد و ہست'' اور خاص کر یہ جملہ کہ ''از بستر زمش بہ خاکسترے گرمش بنشانند'' اور اسی قبیل کے ہزاروں جملے ہیں جو صنائع لفظی اور محاسنِ معنوی سے بھرپور فارسی معلّٰی کا اعلیٰ شاہکار ہیں۔ ان میں ہم وزن الفاظ اور متناسب فقروں کی نشست و برخاست، عبارات میں بست و کشاد قابل دید ہے۔ پھر تقابل تضاد وغیرہ صنعتوں کی لذتیں ان پر مستزاد ہیں۔ طرفہ خوبی یہ کہ علم اخلاق کے مسائلِ دقیق کی ایسی ایجازی شکل ہے جسے بچے بھی بآسانی یاد کرلیں اور سمجھ جائیں۔

ارباب بلاغت شیرینی ادا کے دیوانے نظر آتے ہیں، اہلِ ذوق سر دھنتے ہیں، فصاحت و بلاغت کا اعلیٰ ترین نمونہ بتاتے ہیں۔

چنانچہ ''ابوالفضل'' جیسا انشا پرداز اپنے علم و فضل کے باوجود معترف ہے کہ میں اس کی نظیر لانے سے قاصر رہا۔ علامہ سعد الدین تفتازانی جیسا نقاد طبع باآں فضل و کمال اور خود علم بلاغت میں مطول و مختصر جیسی عظیم شرحوں کی تصنیف اور عظمت قرطاس و قلم پر کامل دستگاہ کے باوجود آرزومند کہ

''اے کاش! سعدی میری تمام تصانیف لے لیتا اور گلستاں کا وہ فقرہ (آخر الذکر) مجھے دیدیتا۔

شیخ نے جگہ جگہ برمحل اشعار بھی پیش کیے ہیں جو سب کے سب ان کے طبع زاد ہیں۔ کسی دوسرے شاعر سے دریوزہ گری نہیں ہے۔ بہت سے اشعار بطور ضرب المثل زبانوں پر جاری وساری ہیں۔

اخلاقی کتابوں میں گلستاں کا پایہ بہت بلند ہے۔ اس کی حکایات شیخ کے طویل تجربات کا بہترین نچوڑ ہیں۔ ان سے جو اخلاقی نتائج مرتب ہوتے ہیں ان کی صحت و صداقت میں کسی شک و شبہہ کی گنجائش نہیں ہے۔ بحیثیت مجموعی گلستاں اخلاقیات کا ایک اعلیٰ علمی مجموعہ ہے جو عمدہ معاشرتی زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی اور سیرت و کردار کی درستی میں اپنی مثال آپ ہے۔ اور صاحب مجمع الفصحا کے مطابق فارسی ادبیات کی چار نایاب کتابوں میں سے ایک ہے (باقی تین شاہنامہ فردوسی، مثنوی مولانا روم، دیوان حافظ ہیں) بلکہ نثر میں تنہا یہی کتاب بے نظیر ہے جس کی شیرینی ادا اور لطف بیان نے ادبائے یورپ کو بھی مسخر کرلیا ہے اور وہ بھی اس کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔

بہرکیف گلستاں وہ اعلیٰ اور معیاری کتاب ہے جو بچپن ہی سے اعلیٰ سیرت و کردار کی تعمیر میں اہم رول انجام دیتی ہے۔ اور درسگاہوں میں بچوں کے اندر محاسنِ اخلاق کی دولتِ بے بہا اور فارسی ادب کا عمدہ ذوق پیدا کرنے میں ایک امتیازی مقام رکھتی ہے۔

نصر اللہ رضوی مصباحی
استاذ مدرسہ عربیہ فیض العلوم
محمد آباد گوہنہ
ضلع مئو

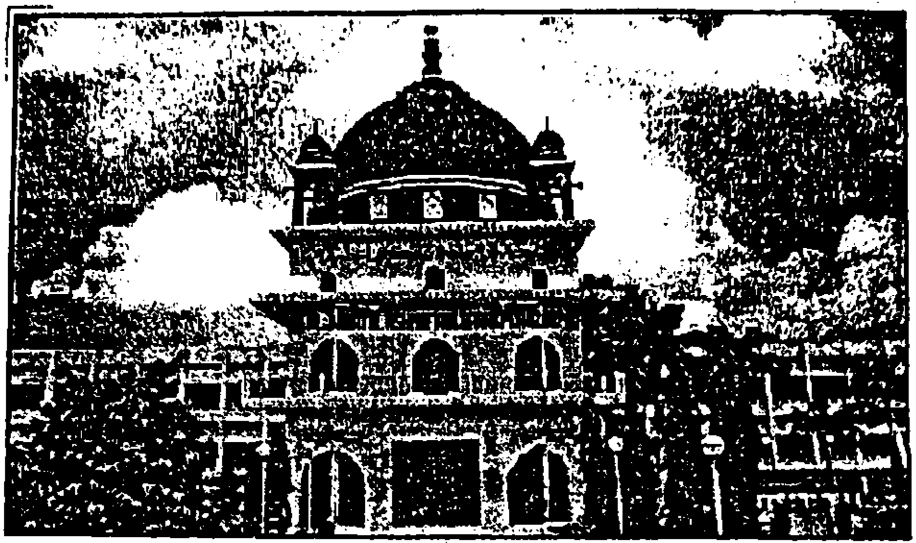

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مِنّت خدائے راعزّوجل کہ طاعتش موجبِ قُربتست و بشکر اندرش مزیدِ نعمت ہر نفسے کہ فرو میرود مُمِدِّ حیاتست و چوں برمی آید مُفرِّحِ ذات پس در ہر نفسے دو نعمت موجودست و بر ہر نعمتے شکرے واجب

بیت

از دست و زباں کہ برآید | کز عہدۂ شکرش بدر آید

اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا ؕ وَ قَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ ؕ

قطعہ

بندہ ہماں بہ کہ ز تقصیرِ خویش | عذر بدرگاہِ خدا آورد
ورنہ سزاوارِ خداوندیش | کس نتواند کہ بجا آورد

مِنّت: (بکسر میم وتشدید نون مفتوح) احسان کا اقرار کرنا۔ جتانا۔ احسان۔ بھلائی۔ شکریہ۔ شکر گزاری۔ حق تعالیٰ کی تحمید میں لفظ "شکر" سے بلیغ تر ہے۔ بعض نسخوں میں منت کے بعد لفظ "مر" بمعنی خاص ہے۔ خدائے راعزّ وجل: ادب فارسی کا ایک مخصوص انداز ہے کہ مرکب توصیفی میں فصل پیدا کردیتے ہیں، یعنی صفت موصوف کے درمیان کسی جار کو داخل کردیتے ہیں۔ یہ ترکیب اصل میں اس طرح ہے۔ منت خدائے عزّ وجل را۔ پھر "ادامی کنم" محذوف ہے۔ عزّ وجلّ: عزت وجلال والا۔ بزرگ و برتر۔ طاعت: بندگی۔ موجب: سبب۔ مزید نعمت: آیت کریمہ ہے وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّکُمْ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ. اوریاد کرو جب تمہارے رب نے سنادیا کہ اگر احسان مانوگے تو میں تمہیں اور دونگا۔ آیت ۷ سورہ ابراہیم ۱۴۔ (اس سے معلوم ہوا کہ شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے۔) نَفَس: (بفتحتین) سانس۔ جمع انفاس اور نَفْس: (بسکون فا) خواہش، جان، روح، جمع نفوس۔ فرورفتن: اندر جانا۔ ممدّ: مددگار۔ مفرّح: فرحت بخشنے والا۔ جب انسان اندر کو سانس کھینچتا ہے تازہ ہوا روح کو بالیدگی عطا کرتی ہے اور جب سانس باہر نکالتا ہے طبیعت کو فرحت محسوس ہوتی ہے۔ کہ: کون، کس۔ از دست: اس میں اشارہ ہے کہ شکر جوارح سے بھی ادا ہوجاتا ہے۔ زبان ہی سے ادائیگی منحصر نہیں ہے۔ حمد کے خلاف۔ بیت: شعر کے دو مصرعے۔ جمع ابیات۔ اس معنی میں بیوت جمع نہیں آتی۔ ا: اے داؤد والو! شکر کرو۔ اور میرے بندوں میں کم ہیں شکر والے۔ آیت ۱۳۔ سورہ سبا ۳۴۔ قطعہ: ٹکڑا، اور اصطلاح شعراء میں دو یا دو سے زیادہ اشعار۔ جس میں مطلع ہوا نہ ہو۔ گویا غزل یا قصیدہ کا ایک ٹکڑا کاٹ لیا گیا ہے۔ ہماں: مرکب ہے ہم [illegible]

بارانِ رحمتِ بیحسابش ہمہ را رسیدہ وخوانِ نعمتِ بیدریغش ہمہ جا کشیدہ پردۂ ناموسِ بندگاں بگناہِ فاحش ندرّد ووظیفۂ روزی بخطائے منکر نبرّد

قطعہ

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب　　گبر و ترسا وظیفہ خور داری
دوستاں را کجا کنی محروم　　تو کہ با دشمناں نظر داری

فرّاشِ بادِ صبا را گفتہ تا فرشِ زمرّدیں بگسترد ودایۂ ابرِ بہاری را فرمودہ تا بناتِ نبات را در مہدِ زمین بپرورد ودرختاں را بخلعتِ نوروزی قبائے استبرق در بر گرفتہ واطفالِ شاخ را بہ قدومِ موسمِ ربیع کلاہِ شگوفہ بر سر نہادہ عصارۂ نحلے بقدرتِ او شہدِ فائق شدہ وتخمِ خرمائے بہ تربیتِ او نخلِ باسق گشتہ ۔

قطعہ

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند　　تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہرِ تو سرگشتہ و فرماں بردار　　شرطِ انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری

درخبر است از سرورِ کائنات مفخرِ موجودات رحمتِ عالمیاں صفوتِ آدمیاں تتمۂ دورِ زماں ۔

خوان: دستر خوان۔ طباق۔ بیدریغ: بے روک ٹوک۔ ناموس: عزت، نام وننگ۔ آبرو۔ فاحش: فحش، شرمناک۔ کریمے: کریم بمعنی مہربان منادی ہے یا منادی محذوف کی صفت ہے اور یاء مجہول موصولہ ہے اور "کہ" صلہ۔ گبر: آتش پرست۔ ترسا: نصاریٰ و آتش پرست۔ (روی لفظ ہے) وظیفہ خور: وظیفہ خوار۔ دوستاں: اس سے مراد اطاعت کرنے والے بندے۔ دشمناں: نافرمان بندے مراد ہیں۔ نظر داشتن: نگہبانی اور پرورش کرنا۔ فرّاش: فرش بچھانے والا۔ بادصبا: صبح کے وقت کی ٹھنڈی ہوا۔ پُروا۔ فرّاشِ بادِ صبا: باد صبا جو فرش بچھانے والی ہے۔ فرش زمرّدیں: زمرد کی طرح سبز رنگ کا فرش یعنی گھاس کا فرش۔ دایۂ ابر بہاری: ابر بہار جو گلستان کے لیے دایہ کی طرح پرورش کرنے والا ہے۔ بنات: بیٹیاں۔ نبات: گھاس بنات نبات۔ پودے۔ مہد: گہوارہ، جھولا۔ خلعت نوروزی: وہ جوڑا جو نو روز کے دن بطور انعام دیا جاتا ہے۔ نوروز: موسم بہار کا پہلا دن جو ایرانیوں کے قومی جشن عید کا دن ہے۔ استبرق: سبز اطلس کی قسم کا ایک ریشمی کپڑا۔ قبائے استبرق: سبز ریشمی قبا، سبز لباس، مراد سبزہ ہے۔ اطفالِ شاخ: نئی نئی شاخیں۔ قدوم: آمد، آنا۔ عصارۂ نحل: شہد کی مکھی کا چوسا ہوا اور نچوڑا ہوا رس۔ فائق: برتر و بالا۔ لذیذ اور عمدہ۔ تخم خرما: چھوہارے کی گٹھلی۔ نخل: کھجور کا درخت۔ باسق: تناور۔ درکارند: مصروف کار ہیں۔ بکف آوردن: حاصل کرنا۔ شرط انصاف نباشد: انصاف کی بات نہ ہوگی۔ در خبر است: حدیث میں ہے۔ حدیث کے مضمون کا بیان آگے تینوں شعروں کے بعد "یکے از بندگانِ گنہگار الخ" سے شروع ہے اور "از سرورِ کائنات الخ" سے حمد کے بعد نعت کا سلسلہ شروع ہے۔ صفوت: برگزیدگی، برگزیدہ۔ خالص۔ تتمۂ دور زماں: یعنی پیغمبر آخر الزماں۔ خاتم النبیین۔

بیت

شفیعٌ مُطاعٌ نبیٌّ کریمٌ | قسیمٌ جسیمٌ نسیمٌ وسیم

بیت

بَلَغَ العُلیٰ بِکمالِہٖ، کَشَفَ الدُّجیٰ بِجمالِہٖ | حَسُنَتْ جمیعُ خِصالِہٖ، صَلُّوا علیہِ وآلِہٖ

بیت

چہ غم دیوارِ امت را کہ دارد چون تو پشتیبان | چہ باک از موجِ بحر آن را کہ باشد نوح کشتیبان

کہ یکے از بندگانِ گنہگارِ پریشانِ روزگار دستِ انابت بامیدِ اجابت بدرگاہِ خداوند جل وعلا بردارد ایزد تعالیٰ درو نظر نکند بازش بخواند بارِ دیگر اعراض فرماید بازش بہ تضرع وزاری بخواند حق سبحانہ وتعالیٰ گوید یا ملائکتی قد استحییتُ من عبدی ولیس لہ غیری دعوتش را اجابت کردم وامیدش برآوردم کہ از بسیاریِ دعا وگریۂ بندہ ہمی شرم دارم۔

بیت

کرم بین ولطفِ خداوندگار | گنہ بندہ کردست و او شرمسار

عاکفانِ کعبۂ جلالش بہ تقصیرِ عبادت معترف کہ ما عبدناک حق

شفیع: شفاعت اور سفارش کرنے والے۔ مطاع: اطاعت کیا ہوا۔ جس کی اطاعت کی جائے۔ قسیم، جسیم، نسیم، وسیم: یہاں چاروں الفاظ سے شیخ سعدی نے حسن و خوبروئی کے معانی مراد لیے ہیں۔ شعر کا ترجمہ: آپ شفاعت کرنے والے، مخلوق کے مطاع، کرم فرمانے والے نبی ہیں۔ آپ نعمتوں کے تقسیم کرنے والے، سبک رفتار، خوبرو اور حسین مرد ہیں۔

۲ آپ اپنے کمال کی وجہ سے مرتبوں کی بلندی پر پہونچے اور آپ نے اپنے نورِ جمال سے (ہر طرح کی) تاریکیوں کو دور فرمایا۔ آپ کی تمام خصلتیں عمدہ ہیں۔ ان پر اور ان کی آل واولاد پر درود بھیجو۔ پشتیبان: سہارا دینے والا۔ مددگار۔ کشتیبان: کشتی چلانے والا۔ انابت: خدائے تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا۔ مجازاً بمعنی توبہ و دعا۔ اجابت: قبولیت۔ مقبول ہونا۔ بخواند: توبہ و دعا کرتا ہے۔ اعراض: توجہ نہ کرنا۔ منہ موڑ لینا، گریز کرنا۔ تضرع: عجز و نیاز کا اظہار کرنا۔ تضرع وزاری: گریہ وزاری۔

۳: اے میرے فرشتو! مجھے اپنے بندے سے شرم آتی ہے۔ اس کے لیے میرے سوا کوئی نہیں۔ دعوتش: اس کی دعا۔ اجابت کردن: قبول کرنا۔

عاکفان: عاکف کی جمع۔ گوشہ نشین۔ مَا عَبَدْنَاکَ .... الخ: ہم تیری عبادت کا حق ادا نہ کر سکے۔

عبادتک و واصفانِ حلیۂ جمالش بتحیر منسوب کہ ماعرفناک حق معرفتک

قطعہ

گر کسے وصفِ او زمن پرسد | بیدل از بے نشاں چہ گوید باز
عاشقاں کشتگانِ معشوقند | بر نیاید ز کشتگاں آواز

یکے از صاحبدلاں بجیبِ مراقبہ فرو بردہ بود و در بحرِ مکاشفہ مستغرق شدہ حالے کہ ازاں معاملت باز آمد یکے از محبّاں گفت ازیں بوستاں کہ بودی چہ تحفہ کرامت کردی اصحاب را گفت بخاطر داشتم کہ چوں بدرختِ گل برسم دامنے پُر کنم ہدیۂ اصحاب را چوں برسیدم بوئے گلم چناں مست کرد کہ دامنم از دست برفت۔

قطعہ

اے مرغِ سحر عشق ز پروانہ بیاموز | کاں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد
ایں مدّعیاں در طلبش بیخبرانند | کاں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

قطعہ

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم | وز ہرچہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر | ما ہمچناں در اوّل وصفِ تو ماندہ ایم

واصفان: واصف کی جمع: تعریف کرنے والے۔ ماعرفناک الخ: یعنی ہم تجھے کما حقہ نہ پہچان سکے۔ بیدل: عاشق۔ بے نشان: مراد ذات خداوندی۔ چہ گوید باز: یعنی کھل کر کیا کہے۔ وضاحت سے کیا بیان کرے۔ صاحبدلاں: اہل دل، اہل تصوف، اللہ والے۔ سعدی نے خود اپنے کو مراد لیا ہے۔ مستغرق: ڈوبا ہوا۔ سر بجیب مراقبہ فرو بردن: متوجہ بخدا سر جھکا کر بیٹھنا۔ مکاشفہ: (اصطلاح صوفیہ میں) صوفی کے دل کی وہ کیفیت جس میں اس پر اسرار خداوندی اور غیبی امور عیاں ہو جاتے ہیں۔ حالے کہ ازاں معاملت باز آمد: یعنی جب اس نے مکاشفہ سے سر اٹھایا۔ عالم مکاشفہ ختم ہوا۔ خاطر: فکر و خیال۔ از دست برفت: تھ سے چھوٹ گیا۔ (میں بے خود ہو گیا) دامنے پر نم ہدیۂ اصحاب را: یعنی ے ہدیۂ اصحاب دامنے ل ہا پُر کنم۔ ہدیہ: تحفہ۔ غ سحر: بلبل نیز ہر وہ ہ جو صبح کو چہچہائے۔ یعنی بلبل تو عشق پروانے سیکھ کہ وہ راہِ محبت میں کھو بیٹھتا ہے لیکن کیا ں کہ آہ بھی کرے۔ یہی عشق ہے۔ صبح دم چہچہانا اور آہیں بھرنا خام عشق نا ہے۔ مدعیاں: ن۔ ہ میں شور مچانے اور جھوٹا دعویٰ کرنے والے۔ یعنی یہ دنیا والے جو طلبِ خدا اور عشقِ الٰہی کا دعویٰ کرتے ہیں وہ اس حقیقت سے بے خبر ہیں۔ دلیل یہ ہے کہ جن لوگوں کو اس ذات کی آگاہی حاصل ہوئی پھر ان کی بھی خبر نہ ملی۔ یعنی وہ گم کردۂ ہوش ہو گیے اور خدا شناسی کا دعویٰ نہ کر سکے۔ خیال: (مع) پندار، تصور، صورت جو خواب میں نظر آئے یا بیداری میں تصور کرے، سمجھ، رائے۔ قیاس: دو چیزوں کے درمیان اندازہ کرنا۔

وز ہرچہ گفتہ اند: یعنی جو کچھ لوگوں نے خدا کے بارے میں کہا ہے اور جو ہم نے سنا اور پڑھا ہے ان سب سے تو (خدائے تعالیٰ) بالاتر

ذکرِ محامدِ پادشاہِ اسلام اتابک ابوبکر بن سعد بن زنگی نوّر اللہ تربتہٗ

ذکرِ جمیلِ سعدی کہ در افواہِ عوام افتادہ است وصیتِ سخنش کہ در بسیطِ زمین رفتہ وقصب الجیبِ حدیثش کہ ہمچو شکر می خورند ورقعۂ منشآتش کہ ہمچو کاغذِ زر می برند بر کمالِ فضل و بلاغتِ او حمل نتواں کرد بلکہ خداوندِ جہاں وقطبِ دائرۂ زماں وقائم مقامِ سلیمان و ناصرِ اہلِ ایمان اتابکِ اعظم مظفر الدنیا والدین ابوبکر بن سعد زنگی ظِلُّ اللّٰہ تعالیٰ فِی اَرضِہٖ رَبِّ ارضَ عنہُ وَاَرضِہٖ بہ عینِ عنایت نظر کردہ است وتحسینِ بلیغ فرمودہ وارادتِ صادق نمودہ لاجرم کافۂ انام از خواص وعوام بہ محبتِ او گرائیدہ اند کہ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِہِمْ۔

رباعی

زانگہ کہ ترا بر منِ مسکین نظر است | آثارم از آفتاب مشہور تر است
گر خود ہمہ عیب ہا بدیں بندہ درست | ہر عیب کہ سلطاں بہ پسندد ہنر است

قطعہ

گلے خوشبوئے در حمام روزے | رسید از دستِ محبوبے بدستم

محامد: جمع ہے واحد محمدۃ ہے ستائش وتعریف، خوبیاں۔ اتابک: استاد، ادب سکھانے والا، شاہانِ شیراز کا لقب، چونکہ ان کا مورثِ اعلیٰ سلطان سنجر کا اتالیق تھا اس لیے لفظ اتابک بطور تفاخر ہمیشہ ہی استعمال کرتے رہے لغوی معنی نگہبان۔ نوّرَ اللّٰہ تربتہٗ: اللہ اس کی قبر کو نور سے بھر دے۔ جمیل: اچھا، عمدہ خوب۔ سعدی: سعد بن ابوبکر بن سعد زنگی کی طرف منسوب ہے۔ اسے مصلح الدین شیرازی نے اپنا تخلص قرار دیا تھا۔ افواہ: فوہ کی جمع، منہ۔ در افواہِ عوام افتاد: عوام میں مشہور ہوا۔ صیت: شہرہ۔ چرچا۔ قصب الجیب حدیث: یہاں اضافت تشبیہی ہے۔ رقعۂ منشآت: یعنی انشاء پردازی کے خطوط ومضامین۔ کاغذِ زر: سونے کا ورق۔ سعدی کے عہد میں نوٹ کا رواج نہ تھا، ورنہ نوٹ کے معنی لیے جاسکتے ہیں۔ جدید فارسی میں یہی معنی ہیں۔ برکمالِ فضل وبلاغت او حمل نتواں کرد: یہ فقرہ خبر ہے اور "ذکرِ جمیلِ سعدی" مبتدا۔ قطب: آہنی میخ جس پر چکی گھومتی ہے۔ ایسے شخص کو کہتے ہیں جو سارے امور میں لوگوں کا مرجع ہو۔ قائم مقام سلیمان: اس بناء پر کہا کہ حضرت سلیمان کا پایۂ تخت بھی شیراز ہی تھا۔ مظفر: کامیاب۔ ظل اللہ الخ: خدا کی سرزمین میں خدا کا سایہ۔ اے خدا! تو اس سے راضی رہ اور اس کو خوش رکھ۔ تحسین بلیغ: بہت زیادہ تعریف وتوصیف۔ ارادتِ صادق: سچی عقیدت۔ لاجرم: بیشک، یقیناً۔ یعنی اسی کے نتیجہ میں۔ کافۂ انام: پوری مخلوق۔ الناس الخ: رعایا بادشاہ کے مذہب پر چلتی ہے۔ یعنی اسی کا انداز واطوار اپناتی ہے۔ رباعی: (شعراءِ عجم کی اصطلاح میں) ایسے چار مصرعے کہ مصراع چہارم پہلے اور دوسرے کا ہم قافیہ ہو اور تیسرے مصراع میں لازم نہیں کہ وہی قافیہ ہو۔ یہ رباعی بحر ہزج اخرب واخرم مثمن میں آئے گی جس کا وزنِ خاص یہ ہے۔ لاحول و لاقوۃ الا باللہ۔ اگر اس وزن پر نہ ہو اس کو قطعہ کہیں گے۔ رباعی نہ کہیں گے۔ اس کی مثال: "ای مرغِ سحر عشق ز پروانہ بیاموز" ہے۔ زانگہ: یعنی چونکہ۔ آثار: اثر کی جمع۔ نشان۔ مراد کلام اور تصانیف ہیں۔ گلے خوشبوئے: گلے میں یائے تنکیر ہے۔ پورا قطعہ بطور تمثیل بیان کیا ہے اور ہم نشینی کے اثرات سے آگاہ بنایا کہ صحبت اثر انداز ہوتی ہے۔ اور اچھوں کی صحبت اچھا بنا دیتی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ میں اگرچہ بے حیثیت ہوں لیکن بادشاہ کی نظر عنایت نے مجھے اوجِ کمال پر پہنچا دیا۔ گلے خوشبوئے: ملتانی مٹی کو عرق گلاب وغیرہ سے گوندھ کر حمام میں رکھ دیتے تھے تا کہ نہاتے وقت اس سے سر دھو سکیں۔

بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری کہ از بوئے دلآویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم ولیکن مدتے با گل نشستم
جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

اَللّٰھُمَّ مَتِّعِ الْمُسْلِمِیْنَ بِطُوْلِ حَیَاتِہٖ وَضَاعِفْ ثَوَابَ جَمِیْلِہٖ وَحَسَنَاتِہٖ وَارْفَعْ دَرَجَ اَوِدَّائِہٖ وَوُلَاتِہٖ وَدَمِّرْ عَلٰی اَعْدَائِہٖ وَشُنَاتِہٖ بِمَا تُلِیَ فِی الْقُرْآنِ مِنْ آیَاتِہٖ وَآمِنْ بَلَدَہٗ یَارَبِّ احْفَظْ وَلَدَہٗ

قطعہ

لَقَدْ سَعِدَ الدُّنْیَا بِہٖ دَامَ سَعْدُہٗ وَاَیَّدَہُ الْمَوْلٰی بِاَلْوِیَۃِ النَّصْرِ
کَذَالِکَ تَنْشَا لِیْنَۃٌ ھُوَ عِرْقُھَا وَحُسْنُ نَبَاتِ الْاَرْضِ مِنْ کَرَمِ الْبَذْرِ

ایزد تعالیٰ و تقدس خطۂ پاک شیراز را بہیبتِ حاکمانِ عادل وہمتِ عالمانِ عامل تا زمانِ قیامت در امانِ سلامت نگہدارد

قطعہ

اقلیمِ پارس را غم از آسیبِ دہر نیست تا بر سرش بود چو توئے سایۂ خدا
امروز کس نشاں ندہد در بسیطِ خاک مانندِ آستانِ درت مأمنِ رضا
بر تست پاسِ خاطرِ بیچارگان و شکر بر ما و بر خدائے جہاں آفریں جزا

عبیر: ایک قسم کی مرکب خوشبو جو صندل وگلاب ومشک سے بناتے ہیں۔ اللھم... الخ: اے اللہ! اس (بادشاہ) کی درازی عمر سے مسلمانوں کو فائدہ پہونچا اور اس کی نیکیوں اور خوبیوں کا اس کو دو چند ثواب عطا فرما۔ اور اس کے دوستوں اور حاکموں کے مراتب بلند فرما۔ اور اس کے دشمنوں اور بد خواہوں پر ہلاکت نازل فرما۔ قرآن کی ان آیتوں کی برکت سے جن کی تلاوت کی جاتی ہے۔ اے اللہ! اس کے ملک کو پر امن رکھ اور اس کے فرزند (ولی عہد) کی نگہبانی فرما۔ لقد.. الخ: اس (بادشاہ) کی وجہ سے دنیا نیک بخت بنی۔ خدا کرے اس کی نیک بختی ہمیشہ رہے۔ اور مولیٰ تعالیٰ نصرت کے جھنڈوں سے اس کی مدد فرمائے۔ اسی طرح نشو ونما پائے گا وہ درخت (یعنی صاحبزادہ) جس کی وہ (بادشاہ) جڑ ہے۔ زمین کی پیداوار کی خوبی بیج کی عمدگی پر (منحصر) ہے۔ تعالیٰ و تقدس: بلندی اور پاکیزگی والا۔ اِقلیم: ربع مسکون (آباد زمین) کا ساتواں حصہ، حصہ ملک، جمع اَقالیم۔ قدیم جغرافیائی تقسیم میں ساری دنیا سات اقلیم میں منقسم ہے۔ پارس اقلیم چہارم میں ہے۔ پارس: علاقۂ ایران کو کہا جاتا ہے پارس بن پہلو بن سام بن نوح کی مملکت رہا ہے۔ اس لیے اسی کے نام سے مشہور ہوگیا۔ اس ملک کے مشہور شہر شیراز، اصفہان، ہمدان وغیرہ ہیں۔ اور پارس ترکی میں پلنگ درندہ کو کہتے ہیں۔ سایۂ خدا: مراد بادشاہ۔ بسیط خاک: روئے زمین۔ مأمن: امن وامان کی جگہ۔ مأمنِ رضا: سے اشارہ امام علی موسی رضا رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کی طرف ہے جو مشہد مقدس میں ہے۔ جہاں آفریں: (اسم فاعل سماعی) دنیا کا پیدا کرنے والا

یارب ز باد فتنہ نگہدار خاک پارس | چندانکہ خاک را بود و باد را بقا

در سببِ تالیفِ کتاب

یک شب تاملِ ایامِ گذشتہ می کردم و بر عمرِ تلف کردہ تاسف می خوردم و سنگلاخۂ دل را بالماسِ آبِ دیدہ می سفتم و این بیتہا مناسبِ حالِ خود می گفتم۔

مثنوی

ہر دم از عمر می رود نفسے | چون نگہ می کنم نماند بسے
اے کہ پنجاہ رفت و در خوابی | مگر ایں پنج روز دریابی
خجل آنکس کہ رفت و کار نساخت | کوسِ رحلت زدند و بار نساخت
خوابِ نوشیں بامدادِ رحیل | باز دارد پیادہ را ز سبیل
ہر کہ آمد عمارتے نو ساخت | رفت و منزل بدیگرے پرداخت
واں دگر پخت ہمچنیں ہوسے | ویں عمارت بسر نبرد کسے
یارِ ناپائدار دوست مدار | دوستی را نشاید ایں غدار
مادۂ عیشِ آدمی شکم است | تا بتدریج میرود چہ غم است

چنداں کہ الخ: مراد ہمیشگی ہے۔ تالیف: جمع کرنا۔ کتاب لکھنا۔ مرتب کرنا۔ مضامین اگر طبع زاد ہوں تو تصنیف ہے۔ اگر دوسروں سے مستفاد ہوں تو تالیف ہے۔ تامّل: غور و فکر کرنا۔ تلف کردہ: برباد کی ہوئی۔ ضائع۔ تأسف: افسوس کرنا۔ سنگلاخۂ دل: سنگ: پتھر۔ لاخ۔ ولاخہ: کثرت ظاہر کرنے کے لیے بڑھاتے ہیں۔ جس سے معنی جمع پیدا ہو جاتا ہے۔ یعنی دل کے پتھروں۔ آب دیدہ: آنسو۔ الماس: ہیرا۔ انتہائی سخت چیزیں ہیرے سے تراشی جاتی ہیں۔ خصوصاً موتی میں ہیرے کے برمے سے سوراخ کرتے ہیں۔ سعدی نے اس مناسبت کو ملحوظ رکھا۔ آنسوؤں کے ہیرے سے دل کے پتھروں میں سوراخ کر رہا تھا۔ اور بعض نسخوں میں "سنگ سراچہ" ہے یعنی چھوٹی سرائے مراد دل ہے۔ اس جملے سے مراد یہ ہے کہ دل افسردہ تھا اور میں آنسو بہا رہا تھا۔ مثنوی: مثنی کی طرف منسوب۔ وہ منظوم کلام جس کے ہر بیت میں دو قافیہ علیحدہ ہوں۔ لہٰذا مختلف القوافی ابیات کو "مثنوی" کہتے ہیں۔ ہر دم: ہر گھڑی۔ نگہ: نگاہ کا مخفف۔ بمعنی غور، فکر۔ بسے: زیادہ۔ اے: یہاں منادی یعنی مخاطب محذوف ہے۔ پنجاہ: مراد کثیر ہے۔ پنج روز: یعنی زندگی کے باقیماندہ تھوڑے دن۔ خجل: شرمندہ۔ کوس رحلت: روانگی کا نقارہ۔ خواب نوشیں: میٹھی نیند۔ بامداد: صبح۔ رحیل: کوچ۔ روانگی۔ بدیگرے پرداخت: دوسرے کے لیے خالی کر دیا۔ ہوس پختن: خیالی پلاؤ پکانا۔ ہوسے پخت: یعنی پہلے والے طرح دوسری تعمیر کا قصد کیا۔ یار ناپائیدار: مراد دنیا ہے۔ نشاید: مناسب نہیں، موزوں نہیں۔ غدار: سخت بیوفا۔ دھوکہ باز۔ مراد دنیا ہے۔ مادۂ عیش: زندگانی کا مدار، سرمایہ۔ فارسی میں ضرورت شعری کی بنا پر دال ساکن کر لیتے ہیں۔ بتدریج: اعتدال کے ساتھ، آہستہ آہستہ۔ یعنی جب تک پیٹ کی حالت اعتدال و توازن کے ساتھ رہے۔

گر بہ بندد چنانکہ نکشاید | اگر دل از عمر برکند شاید
ورکشاید چنانکہ نتواں بست | گو بشو از حیاتِ دنیا دست
چار طبعِ مخالف و سرکش | چند روزے بوند باہم خوش
گر یکے زیں چہار شد غالب | جانِ شیریں برآید از قالب
لاجرم مردِ عارفِ کامل | ننہد بر حیاتِ دنیا دل
نیک و بد چوں ہمی بباید مُرد | خنک آنکس کہ گوئے نیکی بُرد
برگِ عیشی بگورِ خویش فرست | کس نیارد زپس تو پیش فرست
عمر برف ست و آفتاب تموز | اندکے ماند و خواجہ غرّہ ہنوز
اے تہیدست رفتہ در بازار | ترسمت پُر نیاوری دستار
ہر کہ مزروع خود خورد بخوید | وقتِ خرمنش خوشہ باید چید
پندِ سعدی بگوشِ دل بشنو | رہ چنین ست مرد باش و برو

بعد از تامل مصلحت آں دیدم کہ در نشیمنِ عزلت نشینم و دامنِ صحبت فراہم چینم و دفتر از گفتار ہائے پریشاں بشویم و من بعد پریشاں نگویم۔

بیت

زباں بریدہ بکنجے نشستہ صمٌّ بکمٌ | بہ از کسے کہ نباشد زبانش اندر حکم

گر بہ بندد: یعنی قبض ہو جائے۔ (ا) دل برکردن: امید منقطع کر لینا۔ گودل الخ: بعض نسخوں میں یوں ہے، "گودل از غم پری کند شاید" ہوسکتا ہے۔ دل غم سے بھر جائے تو ہوسکتا ہے۔ دست از حیاتِ دنیا شستن: دنیا کی زندگی سے ہاتھ دھولینا۔ ورکشاید: یعنی اگر دست آنے لگیں۔ چار طبع مخالف: عناصر اربعہ (آگ، پانی، مٹی، ہوا) کی چار طبیعتیں جو آپس میں مخالف ہیں۔ حرارت، برودت، رطوبت، یبوست یا خود عناصر مراد ہیں۔ باہم خوش بودن: آپس میں متوازن رہنا۔ قالب: کالبد، بدن انسانی۔ لاجرم: ناچار۔ ناگزیر۔ یقیناً۔ مرد عارف: معرفت رکھنے والا۔ خدا شناس مرد، دل نہ نہد: دل نہیں لگاتا۔ خنک: خوش و خرم۔ گوئے نیکی برد: نیکی کی گیند لے گیا۔ یعنی نیکی میں سبقت لے گیا۔ برگ: پتہ مراد ساز و سامان۔ عیشی: خوشی۔ راحت۔ برگ عیشی: مراد نیک کام ہیں۔ کس نیارد الخ: یعنی تم خود توشہ آخرت تیار کرلو۔ تموز: رومی مہینے کا نام ہے۔ ایران میں یہ مہینہ شدت گرما کے لیے ضرب المثل ہے۔ عمر برف ..الخ: عمر مشبہ مفرد ہے۔ برف اور آفتاب تموز مشبہ بہ مرکب یعنی زندگی برف اور ماہ تموز کے آفتاب کے مانند ہے۔ غرّہ: فریب خوردہ۔ دھوکہ کھایا ہوا۔ تہیدست: خالی ہاتھ۔ منادی کی صفت ہے یعنی اے شخص تہیدست۔ پُر نیاوری دستار: دستار بمعنی رومال ہوسکتا ہے۔ یعنی رومال میں بازار سے سودا بھر کر نہ لاسکے گا۔ مزروع: کھیتی۔ خوید: بفتح اول وکسر واو۔ بروزن بعید۔ اور خید بالکسر بغیر واو کے بروزن عید دونوں درست ہے۔ معنی کچی۔ یعنی جو شخص اپنی کھیتی پکنے سے پہلے کچے میں کھا جائے گا تو کٹائی کے وقت فقیروں کی طرح اسے خوشہ چینی کرنی پڑے گی۔ تامل: غور و فکر کرنا۔ بعض نسخوں میں یوں ہے "بعد از تاملِ ایں معنی"۔ نشیمن: نشستگاہ۔ خلوت خانہ۔ چھوٹا گھر۔ عزلت: تنہائی۔ علیحدگی۔ دامنِ صحبت فراہم چینم: صحبت کا دامن سمیٹ لوں۔ یعنی ملنا جلنا ترک کردوں۔ من بعد: اس کے بعد۔ آئندہ۔ صمٌّ بکمٌ: بہرا، گونگا، دونوں جمع ہیں مگر فارسی میں عربی الفاظ جمع مفرد کے معنی میں استعمال کر لیتے ہیں۔ اندر حکم: قابو میں [illegible] کسے الخ: یعنی اس شخص [illegible]

تا یکے از دوستاں کہ در کجاوہ ہم نشین من بودے و در حجرہ جلیس برسمِ قدیم از در در آمد چندانکہ نشاطِ ملاعبت کرد و بساطِ مداعبت گسترد جوابش نگفتم و سر از زانوئے تعبّد برنگرفتم رنجیدہ نگہ کرد و گفت۔

قطعہ

کنونت کہ امکانِ گفتار ہست
بگوائے برادر بلطف و خوشی،
کہ فردا چو پیکِ اجل در رسد
بحکمِ ضرورت زباں در کشی

کسے از متعلقانِ منش برحسبِ واقعہ مطّلع گردانید کہ فلاں عزم کردہ است و نیّتِ جزم کہ بقیّتِ عمر معتکف نشیند و خاموشی گزیند تو نیز اگر توانی سرِ خویش گیر و مجانبت پیش گفتا بعزّتِ عظیم و صحبتِ قدیم کہ دم برنیارم و قدم برندارم مگر آنگہ کہ سخن گفتہ شود بعادتِ مالوف و طریقِ معروف کہ آزردنِ دلِ دوستاں جہل است و کفّارتِ یمین سہل خلافِ راہِ صواب ست و عکسِ رائے اولی الالباب ذوالفقارِ علی در نیام و زبانِ سعدی در کام۔

قطعہ

زباں در دہانِ خردمند چیست
کلیدِ درِ گنجِ صاحب ہنر

کجاوہ: محمل۔ اونٹ کا پالان۔ ہمنشین: ساتھ بیٹھنے والا۔ جلیس: ساتھ بیٹھنے والا۔ ساتھی، جمع جُلَساء۔ نشاط: خوشی، ملاعبت: آپس میں کھیل کود کی باتیں کرنا۔ نشاطِ ملاعبت: یعنی خوشی مذاقی۔ مداعبت: مذاق، دل لگی۔ بساط: بچھونا۔ تعبّد: عبادت کرنا، سر برنگرفتم: میں نے سر نہ اٹھایا۔ کنونت: (یعنی اکنوں کہ ترا) اب کہ تجھ کو۔ امکان: طاقت۔ پیکِ اجل: موت کا قاصد۔ (موت کا فرشتہ) زبان در کشی: یعنی تو خاموش ہو جائے گا۔ منش: اصل میں من اش تھا۔ ش ضمیر منصوب ہے۔ فلاں: یعنی سعدی نے۔ عزم جزم: پختہ ارادہ۔ معتکف: مسجد یا کسی جگہ پر دنیا سے قطع تعلق کر کے بہ نیت عبادت بیٹھنے والا۔ اعتکاف کرنے والا۔ سرِ خویش: اپنا خیال۔ مجانبت: کنارہ کشی۔ علیحدگی۔ گفتا: الف برائے تحسین کلام ہے۔ بعزت: با، قسمیہ ہے۔ بعزت عظیم: عظمت والے خدا کی عزت کی قسم۔ دم برنیارم الخ: یعنی جب تک سعدی گفتگو نہ شروع کر دیں تب تک نہ میں دم لوں گا نہ ٹلونگا۔ عادت مالوف: پسندیدہ اور مانوس عادت۔ یعنی حسب معمول سابق۔ کفارتِ یمین: قسم توڑنے کا بدلہ وفدیہ۔ (دیدینا آسان ہے)۔ سہل: آسان۔ یعنی اگر سعدی نے بات نہ کرنے کی قسم کھائی ہے تو قسم توڑ دیں اور اس کا کفارہ ادا کر دیں۔ ذوالفقار: اس دودھاری تلوار کا نام جو سرکار رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمائی تھی۔ زبان سعدی درکام: یعنی تلوار کا نیام میں رکھے رہنا اور سعدی کا زبان کو تالو سے چمٹائے رکھنا (یعنی بات نہ کرنا) کسی طرح درست نہیں۔ کلید: کنجی۔

پیلہ ور: بساطہ فروش۔ بعض نسخوں میں شیشہ گر ہے۔ مگر باعتبار سیاق "پیلہ ور" ہی مناسب ہے۔ طیرۂ عقل: خرابی عقل کی دلیل۔ دم فروبستن: دم سادھ لینا۔ فی الجملہ: خلاصۂ کلام۔ الغرض۔ مختصر یہ کہ۔ مکالمت، محادثت: آپس میں باتیں کرنا۔ باہم گفتگو کرنا۔ محبِ صادق: سچا دوست۔ گزیر: ضروری۔ گریز: گریختن کا حاصل مصدر بمعنی بھاگنا۔ بچنا۔ یعنی جب کسی سے لڑائی لڑو تو اس امر کا خیال رکھو کہ یا تو تم اس پر غالب آجاؤ یا شکست کا اندیشہ ہو تو اس سے بچ کر نکل سکو۔ بحکم ضرورت: ضرورت کے مطابق۔ تفرج کناں: (حال ہے) سیر و تفریح کرتا ہوا۔ فصل ربیع: موسم بہار۔ صولت برد: سرما کا دبدبہ۔ اوان: زمانہ۔ ورد: پھول، گلاب کا پھول۔ دولت ورد: یعنی بہار۔ اول: آغاز۔ ابتدا۔ اردی بہشت: ارد بمعنی مانند بہشت جنت۔ مرکب سنہ جلالی کے ایک مہینہ کا نام۔ شاہ سلجوق جلال الدین کی طرف منسوب ہے۔ ایران میں آج بھی یہ مہینے جاری ہیں۔ یہ مہینہ بہار کا ہوتا جس میں کرمن پھولوں کی کثرت سے جنت نظیر ہو جاتی ہے۔ مہینوں کے نام کے آخر میں ماہ لگا دیا جاتا ہے۔ جیسے فروردیں ماہ۔ آزر ماہ۔ بہمن و دے خزاں کے مہینے ہوتے ہیں۔ منابر: منبر کی جمع۔ قضباں: بالضم شاخیں۔ قضیب کی عربی جمع ہے۔ "ان" فارسی جمع کا نہیں ہے۔ نم: نمی۔ شبنم۔ لآلی: "لولو" کی جمع۔ موتی۔ عرق: پسینہ۔ عذار: بمعنی عارض۔ رخسار۔ شاہد: معشوق۔ حسین۔ غضبان: غضبناک۔ غصہ میں بھرا ہوا۔ (صفت مشبہ ہے) اتفاقِ مبیت: رات گزارنے کا اتفاق۔ درہم: گنجان۔ یعنی رات کو جس باغ میں ہم نے قیام کیا وہ جگہ بڑی شاداب اور خوش منظر تھی۔ خردہ مینا: سبز کانچ کے ٹکڑے سے مراد سبزہ زار۔

چو در بستہ باشد چہ داند کسے | کہ جوہر فروش ست یا پیلہ ور

قطعہ

اگر چہ پیشِ خردمند خامشی ادب ست | بوقتِ مصلحت آں بہ کہ در سخن کوشی
دو چیز طیرۂ عقل ست دم فروبستن | بوقتِ گفتن و گفتن بوقتِ خاموشی

فی الجملہ زباں از مکالمتِ او درکشیدن قوّت نداشتم و روئے از محادثت بگردانیدن مروّت ندانستم کہ یارِ موافق بود و محبِ صادق۔

بیت

چو جنگ آوری با کسے برستیز | کہ ازوے گزیرت بود یا گریز

بحکمِ ضرورت سخن گفتم و تفرّج کناں بیروں رفتم در فصلِ ربیعے کہ صولتِ بَرد آرمیدہ بود و اوانِ دولتِ وَرد رسیدہ

قطعہ

اوّلِ اُردی بہشت ماہ جلالی | بلبل گویندہ بر منابرِ قضباں
بر گلِ سرخ از نم اوفتادہ لآلی | ہمچو عرق بر عذارِ شاہدِ غضباں

شب را ببوستاں بایکے از دوستاں اتفاقِ مبیت افتاد موضعے خوش و خرّم و درختانِ دلکش و درہم گفتی کہ خردۂ مینا بر خاکش

ریختہ و عقدِ ثریّا از تاکش آویختہ۔

قطعہ

رَوْضَۃٌ مَاءُ نَہْرِہَا سَلْسَلٌ   دَوْحَۃٌ سَجْعُ طَیْرِہَا مَوْزُوْنٌ
آں پُر از لالہ ہائے رنگا رنگ   ویں پُر از میوہ ہائے گونا گوں
باد در سایۂ درختانش   گسترانیدہ فرشِ بوقلموں

بامداداں کہ خاطرِ باز آمدن بر رائے نشستن غالب آمد دیدمش دامنے گُل و ریحان و سنبل و ضیمراں فراہم آوردہ و آہنگِ رجوع کردہ گفتم گُلِ بوستاں را چنانکہ دانی بقائے و عہدِ گلستاں را وفائے نباشد و حکیماں گفتہ اند ہرچہ نپاید دلبستگی را نشاید گفت طریق چیست گفتم برائے نزہتِ ناظراں و فسحتِ حاضراں کتابِ گلستاں توانم تصنیف کردن کہ بادِ خزاں را بر ورقِ او دستِ تطاول نباشد و گردشِ زمان عیشِ ربیعش را بہ طیشِ خریف مبدّل نکند

قطعہ

بچہ کار آیدت زگُل طبقے   از گلستانِ من ببر ورقے
گُل ہمیں پنج روز و شش باشد   ویں گلستاں ہمیشہ خوش باشد

حالے کہ من ایں حکایت بگفتم دامنِ گُل بریخت و در دامنم آویخت کہ

عقد: ہار۔ ثریا: پروین جو دانوں کی صورت میں چھوٹے ستاروں کا مجموعہ ہے۔ عقدِ ثریا سے مراد انگور کے خوشے ہیں۔ تاک: درختِ انگور۔ انگور کی بیل۔ روضۃ الخ: وہ ایسا باغ ہے، جس کی نہر کا پانی شیرین خوشگوار ہے۔ یہ ایسا درخت ہے جس کے پرندوں کا نغمہ موزون و عمدہ ہے۔ بوقلموں: رنگا رنگ۔ برائے نشستن: قیام کرنے کی رائے پر۔ ریحان: ایک خوشبودار پھول۔ تازبو۔ ہر قسم کا خوشبودار پھول گلاب کے سوا۔ سنبل: ایک خوشبودار ولایتی پھول۔ اور سنبل و سنبل الطیب بالچھڑ کو کہتے ہیں ایک خوشبودار گھاس ہے۔ ضیمراں: بفتح ضاد و سکون یا و ضم میم۔ ایک قسم کا خوشبودار پھول۔ بعض نسخوں میں ضمیراں لکھا ہوا ہے۔ یعنی گلاب، تازبو، سنبل اور ضیمراں کے پھولوں کا ایک دستہ اپنے دامن میں بھر لایا۔ بامداداں: صبح کا وقت۔ الف نون زائد ہے، وقت کا معنی پیدا کرنے کے لیے بڑھاتے ہیں۔ جیسے نیم شباں۔ آدھی رات کا وقت۔ آہنگِ رجوع: واپسی کا ارادہ، لوٹنے کا ارادہ۔ ہرچہ نپاید: جو چیز پائیدار نہیں۔ قائم رہنے والی نہیں۔ نشاید: لائق نہیں۔ طریق چیست: یعنی اے سعدی! اس گفتگو سے تمہاری غرض کیا ہے؟۔

نزہت: پاکیزگی، تروتازگی، فرحت بخشی۔ فسحت: فراخی، کشادگی۔ گلستاں: پھولوں کی جگہ۔ باغیچہ۔ دست تطاول: ظلم کا ہاتھ۔ دست درازی۔ عیش: زندگانی۔ ربیع: موسم بہار۔ طیش: تندی و تیزی۔ خریف: موسم خزاں۔ طبق: تھالی۔ پھولوں کا ٹوکرا۔ خوش باشد: شاداب رہے گا۔ حالے کہ: جیسے ہی۔ جونہی۔ در دامنم آویخت: میرا دامن پکڑ لیا۔ مجھ سے چمٹ گیا۔ مراد ہے اصرار کرنے لگا۔

اَلْکَرِیْمُ اِذَا وَعَدَ وَفٰی فصلے دو ہماں روز اتفاق بیاض افتادہ در حسنِ معاشرت و آدابِ محاورت در لباسے کہ متکلّماں را بکار آید و مترسّلاں را بلاغت افزاید فی الجملہ ہنوز از گلستاں بقیتے ماندہ بود کہ کتابِ گلستاں تمام شد وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ بِالصَّوَابِ

ذکرِ پادشاہزادۂ جہاں سعد بن ابی بکر بن سعد نوّر اللّٰہ قبرہٗ

و تمام آنگہ شود بحقیقت کہ پسندیدہ آید در بارگاہِ جہاں پناہ سایۂ کردگار پرتوِ لطفِ پروردگار و ذخرِ زماں و کہفِ اماں اَلْمُؤَیَّدُ مِنَ السَّمَاءِ اَلْمَنْصُوْرُ عَلَی الْاَعْدَاءِ عَضُدُ الدَّوْلَۃِ الْقَاہِرَۃِ سِرَاجُ الْمِلَّۃِ الْبَاہِرَۃِ جَمَالُ الْاَنَامِ مُفْخِرُ الْاِسْلَامِ سَعْدُ بْنُ الْاَتَابَکِ الْاَعْظَمِ شَہَنْشَاہُ الْمُعَظَّمُ مَالِکُ رِقَابِ الْاُمَمِ مَوْلٰی مُلُوْکِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ سُلْطَانُ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَارِثُ مُلْکِ سُلَیْمَانَ مُظَفَّرُ الدِّیْنِ اَبُوْبَکْرِ بْنُ سَعْدِ بْنِ زَنْگِیْ اَدَامَ اللّٰہُ اِقْبَالَہُمَا وَضَاعَفَ اِجْلَالَہُمَا وَجَعَلَ اِلٰی کُلِّ خَیْرٍ مَآلَہُمَا۔ بکرشمۂ لطفِ خداوندی مطالعہ فرماید

قطعہ

گر التفاتِ خداوندیش بیاراید ‏ نگارخانۂ چینی و نقشِ ارژنگیست

الکریم الخ: شریف آدمی جب وعدہ کرتا ہے تو اسے پورا کرتا ہے۔ فصل: پارۂ از کلام۔ ایک طرح کے مطالب پر مشتمل مضمون۔ یہاں باب کے تحت چند حکایات لکھنے سے عبارت ہے۔ ہماں روز: اسی دن۔ اتفاق بیاض افتاد: یعنی صاف صاف لکھ ڈالا۔ بیاض: سفیدی۔ مسودہ کو صاف کرکے لکھنا۔ حسن معاشرت: رہن سہن کی خوبی۔ مل جل کر رہنے کی خوبی یعنی اچھائی کے ساتھ مل جل کر زندگی گزارنے کے بیان میں۔ آداب: ادب کی جمع۔ طریقے۔ سلیقے۔ محاورت: گفتگو۔ آداب محاورت: بات چیت کا سلیقہ۔ لباس: مراد طرز اور انداز ہے۔ متکلماں: کلام کرنے والے مراد علماء ہیں۔ مترسلاں: خط وکتابت کرانے والے مراد انشاء پردازی کرنے والے اور درباری کاتبین ہیں۔ فی الجملہ ..الخ: یعنی مختصر یہ کہ موسم گل ابھی ختم بھی نہ ہوا تھا کہ گلستاں کتاب کی تصنیف مکمل ہو گئی۔ واللہ اعلم ...الخ: اور اللہ ہی درست جاننے والا اور حکم دینے والا ہے۔ نوّر اللہ قبرہ: اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو روشن کرے۔ تمام آنگہ شود الخ: یعنی گلستاں کتاب ظاہر میں اگرچہ مکمل ہو گئی مگر حقیقت میں مکمل اس وقت سمجھی جائے گی جب بادشاہ اس کو پسند کرے۔ اور شہزادہ بلطف خداوندی اس کا مطالعہ کرے۔ دربار گاہ جہاں: یہاں سے "مفخر الاسلام" تک سعد بن اتابک شہزادہ کی تعریف ہے اور "الاتابک الاعظم" سے "مظفر الدین" تک ابوبکر بادشاہ کی تعریف ہے جو سعد کا باپ ہے۔ ذخر زماں: مبتدا ہے اور بکرشمۂ الخ اس کی خبر ہے۔ ذخر: ذخیرہ۔ کہف: غار۔ کہف اماں: امن وامان کی پناہ گاہ۔ المؤید: تائید یافتہ۔ المنصور علی الاعداء۔ دشمنوں پر فتحیاب۔ عضد الدولۃ القاہرۃ: زبردست سلطنت کا قوت بازو۔ سراج الملۃ الباہرۃ: روشن مذہب کا چراغ۔ جمال الانام: مخلوق کی زینت م۔ مفخر الاسلام: اسلام کے لیے باعث فخر۔ الاتابک الاعظم: بڑا اتالیق واستاذ۔ المعظم: باعظمت۔ مالک رقاب الامم: قوموں کی گردنوں کا مالک۔ یعنی سب کا آقا۔ مولی ملوک العرب والعجم: عرب وعجم کے بادشاہوں کا آقا۔ سلطان البر والبحر: خشکی وتری کا بادشاہ۔ وارث ملکِ سلیماں: سلیمان علیہ السلام کے ملک کا وارث۔ مظفر الدین والدنیا: دین ودنیا میں کامیاب۔ اَدامَ اللّٰہ اقبالَہُما: اللہ تعالیٰ ان دونوں کا اقبال سدا برقرار رکھے۔ ضَاعَفَ اِجلالَہُما: ان دونوں کی بڑائی دوگنی کرے۔ وجَعَلَ اِلیٰ کُلِّ خَیرٍ مآلَہُما۔ اور ہر بہتری کو ان کا انجام کار بنائے۔ کرشمہ: اشارۂ چشم وابرو، آنکھ کی جھپکی۔ ادائے محبوبانہ۔ اعجاز۔ کرامت۔ لطف خداوندی: کرم شاہی۔ نگارخانۂ چینی: چین کے تصویر گھر۔ چین کے نقاش مشہور تھے۔ ارژنگ: ایک نقاش کا نام ہے یا مشہور نقاش مانی کے نقاشی کے مجموعہ کا نام ہے۔ اس کی مولف کتاب کا نام بھی یہی ہے۔--

امید ہست کہ روئے ملال درنکشد | ازیں سخن کہ گلستاں نہ جائے دلتنگیست
علی الخصوص کہ دیباچۂ ہمایونش | بنامِ سعدِ ابوبکرِ سعد بن زنگیست

ذکرِ امیرِ کبیر فخر الدین ابی بکر بن ابی نصر اطال اللہ عمرہٗ

دیگر عروسِ فکرِ من از بے جمالی سر برنیارد و دیدۂ یاس از پشتِ پائے خجالت برندارد و در زُمرۂ صاحبِ نظراں متجلی نشود مگر آنگہ کہ متحلی گردد بزیورِ قبولِ امیرِ کبیر عالم عادل مظفّر منصور ظہیرِ سریرِ سلطنت مشیرِ تدبیرِ مملکت کہفُ الفقرا ملاذُ الغربا مُربّی الفضلا مُحبُّ الاتقیا افتخارِ آلِ پارس یمینُ الملک ملکُ الخواص باربک فخرُ الدّولۃ والدّین غیاثُ الاسلام والمسلمین عُمدۃُ الملوک والسلاطین ابی بکر بن ابی نصر اطال اللہ عمرہٗ واجلّ قدرہٗ وشرح صدرہٗ وضاعف اجرہٗ کہ ممدوحِ اکابرِ آفاق ست و مجموعِ مکارمِ اخلاق

شعر

ہر کہ در سایۂ عنایتِ اوست | گنہش طاعتست و دشمن دوست

بر ہر یک از سائرِ بندگاں و حواشی خدمتے متعیّن ست کہ اگر در ادائے

دیباچہ: آغازِ کلام، کتاب کا ابتدائی حصہ۔ مقدمہ۔ چونکہ "دیبا" ریشمی منقش کپڑے کو کہتے ہیں اور "چہ" تصغیر کے لیے ہے کتاب کا یہ حصہ منقش ومزین کر کے لکھا جاتا ہے اس لیے اس کو دیباچہ کہتے ہیں۔ ہمایوں: مبارک۔ اَطالَ اللّٰہُ عمرہ: اللہ تعالیٰ اس کی زندگی دراز فرمائے۔ سعد ابوبکر: سے مراد سعد بن ابوبکر ہے۔ فخر الدین ابوبکر۔ وزیر کا نام ہے۔ دیگر: اس کے علاوہ۔ بعض نسخوں میں "بکر" ہے۔ یہاں سے سعدی نے اپنی فصیح وبلیغ عبارت کے ذریعہ وزیر موصوف کی تعریف کی ہے یعنی بادشاہ اور شہزادے کی پسند اور مطالعہ کے ساتھ وزیر موصوف کی قبولیت بھی درکار ہے۔ دوشیزہ: لڑکی۔ عروس: دلہن۔ دیدۂ یاس: چشم نا امیدی۔ خجالت: شرمندگی۔ زُمرہ: جماعت۔ گروہ۔ متجلی: روشن۔ متحلی: آراستہ۔ سجا ہوا۔ ظہیر: مددگار۔ سریر: تخت۔ ملاذ: پناہ گاہ۔ مربی الفضلاء: فضیلت والوں کی پرورش کرنے والا۔ افتخار آلِ پارس: اہل فارس کے لیے سرمایۂ فخر۔ یمین الملک: حکومت کا دست راست۔ ملک الخواص: بادشاہ کے مصاحبوں کے امیر۔ باربک: وزیر حضوری کا لقب ہے۔ بک: ترکی لفظ بیگ کا مخفف ہے بمعنی صاحب و سردار، بار بمعنی حضوری۔ غیاث: مددگار۔

عمدۃ: معتمد علیہ۔ قابل اعتماد۔ اجلّ قدرہ: خدا اس کی قدر و منزلت بڑھائے۔ شرح صدرہ: اس کے سینے کو کھول دے۔ (اسے خوش رکھے) وضاعف اجرہ: اس کا ثواب دو چند کرے۔ اکابر آفاق: دنیا کے بڑے بڑے لوگ۔ مجموع مکارم اخلاق: اخلاقی بزرگیوں اور خوبیوں کا مجموعہ۔ ہر کہ: یعنی جو شخص اس کے زیر سایہ ہے اس کی برائی بھی بھلائی شمار ہوگی۔ اور دشمن بھی اظہار دوستی پر مجبور ہوگا۔ سائر: تمام۔ حواشی: حاشیہ کی جمع۔ خدمت گزار۔ نوکر چاکر۔

برخے ازاں تہاون وتکاسل روا دارند در معرضِ خطاب آیند ودر محلِّ عتاب مگر براں طائفۂ درویشاں کہ شکرِ نعمتِ بزرگاں بر ایشاں واجب ست وذکرِ جمیل ودعائے خیر وادائے چنیں خدمت در حدِّ غیبت اولیٰ ترست کہ در حضور ایں بہ تصنّع نزدیک ست وآں از تکلّف دور وباجابت مقرون۔

قطعہ

پشتِ دوتائے فلک راست شد از خرّمی — تا چو تو فرزند زاد مادرِ ایام را
حکمتِ محض ست گر لطفِ جہاں آفریں — خاص کند بندہ مصلحتِ عام را
دولتِ جاوید یافت ہر کہ نکو نام زیست — کز عقبش ذکرِ خیر زندہ کند نام را
وصفِ ترا گر کنند ور نکنند اہلِ فضل — حاجتِ مشاطہ نیست روئے دلآرام را

ذکرِ تقصیرِ خدمت وموجبِ اختیارِ عزلت

تقصیر وتقاعدے کہ در مواظبتِ خدمتِ بارگاہِ خداوندی میرود بنا برآنست کہ طائفہ از حکمائے ہندوستان در فضائلِ بزرجمہر سخن میگفتند بآخر جزیں عیبش ندانستند کہ در سخن گفتن بطی ست

برخے: تھوڑی سی۔ کچھ بھی۔ تہاون وتکاسل: سستی اور کاہلی۔ معرض: جگہ۔ خطاب: گفتگو مراد غصہ وسزا ہے۔ عتاب: سرزنش۔ ذکر جمیل: اچھا ذکر۔ ادائے چنیں خدمت در حدِ غیبت الخ: یعنی کسی کی عدم موجودگی میں اس کے لیے دعا کرنا بہتر ہے۔ اور فوراً قبول ہوتی ہے۔ اور سامنے دعا دینے میں ایک قسم کی بناوٹ ہوسکتی ہے۔ غیبت: عدم موجودگی۔ اولیٰ تر: زیادہ بہتر۔ تصنع: بناوٹ۔ اجابت: قبولیت۔ پشت: پیٹھ۔ دوتا: جھکی ہوئی۔ خمیدہ۔ دوہری۔ خرّمی: خوشی۔ زاد: پیدا ہوا۔ حکمت محض: خبر مقدم ہے اور "گر لطف" الخ جملہ شرطیہ مبتدا موخر ہے۔ اور بیت کے آخر میں "را" برائے کے معنی میں ہے۔ یعنی عام لوگوں کی اصلاح کے لیے اگر اللہ تعالیٰ کسی بندے کو خاص کرلے تو یہ اس کی خالص حکمت ہے۔ دولت جاوید: ہمیشگی کی دولت۔ عقبش: اس کے بعد۔ مشاطہ: کسی کا بناؤ سنگار کرنے والی عورت۔ دلآرام: حسین، محبوب۔ معشوق۔ تقصیر: کوتاہی۔ موجب۔ سبب۔ تقاعد: کسی کام سے بیٹھ رہنا۔ تقصیر و تقاعد: کوتاہی اور سستی۔ مواظبت: ہمیشگی۔ کسی کام کو مسلسل کرتے رہنا۔ بوزرجمہر: نوشیرواں کے وزیرِ اعظم کا نام۔ بزرگ مہر کا معرب ہے جیم سے تھا۔ تصرف کے بعد چ ہوگیا۔ در سخن گفتن بطی است: بات کہنے میں سست ہے۔ دیر لگاتا ہے۔ بطی: سست۔ درنگ: دیر۔

یعنی درنگ بسیار ہمیکند و مُستمع را بسے منتظر می باید بود تا وے تقریرِ سخنے کند بزرجمہر شنید و گفت اندیشہ کردن کہ چگویم بہ از پشیمانی خوردن کہ چرا گفتم

نظم

سخندانِ پروردہ پیرِ کہن
بیندیشد آنگہ بگوید سخن
مزن بے تأمل بگفتارِ دم
نکو گوئی گر دیر گوئی چہ غم
بیندیش وانگہ برآور نفس
وز ان پیش بس کن کہ گویند بس
بنطق آدمی بہترست از دواب
دواب از تو بہ گر نگوئی صواب

فکیف در نظرِ اعیانِ حضرتِ خداوندی عَزَّ نصرُہٗ کہ مجمعِ اہلِ دل است و مرکزِ علمائے متبحر اگر در سیاقتِ سخن دلیری کنم شوخی کردہ باشم و بضاعتِ مُزجات بحضرتِ عزیز آوردہ و شَبَہ در بازارِ جوہریاں جوئے نیارد و چراغ پیشِ آفتاب پرتوے ندارد و منارۂ بلند بر دامنِ کوہِ الوند پست نماید۔

مثنوی

ہر کہ گردن بدعوے افرازد
خویشتن را بگردن اندازد
سعدی افتادہ است آزادہ
کس نیاید بجنگِ افتادہ

مستمع: سننے والا۔ اندیشہ کردن: غور وفکر کرنا۔ چہ گویم: کیا کہوں میں؟۔ پشیمانی خوردن: شرمندگی جھیلنا۔ پشیمانی اٹھانا۔ سخندان: سمجھدار۔ تجربہ کار۔ سخندان پروردہ پیر کہن: تجربہ کار تربیت یافتہ بوڑھا جب کوئی بات کہتا ہے تو پہلے سوچ لیتا ہے۔ بے تأمل: بے سوچے۔ بگفتار دم مزن: گفتگو مت کر۔ نفس برآوردن: بات کرنا۔ بات زبان سے نکالنا۔ دواب: دابہ کی جمع۔ چوپایہ۔ فکیف: تو کیسے۔ تو کس طرح۔ تو کیا حال ہوگا؟۔ مبتدائے محذوف کی خبر مقدم ہے۔ اعیان: سردار۔ امراء۔ بڑے بڑے لوگ۔ حضرت: بارگاہ۔ اعیان حضرت خداوندی: بارگاہ شاہی کے وزراء و امراء۔ عز نصرہ: اللہ اس کی نصرت کو عزت و غلبہ بخشے۔ اہل دل: سمجھ والے جو نہ کسی کو ستائیں نہ کسی سے رنجیدہ ہوں۔ علمائے متبحر: زبردست علما۔ سیاقت سخن: کلام کہنا۔ بات کہنا۔ بضاعت: پونجی۔ مزجات: کھوٹی۔ تھوڑی اور بے اعتبار۔ بضاعت مزجات: متاع قلیل۔ عزیز: مصر کے بادشاہوں کا لقب۔ اور زمانۂ قدیم میں مصر کے وزیروں کا لقب تھا۔ یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی ان کے پاس تھوڑا سرمایہ تجارت لے کر آئے تھے۔ شَبَہ: پوت۔ کانچ کے دانے۔ جوے نیارد: یعنی میرا کلام پوتھ کی طرح بے حقیقت ہے۔ نقادانِ سخن کے بازار میں کوئی اعتبار نہیں رکھتا۔ پرتو: چمک۔ روشنی۔ شعاع۔ کوہ الوند: ہمدان کا پہاڑ جو اونچائی میں مشہور ہے۔ بگردن اندازد: یعنی ذلیل کرتا ہے۔ افتادہ: گرا ہوا۔ ناتواں۔ کمزور۔ آزادہ: تارک الدنیا۔

اول اندیشہ وانگہے گفتار | پائے پیش آمدست و پس دیوار
نخل بندم ولے نہ در بستاں | شاہدم من ولے نہ در کنعاں

لقماں را گفتند حکمت از کہ آموختی گفت از نابینایاں کہ تا جائے نہ بینند پائے نہ نہند

قَدِّمِ الخُرُوجَ قَبْلَ الوُلُوجِ **مصرعہ** مردیت بیازمای وانگہ زن کن

قطعہ

گرچہ شاطر بود خروس بجنگ | چہ زند پیشِ بازِ روئیں چنگ
گربہ شیرست در گرفتنِ موش | لیک موش ست در مصافِ پلنگ

امّا باعتمادِ وسعتِ اخلاقِ بزرگاں کہ چشم از عوائبِ زیر دستاں بپوشند و در افشائے جرائمِ کہتراں نکوشند کلمۂ چند بطریقِ اختصار از نوادر و امثال و شعر و حکایات و سیرِ ملوکِ ماضی رحمہم اللہ دریں کتاب درج کردیم و برخے از عمرِ گرانمایہ برو خرج موجبِ تصنیفِ کتاب ایں بود و باللہ التوفیق

قطعہ

بماند سالہا ایں نظم و ترتیب | ز ما ہر ذرہ خاک افتادہ جائے
غرض نقشیست کز ما یاد ماند | کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزے برحمت | کند در کارِ درویشاں دعائے

اول اندیشہ الخ: یعنی پہلے سوچ لینا چاہئے پھر گفتگو کرنی چاہئے۔ (کیونکہ) پہلے بنیاد بھری جاتی ہے۔ پھر دیوار کی چنائی ہوتی ہے۔ نخل بند: باغباں۔ مالی، پودے لگانے والا۔ بستاں: باغ۔ شاہد: معشوق۔ کنعاں: ایک شہر کا نام جو یعقوب علیہ السلام کا مسکن اور یوسف علیہ السلام کا مولد اور پروان چڑھنے کی جگہ ہے۔ از کہ: کس سے۔ قدم الخروج قبل الولوج: اندر جانے سے پہلے باہر نکلنے کی تدبیر سوچ لو۔ مردیت بیازما: یعنی پہلے اپنی قوت مردانگی کا جائزہ لے لو پھر شادی کرو۔ شاطر: چالاک۔ خروس: مرغا۔ روئیں: کانسی۔ باز کے پنجوں پر کانسی کے خار چڑھا دیئے جاتے ہیں۔ موش: چوہا۔ مصاف: لڑائی۔ پلنگ: بفتحتین: ایک درندے کا نام جس کے بدن پر سیاہ دھبے ہوتے ہیں۔ نمر یعنی تیندوا۔ چیتے کا ہمشکل کوئی جانور۔ عوائب: جمع ہے۔ برائیاں۔ افشاء: ظاہر کرنا۔ پھیلانا۔ جرائم: جریمہ کی جمع ہے۔ جرم۔ خطا۔ نوادر: واحد نادر۔ کمیاب چیز۔ انوکھی۔ امثال: کہاوتیں۔ سیر: سیرت کی جمع۔ طور طریقہ، علم تاریخ۔ برخے: کچھ حصہ۔ گرانمایہ: قیمتی۔ موجب: سبب۔ بماند سالہا: یعنی یہ کتاب گلستاں ہمیشہ باقی رہے گی اور ہمارے جسم کا ہر پرزہ بکھر چکا ہوگا۔ ذرہ خاک: میں فک اضافت ہے۔ یعنی اجزائے خاکِ ما پریشاں افتادہ باشد۔ کار درویشاں: مراد خود سعدی ہیں۔ بعض نسخوں میں اس کی جگہ "ایں مسکیں" ہے۔

امعانِ نظر در ترتیبِ کتاب و تہذیبِ ابواب ایجازِ سخن را مصلحت دید تا مر ایں روضۂ غنّا و حدیقۂ غلبا را چوں بہشت ہشت باب اتفاق افتاد ازیں سبب مختصر آمد تا بہ ملالت نہ انجامد وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَاِلَیْہِ الْمَرْجِعُ وَالْمَاٰبُ۔

بابِ اوّل در سیرتِ پادشاہاں — بابِ دوم در اخلاقِ درویشاں
بابِ سوم در فضیلتِ قناعت — بابِ چہارم در فوائدِ خاموشی
بابِ پنجم در عشق و جوانی — بابِ ششم در ضعف و پیری
بابِ ہفتم در تاثیرِ تربیت — بابِ ہشتم در آدابِ صحبت و حکمت

مثنوی

دراں مدت کہ مارا وقتِ خوش بود — زہجرت ششصد و پنجاہ و شش بود ۶۵۶
مرادِ ما نصیحت بود و گفتیم — حوالت با خدا کردیم و رفتیم

بابِ اوّل در سیرتِ پادشاہاں

حکایت پادشاہے را شنیدم کہ بکشتنِ اسیرے اشارہ کرد بیچارہ دراں حالتِ نومیدی بزبانے کہ داشت مَلِک را دشنام دادن گرفت

امعانِ نظر: گہری نظر۔ تیز نگاہی۔ غور وفکر۔ تہذیب: آراستہ کرنا۔ ایجاز: اختصار۔ روضۂ وحدیقہ: باغ، باغیچہ، غنّا وغلبا: گنجان، گھنا۔ دونوں واحد ہیں صفت کے صیغے ہیں ہمزہ کے ساتھ۔ غلباء کی جمع غُلْبٌ آتی ہے قرآن میں ہے "وحدائق غلبا"۔ اور گھنے باغیچے، اس عبارت میں تلمیح اور آئندہ تجنیس خطی ہے۔ ہشت بہشت: آٹھ جنتیں۔ جنت کے ۸ طبقے ہیں۔ دار السلام۔ دار الخلد۔ دار القرار۔ جنت عدن۔ جنت نعیم۔ جنت الماویٰ۔ علیین۔ فردوس۔ واللہ اعلم الخ: درست بات اللہ تعالیٰ ہی زیادہ جانتا ہے۔ اور وہی رجوع (لوٹنے) کی جگہ اور ٹھکانا ہے۔ دراں مدت کہ الخ: اس شعر میں شیخ سعدی نے گلستان کی تاریخ اور سنہ تالیف بیان کیا ہے۔ یعنی جب میں نے یہ کتاب گلستاں مرتب کی ہے۔ اس وقت ۶۵۶ ہجری تھی۔ پادشاہاں: جمع ہے واحد پادشاہ۔ اور اس میں اضافت مقلوبی ہے۔ یہ پاد اور شاہ سے مرکب ہے۔ پاد بمعنی تخت اور شاہ بمعنی خداوند اور مالک۔ یعنی تخت کا مالک۔ باء موحدہ کے ساتھ صحیح نہیں ظاہراً ہندی زبان میں اس کے جزء اول سے ناگواری کی بنا پر باء عربی سے مشہور ہوگیا۔ حکایت: کہانی، داستان، قصہ۔ اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہوں اور حاکموں کو عوام کی نازیبا حرکتوں سے متاثر نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ تحمل اور بردباری سے کام لینا چاہئے۔ بزبانے کہ داشت: جس زبان میں وہ بات کرتا تھا۔ دشنام دادن گرفت: گالی دینا شروع کردیا۔ سقط: بیہودہ باتیں۔ دست از جان شستن: زندگی سے ہاتھ دھولینا یعنی زندگی سے مایوس ہوجانا۔ ہر کہ دست از جان الخ: یعنی جو کوئی زندگی سے مایوس ہوجاتا ہے پھر اس کے جی میں جو آتا ہے کہہ ڈالتا ہے۔ سر شمشیر: تلوار کی نوک۔ تلوار کی دھار۔

وسقط گفتن کہ گفتہ اند ہر کہ دست از جاں بشوید ہر چہ در دل آرد بگوید

بیت

وقتِ ضرورت چو نماند گریز | دست بگیرد سرِ شمشیرِ تیز

شعر

اِذَا یَئِسَ الْاِنْسَانُ طَالَ لِسَانُہٗ | کَسِنَّوْرٍ مَغْلُوْبٍ یَصُوْلُ عَلَی الْکَلْبِ

مَلِک پرسید کہ چہ میگوید یکے از وُزرائے نیک محضر گفت اے خداوند ہمیگوید وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ مَلِک را رحمت آمد و از سرِ خونِ او درگذشت وزیرِ دیگر کہ ضدِ او بود گفت ابنائے جنسِ ما را نشاید در حضرتِ پادشاہاں جز براستی سخن گفتن ایں مَلِک را دشنام داد و ناسزا گفت مَلِک روی ازیں سخن درہم کشید و گفت آں دروغ کہ وے گفت پسندیدہ تر آمد مرا ازیں راست کہ تو گفتی کہ روئے آں در مصلحتے بود و بنائے ایں بر خُبثے و خردمنداں گفتہ اند دروغِ مصلحت آمیز بہ از راستیِ فتنہ انگیز۔

قطعہ

ہر کہ شاہ آں کند کہ او گوید | حیف باشد کہ جز نکو گوید

لطیفہ

بر طاقِ ایوانِ فریدوں نوشتہ بود

دست بگیرد: یعنی جب جائے گریز نہیں رہ جاتی تو بے اختیار مقتول کا ہاتھ تلوار کی دھار پکڑ لیتا ہے۔ (حالانکہ اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا) اور بعض نے اس کا مفہوم یوں بیان کیا۔ کہ جب مجالِ گریز نہ رہ جائے تو وہ تیز تلوار اٹھالیتا ہے یعنی جنگ پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اذا یئس..الخ: انسان جب زندگی سے مایوس ہو جاتا ہے تو اس کی زبان دراز ہو جاتی ہے (یعنی بولنے میں بیباک ہو جاتا ہے۔) جیسے عاجز بلی کتے پر حملہ کر بیٹھتی ہے۔ وزراء: وزیر کی جمع ہے۔ کسی کا بوجھ اٹھانے والا۔ چونکہ بار سلطنت اٹھانے میں بادشاہ کا مشیر ہوتا ہے اس لیے اسے وزیر کہتے ہیں۔ نیک محضر: نیک خیال۔ اچھی عادت والا۔ والکاظمین ...الخ: وہ لوگ جو غصہ پی جانے والے ہیں۔ اور لوگوں کو معاف کردیتے ہیں (خدا کی بارگاہ میں محبوب ہیں) ابناء جنس: ہم پیشہ، ہم رتبہ۔ ناسزا: نازیبا باتیں۔ نامناسب۔ فتنہ انگیز: شر انگیز۔ جھگڑالو۔ ہر کہ شاہ۔ آں کند الخ: یعنی جس کو یہ مقام حاصل ہو جائے کہ بادشاہ اس کے کہنے پر چلتا ہو پھر وہ بھلی بات نہ کہے تو بڑا ظلم ہے۔ حیف: ظلم۔ طاق: محراب۔ ایوان: محل، فریدون: ایران کا ایک عظیم الشان بادشاہ جو انتہائی ظالم بادشاہ ضحاک کو قتل کر کے بادشاہ بنا تھا۔

مثنوی

جہاں اے برادر نماند بکس | دل اندر جہاں آفریں بند و بس
مکن تکیہ بر مُلکِ دنیا و پشت | کہ بسیار کس چوں تو پرورد و کشت
چو آہنگِ رفتن کند جانِ پاک | چہ بر تخت مردن چہ بر روئے خاک

حکایت(۲) یکے از ملوکِ خُراسان سلطان محمود سبکتگین را بخواب دید کہ جملہ وجودِ او ریختہ بود و خاک شدہ مگر چشمانش کہ ہمچناں در چشمخانہ ہمیگردید و نظر میکرد و سائرِ حکما از تاویلِ آں فروماندند مگر درویشے کہ بجا آورد و گفت ہنوز نگران ست کہ مُلکش با دگران ست

قطعہ

بس نامور بزیرِ زمیں دفن کردہ اند | کز ہستیش بروئے زمیں بر نشاں نماند
آں پیر لاشہ را کہ سپردند زیرِ خاک | خاکش چناں بخورد کزو استخواں نماند
زندہ است نامِ فرخِ نوشیرواں بعدل | گرچہ بسے گذشت کہ نوشیرواں نماند
خیرے کن اے فلاں و غنیمت شمار عمر | زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

حکایت(۳) ملکزادہ را شنیدم کہ کوتاہ بود و حقیر و دیگر برادرانش بلند و خوبروی بارے پدر بکراہت و استحقار دروے نظر ہمیکرد پسر بفراست و

جہاں آفریں: دنیا پیدا کرنے والا۔ خداوند تعالیٰ۔ دل بستن: دل لگانا۔ تکیہ و پشت: اعتماد، بھروسہ۔ آہنگ: قصد، ارادہ۔ حکایت ۲: اس کا حاصل یہ ہے کہ حکومت ناپائیدار ہے۔ اس پر مغرور ہو کر ظلم و ستم نہ کرنا چاہیے بلکہ عدل و انصاف اور کارہائے خیر کے ذریعہ ذکر دوام حاصل کرنا چاہیے۔ ملوک: واحد مَلِک۔ بادشاہ۔ خراسان: فارس و عراق سے مشرق میں ایران کا ایک ملک جو اقلیم چہارم میں واقع ہے۔ سلطان محمود: (۳۵۷۔۴۲۱ھ) غزنی کا عظیم الشان حکمراں جس نے ہندوستان پر بارہ حملے کیے تھے۔ سبکتگین: (۳۳۱۔۳۸۷) محمود کے باپ ناصر الدین کا نام ہے۔ مرکب ہے سبک بمعنی تیز و چالاک اور تگین بمعنی قدم سے۔ اس کی چستی اور چالاکی کے سبب یہ نام پڑا۔ ترکی نژاد تھا۔ عمر کے ابتدائی ایام الپتگین نیشاپوری کی ملازمت اور غلامی میں گزارے۔ وجود: جسم۔ چشم خانہ: آنکھ کا حلقہ۔ "نگران است" اور "دگران ست" کے درمیان جو صنعت کی خوبی ہے وہ لطف سے خالی نہیں۔ اور معنی یہ ہوئے کہ اس کی آنکھیں اب تک یہ دیکھ رہی ہیں کہ اس کا ملک دوسروں کے قبضہ میں ہے۔ بجا آورد: یعنی خواب کی تعبیر بیان کی۔ بروے زمین بر: اصل میں بر روے زمین تھا۔ ضرورت شعری کی بنا پر موخر کردیا اور روے ربا زائدہ داخل کردیا۔ دوسرے نسخوں میں یوں ہے "بروے زمین یک نشاں نماند" یعنی روے زمین پر کوئی نشان باقی نہ رہا۔ پیر لاشہ: اس سے مراد: ہوسکتا ہے کہ وہ عورت ہو جس کے مکان کی وجہ سے نوشیرواں کے محل کی دیوار ٹیڑھی رہی اور نوشیرواں نے زبردستی اس سے مکان خالی کرانا پسند نہ کیا۔ یا سلطان محمود مراد لیا جائے۔ استخواں: ہڈی۔ فرخ: مبارک۔ نوشیرواں: ایران کے ایک مشہور بہ عادل اور خوشخو بادشاہ کا نام جس کا لقب کسریٰ تھا شارح سروری نے اس کے بارے میں ایک حدیث نقل کی ہے۔ "ولدت انا فی زمن الملک العادل" یعنی میں بادشاہ عادل کے زمانہ میں پیدا ہوا۔ علامہ ملا علی قاری نے "الموضوعات الکبریٰ" میں فرمایا "قال السخاوی لااصل له وقال الزرکشی "کذب باطل" وقال السیوطی قال البیهقی فی شعب الایمان تکلم شَیخُنَا ابوعبدالله الحافظ فی بطلان ما یرویه بعض الجهلاء عن نبینا صلی الله علیه وسلم "ولدت في زمن الملك العادل، یعنی انوشرواں" (ص:۲۵۹) بسے گزشت: بہت عرصہ گزر گیا۔ حکایت ۳: اس حکایت کا منشا یہ ہے کہ بادشاہوں اور حاکموں کو اپنے ماتحتوں کے باطنی اوصاف پر نظر رکھنی چاہیے۔ صرف ظاہری حالت دیکھ کر کوئی [illegible] استحقار: حقیر و ذلیل سمجھنا۔ فراست: دانائی، زیرکی۔

استبصار دریافت وگفت اے پدر کوتاہِ خردمند بہ کہ نادانِ بلند نہ ہرچہ بقامت کہتر بقیمت بہتر فقرہ اَلشَّاۃُ نَظِیْفَۃٌ وَالْفِیْلُ جِیْفَۃٌ

شعر

اَقَلُّ جِبَالِ الْاَرْضِ طُوْرٌ وَّاِنَّہٗ ‖ لَاَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ قَدْرًا وَّمَنْزِلًا

قطعہ

آں شُنیدی کہ لاغرِ دانا ‖ گفت بارے بابلہِ فربہ
اسپِ تازی اگر ضعیف بُوَد ‖ ہمچناں از طویلۂ خر بہ

پدر بخندید و ارکانِ دولت بپسندیدند و برادراں بجاں برنجیدند

قطعہ

تا مرد سخن نگفتہ باشد ‖ عیب و ہنرش نہفتہ باشد
ہر بیشہ گماں مبر کہ خالیست ‖ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

شنیدم کہ مَلِک را دراں مدّت دشمنے صَعُب روئے نمود چوں لشکر از ہر دو طرف روئے درہم آوردند و قصدِ مبارزت کردند اوّل کسیکہ بمیداں درآمد آں پسر بود و گفت

قطعہ

آں نہ من باشم کہ روزِ جنگ بینی پشتِ من ‖ آں منم کاندر میانِ خاک وخوں بینی سرے

استبصار: دانائی سمجھداری۔ قامت: قد۔ کہتر: چھوٹا۔ نہ ہرچہ الخ: کیا ایسا نہیں کہ قد میں چھوٹا قدر و قیمت میں بڑا ہو۔ یعنی ایسا ہے اور بعض نسخوں میں "کہتر" کی جگہ "مہتر" ہے تو اب ترجمہ یوں ہوگا۔ ایسا نہیں کہ جو قد اور جثہ میں بڑا ہو قدر و قیمت میں بھی بڑھا ہوا ہو۔ فقرہ: نثری عبارت کا ایک ٹکڑا۔ الشاۃ۔ الخ: بکری پاکیزہ ہے اور ہاتھی مردار ہے، (حرام ہے) یعنی بکری قد میں ہاتھی سے چھوٹی ہے مگر حلال اور پاک ہے۔ اَقَلّ جبالِ الاَرض ... الخ: یعنی کوہ طور روئے زمین کے دیگر پہاڑوں سے چھوٹا ہے۔ مگر قدر و منزلت میں اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے۔ کوہ طور: وہ پہاڑ جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کلام فرمایا اور رب کی تجلیات سے نوازے گیے۔ لاغر: دبلا پتلا۔ فربہ: موٹا۔ ابلہ: بیوقوف۔ اسپ تازی: عربی گھوڑا۔ طویلہ: مجازاً اصطبل۔ یعنی ایک کمزور دبلا پتلا عربی گھوڑا گدھوں کے ایک طویلہ یعنی بہت سے گدھوں سے بہتر ہے۔ ارکان دولت: حکومت کے وزراء اور مشیر۔ بیشہ: جنگل، جھاڑی۔ صعب: سخت، مراد طاقتور۔ روئے درہم آوردن: آمنے سامنے ہونا۔ قصد مبارزت: ایک دوسرے سے لڑنے کا ارادہ۔ نہ بینی پشت من: یعنی میں پیٹھ دکھا کر نہ بھاگوں گا۔ آں منم ... الخ: یعنی میں وہ ہوں کہ خاک وخون میں میرا سر آغشتہ ہوگا۔

کانکه جنگ آرد بخونِ خویش بازی میکند | روزِ میداں وانکه بگریزد بخونِ لشکرے

ایں بگفت و بر سپاہِ دشمن زد و تنے چند مردانِ کاری را بکشت چوں بہ پیشِ پدر آمد زمینِ خدمت ببوسید و گفت۔

قطعه

اے کہ شخصِ منت حقیر نمود | تا درشتی هنر نه پنداری
اسپِ لاغر میاں بکار آید | روزِ میداں نه گاوِ پرواری

آورده اند که سپاہِ دشمن بسیار بود و اینان اندک و جماعتے آهنگِ گریز کردند پسر نعره بزد و گفت اے مرداں بکوشید تا جامهٔ زناں نپوشید سواراں را بگفتنِ او تهور زیاده گشت و بیکبار حمله کردند شنیدم که همدراں روز بر دشمن ظفر یافتند پدر سر و چشم را ببوسید و در کنار گرفت و هر روز نظر بیش کرد تا ولیعهدِ خویش کرد برادراں حسد بردند و زهر در طعامش کردند خواهرش از غرفه بدید دریچه برهم زد پسر بفراست دریافت دست از طعام باز کشید و گفت محال است که هنرمنداں بمیرند و بے هنراں جائے ایشاں گیرند

شعر

کس نیاید بزیرِ سایهٔ بوم | ور هما از جهاں شود معدوم

پدر را ازیں حال آگهی دادند برادرانش را بخواند و گوشمالی بواجب داد پس هر یکے را از اطرافِ بلاد حصهٔ مرضی معین کرد تا فتنه فرو نشست

کانکه: که آں که: که بیانیہ اور آنکہ اسم موصول ہے۔ روزِ میدان: مراد جنگ کے دن۔ بخونِ لشکرے: یعنی بخونِ لشکرے بازی می کند۔ ایک کے بھاگنے سے پورے لشکر کے پاؤں اکھڑ جاتے ہیں۔ زد: حملہ کردیا۔ مردانِ کاری: جنگی سپاہی۔ اے کہ شخص منت الخ: یعنی اے باپ! میرا وجود آپ کو اس وقت تک حقیر معلوم ہو رہا تھا جب تک آپ نے میری ہنر مندی اور جانبازی نہ دیکھی تھی۔ لاغر میاں: پتلی کمر والا۔ گاوِ پرواری: باڑے میں پلی ہوئی گائے (جو فربہ اور تندرست ہوتی ہے۔) پروار: جانوروں کا وہ باڑا جو چرواہے گرمی کے زمانہ میں جنگل کے کسی سایہ دار حصہ میں بنا لیتے ہیں تاکہ جانور گرمی کے اثر سے محفوظ رہ کر فربہ ہوں۔ آہنگ گریز: بھاگنے کا ارادہ۔ تا جامۂ زناں نپوشید: یعنی ہرگز بزدلی نہ کرو۔ تہور: دلاوری۔ جوشِ مردانگی۔ ظفر: فتح وکامرانی۔ کنار: آغوش۔ گود۔ ہر روز نظر بیش کرد: یعنی دن بہ دن شفقت و مہربانی بڑھاتا رہا۔ ولیعہد: بادشاہ کا جانشین۔ وارثِ تخت وتاج۔ خواہر: بہن۔ غرفہ: بالا خانہ۔ دریچہ برہم زد: کھڑکی بجایا۔

بوم: اُلّو۔ نحوست میں مشہور پرندہ ہے۔ ہما: ایک مبارک پرندہ۔ جس کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ جس کے سر پر گزر جائے بادشاہ یا وزیر بن جاتا ہے۔ گوشمال بواجب: مناسب سزا۔ بلاد: ملک۔ مرضی: پسندیدہ۔ بعض نسخوں میں یہ لفظ نہیں۔ پھر بھی معنی درست ہیں۔ نزاع: جھگڑا۔ یہاں نشست و برخاست کا استعمال خالی از لطف نہیں۔

و نزاع برخاست کہ دہ درویش در گلیمے بخسپند و دو پادشاہ در اقلیمے نگنجند

قطعہ

نیم نانے گر خورد مردِ خدای | بذلِ درویشاں کند نیمے دگر
مُلکِ اقلیمے بگیرد پادشاہ | ہمچناں دربندِ اقلیمے دگر

حکایت (۴) طائفۂ دزدانِ عرب بر سرِ کوہے نشستہ بودند و منفذِ کارواں بستہ و رعیّتِ بُلداں از مکائدِ ایشاں مرعوب و لشکرِ سلطاں مغلوب بحکمِ آنکہ ملاذے منیع از قلّۂ کوہے گرفتہ بودند و ماوائے و ملجائے خود کردہ مدبّرانِ ممالکِ آں طرف در دفعِ مضرّتِ ایشاں مشاورت کردند کہ اگر ایں طائفہ بریں نسق روزگارے مداومت نمایند مقاومت ممتنع گردد۔

مثنوی

درختے کہ اکنوں گرفتست پائے | بہ نیروئے شخصے برآید ز جائے
وگر ہمچناں روزگارے ہلی | بگردونش از بیخ برنگسلی
سرِ چشمہ شاید گرفتن بہ بیل | چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل

سخن بریں مقرر شد کہ یکے را بتجسّسِ ایشاں برگماشتند و فرصت نگاہ میداشتند تا وقتیکہ بر سرِ قومے راندہ بودند و مقام خالی ماندہ تنے چند

گلیم: کمبل، کملی۔ بذل: خرچ۔ بخشش۔ نیمے دگر: دوسری آدمی۔ ملک اقلیمے: بعض نسخوں میں یوں ہے۔ ''ہفت اقلیم ار بگیرد بادشاہ'' ۔ بند: فکر۔ حکایت ۴: اس حکایت کا حاصل یہ ہے، کہ بد اصلوں سے بھلائی کی امید نہیں رکھنی چاہیے۔ ان کی بدگوہری کبھی نہ کبھی رنگ لائے گی۔ طائفہ: گروہ۔ سرکوہ: پہاڑ کی چوٹی۔ منفذ: راستہ۔ گزرگاہ۔ کارواں: قافلہ۔ بُلدان: بلد بمعنی شہر کی جمع۔ مکائد: مکیدہ کی جمع۔ مکر، فریب۔ ملاذ: پناہ گاہ۔ منیع: محفوظ، مضبوط۔ قُلّہ: (پہاڑ کی) چوٹی۔ ماوی، ملجا: جائے پناہ۔ ٹھکانا۔ مدبراں: منتظمین۔ ممالک: مملکت کی جمع۔ دفعِ مضرت: نقصان دور کرنا۔ بریں نسق: اس طریقہ پر۔ مداومت: ہمیشگی۔ مقاومت: مقابلہ۔ ممتنع: ناممکن۔ پائے درخت: جڑ۔ نیرو: طاقت و قوت۔ ہلی: ہلیدن سے مضارع واحد حاضر کا صیغہ۔ چھوڑنا۔ گردونش: گردون: آسمان، ارابہ یعنی گاڑی۔ چرخی۔ گردونش کا تعلق مصرع اول سے بھی ہوسکتا ہے۔ تب معنی آسمان ہے۔ اور مصرع دوم سے بھی ہوسکتا ہے تب معنی بیل گاڑی یا چرخی ہے۔ قدیم زمانے میں درخت اکھاڑنے کے لیے جڑ کے ارد گرد زمین کھود کر ایک رسی اس میں بیل گاڑی سے باندھ دیتے جڑ کو پیچ دے کر بیلوں کو ہنکا دیا جاتا۔ بیلوں کے زور سے درخت اکھڑ جاتا۔ بعض نے کہا کہ یہاں ظاہر یہ ہے کہ گردوں سے مراد چرخی ہے جو اسباب جرِ ثقیل سے ہے۔ بہر تقدیر مراد زور اور قوت ہے۔ میل: سرمہ کی سلائی۔ بیخ۔ پیل: ہاتھی۔ تجسس: جاسوسی کرنا۔ ٹوہ میں پڑنا۔ فرصت: موقع۔

مردانِ واقعہ دیدہ جنگ آزمودہ را بفرستادند تا در شعبِ جبل پنہاں شدند شبانگاہے کہ دزداں باز آمدند سفر کردہ و غارت آوردہ سلاح از تن بکشادند و رختِ غنیمت بنہادند نخستیں دشمنے کہ بر سرِ ایشاں تاخت آورد خواب بود چندانکہ پاسے از شب بگذشت شعر

قرصِ خورشید در سیاہی شد | یونس اندر دہانِ ماہی شد

مردانِ دلاور از کمین گاہ بدر جستند و دستِ یگاں یگاں بر کتف بستند بامداداں بدرگاہِ ملک حاضر آوردند ہمہ را بکشتن فرمود اتفاقاً در آنمیاں جوانے بود کہ میوۂ عنفوانِ شبابش نو رسیدہ و سبزۂ گلستانِ عذارش نو دمیدہ یکے از وزیراں پائے تختِ ملک را بوسہ داد و روئے شفاعت بر زمیں نہاد و گفت ایں پسر ہنوز از باغِ زندگانی بر نخوردہ است و از ریعانِ جوانی تمتع نیافتہ توقع بکرم و اخلاقِ خداوندی آنست کہ بخشیدنِ خونِ او بر بندہ منت نہی ملک روی ازیں سخن درہم آورد و موافق رائے بلندش نیامد و گفت

فرد

پرتو نیکاں نگیرد ہر کہ بنیادش بدست | تربیت نا اہل را چوں گردگاں بر گنبدست

واقعہ دیدہ: جنگ کے تجربہ کار۔ جنگ آزمودہ۔ شعب: گھاٹی۔ شعب جبل: پہاڑ کی گھاٹی۔ سلاح: ہتھیار۔ رخت: سامان۔ غنیمت: جنگ میں ہاتھ آیا ہوا مال۔ نخستیں: پہلا۔ تاخت آورد: حملہ کر گیا۔ خواب بود: یعنی سب سے پہلا دشمن جس نے ان پر حملہ کیا نیند تھی۔ پاسے از شب: رات کا ایک پہر۔ رات کا کچھ حصہ۔ قرص: ٹکیہ۔ حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے نگل لیا تھا۔ مشہور قصہ ہے یہاں یہ چند وجوہ تشبیہ بتائی گئی ہے۔ تشبیہ مرکب بہ مرکب، تشبیہ مفرد بہ مفرد وغیرہ۔ قرص خورشید کے سیاہی میں چلے جانے کو یونس علیہ السلام کے دہان ماہی میں چلے جانے سے تشبیہ دیا ہے۔ یا یوں کہا جائے۔ قرص خورشید کو حضرت یونس سے، رات کی سیاہی کو دہان ماہی سے تشبیہ دی ہے۔ اس کے علاوہ بھی کہا گیا۔ مصرعۂ دوم دن کے جانے اور رات کے آنے سے کنایہ ہے نیز شعر میں تلمیح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سورج ڈوبتے ہی رہزنوں کو نیند آگئی۔ کمین گاہ: گھات کی جگہ۔ یگاں یگاں: ایک ایک۔ کتف: شانہ۔ بستند: یعنی ہر ایک کی مشکیں کس دیں۔ مجرم کے ہاتھ پیچھے کاندھوں کی طرف لا کر شانوں پر باندھ دیئے جاتے ہیں جس سے سخت کرب و بے چینی ہوتی ہے۔ میوۂ عنفوان شبابش نو رسیدہ: جس کے آغازِ جوانی کا میوہ گدرایا ہوا تھا۔ یعنی وہ نوجوان تھا۔ عذار: رخسار، گال۔ ریعان: بہار۔ آغاز۔ پرتو: عادت۔ روشنی۔ شعاع۔ گردگاں: اخروٹ۔ یعنی جس طرح گنبد پر اخروٹ نہیں ٹھہر پاتا اسی طرح نا اہل اور بد طینت پر تربیت قرار نہیں پاتی۔

نسل وبنیادِ ایناں منقطع کردن اولیٰ ترست کہ آتش کشتن و اخگر گذاشتن و افعی کشتن و بچہ اش نگاہداشتن کارِ خردمنداں نیست۔

ابر گر آبِ زندگی بارد | ہرگز از شاخِ بید بَر نخوری
با فرومایہ روزگار مبر | کز نئے بوریا شکر نخوری

وزیر ایں سخن بشنید و طوعاً و کرہاً بپسندید و بر حسنِ رائے مَلِک آفریں خواند وگفت آنچہ خداوند دام مُلکہ فرمود عینِ صواب ست و مسئلہ بیجواب کہ اگر در صحبتِ آں بداں تربیت یافتے طینتِ ایشاں گرفتے و یکے از ایشاں شدے اما بندہ امیدوارست کہ بہ صحبتِ صالحاں تربیت پذیرد و خوئے خردمنداں گیرد کہ ہنوز طفل ست و سیرتِ بغی و عنادِ آں قوم در نہادِ او متمکن نشدہ و در حدیث ست کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ فَاَبَوَاہُ یُہَوِّدَانِہٖ اَوْ یُنَصِّرَانِہٖ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ

قطعہ

پسرِ نوح با بداں بنشست | خاندانِ نبوتش گم شد
سگِ اصحابِ کہف روزے چند | پئے نیکاں گرفت مردم شد

ایں بگفت و طائفہ از ندمائے مَلِک با وے بشفاعت یار شدند تا مَلِک از

نسل: اولاد۔ خاندان۔ اخگر: چنگاری۔ افعی: کالا ناگ۔ مراد کوئی بھی سانپ ہے۔ بچہ اش: سانپ کا بچہ، سنپولیہ۔ آب زندگی: آب حیات۔ بید: ایک درخت ہے۔ کہتے ہیں اس کے پھل نہیں ہوتا۔ فرومایہ: کمینہ۔ نئے بوریا: نرکل۔ پٹ سن کا پودا۔ طوعاً و کرہاً: خوشی ناخوشی۔ بادل ناخواستہ۔ دام ملکہ: اللہ اس کی بادشاہی ہمیشہ رکھے۔ مسئلہ بیجواب: ایسی بات جس کا کوئی جواب نہیں۔ طینت: عادت۔ سرشت۔ بغی وعناد: بغاوت ودشمنی۔ نہاد: طبیعت۔ کُلّ مَولودٍ الخ: ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے ماں، باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔ نوح: ایک جلیل القدر پیغمبر کا نام۔ جن کی دعا سے زبردست سیلاب آیا۔ ایک نسخے میں "بابداں یار گشت ہمسر لوط" بھی ہے چونکہ پسر نوح اور زوجہ لوط کا کفر دونوں ثابت اور خاندان نبوت سے خروج کا سبب ہے اس لیے دونوں نسخہ ہوسکتا ہے۔ سگ: کتا۔ اس کا قطمیر نام تھا۔ اصحاب کہف: غار والے۔ ان کا واقعہ مشہور ہے۔ یہ سات لوگ تھے۔ ظالم بادشاہ دقیانوس نے ان کو کفر پر مجبور کیا۔ تو بھاگ کر ایک غار میں چھپے۔ ان کے ساتھ ایک کتا تھا۔ حق تعالیٰ نے ان کو تین سو سال تک سلایا پھر بیدار ہوئے بادشاہ وقت بیدروس، وزراء اور ارکانِ دولت سے ملاقات ہوئی، پھر قیامت تک کے لیے سو گئے۔ مردم شد: کہتے ہیں کہ وہ کتا بلعم باعور کی شکل پر اٹھایا جائے گا اور جنت میں داخل کردیا جائے گا۔ بلعم باعور قوم بنی اسرائیل کا بڑا عالم، مستجاب الدعوات عابد تھا۔ مگر لالچ میں آکر ہلاک ہوگیا۔ (الملفوظ حصہ سوم ص ۲۸۰) ندماء: ندیم کی جمع۔ مصاحب۔ ہم نشین۔ یارشدند: مددگار ہوگئے۔

سرِ خونِ او درگذشت و گفت بخشیدم اگرچہ مصلحت ندیدم۔

رباعی

دانی کہ چہ گفت زال بارستمِ گرد | دشمن نتواں حقیر و بیچارہ شمرد
دیدیم بسے کہ آبِ سرِ چشمۂ خرد | چوں بیشتر آمد شتر و بار ببرد

فی الجملہ پسر را بناز و نعمت برآوردند و اُستادِ ادیب را بتربیتِ او نصب کردند تا حسنِ خطاب و ردِّ جواب و آدابِ خدمتِ ملوکش در آموختند و در نظرِ ہمگناں پسند آمد بارے وزیر از شمائلِ او در حضرتِ سلطان شمّہ میگفت کہ تربیتِ عاقلاں در و اثر کردہ است و جہلِ قدیم از جبلتِ او بدر بردہ مَلِک را ازیں سخن تبسّم آمد و گفت۔

بیت

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود | اگرچہ با آدمی بزرگ شود

سالِ دو بریں برآمد طائفۂ اوباشِ محلّت درو پیوستند و عقدِ موافقت بستند تا بوقتِ فرصت وزیر را و ہر دو پسرش را بکشت و نعمتِ بیقیاس برداشت و در مغارۂ دزداں بجائے پدر بنشست و عاصی شد مَلِک دستِ تحسّر بدنداں گرفت و گفت۔

از سرِ خون: خون کے خیال سے۔ یعنی قتل کا ارادہ ترک کر دیا۔ زال: ایران کے مشہور پہلوان رستم کے باپ کا نام۔ گرد: پہلوان۔ دلاور۔ شتر و بار ببرد: یعنی اونٹ کو بوجھ کے ساتھ بہا لیجاتا ہے۔ برآوردند: بمعنی پروردند۔ ادیب: ادب سکھانے والا بمعنی استاد۔ نصب کردند: مقرر کر دیا۔ حسن خطاب و ردّ جواب: مخاطب کرنے اور جواب دینے کے آداب۔ یعنی آداب گفتگو۔ ہمگناں: سب۔ تمام لوگ۔ شمائل: خوبیاں۔ اخلاق و عادات۔ حضرت: بارگاہ۔ شمّہ: تھوڑا سا۔ جبلت: فطرت۔ سرشت۔ عاقبت: آخر کار۔ گرگ زادہ: بھیڑیا کا بچہ۔ اَوباش: کمینے اور بدمعاش لوگ۔ یہ بوش کی جمع ہے قلب مکانی کے ساتھ جمع بنائی گئی۔ مگر فارسی میں بمعنی مفرد استعمال ہے۔ محلت: محلّہ۔ عقد: عہد و پیمان۔ موافقت: دوستی۔ ایک نسخہ میں مرافقت ہے۔ عقد مرافقت بستند: یعنی دوستانہ گانٹھ لیا۔ بوقت فرصت: یعنی ایک دن موقع پا کر۔ نعمت بیقیاس: بے اندازہ دولت۔ مغارہ: غار۔ عاصی: نافرمان۔ سرکش۔ باغی۔ تحسّر: افسوس کرنا۔

قطعہ

شمشیر نیک ز آہن بد چوں کند کسے | ناکس بتربیت نشود اے حکیم کس
باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست | در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

قطعہ

زمین شورہ سنبل بر نیارد | درو تخم عمل ضائع مگرداں
نکوئی با بداں کردن چناں ست | کہ بد کردن بجائے نیکمرداں

حکایت(۵) سرہنگ زادہ را دیدم بر در سرائے اغلمش کہ عقل و کیاستے و فہم و فراستے زائد الوصف داشت ہم از عہد خردی آثار بزرگی در ناصیۂ او پیدا۔

فرد

بالائے سرش ز ہوشمندی | می تافت ستارۂ سربلندی

فی الجملہ مقبول نظر سلطان آمد کہ جمال صورت و کمال معنی داشت و خردمنداں گفتہ اند توانگری بدل ست نہ بمال و بزرگی بعقل ست نہ بسال ابنائے جنس او بر منصب او حسد بردند و بجنایتے متہم کردند و در کشتن او سعی بیفائدہ نمودند۔

مصرع

دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست — ملک پرسید کہ موجب خصمی ایشاں

شمشیر نیک: اچھی تلوار۔ کس: شریف۔ ناکس: کمینہ۔ حکیم: دانشمند۔ (ج) حکماء۔ شورہ بوم: کھاری اور بنجر زمین۔ لالہ: ایک قسم کا پھول۔ خس: گھاس۔ زمین شورہ: بنجر زمین۔ سنبل: ایک قسم کا پھول۔ بالچھڑ۔ یہ خوشبودار گھاس ہے۔

حکایت ۵: اس کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہ کو چاہیے کہ ہر شکایت کو صحیح نہ سمجھے۔ بسا اوقات کارگزار اہلکار کی خوبیاں ہی شکایت پر برانگیختہ کرتی ہیں۔ سرہنگ: مرکب ہے سر بمعنی سردار اور ہنگ بمعنی سپاہ سے۔ سردار لشکر۔ سپہ سالار۔ زادہ: بچہ۔ سرائے: گھر، مسافر خانہ۔ اغلمش: ترکستان کے ایک بادشاہ کا نام۔ کیاست: ذہانت۔ زیرکی۔ فراست: دانائی۔ زائد الوصف: بیان سے زیادہ۔ ناقابل بیان۔ عہد: زمانہ۔ خردی: بچپن۔ آثار: نشان، علامتیں۔ ناصیہ: پیشانی۔ معنی: باطن۔ ابنائے جنس: ہم رتبہ لوگ۔ ہمسر۔ جنایت: جرم ۔ الزام۔ بعض نسخوں میں "خیانت" ہے۔ موجب: سبب۔ خصمی: دشمنی۔

درحقِ تو چیست گفت درسایۂ دولتِ خداوندی دَامَ مُلکُہٗ ہمگناں را راضی کردم مگر حسوداں کہ راضی نمیشوند الا بزوالِ نعمتِ من و دولت واقبالِ خداوندی باقی باد۔ قطعه

توانم اینکہ نیازارم اندرونِ کسے | حسود را چہ کنم کوز خود برنج درست
بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست | کہ از مشقتِ او جز بمرگ نتواں رست

قطعه

شور بختاں بآرزو خواہند | مقبلاں را زوالِ نعمت وجاہ
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم | چشمۂ آفتاب را چہ گناہ
راست خواہی ہزار چشم چناں | کور بہتر کہ آفتاب سیاہ

حکایت ۶ یکے را از ملوکِ عجم حکایت کنند کہ دستِ تطاول بمالِ رعیت دراز کردہ بود و جور و اذیت آغاز تا بجائے کہ خلق از مکائدِ ظلمش بجہاں برفتند و از کربتِ جورش راہِ غربت گرفتند چوں رعیت کم شد ارتفاعِ ولایت نقصان پذیرفت و خزینہ تہی ماند و دشمناں طمع کردند و زور آوردند قطعه

ہر کہ فریاد رس روزِ مصیبت خواہد | گو در ایامِ سلامت بجوانمردی کوش

دولت خداوندی: بادشاہی حکومت۔ دَامَ مُلکُہٗ: اس کی بادشاہی ہمیشہ رہے۔ ہمگناں را: سب کو۔ حسوداں: حسود بمعنی حاسد کی جمع۔ دولت واقبال خداوندی باقی باد: عرض حال کے بعد یہ بادشاہ کو دعا ہے۔ یعنی بادشاہی حکومت وارجمندی ہمیشہ باقی رہے۔ حسود: حسد کرنے والا۔ واحد ہے فارسی جمع حسوداں ہے۔ کیں: یعنی کہ ایں۔ شوربختاں: بد نصیب لوگ۔ مقبلاں: صاحبان اقبال۔ خوش نصیب لوگ۔ شپرہ چشم: چمگادڑ جیسی آنکھ والا۔ مرکب ہے جیسے طوطا چشم۔ یا اضافت مقلوبی ہے چشم شپرہ۔ چمگاڈر کی آنکھ۔ کور: اندھا۔ کہ آفتاب: کہ بمعنی نہ ہے۔ یعنی اگر تو سچ کہلانا چاہتا ہے تو سن لے کہ ایسی ہزار آنکھوں کا اندھی رہنا بہتر ہے نہ کہ آفتاب کا تاریک ہوجانا۔

حکایت ۶: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ ظلم کا انجام برا ہے۔ بادشاہت کو گھن کی طرح کھا جاتا ہے۔ عجم: جزیرۂ عرب کے علاوہ تمام دنیا۔ خصوصا ایران و توران۔ باشندوں کو بھی عجم کہتے ہیں۔ دست تطاول: ظلم کا ہاتھ۔ چونکہ آگے دراز کردن آرہا ہے۔ اس لیے یہاں تطاول میں معنی درازی سے تجرید ہے۔ جور: ظلم۔ اذیت: تکلیف۔ ستانا۔ مکائد: مکیدہ کی جمع۔ مکر وفریب۔ کربت: مصیبت۔ راہ غربت: مسافرت کی راہ۔ یعنی لوگ ترک وطن کر گئے۔ ارتفاع: آمدنی۔ محصول۔ بجہاں برفتند: یعنی مخلوق اس کے ظلم وزیادتی سے موت کے گھاٹ اتر گئی۔ ایک دوسرا معنی بھی ہوسکتا ہے۔ کہ لوگ ادھر ادھر منتشر ہوگئے۔ آگے کا جملہ اسی معنی کی تائید کرتا ہے۔ خزینہ: خزانہ۔ فریادرس: مددگار۔ مدد کو پہونچنے [illegible]

بندہ: غلام۔ حلقہ بگوش: فرمانبردار۔ قدیم زمانے میں برائے علامت غلاموں کے کانوں میں طلائی یا نقرئی یا آہنی کڑا (رِنگ) ڈال دیتے تھے۔

بندہ حلقہ بگوش ار ننوازی برود | لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

بارے در مجلسِ او کتابِ شاہنامہ میخواندند در زوالِ مملکت ضحّاک و عہدِ فریدون وزیر مَلِک را پرسید کہ ہیچ تواں دانستن کہ فریدوں کہ گنج و مُلک و حشم نداشت چگونہ مملکت برو مقرر شد گفتا چنانکہ شنیدی خلقے برو بتعصُّب گرد آمدند و تقویت کردند پادشاہی یافت گفت اے مَلِک چوں گرد آمدنِ خلقے موجبِ پادشاہی است تو خلق را برائے چہ پریشاں میکنی مگر سرِ پادشاہی کردن نداری۔

فرد

ہماں بہ کہ لشکر بجاں پروری | کہ سلطاں بہ لشکر کند سروری

مَلِک گفت موجبِ گرد آمدنِ سپاہ و رعیّت و لشکر چہ باشد گفت پادشاہ را کرم باید تا برو گرد آیند و رحمت تا در پناہِ دولتش ایمن نشینند و ترا ایں ہر دو نیست۔

مثنوی

نکند جور پیشہ سلطانی | کہ نیاید ز گرگ چوپانی
پادشاہے کہ طرحِ ظلم فگند | پائے دیوارِ مُلکِ خویش بکند

مَلِک را پندِ وزیرِ ناصح موافقِ طبعِ مخالف نیامد و روی از سخنش درہم

حلقہ بگوش شدن: غلام بنجانا۔ فرمانبردار ہوجانا۔ شاہنامہ: ایران کے مشہور شاعر فردوسی طوسی کی رزمیہ مثنوی جس میں منظوم تاریخ قدیم اور عجمی بادشاہوں کے تذکرے ہیں۔ سلطان محمود غزنوی کے حکم سے تیس سال میں یہ کتاب لکھی گئی۔ ضحاک: ایران قدیم کا ایک مشہور ظالم بادشاہ۔ جسے فریدون نے ہلاک کیا۔ ضحاک کا لغوی معنی ہنسنے والا ہے۔ کہتے ہیں کہ ماں کے پیٹ میں چار سال رہا اور وہیں دانت نکل آئے تھے، پیدائش کے وقت ہنس رہا تھا۔ اس لیے یہ نام پڑا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ "دہ" بمعنی دس اور "آک" بمعنی عیب سے مرکب ہے چونکہ اس کے دس عیب زبان زد خاص و عام تھے۔ فریدون: ایران کا وہی بادشاہ جس نے ضحاک پر حملہ کر کے اپنے باپ کے بدلے میں اس کو مارڈالا اور خود تخت کا مالک بن بیٹھا۔ حشم: نوکر چاکر۔ تعصب: دشمنی۔ سرِ پادشاہی: بادشاہی کا خیال۔ بجاں پروری: یعنی تو اپنی جان کی طرح پرورش کرے۔ سروری: سرداری۔ بادشاہی۔ ایمن: بے خوف۔ جور پیشہ: یعنی ظالم۔ چوپانی: چرواہی گیری۔ طرح: داغ بیل۔ بنیاد۔ طرز، روش۔ طبعِ مخالف: بادشاہ کا بگڑا مزاج جس کو بھلائی سے بیر تھا۔ روی درہم کشیدن: منہ موڑ لینا۔ چہرہ موڑ لینا۔

کشید و بزنداں فرستاد و بسے بر نیامد کہ بنی عمّانِ سلطاں بمنازعت
برخاستند و بمقاومت لشکر آراستند و مُلکِ پدر خواستند قومے کہ
از دستِ تطاولِ ایں بجاں رسیدہ بودند و پریشاں شدہ بر ایشاں گرد
آمدند و تقویت کردند تا مُلک از تصرفِ ایں بدر رفت و بر آناں مقرر شد

مثنوی

پادشاہے کو روا دارد ستم بر زیر دست | دوستدارش روزِ سختی دشمنِ زور آور ست
با رعیّت صلح کن وز جنگِ خصم ایمن نشیں | زانکہ شاہنشاہِ عادل را رعیّت لشکر ست

فرد

غمِ زیر دستاں بخور زینہار | بترس از زبر دستیِ روزگار

حکایت پادشاہے با غلامے عجمی در کشتی نشست و غلام دیگر دریا را ندیدہ بود و محنتِ کشتی نیازمودہ گریہ و زاری آغاز نہاد و لرزہ بر اندامش افتاد ملک را عیش ازو منغّص بود کہ طبعِ نازک تحمّلِ مثالِ ایں صورت نہ بندد چارہ ندانستند حکیمے دراں کشتی بود ملک را گفت اگر فرماں دہی او را بطریقے خاموش گردانم گفت غایت لطف و کرم باشد بفرمود تا غلام را بدریا انداختند چند نوبت غوطہ خورد ازاں پس

زنداں: قید خانہ۔ عمّان: بطریق فارسی عم کی جمع ہے۔ بنی عمان: چچیرے بھائی۔ منازعت: جھگڑا۔ مقاومت: مقابلہ۔ بجاں رسیدہ: تنگ آنے سے کنایہ ہے۔ زیر دست: ماتحت۔ کمزور۔ زور آور: طاقتور۔ خصم: دشمن۔ ایمن: بے خوف۔ نڈر۔ زینہار: البتہ اور یقیناً کے معنی میں ہے۔

حکایت نمبر ۷: اس حکایت سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔ (۱) بادشاہ نازک مزاج ہوتے ہیں۔ (۲) بادشاہوں کو دانشمندوں کی صحبت اختیار کرنی چاہئے۔ (۳) آدمی کو چاہئے کہ آسائش و تنعم اور راحت و عافیت کی قدر و قیمت پہچانے۔ اور زوال نعمت سے پہلے شکر خداوندی بجالائے۔ دیگر: یعنی بھی۔ عیش: زندگی کی خوشگواری۔ آرام و چین۔ منغص: مکدر۔ بے مزہ۔ ع: یعنی بادشاہ کا سارا لطف خاک میں مل گیا۔ کہ ان کی نازک طبیعت اس قسم کی باتیں برداشت نہیں کر پاتیں۔ تحمل: برداشت۔ حکیم: دانشمند۔ چارہ: تدبیر۔ غایت لطف: انتہائی مہربانی۔ چند نوبت: چند بار۔

مویش گرفتند و پیشِ کشتی آوردند و بدو دست در سُکّانِ کشتی آویخت چوں برآمد بگوشہ بنشست و قرار یافت مَلِک را عجب آمد پرسید کہ حکمت چہ بود گفت از اوّل محنتِ غرق شدن ندیدہ بود و قدرِ سلامتِ کشتی ندانستہ ہمچنیں قدرِ عافیت کسی داند کہ بمصیبتے گرفتار آید

قطعہ

اے سیر ترا نانِ جویں خوش ننماید | معشوقِ من ست آنکہ بنزدیکِ تو زشت ست
حورانِ بہشتی را دوزخ بود اعراف | از دوزخیاں پرس کہ اعراف بہشت ست

شعر

فرق ست میانِ آنکہ یارش دربر | با آنکہ دو چشمِ انتظارش بر در

حکایت[۸] یکے از ملوکِ عجم رنجور بود در حالتِ پیری و امیدِ زندگانی قطع کردہ کہ سوارے از در درآمد و بشارت داد کہ فلاں قلعہ را بدولتِ خداوند بکشادیم و دشمناں اسیر آمدند و سپاہ و رعیتِ آں طرف بجملگی مطیعِ فرماں گشتند مَلِک نفَسے سرد برآورد و گفت ایں مژدہ مرا نیست دشمنانم راست یعنی وارثانِ مملکت

قطعہ

دریں امید بسر شد دریغ عمرِ عزیز | کہ انچہ در دلم ست از درم فراز آید

مویش: اکثر غلاموں کے سر پر بال ہوتے تھے جیسے ترکی لوگوں کے سر پر بال ہوتے۔ سُکان: دنبالہ۔ کشتی کا پچھلا حصہ۔ پتوار: اور ہوسکتا ہے کہ سکان جمع ہو۔ ساکن کی۔ مراد کشتی میں بیٹھنے والے ہوں۔

آویخت: لازم ہے اور فاعل غلام ہے۔ تب معنی یہ ہوئے۔ کہ غلام (مضطرباًنہ) اپنے دونوں ہاتھوں سے کشتی کے دنبالہ میں لٹک گیا۔ اور بعض نسخوں میں "آویختند" ہے۔ تب یہ معنی متعدی میں ہوگا، یعنی کہ لوگوں نے اسے دنبالۂ کشتی میں لٹکادیا۔

قرار یافت: سکون پایا۔

سیر: آسودہ۔ پیٹ بھرا۔

جویں: جو والی۔ زشت: برا۔ بدصورت۔ حوران: حور کی جمع۔ فارسی میں حور واحد مان کر جمع حوران استعمال کردیتے ہیں حالانکہ "حور" خود جمع ہے اس کا واحد حورا ہے۔ اس خوبصورت عورت کو کہتے ہیں۔ جس کی آنکھ کی پتلی کی سیاہی خوب تیز سیاہ اور سفیدی خوب سفید ہو۔

اَعراف: جنت و جہنم کے درمیان ایک مقام ہے جہاں نہ جنت کی سی راحت نہ جہنم کا سا عذاب ہے۔ یہاں سے اہل جنت اور اہل جہنم کو پہچان لیں گے۔ اس لیے اسے اعراف کہتے ہیں۔ یہ عرف کی جمع ہے۔

حکایت نمبر ۸: اس کا حاصل یہ ہے کہ اپنی کوششیں اگر زندگی میں بحالت توانائی بار آور ہوں تو زیادہ خوشی حاصل ہوتی ہے اخیر عمر میں ملک گیری کی ہوس رانی ترک کر کے فکر آخرت میں متوجہ رہنا چاہئے۔

رنجور: رنجیدہ، بیمار، اصل میں رنج ور بفتح واو تھا۔ جیسے طاقت ور۔ بخت ور۔ برائے تخفیف۔ واو کو ساکن اور ماقبل مضموم کردیا۔ بشارت: خوشخبری۔

بدولت خداوند: یعنی بادشاہ کے اقبال سے ہم نے فتح کرلیا۔ جملگی: سب، تمام۔ اصل میں جملہ میں یا مصدری لگی ہوئی ہے۔ اور جملہ کی "ہ" "گ" [illegible]

امید بستہ بر آمد و لے چہ فائدہ زانکہ | امید نیست کہ عمرِ گذشتہ باز آید

قطعہ

کوسِ رحلت بکوفت دستِ اجل | اے دو چشم وداعِ سر بکنید
اے کفِ دست و ساعد و بازو | ہمہ تودیعِ یکدگر بکنید
بر منِ او فتادہ دشمن کام | آخر اے دوستاں گذر بکنید
روزگارم بشد بنادانی | من نکردم شما حذر بکنید

حکایت[۹] ہرمز را گفتند از وزیرانِ پدر چہ خطا دیدی کہ بند فرمودی گفت گناہے معلوم نکردم ولیکن بیقین دانستم کہ مہابتِ من در دلِ ایشاں بیکرانست و بر عہدِ من اعتمادِ کلی ندارند ترسم کہ از بیمِ گزندِ خویش آہنگِ ہلاکِ من کنند پس قولِ حکمارا کار بستم کہ گفتہ اند

قطعہ

ازاں کز تو ترسد بترس اے حکیم | وگر با چنو صد بر آئی بجنگ
ازاں مار بر پائے راعی زند | کہ ترسد سرش را بکوبد بسنگ
نہ بینی کہ چوں گربہ عاجز شود | بر آرد بچنگال چشمِ پلنگ

حکایت[۱۰] بر بالینِ تربتِ یحییٰ پیغمبر علیہ السّلام معتکف بودم در جامع

کوس: نقارہ۔ رحلت: کوچ۔ روانگی۔ دستِ اجل: موت کے ہاتھ (نے) وداع: رخصت کرنا۔ کفِ دست: ہتھیلی۔ ساعد: گٹا۔ کلائی۔ پہنچا۔ تودیع: رخصت کرنا۔ افتادہ: گرا پڑا۔ عاجز۔ دشمن کام: اضافت مقلوبی ہے۔ یعنی کام دشمن۔ مطلب یہ ہے کہ دشمن کی آرزو کے مطابق اب میں عاجز و درماندہ ہو رہا ہوں۔ اے دوستو! آؤ اور مجھ عاجز و درماندہ کی حالت دیکھو۔ میں کیسا تباہ حال ہو گیا ہوں۔ بشد: با زائد ہے۔ شد بمعنی گزر گئی حذر: پرہیز۔ من نکردم ... الخ: یعنی میں نادانیوں سے نہ بچ سکا مگر تم بچو۔ حکایت نمبر ۹: اس کا حاصل یہ ہے کہ چھوٹے سے چھوٹے دشمن کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ ہر وقت اس سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ ہرمز: نوشرواں کا لڑکا۔ خسرو پرویز کا باپ۔ اس نے بارہ سال حکومت کی۔ چونکہ مشتری کو بھی ہرمز کہتے ہیں۔ جو ستارۂ سعد سمجھا جاتا ہے۔ اسی لیے باپ نے یہ نام تجویز کیا۔ بند: قید۔ مہابت: ہیبت۔ خوف۔ بیکراں: بیحد۔ گزند: تکلیف۔ نقصان۔ اعتمادِ کلی: پورا پورا بھروسہ۔ کار بستن: عمل میں لانا۔ با چنو صد: اس جیسے سو لوگوں سے۔ راعی: چرواہا۔ زند: یعنی ڈس لیتا ہے۔ چنگال: پنجہ۔ چنگل۔ حکایت نمبر ۱۰: اس کا حاصل یہ ہے کہ مصیبتوں میں دستگیری کے طالب بن کر انبیا اور اولیا کی قبروں پر حاضری دینا چاہیے۔ ان سے مرادیں مانگنا بھی جائز ہے۔ بالین: سرہانا۔ تربت: قبر۔ مزار۔ معتکف: گوشہ نشین۔ گوشہ گیر۔

دمشق که یکے از ملوکِ عرب که به بے انصافی منسوب بود در آمد نماز و دعا کرد و حاجت خواست۔ فرد

درویش و غنی بندۂ این خاکِ درند
و آنانکه غنی ترند محتاج ترند

آنگاه مرا گفت از انجا که ہمتِ درویشان ست و صدقِ معاملۂ ایشان خاطرے ہمراہِ من کنید که از دشمنے صعب اندیشناکم گفتمش بر رعیتِ ضعیف رحمت کن تا از دشمنے قوی زحمت نه بینی۔

نظم

بباز وانِ توانا و قوتِ سرِ دست
خطاست پنجۂ مسکینِ ناتواں شکست

نترسد آنکه بر افتادگاں نبخشاید
که گر ز پائے در آید کسش نگیرد دست

ہر آنکه تخمِ بدی کشت و چشمِ نیکی داشت
دماغ بیہدہ پخت و خیالِ باطل بست

ز گوش پنبه برون آر و دادِ خلق بده
و گر تو می نه دہی داد روزِ دادے ہست

مثنوی

بنی آدم اعضائے یکدیگرند
که در آفرینش ز یک جوہرند

چو عضوے بدرد آورد روزگار
دگر عضوہا را نماند قرار

تو کز محنتِ دیگراں بیغمی
نشاید که نامت نہند آدمی

جامع: جامع مسجد۔ دمشق: (بکسرِ اول و فتح میم۔ و بکسر تین تیز) ایک مشہور شہر جو ملک شام (سیریا) کا پایۂ تخت ہے۔ اس کی تعمیر نمرود کے غلام دمشق یا دِمشاق بن کنعان نے کیا۔ حاجت خواست: مراد چاہی۔ درویش و غنی ... الخ: یعنی درویش ہو یا غنی سب اس خاکِ در (بارگاہ نبی) کے غلام ہیں۔ اور جو لوگ زیادہ مالدار ہیں وہ زیادہ حاجت مند ہیں۔ (چوں کہ ان کی ضروریات زیادہ ہیں اس لیے وہ اپنی ضرورتوں کی تکمیل اور پریشانیوں کو دور کرنے کے لیے انبیا و اولیا کی بارگاہوں کے زیادہ حاجت مند ہیں)۔ از انجا: یعنی چونکہ۔ ہمت: دل کے قصد و ارادہ کو۔ اور خاطر: دل کے خیالات کو کہتے ہیں۔ یہاں دونوں سے مراد باطنی توجہ ہے۔ یعنی چونکہ درویش صاحب عزت و کرامت ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ان کا معاملہ سچا اور ان کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اندیشناکم: یعنی اندیشہ ناک ہستم۔ میں سخت فکر مند ہوں۔ زحمت: تکلیف۔ نہ بینی: حدیث شریف میں آیا۔ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء۔ یعنی تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔ سرِ دست: پنجہ مراد ہے۔ شکست: صیغہ ماضی ہے مگر مصدری معنی مراد ہے۔ نترسد... الخ: یعنی جو عاجزوں اور مجبوروں کی مدد نہیں کرتا (اسے آگاہ ہونا چاہئے کہ) جب وہ گرے گا تو اس کا کوئی دستگیر اور مددگار نہ ہوگا۔ حدیث میں ہے مَنْ لَا یَرحم لا یُرحم۔ چشمِ نیکی: بھلائی کی امید۔ بیہدہ: بیہودہ۔ پنبہ: روئی۔ بروں آر: کان سے روئی باہر نکال یعنی غفلت دور کر۔ داد: انصاف۔ روز داد: انصاف کا دن یعنی قیامت کا دن۔ آفرینش: پیدائش۔ تخلیق۔ زیک جوہر: ایک اصل یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے ہیں۔ بیغمی: یعنی بےغم ہے [illegible]

حکایت(۱۱) درویشے مستجاب الدعوات در بغداد پدید آمد حجاجِ یوسف را خبر کردند بخواندش و گفت دعائے خیرے بر من کن گفت خدایا جانش بستاں گفت از بہرِ خدا ایں چہ دعاست گفت ایں دعائے خیرست ترا و جملہ مسلماناں را۔

مثنوی

اے زبردست زیردست آزار   گرم تا کے بماند ایں بازار
بچہ کار آیدت جہانداری   مُردنت بہ کہ مردم آزاری

حکایت(۱۲) یکے از ملوکِ بے انصاف پارسائے را پرسید کہ کدام عبادت فاضلترست گفت ترا خوابِ نیمروز تا دراں یک نفس خلق را نیازاری۔

قطعہ

ظالمے را خفتہ دیدم نیمروز   گفتم ایں فتنہ ست خوابش بُردہ بہ
وانکہ خوابش بہتر از بیداریست   آں چناں بد زندگانی مردہ بہ

حکایت(۱۳) یکے را از ملوک شنیدم کہ شبے در عشرت روز کردہ بود در پایانِ مستی میگفت۔

بیت

مارا بجہاں خوشتر ازیں یکدم نیست   کز نیک و بد اندیشہ و از کس غم نیست

حکایت نمبر ۱۱: اس کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہ اور حکمراں کو اولیاء اللہ سے دعائے خیر کا طالب رہنا چاہیے۔ مستجاب الدعوات: وہ شخص جس کی دعائیں بارگاہ خداوندی میں قبول ہوتی ہوں۔ بغداد: اصل میں باغ داد تھا۔ نوشیرواں اس جگہ مظلوموں کے ساتھ انصاف کیا کرتا تھا۔ اس لیے یہ نام پڑ گیا۔ اب یہ مشہور شہر عراق کا دارالسلطنت اور شہر اولیا کبار ہے۔ پدید آمدن: ظاہر ہونا۔ آنا۔ تشریف لانا۔ حجاج یوسف: حجاج بن یوسف ثقفی۔ مروانی ظالم اور سخت گیر گورنر جس نے ہزاروں بے گناہوں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیئے۔ لیکن اسلامی سلطنت کی توسیع میں بیش بہا خدمات انجام دیں۔ اور بعض دیگر اچھی خصوصیات بھی تھیں۔ جانش بستاں: اس کی جان لے لے۔ خیراست ترا...الخ: کیونکہ تو ظلم کرنے کے گناہ سے بچ جائے گا اور مسلمان تیرے مظالم سے نجات پا جائیں گے۔ زبردست آزار: ماتحتوں (کمزوروں) کو ستانے والا۔ گرم بازاری: کاروبار کا بارونق ہونا۔ تیزی سے چلنا۔ حکایت نمبر ۱۲: اس کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہ کے لیے مردم آزاری سے احتراز اور مخلوق کے ساتھ انصاف و بخشش بہترین عبادت ہے۔ پارسا: پرہیزگار۔ فاضلتر: زیادہ فضیلت والی۔ خوابِ نیمروز: دوپہر کو سونا۔ آں چناں بدزندگانی ...الخ: یعنی جس کی زندگی بری ہو اس کا مرجانا بہتر ہے تاکہ وہ گناہوں سے محفوظ رہے۔ اور دوسرے لوگ اس کی ایذا رسانیوں سے محفوظ رہیں۔
حکایت نمبر ۱۳: اس کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہوں کو چاہیے کہ داد و دہش جاری رکھیں۔ غریبوں، حاجتمندوں کے لیے شاہی خزانے سے وظائف مقرر کردیں۔ اور کسی کی امید بندھا کر محروم کردینا انہیں زیب نہیں دیتا۔ عشرت: خوشی ونشاط۔ پایان مستی: انتہائی مستی۔

درویشے برہنہ بسرما خفتہ بود گفت۔ بیت

اے آنکہ باقبالِ تو در عالم نیست | گیرم کہ غمت نیست غمِ ما ہم نیست

ملک را خوش آمد صُرّۂ ہزار دینار از روزن بیروں کرد و گفت دامن بدار اے درویش گفت دامن از کجا آرم کہ جامہ ندارم ملک را بر ضعفِ حالِ او رحمت زیادت شد و خلعتے برآں مزید کرد و پیشِ درویش فرستاد درویش آں نقد و جنس را باندک مدت بخورد و پریشاں کرد و باز آمد۔ بیت

قرار در کفِ آزدگاں نگیرد مال | نہ صبر در دلِ عاشق نہ آب در غربال

درحالتے کہ ملک را پروائے او نبود حال بگفتند بہم برآمد و روی ازو درہم کشید و ازینجا گفتہ اند اصحابِ فِطنت و خُبرت کہ از حدّت و صولتِ پادشاہاں بر حذر باید بودن کہ غالبِ ہمّتِ ایشاں بمعظماتِ امورِ مملکت متعلق باشد و تحمّلِ ازدحامِ عوام نکنند۔

مثنوی

حرامش بود نعمتِ پادشاہ | کہ ہنگامِ فرصت ندارد نگاہ
مجالِ سخن تا نہ بینی ز پیش | بہ بیہودہ گفتن مبر قدرِ خویش

بسرما: یعنی جاڑے کے موسم میں۔ باقبال تو: یعنی در برابر اقبال تو: تیرے اقبال کے برابر۔ تجھ جیسا خوش قسمت۔ گیرم: یعنی قبول می کنم: میں مانتا ہوں۔ میں تسلیم کرتا ہوں۔ غمت: بمعنی غم خود۔ صُرّہ: ہمیانی۔ تھیلی۔ روزن: روشندان۔ کھڑکی۔ دامن بدار اے درویش: اے درویش! دامن پھیلا۔ خِلعت: جوڑا۔ بادشاہ کا دیا ہوا لباس۔ برآں مزید کرد: یعنی اشرفیوں کے توڑے کے ساتھ جوڑا بھی عطا کیا۔ پریشان کرد: برباد کردیا۔ اڑا ڈالا۔ آزادگان: آزاد منش لوگ۔ بے فکرے لوگ۔ غِربال: چھلنی۔ پروائے: فکر۔ رغبت۔ فرصت۔ فطنت: زیرکی، دانائی۔ خُبرت: آگاہی۔ حِدت: تیزی و تندی۔ صولت: دبدبہ۔ رعب و ہیبت۔ مراد غصہ ہے۔ اصحاب فطنت و خبرت: ذی ہوش عقلمند لوگ۔ حذر: خوف و پرہیز۔ غالب ہمت ...الخ: اکثر وہ لوگ بڑے بڑے ملکی امور کی فکر میں مشغول ہوتے ہیں۔ ازدحام: کثرت، بھیڑ۔ معظماتِ امور: بڑے بڑے کام۔ اہم امور۔ تحمّل: برداشت۔ ہنگام: موقع۔ وقت۔ نگاہ داشتن: نظر رکھنا۔ لحاظ رکھنا۔ مجال: گنجائش۔ قدرِ خویش بردن: اپنی قدر کھو دینا۔

گفت ایں گدائے شوخ چشم مبذر را کہ چندیں نعمت بچندیں مدت برانداخت برانید کہ خزینۂ بیت المال لقمۂ مساکین ست نہ طعمۂ اخوان الشیاطین۔

بیت

ابلہے کو روزِ روشن شمعِ کافوری نہد | زود بینی کش بشب روغن نباشد در چراغ

یکے از وزرائے ناصح گفت اے خداوند مصلحت آن می بینم کہ چنیں کساں را وجہِ کفاف بتفاریق مجرا دارند تا در نفقہ اسراف نکنند اما آنچہ فرمودی از زجر و منع مناسبِ اربابِ ہمت نیست کہ یکے را بہ لطف امیدوار گردانیدن و باز بنومیدی خستہ کردن۔

نظم

بروئے خود درِ طماع باز نتوان کرد | چو باز شد بدرشتی فراز نتوان کرد

قطعہ

کس نہ بیند کہ تشنگانِ حجاز | بر لبِ آبِ شور گرد آیند
ہرکجا چشمۂ بود شیریں | مردم و مرغ و مور گرد آیند

حکایت (۱۴) یکے از پادشاہانِ پیشیں در رعایت مملکت سستی کردے

شوخ چشم: بے شرم، بے حیا۔ ڈھیٹ، بیباک۔ مُبذِر: فضول خرچ۔ برانداخت: خرچ کر ڈالا۔ اڑا ڈالا۔ بیت المال: مراد شاہی خزانہ ہے۔ طعمہ: خوراک۔ نوالہ۔ اخوان الشیاطین: شیطانوں کے بھائی بند۔ یعنی شاہی خزانہ فضول خرچوں کے اڑانے کھانے کے لیے نہیں۔ کہ۔ قرآن مجید میں ہے اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ۔ (الاسراء آیت ۲۷) بیشک فضول اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔ ابلہ: بیوقوف۔ کو: کہ او۔ شمع کافوری: ایسی موم بتی جس میں خوشبو کے لیے کافور ملا دیا گیا ہو۔ وجہ کفاف: ایسی روزی جو کفایت کر سکے۔ روزینہ کی صورت۔ تفاریق: جمع ہے واحد تفریق۔ جدا جدا کرنا۔ یعنی تھوڑا تھوڑا کر کے۔ مجرا داشتن: جاری رکھنا۔ نفقہ: اہل وعیال کا خرچ۔ زجر: سرزنش۔ جھڑکنا۔ جھڑکی۔ مناسب: شایانِ شان۔ لائق۔ طماع: لالچی۔ درشتی: سختی۔ فراز کردن: بند کرنا۔ مور: چیونٹی۔ حجاز: وہ علاقہ جس میں مکہ، مدینہ، طائف وغیرہ واقع ہیں۔ حجر سے ماخوذ ہے بمعنی دو چیزوں کے مابین ہونا چونکہ یہ علاقہ نجد اور تہامہ یا غور کے مابین واقع ہے۔ اس لیے یہ نام پڑا۔ یہاں شیریں پانی کمیاب ہے۔ تشنگانِ حجاز: مراد آب زمزم کے پیاسے۔ آب شور: کھاری پانی۔ (سمندر) گرد آیند: جہاں کہیں میٹھے پانی کا چشمہ ہوتا ہے اسی جگہ لوگ، پرندے اور چیونٹیاں جمع ہوتی ہیں۔ یعنی جو صاحبانِ کرم ہیں محتاج انہیں کے پاس آتے ہیں۔ بخیل کے پاس کوئی نہیں جاتا۔ حکایت ۱۴: اس کا خلاصہ یہ ہے باشاہوں کو اپنی فوج اور پولیس پر خوب خرچ کرنا چاہئے تاکہ وہ خوشدلی سے بادشاہ کی حمایت کریں اور اس کے دشمنوں سے لڑ کر اس کی حکومت بچائیں۔ پیشیں: گزشتہ۔ پچھلے۔ [illegible] یعنی رعایت اہل مملکت۔

و لشکر را بسختی داشتے لاجرم دشمنے صعب روئے نمود ہمہ پشت دادند

مثنوی

چو دارند گنج از سپاہی دریغ | دریغ آیدش دست بردن بہ تیغ
چہ مردی کند در صفِ کار زار | کہ دستش تہی باشد و کار زار

یکے را از آناں کہ غدر کردند با من دوستی بود ملامت کردم و گفتم دون است و بے سپاس و سفلہ و ناحق شناس کہ باندک تغیرِ حال از مخدوم قدیم برگردد و حق نعمتِ سالہا در نوردد گفت اگر بکرم معذور داری شاید کہ اسپم بی جو بود و نمدِ زینم بگرو و سلطان کہ بزر با سپاہی بخیلی کند با او بسر جوانمردی نتواں کرد۔

فرد

زر بدہ مردِ سپاہی را تا سر بدہد | و گرش زر ندہی سر بنہد در عالم

شعر

إِذَا شَبِعَ الْكَمِيُّ يَصُولُ بَطْشًا | وَخَاوِي الْبَطْنِ يَبْطِشُ بِالْفِرَارِ

حکایت (۱۵) یکے از وزرا معزول شدہ بحلقۂ درویشاں در آمد و برکتِ صحبتِ ایشاں در وے سرایت کرد و جمعیتِ خاطرش دست داد ملک بارِ دیگر با او دل خوش کرد و عمل فرمود قبولش نیامد و گفت

لاجرم: ناچار۔ صعب: سخت۔ ہمہ پشت دادند: یعنی سب بھاگ گئے۔ دریغ: ممانعت وافسوس۔ روک ٹوک۔ تأمل۔ مردی: جوانمردی۔ کارزار: جنگ۔ کارزار: جس کا کام بگڑا ہوا ہو۔ غدر: عہد شکنی۔ بیوفائی۔ دون: کمینہ۔ بے سپاس: ناشکرا۔ سفلہ: کمینہ۔ رذیل۔ کم ظرف۔ ناحق شناس: اصل میں ہے حق ناشناس۔ حق نہ پہچاننے والا۔ بے وفا۔ مخدوم: آقا۔ جس کی خدمت کی جائے۔ برگردد: پھر جائے یعنی نافرمان بنجائے۔ دون است: یہ اپنے معطوفات کے ساتھ۔ خبر مقدم ہے اور کہ باندک الخ مبتدا موخر ہے۔ درنوردد: پائمال کردے۔ ٹھکرادے۔ بے جو: بے جو کے دانے کا۔ مراد بھوکا ہے۔ نمد زین: زین کے نیچے کا نمدہ۔ خوگیر۔ اونی کپڑا جو گھوڑے کی پیٹھ پر زین کے نیچے ڈالتے ہیں۔ بگرو: یعنی گروی رکھا ہوا۔ سر بنہد در عالم: یعنی بھاگ جائے گا۔ اذا شبع ...الخ: ہتھیار بند سپاہی جب آسودہ شکم ہوتا ہے تو سخت حملہ کرتا ہے۔ اور جب خالی پیٹ ہوتا ہے تو جلد بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ حکایت ۱۵: اس کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہ کو لازم ہے کہ عہدے اور منصب ان لوگوں کو سپرد کرے جو ان کے حریص نہ ہو اور کامل اہلیت رکھتے ہوں۔ وزراء: وزیر کی جمع۔ معزول شدہ: برخاست کیا ہوا۔ حلقہ درویشاں: درویشوں کا گروہ۔ جمعیتِ خاطرش دست داد: یعنی اسے قلبی اطمینان وسکون نصیب ہوگیا۔

معزولی بہ کہ مشغولی۔ **رُباعی**

آنانکہ بکنجِ عافیت بنشستند | دندانِ سگ ودہانِ مردم بستند
کاغذ بدریدند وقلم بشکستند | وز دست وزبانِ حرفگیراں رستند

مَلِک گفت ہرآئینہ ما را خردمندے کافی باید کہ تدبیرِ مملکت را بشاید گفت نشانِ خردمندِ کافی آنست کہ بچنیں کارہا تن در ندہد۔

فرد

ہمای بر سرِ مرغاں ازاں شرف دارد | کہ استخواں خورد وطائرے نیازارد

حکایت(۱۷) سیاہ گوش را گفتند ترا ملازمتِ شیر بچہ وجہ اختیار افتاد گفت تا فضلۂ صیدش میخورم واز شرِ دشمناں در پناہِ صولتش زندگانی میکنم گفتندش اکنوں کہ بظلِ حمایتش درآمدی وبشکرِ نعمتش اعتراف کردی چرا نزدیک ترنیائی تا بحلقۂ خاصانت درآرد واز بندگانِ مخلصت شمارد گفت از بطشِ وے ہمچناں ایمن نیستم۔

فرد

اگر صد سال گبر آتش فروزد | اگر یکدم اندراں افتد بسوزد

افتد کہ ندیمِ حضرتِ سلطاں را زر بیاید وباشد کہ سر برود و حکما گفتہ اند

مشغولی: کسی کام میں مصروف ہونا (شاہی خدمت قبول کرنا)۔ معزولی بہ کہ مشغولی: کہ بمعنی "از" ہے۔ یعنی مشغول رہنے سے بہتر برخاست رہنا ہے۔ کنج: گوشہ۔ سگ: کتا۔ یہاں ایذا پہونچانے والے مراد ہیں۔ حرف گیراں: نکتہ چین اور عیب نکالنے والے۔ ہرآئینہ: بہرحال۔ بشاید: شائستن سے مضارع۔ لائق ہونا۔ اس میں بازائد ہے۔ یعنی برائے انتظام مملکت موزوں ہو۔ تن درنہ دہد: یعنی راضی نہ ہو کیونکہ احتیاط کے باوجود عہد ہائے سلاطین مظالم سے خالی نہ رہ سکے۔ ہما: ایک مشہور مبارک پرندہ۔ کہتے ہیں کہ اس کی خوراک ہڈیاں ہیں مگر وہ کسی پرند کو مار کر نہیں کھاتا بلکہ گری پڑی سے پیٹ بھر لیتا ہے۔ حکایت ۱۷: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ وزیروں کو بادشاہوں کی غیر مستقل مزاجی سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔ سیاہ گوش: ایک جانور (چوپایہ) جو کتے سے چھوٹا اور بلی سے بڑا۔ سرخ مائل بسیاہی۔ اس کے دونوں کان سیاہ نوکدار ہوتے ہیں۔ سریع الحرکۃ اور تیز رو ہے۔ ہر وقت شیر کے ارد گرد رہتا ہے۔ ملازمت: ہردم ساتھ رہنا۔ بچہ وجہ: کس سبب سے۔ فضلہ: پس ماندہ۔ بچا کھچا۔ صید: شکار۔ صولت: دبدبہ۔ ظل: سایہ۔ اعتراف: اقرار۔ خاصاں: خاص لوگ۔ اس میں تاضمیر "ترا" کے معنی میں ہے۔ اسی طرح مخلصت کی ضمیر۔ بطش: گرفت۔ پکڑ۔ گبر: مجوسی۔ آتش پرست۔ افتد: گر پڑے۔ بسوزد: لازم اور متعدی۔ دونوں معنی درست ہیں۔ افتد: بمعنی باشد۔ ممکن ہے۔ ہوسکتا ہے۔ ندیم: ہم نشین۔ حضرت: بارگاہ۔

از تلونِ طبع پادشاہاں بر حذر باید بود کہ وقتے بسلامے برنجند و گاہے بدشنامے خلعت دہند و گفتہ اند ظرافت بسیار ہنرِ ندیماں ست و عیبِ حکیماں۔

فرد

تو بر سرِ قدرِ خویشتن باش و وقار | بازی و ظرافت بہ ندیماں بگذار

حکایت (۱۷) یکے از رفیقاں شکایتِ روزگارِ نامساعد نزدِ من آورد کہ کفاف اندک دارم و عیال بسیار و طاقتِ بارِ فاقہ نمی آرم و بارہا در دلم آمد کہ باقلیمے دیگر نقل کنم تا در ہر صورتے کہ زندگانی کنم کسے را بر نیک و بدِ من اطلاع نباشد۔

بیت

بس گرسنہ خفت و کس ندانست کہ کیست | بس جاں بلب آمد کہ برو کس نگریست

باز از شماتتِ اعدا می اندیشم کہ بطعنہ در قفائے من بخندند و سعیِ مرا در حقِ عیال بر عدمِ مروت حمل کنند و گویند۔

قطعہ

ببیں آں بے حمیت را کہ ہرگز | نخواہد دید روئے نیکبختی
کہ آسانی گزیند خویشتن را | زن و فرزند بگذارد بسختی

تلون: رنگ برنگ ہونا۔ رنگ بدلنا۔ تلون طبع: غیر مستقل مزاجی۔ دشنا: گالی۔ خلعت: جوڑا۔ ظرافت: خوش مذاقی۔ خوش طبعی۔ مسخرا پن۔ ندیماں: ندیم کی جمع۔ حکیماں: حکیم کی جمع۔ دانشمند۔ بازی: دل لگی۔ اٹھکھیلیاں۔ تو بر سر قدر... الخ: تو اپنی قدر و منزلت اور وقار پر قائم رہ۔ دل لگی اور شوخ طبعی ندیموں کے لیے چھوڑ دے۔ حکایت ۱۷: اس کا حاصل یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے بادشاہوں کی ملازمت اور صحبت سے دور رہنا چاہئے۔ رفیقاں: رفیق کی جمع۔ دوست۔ ساتھی۔ نامساعد: ناموافق۔ کفاف: روزینہ۔ روزی۔ طاقت بارِ فاقہ: یعنی فاقہ اٹھانے کی طاقت۔ عیال: بال بچے جن کا نفقہ اس پر لازم ہو۔ زیر کفالت لوگ۔ اقلیمے دگر: دوسرے ملک۔ نقل کنم: منتقل ہو جاؤں۔ تا در ہر صورتے ... الخ: تا کہ جس صورت میں بھی زندگی گزاروں کسی کو میرے اچھے برے پر اطلاع نہ ہو پائے۔ گرسنہ: بھوکا۔ بس: بہت سے۔ نگریست: نفی کے لیے۔ گریست صیغہ ماضی ہے۔ باز: پھر۔ شماتت: دوسرے کے نقصان پر خوش ہونا۔ اعداء: عدو کی جمع۔ دشمن۔ قفاء: گدی۔ یہاں عدم موجودگی مراد ہے۔ حمل کنند: محمول کریں گے۔ یعنی میری ان کوششوں کو جو میں اپنے اہل و عیال کی روزی کے لیے کرونگا بے مروتی پر محمول کریں گے۔ بے حمیت: بے غیرت۔ بے شرم۔ کہ ہرگز... الخ: بے حمیت کا بیان ہے۔ گزیند: گزیدن سے مضارع ہے۔ اختیار کرنا۔

ودریں علمِ محاسبت چنانکہ معلوم ست چیزے دانم اگر بجاہِ شما شغلے معین شود کہ موجبِ جمعیتِ خاطر باشد بقیتِ عمر از عہدۂ شکرِ آں بیروں آمدن نتوانم گفتم عملِ پادشاہ اے برادر دو طرف دارد امیدِ نان و بیم جان و خلافِ رائے خردمنداں باشد بدیں امید دراں بیم افتادن

قطعہ

کس نیاید بخانۂ درویش | کہ خراجِ زمین و باغ بدہ
یا بہ تشویش وغصہ راضی شو | یا جگر بند پیشِ زاغ بنہ

گفت ایں موافقِ حالِ من نگفتی وجوابِ سوالِ من نیاوردی نشنیدۂ کہ ہر کہ خیانت ورزد دستش از جبانت بلرزد۔

فرد

راستی موجبِ رضائے خداست | کس ندیدم کہ گم شد از رہِ راست

حکما گویند کہ چہار کس از چہار کس بجاں برنجند حرامی از سلطان و دزد از پاسبان و فاسق از غماز و روسپی از محتسب آں را کہ حساب پاک ست از محاسبہ چہ باک۔

قطعہ

مکن فراخ روی در عمل اگر خواہی | کہ روزِ رفعِ تو باشد مجالِ دشمن تنگ

علم محاسبت: علم حساب۔ چیزے دانم: یعنی میں تھوڑا علم حساب جانتا ہوں۔ جاہ: مرتبہ۔ بجاہ شما: آپ کی بدولت۔ شغل: مشغلہ۔ کام۔ مراد ملازمت ہے۔ موجب جمعیت خاطر: دل کے اطمینان کا سبب (ہوگا) بقیت عمر: باقی زندگی۔ ازعہدۂ شکر الخ: اس کے شکریہ سے عہدہ برآ نہ ہوسکوں گا۔ دو طرف: دورخ۔ بیم جان: جان جانے کا اندیشہ۔ خراج: ٹیلس۔ جگر بند۔ اضافت مقلوبی ہے۔ جگر کا ٹکڑا۔ جگر وشش ودل وغیرہ کا مجموع۔ فرزند سے کنایہ ہے۔ زاغ: کوا۔ جگر بند پیش زاغ نہادن: محنت و بلا اختیار کرنے سے کنایہ ہے خود کو آفات و بلا میں ڈالنا۔ نیاوردی: کیونکہ جان جانے کا اندیشہ، اور ہلاکت میں پڑنے کا خطرہ جو تم نے بتایا وہ ناراستی اور خیانت کی صورت میں ہے اور میں صدق ودیانت رکھتا ہوں۔ ورزد: ورزیدن سے مضارع کا صیغہ ہے۔ اختیار کرنا۔ جبانت: بزدلی۔ اگر اسے جنابت پڑھا جائے تو اس کے معنی گندگی کے ہوں گے۔ جس سے خباثت مراد لی جاسکتی ہے۔ رضائے خدا: خدا کی خوشنودی۔ راستی: سچائی۔ حرامی: ڈاکو۔ پاسبان: نگہبان۔ چوکیدار۔ فاسق: بدکار۔ غماز: چغلخور۔ روسپی: زنا کار۔ رنڈی۔ محتسب: منہیات شرع سے روکنے والا۔ بدکاروں کو سزا دینے والا افسر۔ کوتوال۔ محاسبہ: حساب لینا دینا۔ باک: پروا۔ خوف۔ اندیشہ۔ فراخ روی: کام بڑھانا۔ روز رفع تو: ملازمت سے برطرفی کے دن۔ یا مقدمہ میں پیشی کے دن۔ مکن فراخ روی ...الخ: یعنی اگر تم چاہتے ہو کہ ملازمت سے علیحدگی کے دن دشمن کو تیرے خلاف کچھ کرنے کا موقع نہ ملے تو اپنے دفتری کاموں کو زیادہ نہ پھیلاؤ۔

تو پاک باش برادر مدار از کس باک | زنند جامۂ ناپاک گازراں بر سنگ

گفتم حکایت روباہے مناسب حال تست کہ دیدندش گریزاں و بیخویشتن افتاں و خیزاں کسے گفتش چہ آفت ست کہ موجب مخافت است گفتا شنیدم کہ شیر را بسخرہ میگیرند گفت اے سفیہ ترا با شیر چہ مناسبت است و او را با تو چہ مشابہت گفت خاموش کہ اگر حسوداں بغرض گویند کہ اینہم بچۂ شیر ست و گرفتار آیم کرا غمِ تخلیصِ من دارد کہ تفتیشِ حالِ من کند و تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود ترا ہمچنیں فضل ست و دیانت و تقویٰ و امانت ولیکن متعنتاں در کمین اند و مدعیاں گوشہ نشیں اگر آنچہ سیرتِ تست بخلافِ آں تقریر کنند و در معرضِ خطابِ پادشاہ آئی دراں حالت کرا مجالِ مقالت باشد پس مصلحت آں می بینم کہ مُلکِ قناعت را حراست کنی و ترکِ ریاست گوئی۔

قطعہ

بدریا در منافع بیشمار ست | اگر خواہی سلامت بر کنار ست

رفیق چوں ایں سخن بشنید بہم برآمد و روئے از حکایتِ من درہم کشید و سخنہائے رنجش آمیز گفتن گرفت کہ ایں چہ عقل و کفایتست و فہم و

گازراں: جمع ہے واحد گازر۔ دھوبی۔ روباہ: لومڑی۔ بے خویشتن: بیتابانہ۔ دیدندش گریزاں ..الخ: لوگوں نے دیکھا کہ وہ لومڑی بدحال گرتی پڑتی بھاگتی چلی جارہی ہے۔ (گریزاں، افتاں، خیزاں، سب اسم حالیہ ہیں۔) آفت: مصیبت۔ مخافت: خوف۔ ڈر۔ سخرہ: کارِ بے مزد۔ بیگار۔ سفیہ: بیوقوف۔ احمق۔ خاموش: فعل امر ہے۔ چپ رہ۔ حسوداں: حسود بمعنی حاسد کی جمع۔ بغرض: بدخواہی سے۔ کرا: کس کو۔ تخلیص: رہائی۔ دارد: اور ایک نسخے میں اس کی جگہ "باشد" ہے۔ ورنہ "کرا" کی جگہ "کدام" ہونا چاہیے۔ تفتیش: تحقیق۔ جانچ پڑتال۔ تریاق: زہر اتارنے والی دوا۔ زہر مہرہ۔ مار گزیدہ: سانپ کا ڈسا۔ متعنتاں: دشمنی کرنے والے۔ کمین: گھات۔ مدعیاں: مراد مخالفت کرنے والے۔ گوشہ نشین: یعنی تاک میں بیٹھے ہیں۔ معرض: جگہ۔ خطاب: عتاب۔ مجالِ مقالت: تیرے بارے میں گفتگو کی طاقت۔ قناعت: تھوڑی چیز پر راضی رہنا۔ حراست کردن: نگہبانی کرنا۔ (مراد ہے اختیار کرنا) ریاست: سرداری۔ در منافع: "در" زائد ہے منافع جمع ہے واحد منفعت۔ فائدہ۔ بہم برآمد: غصہ ہوا۔ رنجیدہ ہوا۔ رنجش آمیز: رنج سے بھری ہوئی رنج ملی ہوئی۔ گفتن گرفت: کہنے لگا۔ کفایت: کارگزاری۔

درایت قولِ حکما درست آمد کہ گفتہ اند دوستاں در زنداں بکار آیند کہ بر سفرہ ہمہ دشمناں دوست نمایند

قطعہ

دوست مشمار آنکہ در نعمت زند | لافِ یاری و برادر خواندگی
دوست آں دانم کہ گیرد دستِ دوست | در پریشاں حالی و درماندگی

دیدم کہ متغیر میشود و نصیحتِ من بغرض می شنود نزدیکِ صاحب دیواں رفتم بسابقہ معرفتے کہ در میانِ ما بود صورتِ حالش بگفتم و اہلیّت و استحقاقش بیاں کردم تا بکارے مختصرش نصب کردند چندے بریں بر آمد لطفِ طبیعتش را بدیدند و حُسنِ تدبیرش را بپسندیدند کارش ازاں در گذشت و بمرتبۂ بالاتر ازاں متمکن شد ہمچناں نجمِ سعادتش در ترقی بود تا باَوجِ ارادت در رسید و مقربِ حضرتِ سلطان و معتمد علیہ گشت بر سلامتِ حالش شادمانی کردم و گفتم۔

فرد

زکارِ بستہ میندیش و دل شکستہ مدار | کہ آبِ چشمۂ حیواں درونِ تاریکیست

شعر

اَلَا لَا یَجَارَنَّ اَخُو الْبَلِیَّۃِ | فَلِلرَّحْمٰنِ اَلْطَافٌ خَفِیَّۃٌ

درایت: دانائی، دانشمندی۔ زنداں: قید خانہ۔ کہ: تعلیلہ ہے۔ سفرہ: دستر خوان۔ لاف: ڈینگ، شیخی۔ برادر خواندگی: بھائی بھائی کہہ کہہ کر پکارنا۔ منہ بولا بھائی ہونا۔ متغیر شدن: غصہ ہونا۔ بغرض: یعنی وہ سوچتا ہے کہ نصیحت کرنے میں میری کوئی غرض شامل ہے۔ اور وہ یہ کہ چھوٹے سے کام کے لیے امراء کے پاس جانا نہیں چاہتا۔ اور بعض نسخوں میں نمی شنود ہے۔ یعنی اپنی غرض کی وجہ سے نہیں سنتا۔ دیوان: دفتر، کتابِ حساب، و کتابِ شعر۔ اور صاحب دیوان: سے مراد "وزیر" اور "اہل کار" ہیں۔ سابقہ معرفت: پرانی شناسائی، قدیمی تعارف۔ کارِ مختصر: معمولی کام۔ معمولی نوکری۔ نصب کردن: مقرر کرنا۔ لطف طبیعت: طبیعت کی جولانی۔ متمکن شدن: جاگزیں ہونا۔ منصب پر فائز ہونا۔ نجم سعادت: خوش بختی کا ستارہ۔ اوج: بلندی۔ ارادت: ارادہ، خواہش۔ معتمد علیہ: جس پر اعتماد کیا جائے دربار شاہی کا معزز ترین عہدہ۔ کار بستہ: مشکل کام۔ چشمۂ حیوان: آب حیات کا چشمہ۔ مشہور ہے کہ جو اس کا پانی پی لیتا ہے۔ وہ مرتا نہیں۔ اور یہ کہ وہ وادی ظلمات میں تاریکیوں کے اندر ہے۔ اَلَا لَا یَجَارَنَّ ...الخ: خبردار! ہرگز مصیبت زدہ اپنا دل تھوڑا نہ کرے (رنجیدہ خاطر نہ ہو) اللہ تعالٰی کی مہربانیاں اور نوازشیں پوشیدہ ہیں۔ (کیا معلوم کب لطف و کرم کی بارش ہو جائے)

فرد

منشیں ترش از گردشِ ایّام کہ صبر تلخ ست ولیکن برِ شیریں دارد

دراں قُربت مرا با طائفہ یاراں اتّفاقِ سفر افتاد چوں از زیارتِ مکّہ باز آمدم یکدو منزلم استقبال کرد ظاہرِ حالش را دیدم پریشان و در ہیاتِ درویشاں گفتم چہ حالت ست گفت آں چناں کہ تو گفتی طائفہ حسد بردند و بخیانتم منسوب کردند و مَلِک دَامَ مُلکُہٗ در کشفِ حقیقتِ آں استقصا نفرمودہ و یارانِ قدیم و دوستانِ حمیم از کلمۂ حق خاموش شدند و صحبتِ دیریں فراموش کردند۔ **قطعہ**

نہ بینی کہ پیشِ خداوند جاہ | ستایش کناں دست بر بر نہند
اگر روزگارش درآرد زپای | ہمہ عالمش پای بر سر نہند

فی الجملہ بانواعِ عقوبت گرفتار شدم تا دریں ہفتہ کہ مُژدۂ سلامت حُجّاج برسید از بندِ گرانم خلاص کرد و مُلکِ موروثم خاص گفتم دراں نوبت اشارتِ من قبولت نیامد کہ گفتم عملِ پادشاہاں چوں سفرِ دریاست خطرناک و سودمند یا گنج برگیری یا در طلسم بمیری **فرد**

یا زر بہردو دست کند خواجہ درکنار | یا موج روزے افگندش مُردہ برکنار

مصلحت ندیدم ازیں بیش ریشِ درویش را بملامت خراشیدن

صبر تلخ است: صبر اگرچہ کڑوا ہے۔ مگر اس کا پھل میٹھا ہے۔ یعنی مصیبت کو برداشت کرنا اگرچہ دشوار ہے مگر نتیجہ اچھا برآمد ہوتا ہے۔ ضرب المثل ہے کہ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔ زیارت مکہ: یعنی حج بیت اللہ۔ استقبال: پیشوائی۔ ہیاَت: ہیئت۔ صورت۔ شکل۔ دام مُلکہ: اللہ اس کے ملک کو ہمیشہ رکھے۔ کشف حقیقت: حقیقت کھولنا۔ سچی بات کا پتا لگانا۔ استقصا: پوری تحقیقات۔ کامل کوشش۔ دوستان حمیم: گہرے دوست (جمع) کلمۂ حق: سچی بات۔ ستائش کناں: تعریف کرتے ہوئے (اسم حالیہ ہے) دست بر بر نہند: ہاتھ سینے پر رکھتے ہیں۔ برائے تعظیم یہ طریقہ معمول ہے) پہلا "بر" حرف ہے۔ پر کے معنی میں۔ اور دوسرا "بر" اسم ہے سینہ کے معنی میں۔ مطلب یہ ہے کہ ذی جاہ شخص کے حضور (ادب سے) سینے پر ہاتھ باندھ کے کھڑے ہوجاتے ہیں اور ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ انکار کی جرأت نہیں رکھتے۔ پائے بر سر نہند: یعنی پیروں سے اس کا سر کچل دیتے ہیں۔ فی الجملہ: حاصل کلام۔ انواع عقوبت: طرح طرح کی سزا۔ حُجاج: حاج کی جمع۔ دوسری جیم کو یا سے بدل کر حاجی کرلیا۔ مژدہ: خوشخبری۔ بند گراں: بھاری قید۔ ملک موروث: باپ دادا کی جائداد یعنی فقر و فاقہ۔ اشارت: مشورہ دینا۔ طلسم: موہوم خیالات جو عجیب شکلوں میں نمودار ہوں۔ وہ ڈراؤنی اور مہیب شکل و صورت جو ایک عمل خاص کے ساتھ خزانوں کی حفاظت کے لیے ان کے اوپر بناتے ہیں۔ مراد مصیبت ہے۔ اور بعض نسخوں میں یہاں تلاطم ہے یعنی دریا کی طغیانی۔

ونمک برجراحت پاشیدن بریں کلمہ اختصار کردم **قطعہ**

ندانستی کہ بینی بند برپای | چو در گوشت نیاید پندِ مردم
دگرہ گر نداری طاقتِ نیشا | مکن انگشت در سوراخِ کژدم

حکایت ۱۹ تنے چند از روندگاں در صحبتِ من بودند ظاہرِ ایشاں بصلاح آراستہ و یکے را از بزرگاں در حقِ ایں طائفہ حسنِ ظنے بلیغ بود و ادرارے معین کرد تا یکے از ایشاں حرکتے کرد نہ مناسب حالِ درویشاں ظنِ آں شخص فاسد و بازار اینان کاسد خواستم تا بطریقے کفافِ یاراں مستخلص گردانم آہنگِ خدمتش کردم دربانم رہا نکرد و جفا کرد معذورش داشتم کہ لطیفاں گفتہ اند۔ **قطعہ**

درِ میر و وزیر و سلطاں را | بے وسیلت مگرد پیرامن
سگ و درباں چو یافتند غریب | ایں گریبانش گیرد آں دامن

چندانکہ مقرباں حضرتِ آں بزرگ بر حالِ من وقوف یافتند و باکرام درآوردند و برتر مقامے معین کردند اما بتواضع فروتر نشستم و گفتم **فرد**

بگذار کہ بندۂ کمینم | تا در صفِ بندگاں نشینم

گفت اللہ اللہ چہ جائے سخن ست

جراحت: زخم۔ بند: بیڑی۔ دگرہ: دوبارہ۔ نیش: ڈنک۔ کژدم: بچھو۔ حکایت ۱۸: اس کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہ کو علما و فضلا کی عزت کرنی چاہئے۔ اور ان کی معمولی لغزشوں کے سبب ان کے وظائف پر بندش نہیں لگانی چاہئے۔ روندگاں: راہِ سلوک چلنے والے۔ اہل تصوف۔ در صحبت من: شاید یہ لوگ شیخ سعدی کے مرید تھے۔ صلاح: تقویٰ طہارت۔ بلیغ: بے حد۔ بے پناہ۔ ادرار: روزینہ۔ وظیفہ۔ کاسد: مندا۔ خراب۔ کفاف: قابلِ گزارہ مال۔ مستخلص گردانم: یعنی ان کا بند شدہ وظیفہ دوبارہ واگزار کراؤں۔ لطیفاں: بذلہ سنج لوگ۔ وسیلت: وسیلہ، ذریعہ۔ مگرد: گردیدن یا گشتن سے فعل نہی ہے پھرنا۔ چکر لگانا۔ یعنی کسی امیر یا وزیر کے دروازے پر بغیر کسی ذریعہ اور وسیلے کے مت جا۔ اور اس کے اردگرد چکر مت لگاؤ۔ پیرامن: اردگرد۔ غریب: اجنبی۔ مسافر۔ وقوف: اطلاع۔ آگاہی۔ اکرام: عزت و اعزاز۔ فروتر: نیچے۔ بتواضع: انکساری۔ کمین: اس میں یا اور نون نسبت کا ہے یعنی منسوب بہ کم۔ بمعنی ناقص۔ بگذار کہ... الخ: یعنی میں تو ایک ادنی اور کمتر شخص ہوں مجھے غلاموں کی صف میں بیٹھنے دو۔ چہ جائے سخن است: یعنی آپ کیا فرما رہے ہیں۔ اللہ اللہ! مقام تعجب میں بولتے ہیں۔ یہ جگہ آپ کے مراتب عالیہ کے شایانِ شان نہیں۔

فرد

گر بر سر و چشم من نشینی   نازت بکشم کہ نازنینی

فی الجملہ نشستم و از ہر درے سخن پیوستم تا حدیث زلّتِ یاران درمیان آمد و گفتم۔

قطعہ

چہ جرم دید خداوندِ سابق الانعام   کہ بندہ در نظرِ خویش خوار میدارد

خدائے راست مسلّم بزرگواری و حلم   کہ جُرم بیند و ناں برقرار میدارد

حاکم را ایں سخن پسندیدہ آمد و اسبابِ معاش یاراں فرمود تا باز بر قاعدۂ ماضی مہیّا دارند و مؤنتِ ایامِ تعطیل وفا کنند شکرِ نعمت بگفتم و زمینِ خدمت بوسیدم و عذرِ جسارت بخواستم و گفتم۔

چو کعبہ قبلۂ حاجت شد از دیارِ بعید   روند خلق بدیدارش از بسے فرسنگ

ترا تحمّلِ امثالِ ما بباید کرد   کہ ہیچکس نزند بر درختِ بے بر سنگ

حکایت (۱۹)

ملک زادۂ گنجِ فراواں از پدر میراث یافت و دستِ کرم بکشاد و دادِ سخاوت بداد و نعمتِ بیدریغ بر سپاہ و رعیت بریخت

قطعہ

نیاساید مشام از طبلۂ عود   بر آتش نہ کہ چوں عنبر ببوید

نازکشیدن: نازاٹھانا۔ نازیں: نازک اندام مراد محبوب ہے۔ از ہر درے سخن پیوستم: یعنی ہر جانب سے بات پھیر کر لایا۔ زلّت: لغزش۔ مقام ادب کا لفظ ہے چنانچہ کہتے ہیں "زلتِ انبیاء"۔ جرم: قصور۔ ناپسندیدہ کام۔ سابق الانعام: جو پہلے سے انعام کرتا آیا ہو۔ کہ بندہ: یعنی کہ بندہ را۔ مسلّم: تسلیم شدہ۔ ثابت۔ حلم: بردباری۔ نان برقرار داشتن: روزی جاری رکھنا۔ مَعاش: گزربسر۔ اسباب: سامان۔ ماضی: گزشتہ۔ مؤنث: روزمرہ کا ضروری خرچ۔ ایام تعطیل: وظیفے کی موقوفی کے دن۔ وفا کنند: ادا کریں۔ جسارت: دلیری۔ قبلہ حاجت: مرادیں برلانے والا۔ تحمّل: برداشت۔ درختِ بے بر: بے پھل کا درخت۔ حکایت ۱۹: اس کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہوں کو سخی ہونا چاہئے۔ بخل ان کے شایان شان نہیں۔ عوام پر ظالمانہ ٹیکس عائد کر کے دولت سمیٹنے کی فکر نہیں کرنا چاہئے۔ گنج: خزانہ۔ فراواں: بہت زیادہ۔ دادسخاوت داد: خوب بخشش اور نوازش کی۔ نعمت بیدریغ: بے اندازہ دولت۔ بریخت: یعنی لٹادی۔ مشام: یعنی دماغ۔ طبلہ عود: اگر کی لکڑی سے بنائی گئی ڈبیہ۔ یا وہ ڈبیہ جس میں اگر کے ٹکڑے رکھے گئے ہوں۔ عود: ایک خوشبودار لکڑی۔ عنبر: ایک مشہور خوشبو۔ بعض کہتے ہیں یہ سمندر سے حاصل ہوتا ہے جو آبی گائے کا گوبر ہے اور بعض کہتے ہیں پہاڑی علاقوں سے مزید تحقیق آگے آئے گی۔ برآتش نہ...الخ: یعنی مال و دولت روک رکھنے کی چیز نہیں وہ تو خرچ کرنے کے لیے ہوتا ہے تاکہ دوسروں کو اس سے آرام پہونچے۔

بزرگی بایدت بخشندگی کن | که دانه تا نیفشانی نروید

یکے از جلساے بے تدبیر نصیحتش آغاز کرد که ملوکِ پیشیں ایں نعمت را بسعی اندوختہ اند و برائے مصلحتے نہادہ دست ازیں حرکات کوتاه کن که واقعہا در پیش ست و دشمناں از پس نباید که بوقتِ حاجت درمانی

قطعه

اگر گنجے کنی بر عامیاں بخش | رسد ہر کدخدائے را برنجے
چرا نستانی از ہر یک جوے سیم | که گرد آید ترا ہر روز گنجے

ملکِ زاده روئے ازیں سخن درہم آورد و موافقِ طبعش نیامد و مراو را زجر فرمود و گفت خداوند تعالیٰ مرا مالکِ ایں مملکت گردانیده است تا بخورم و ببخشم نہ پاسباں که نگہدارم۔

بیت

قاروں ہلاک شد که چہل خانہ گنج داشت | نوشیرواں نمرد که نامِ نکو گذاشت

حکایت (۲۰) آورده اند که نوشیروانِ عادل را در شکار گاہے صیدے کباب میکردند و نمک نبود غلامے بروستا دوانیدند تا نمک آرد نوشیرواں گفت بہ قیمت بستاں تا رسمے نگردد و دِہ خراب نشود

بزرگی بایدت: یہاں لفظ "اگر" مقدر ہے اگر تجھ کو بزرگی چاہیے۔ بخشندگی: بخشش۔ نوازش۔ جُلساء: جلیس بمعنی ہم نشین کی جمع۔ دست کوتاه کردن: ہاتھ روکنا۔ خرچ نہ کرنا۔ واقعہا جنگیں اور مہمات۔ عامیاں: عام لوگ۔ بخش: مفعول کے معنی میں ہے۔ کدخدائے: صاحب خانہ۔ برنج: چاول۔ جوے سیم: جو برابر چاندی۔ زجر: سرزنش۔ ڈانٹ پھٹکار۔ پاسباں: نگہبان۔ چوکیدار۔ قارون: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی اور داماد انتہائی محتاج تھا حضرت موسیٰ نے رحم کھا کر علم کیمیا سکھا دیا۔ انتہائی مالدار ہوگیا۔ جسوقت موسیٰ علیہ السلام نے زکوٰۃ طلب کی اپنے مال کثیر کو دیکھ روگردانی کی اور براہ بخل زکوٰۃ نہ دی۔ بالآخر ایک دن غضبناک ہوکر زمین کو حکم دیا وہ زمین میں دھنستا چلا گیا۔ چہل خانہ گنج داشت: چہل اور یونہی ہفتاد بھی ان سے معین عدد مراد ہوتا ہے اور بھی برائے تکثیر آتے ہیں۔ یہاں کچھ ایسی ہی صورت ہے۔ نوشیروان: ایران کا مشہور بادشاہ کسریٰ۔ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے کچھ عرصہ پہلے ایران کا حکمران تھا۔ اصل میں "نوشین رواں" ہے بمعنی شیریں جان۔ اس کی پیدائش کی خبر سن کر اس کے باپ قباد نے شراب کے مٹکے لنڈھانے کا حکم دیا تھا اسی لیے اس کا یہ نام پڑ گیا۔ یا یہ کہ بڑا عادل اور خوشخو تھا اس لیے یہ نام ہوا۔ عادل: انصاف کرنے والا اور بعض ارباب نقد و جرح نے کہا کہ وہ اسی نام سے پکارا جاتا تھا جس سے وہ مشہور ہوگیا۔ وصف مراد نہیں ہے۔ (حوالہ) کشف الخفاء و مزیل الالباس عما اشتہر من الاحادیث علی ألسنة الناس للشیخ اسماعیل بن محمد العجلونی۔ (جلد دوم ص ۲۹۲۶)۔ (نیز یہی حاشیہ ص ۲۹ دیکھیں)۔ عادل را: یہاں "را" "برائے" کے معنی میں ہے۔

حکایت ۲۰: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہ کو چھوٹی سے چھوٹی کوئی بری رسم نہیں ڈالنی چاہیے جس سے عوام کو تکلیف پہونچے۔ روستا: گاؤں۔ آبادی۔ بستان: ستاندن سے فعل امر۔ رسمے نگردد: یعنی یہ رواج نہ بن جائے ورنہ ہر آنے والا بادشاہ بے قیمت نمک وصول کرے گا۔ دِہ: دیہات۔ گاؤں۔ خراب: ویران۔

گفت ازیں قدر چہ خلل زاید گفت بنیادِ ظلم اندر جہاں اول اندک بودہ است وہر کس کہ آمد براں مزید کرد تا بدیں غایت رسید

قطعہ

اگر ز باغِ رعیت مَلِک خورد سیبے | بر آورند غلامانِ او درخت از بیخ
بہ پنج بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد | زنند لشکریانش ہزار مرغ بہ سیخ

حکایت (۲۱) عاملے را شنیدم کہ خانۂ رعیت خراب کردے تا خزینۂ سلطان آباداں کند بےخبر از قولِ حکما کہ گفتہ اند ہر کہ خدائے عزّ وجلّ را بیازارد تا دلِ خلقے بدست آرد خداوند تعالیٰ ہماں خلق بر وے برگمارد تا دِمار از روزگارش برآرد۔

بیت

آتشِ سوزاں نکند با سپند | آنچہ کند دُودِ دلِ مستمند

سرِ جملہ حیوانات گویند کہ شیر است واذلِ جانوراں خر و باتفاق خرِ باربر بہ کہ شیرِ مردم در

مثنوی

مسکیں خر اگرچہ بےتمیز ست | چوں بار ہمی برد عزیز ست
گاوان و خرانِ بار بردار | بہ ز آدمیانِ مردم آزار

بازآمدیم بحکایتِ وزیرِ غافل گویند مَلِک را طرفے از ذمائمِ اخلاقِ او

زاید: پیدا ہوگا فعل مضارع ہے۔ مزید: زیادتی۔ بہ پنج بیضہ: پانچ انڈا۔ خاص پانچ کا عدد مراد نہیں۔ بلکہ اظہار قلت کے لیے ہے۔ اور بعض نسخوں میں ''بہ نیم بیضہ'' ہے۔ جو بھی ہو مراد ''تھوڑا ظلم'' ہے۔ سیخ: لوہے کی سلاخ جس پر کباب بھونتے ہیں عربی میں سفُود اور فارسی میں باب زن بھی کہتے ہیں۔ ہزار مرغ بسیخ: یعنی ہزاروں مرغوں کے سیخ پر کباب بناڈالیں گے۔ حکایت ۲۱: اس کا حاصل یہ ہے کہ حاکموں، گورنروں کو چاہئے کہ بادشاہوں کی خوشنودی کی خاطر رعایا کو نہ ستائیں ورنہ یہ خود بادشاہی کے لیے تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔ عامل: شاہی کارندہ۔ محصول وصول کرنے والا حاکم۔ گورنر۔ خزینہ: خزانہ۔ خلق: مخلوق۔ حکما: واحد حکیم دانشمند۔ برگمارد: مقرر کردیتا ہے۔ یعنی خداوند عالم اسی (مظلوم) مخلوق کو اس ظالم پر مقرر کردیتا ہے تاکہ اس کا مغز اس کے وجود سے نکال لیں یعنی ہلاک کردیں۔ دمار: ہلاکت۔ انتقام۔ دمار از چیرے بر آوردن: اس کو ہلاک کردینا۔ روزگار: زمانہ۔ اسپند: ایک قسم کا کالا دانہ جس کو دھونی کے لیے آگ پر ڈال کر جلاتے ہیں اس سے اس بچہ کو دھونی دی جاتی ہے جس کو نظر بد لگ جاتی ہے۔ دود: دھواں۔ آہ۔ مستمند: دردمند مراد مظلوم ہے۔ آنچہ کند ...الخ: جلانے والی آگ اسپند پر وہ اثر نہیں کرتی جو مظلوم کے دل کا دھواں یعنی اس کی آہ اثر کرتی ہے۔ یعنی ظالم کو تباہ کردیتی ہے۔ سر: سردار۔ جملہ: تمام۔ اذل: سب سے ذلیل۔ باربر: بوجھ لے جانے والا۔ ذمائم: ذمیمہ کی جمع۔ بری عادت۔

بقرائن معلوم گشت در شکنجہ کشید و بانواعِ عقوبت بکشت

قطعہ

حاصل نشود رضائے سلطاں | تا خاطرِ بندگاں نجوئی
خواہی کہ خدای بر تو بخشد | با خلقِ خدای کن نکوئی

آوردہ اند کہ یکے از ستمدیدگاں بر سرِ او بگذشت و در حالِ تباہِ وے تامل کرد و گفت۔

قطعہ

نہ ہر کہ قوتِ بازوئے منصبے دارد | بسلطنت بخورد مالِ مردماں بگزاف
تواں بحلق فرو بردن استخوانِ درشت | و لے شکم بدرد چوں بگیرد اندر ناف

بیت

نماند ستمگار بد روزگار | بماند برو لعنتِ پائیدار

حکایت[۲۲] مردم آزارے را حکایت کنند کہ سنگے بر سرِ صالحے زد درویش را مجالِ انتقام نبود سنگ را نگاہ میداشت تا زمانے کہ ملک را بر اں لشکری خشم آمد و در چاہ کرد درویش اندر آمد و سنگ بر سرش کوفت گفتا تو کیستی و ایں سنگ چرا زدی گفت من فلانم و ایں ہماں سنگ ست کہ در فلاں تاریخ بر سرِ من زدی

قرائن: قرینہ کی جمع۔ علامت۔ شکنجہ: سزا دینے کا ایک آلہ جسے کاٹھ بھی کہتے ہیں۔ مجرم کو اس میں کس دیا جاتا تھا کہ اس کا ہلنا جلنا بھی مشکل ہو جاتا۔ انواع عقوبت: طرح طرح کی سزا۔ ستمدیدگاں: وہ لوگ جن پر اس نے ظلم کیا تھا۔ تامل: غور و فکر۔ سلطنت: قہر و غلبہ۔ گزاف: بیہودہ باتیں۔ یہاں مراد ظلم وزبردستی ہے۔ و لے شکم بدرد ...الخ: یعنی سخت ہڈی کو حلق کے نیچے تو اتارا جا سکتا ہے لیکن معدہ میں پہنچ کر وہ پیٹ پھاڑ ڈالے گی۔ یعنی وہ ہضم نہ ہوگی اور درد پیدا کرے گی۔ اسی طرح لوگوں کا مال جو مفت اڑاتا ہے۔ وہ ہضم نہیں ہو پاتا ایک نہ ایک دن اس کا نتیجہ بھگتنا پڑتا ہے۔ ستمگار: ظالم۔ لعنت: رحمت خداوندی سے دوری۔ حکایت ۲۲: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ مقربین بادشاہ اور قوت وشوکت والوں کو چاہئے کہ اپنے اقتدار وقوت کے سہارے رعایا پر ظلم نہ کریں ورنہ معزولی اور زوالِ شوکت کے بعد انہیں انتقامی بلا میں گرفتار ہونا پڑ سکتا ہے۔ مردم آزار: لوگوں کو ستانے والا۔ صالح: نیک بخت۔ مجال: طاقت۔ گنجائش۔ انتقام: ظلم کا بدلہ لینا۔ خشم: غصہ۔ درچاہ کرد: کنوئیں میں قید کر دیا۔ مجرم کو اندھے کنویں میں ڈلوا دیا جاتا تھا۔

گفت چندیں روزگار کجا بودی گفت از جاہت اندیشہ میکردم اکنوں کہ در جاہت دیدم فرصت غنیمت دانستم۔

مثنوی

ناسزائے را کہ بینی بختیار | عاقلاں تسلیم کردند اختیار
چوں نداری ناخنِ درّندہ تیز | با بداں آں بہ کہ کم گیری ستیز
ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد | ساعدِ سیمینِ خود را رنجہ کرد
باش تا دستش ببندد روزگار | پس بکامِ دوستاں مغزش برآر

حکایت(۲۳) یکے را از ملوک مرضے ہائل بود کہ اعادتِ ذکرِ آن نا کردن اولٰے طائفہ از حکمائے یونان متّفق شدند کہ مرایں درد را دوائے نیست مگر زہرۂ آدمی کہ بچندیں صفت موصوف باشد بفرمود طلب کردن دہقاں پسرے را یافتند براں صورت کہ حکیماں گفتہ بودند پدر و مادرش را بخواندند و بہ نعمت بیکراں خوشنود گردانیدند و قاضی فتویٰ داد کہ خونِ یکے از رعیّت ریختن سلامتِ نفسِ پادشہ را روا باشد جلّاد قصد کرد پسر سر سوئے آسماں برآورد و تبسّم کرد ملک پرسید کہ دریں حالت چہ جائے خندیدن ست گفت ناز

چندیں روزگار: اتنا زمانہ۔ از جاہت اندیشہ کردم: تیرے مقام و مرتبہ سے میں ڈر رہا تھا۔ ناسزا: نالائق۔ نااہل۔ بختیار: صاحب اقبال، "بخت" اور "یار" سے مرکب ہے۔ یعنی جب کسی نااہل کو برسر اقتدار دیکھو تو اس کی اطاعت قبول کرلو۔ کیوں کہ ایسے وقت عقلمند یہی کرتا ہے۔ درّندہ: دریدن سے اسم فاعل، پھاڑنا۔ کم گیری: کم سے نفی مراد ہے یعنی نہ اختیار کرے تو۔ ستیز: جنگ۔ فولاد بازو: وہ شخص جس کے بازو فولاد کی طرح مضبوط ہوں۔ ساعد سیمیں: چاند جیسی نرم کلائی یعنی نازک۔ رنجہ کرد: تکلیف دی۔ باش: تو ٹھہر، انتظار کر۔ کام: مقصد۔

حکایت ۲۳: اس کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہ کو اپنے حصول منفعت کے لیے کسی کی ایذا رسانی نہ کرنی چاہیے۔ اور مسکینوں پر رحم کھانا رب کی خوشنودی اور حصول مقصود کا ذریعہ ہے۔ ہائل: خوفناک۔ اعادت: لوٹانا، تکرار۔ اولٰی: بہتر۔ بعض نسخوں میں اولٰی تر ہے۔ حکما: حکیم کی جمع۔ دانشمند۔ یونان: ضم کے ساتھ مشہور ہے۔ روم کے اندر اقلیم پنجم میں ایک ملک۔ یونان یافث بن نوح کے نام سے آباد ہوا۔

زہرہ: پتہ۔ بچندیں صفت: مثلاً خوبصورت، دراز قامت کبود چشم ہو۔ دہقان: دہگان کا معرب۔ دیہات کا باشندہ۔ کاشت کار۔ گنوار۔ رئیس: زمیندار۔ نعمت: دولت، مال۔ بیکراں: بے انتہا، بہت زیادہ۔ قاضی: شرع کا بڑا عالم و مفتی جو بادشاہ کی جانب سے فیصلۂ مقدمات کے لیے مقرر ہو۔ جلّاد: وہ شخص جو قتل کرنے پر مقرر ہوتا ہے۔

فرزند بر پدر و مادر باشد و دعوی پیشِ قاضی برند و داد از پادشاہ خواہند اکنوں پدر و مادر بعلّتِ حطامِ دنیا مرا بخوں در سپردند و قاضی بکشتنم فتویٰ داد و سلطاں مصالحِ خویش اندر ہلاکِ من می بیند بجز خدائے عَزَّوَجَلَّ پناہے نمی بینم۔

بیت

پیشِ کہ برآورم ز دستت فریاد | ہم پیشِ تو از دستِ تو میخواہم داد

سلطاں را دل ازیں سخن بہم برآمد و آب در دیدہ بگردانید و گفت ہلاکِ من اولیٰ تر کہ خونِ چنیں طفلے ریختن بیگناہ سر و چشمش ببوسید و در کنار گرفت و آزاد کرد و نعمتِ بے اندازہ بخشید گویند ہم دراں ہفتہ صحت یافت

قطعہ

ہمچناں در فکرِ آں بیتم کہ گفت | پیلبانے برلبِ دریائے نیل
زیرِ پایت گر بدانی حالِ مور | ہمچو حالِ تست زیرِ پائے پیل

حکایت ۱۲۴ یکے از بندگانِ عَمرو لیث گریختہ بود کساں در عقبش برفتند و باز آوردند وزیر را با وے غرضے بود اشارت بکشتنش کرد تا دیگر بندگاں چنیں فعل نیارند بندہ سر پیشِ عَمرو لیث بر زمیں نہاد و گفت

ناز: فخر، لاڈ پیار۔ داد: انصاف۔ عِلّت: سبب۔ حُطام: ریزۂ گیاہ۔ گھاس کا تنکا۔ یہاں دنیا کا تھوڑا مال مراد ہے۔ پیشِ کہ: کس کے سامنے۔ دل بہم برآمد: دل غم سے بھر آیا۔ رقت طاری ہوگئی۔ ریختن بیگناہ: اور ایک نسخے میں یہ عبارت اس طرح ہے "خونِ چنیں طفلے بیگناہ ریختن"۔ آزاد کرد: یعنی قتل سے نجات دیا۔ ہمچناں در فکرِ آں بیتم: اب تک اس شعر کی فکر میں ہوں یعنی اس شعر کا مضمون اپنی غایت خوبی کی بنا پر اب تک ذہن میں جاگزیں ہے۔ اور فکر و خیال میں گردش کرتا رہتا ہے۔ پیلبان: ہاتھی والا۔ نیل: مصر کا مشہور دریا۔ زیرِ پایت...الخ: یعنی تیرے پیر کے نیچے آکر چیونٹی کی وہی حالت ہوتی ہے جو کسی ہاتھی کے پیر کے نیچے آکر تیری حالت ہوتی ہے۔ یعنی ہر ایک پر ایک قوی ہے۔ حکایت ۱۲۴: اس کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہ کو چاہیے کہ صرف اہل غرض اور حسد کرنے والوں کی شکایت پر کسی کو سزا نہ دے بلکہ مجرم کی بھی بات سن کر فیصلہ کرے۔ عمرو لیث: یعنی عمرو بن لیث۔ یا لیث بمعنی شیر اس کا لقب ہے۔ اسی بادشاہ نے شیراز کو آباد کیا۔ عقب: پیچھے، کسی کا پیچھا کرنا۔ تعاقب کرنا۔ کساں در عقبش برفتند: یعنی کچھ لوگ اسے پکڑنے کے لیے اس کے پیچھے گئے۔ (اور اسے گرفتار کرلائے)۔ غرض: دشمنی۔ تکدر و انقباض۔ ایک نسخے میں "عداوتے" ہے۔

فرد

ہر چہ رود بر سرم چو تو پسندی رواست | بندہ چہ دعوی کند حکم خداوند راست

لیکن بموجبِ آنکہ پروردۂ نعمتِ ایں خاندانم نخواہم کہ در قیامت بخونِ من گرفتار آئی اجازت فرمائی تا وزیر را بکشم پس آنگہ بقصاصِ او بفرمائی خونِ من ریختن تا بحق کشتہ باشی مَلِک را خندہ گرفت وزیر را گفت چگونہ مصلحت می بینی وزیر گفت اے خداوندِ جہاں مصلحت آں می بینم کہ از بہرِ خدا و صدقۂ گورِ پدر ورا آزاد کنی تا مرا نیز در بلائے نیفگند گناہ از من ست و قولِ حکیماں معتبر کہ گفتہ اند۔

قطعہ

چو کردی با کلوخ انداز پیکار | سرِ خود را بنادانی شکستی
چو تیر انداختی بر روئے دشمن | چناں داں کاندر آماجش نشستی

حکایت (۲۵) مَلِکِ زَوزَن را خواجہ بود کریم النفس نیک محضر کہ ہمگناں را در مواجہ حرمت داشتے و در غیبت نکو گفتے اتفاقاً ازو حرکتے در نظرِ مَلِک ناپسند آمد مصادرت فرمود و عقوبت کرد و سرہنگانِ پادشاہ بسوابقِ نعمتِ او معترف بودند و بشکرِ آں مرتہن و در مدتِ

خداوند: بادشاہ۔ راست: یعنی رواست۔ بندہ چہ دعوی کند ...الخ: یعنی میں کیا دعوی کر سکتا ہوں کہ یہ میرے بادشاہ اور میرے ولی نعمت کا حکم ہے۔ گرفتار آئی: چونکہ بھاگے ہوئے غلام کا قتل روا نہیں۔ قصاص: شرعی حکم کے مطابق کسی قاتل کو قتل کرنا۔ تا بحق کشتہ باشی: یعنی تا کہ تو حق کے مطابق قتل کرنے والا رہے۔ (اور سزائے الٰہی میں گرفتار نہ آئے) صدقۂ گور پدر: باپ کی قبر کے صدقے۔ کلوخ انداز: ڈھیلا پھینکتے تھے اور خود آڑ میں ہونے کی وجہ سے دشمن سے محفوظ رہتے۔ پیکار: جنگ۔ آماج: ہدف، نشانہ کی جگہ۔ تودۂ خاک جس پر نشانہ نصب کرتے ہیں۔ نشانہ لگانے کا ٹیلہ۔

حکایت ۲۵: اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وفاداروں اور نمک خواروں کی ذرا ذرا سی بات پر گرفت نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ کچھ چشم پوشی سے کام لینا چاہیے۔ زَوزَن: بروزن سوسن، ہرات اور نیشاپور کے درمیان ایک شہر، یا ایک بادشاہ کا نام جس نے یہ شہر بسایا۔ خواجہ: اس سے یہاں مراد پیشکار اور کار پرداز ہے۔ کریم النفس: شریف طبیعت، نیک طینت۔ نیک محضر: خیر اندیش، سب کا بھلا چاہنے والا۔ مواجہ: روبرو۔ حرمت: عزت۔ غیبت: غیر موجودگی۔ مصادرت: ضبطی، تاوان، قرقی کی سزا۔ سرہنگاں: جمع ہے، سپاہی۔ معترف: اقرار کرنے والے۔ مرتہن: گروی۔

توکیلِ او رِفق و مُلاطفت کردندے و زجر و مُعاقبت روا نداشتندے

قطعہ

صلح با دشمن اگر خواہی ہر گہ کہ ترا | در قفا عیب کند در نظرش تحسین کن
سخن آخر بدہاں میگذرد موذی را | سخنش تلخ نخواہی دہنش شیریں کن

انچہ خطابِ مَلِک بود از عہدۂ بعضے بیروں آمد و بہ بقیتے در زنداں بماند آوردہ اند کہ یکے از مُلوکِ نواحی در خفیہ پیغامش فرستاد کہ مُلوکِ آں طرف قدرِ چناں بزرگوار ندانستند و بیعزّتی کردند اگر رائے عزیزِ فُلاں اَحسَنَ اللہُ خَلَاصَہٗ بجانبِ ما التفاتے کند در رعایتِ خاطرش ہر چہ تمامتر سعی کردہ آید و اعیانِ ایں مملکت بدیدارِ او مفتقرند و جوابِ ایں حروف را منتظر خواجہ چوں بریں وقوف یافت از خطر اندیشید در حال جوابے مختصر کہ اگر برملا افتد فتنہ نباشد بر قفائے ورق نوشت و رواں کرد یکے از متعلّقاں کہ بریں واقف بود مَلِک را اِعلام کرد کہ فُلاں را کہ حبس فرمودہ با ملوکِ نواحی مراسلت دارد مَلِک بہم برآمد و کشفِ ایں خبر فرمود قاصد را بگرفتند و رسالت برخواندند نبشتہ بود کہ حسنِ ظنِّ بزرگاں بیش از فضیلتِ ماست و تشریفِ قبولے کہ فرمودند بندہ را امکانِ

توکیل: سپردگی، یعنی جن دنوں یہ وزیر ان کی سپردگی میں رہا۔ رِفق: نرمی۔ ملاطفت: مہربانی۔ زجر: سرزنش۔ معاقبت: سزا دینا، بعض نسخوں میں معاتبت ہے۔ درقفا...الخ: یعنی تیرے پیٹھ پیچھے تیری عیب جوئی کرے تو تم اس کے سامنے اسکی تعریف کرو۔ موذی: ایذا دینے والا، مراد دشمن۔ سخن آخر...الخ: یعنی تمہارا دشمن عاجز ہوکر بالآخر بدگوئی پر اتر آتا ہے تو اگر تم اس کی تلخ باتیں سننا نہیں چاہتے تو مٹھائی سے اس کا منہ میٹھا کردو، یعنی نیکی و سخاوت کرکے اس کو خوش کردو، پھر اس کے منہ سے میٹھی بات نکلے گی۔ شعر میں تلخ و شیریں کا اجتماع لطف سے خالی نہیں کہ صنعتِ تضاد ہے۔ آنچہ خطابِ ملک بود الخ: یعنی بادشاہ کی ناراضگی کے جو اسباب تھے ان میں بعض سے وہ بری ہوگیا۔ لیکن کچھ کی وجہ سے جیل میں رہنا پڑا۔ زندان: قید خانہ۔ جیل۔ نَواحی: ناحیہ کی جمع۔ طرف و جانب۔ مضافات، قرب و جوار۔ اَحسَنَ اللّٰہُ خَلاصَہ: اللہ تعالیٰ آپ کی رہائی کی اچھی صورت نکالے (دعائیہ کلمہ ہے)۔ التفات: توجہ۔ رعایت: نگہداشت، پاس ولحاظ۔ ہر چہ تمامتر سعی کردہ آید: یعنی جتنی بھی رعایتیں ممکن ہوں گی، کوشش کی جائے گی۔ اعیان: بڑے لوگ، وزراء اور امراء۔ مفتقر: محتاج، آرزومند۔ جواب ایں حروف: اس مختصر خط کا جواب۔ وُقوف: آگاہی۔ درحال: فوراً۔ برملا افتد: ظاہر ہوجائے۔ برقفائے ورق: (مکتوب) کاغذ کی پشت پر۔ رواں کرد: بھیج دیا۔ اعلام: اطلاع۔ آگاہ کرنا۔ حبس: قید۔ مراسلت: خط وکتابت۔ کشف: حقیقت معلوم کرنا۔ رسالت: رسالہ، خط، پیغام۔ اِمکانِ اجابت: قبول کرنے کا امکان۔

اجابتِ آں نیست بحکمِ آنکہ پروردۂ نعمتِ ایں خاندان ست و باندک مایۂ تغیرِ خاطرے با ولیِ نعمتِ قدیم بیوفائی نتواں کرد۔

فرد

آں را کہ بجائے تست ہر دم کرمے | عذرش بنہ ار کند بعمرے ستمے

مَلِک را سیرتِ حق شناسیِ او خوش آمد و خلعت و نعمت بخشید و عذر خواست کہ خطا کردم کہ ترا بیجرم و خطا بیازردم گفت اے خداوند بندہ دریں حالت مر خداوند را خطائے نمی بیند بلے تقدیرِ خداوند تعالیٰ چنیں بود کہ مرا ایں بندہ را مکروہے رسد پس بدستِ تو اولیٰ ترکہ حقوقِ سوابقِ نعمت بریں بندہ داری و ایادیِ منّت و حکما گفتہ اند

مثنوی

گر گزندت رسد ز خلق مرنج | کہ نہ راحت رسد ز خلق نہ رنج

از خدا داں خلافِ دشمن و دوست | کہ دلِ ہر دو در تصرّفِ اوست

گرچہ تیر از کماں ہمی گذرد | از کماں دار بیند اہلِ خرد

حکایت (۲۶) یکے را از ملوکِ عرب شنیدم کہ با متعلقانِ دیوان میگفت کہ مرسومِ فلاں را چندانکہ ہست مضاعف کنید کہ ملازمِ

باندک مایۂ تغیر خاطر: خیالِ دل کی تھوڑی تبدیلی سے۔ ولی نعمت: محسن، آقا۔ قدیم: ولی کی صفت ہے۔ عذرش بنہ: اس کو معذور رکھو۔ ار کند، یعنی اگر کند۔ سیرت: عادت۔ عذر خواست: معذرت چاہی۔ بندہ دریں حالت ... الخ: یعنی میں اس حالت میں بھی آپ کی کوئی خطا نہیں سمجھتا بلکہ یہ تو تقدیر کا لکھا تھا جو پورا ہوا۔ مکروہ: ناپسندیدہ امر۔ تکلیف۔ حقوقِ سوابقِ نعمت: پچھلی نعمتوں کے حقوق۔ ایادی: ید بمعنی ہاتھ کی جمع الجمع، بمعنی نعمت۔ منّت: احسان۔ ایادیِ منّت: یعنی احسان کے الطاف و کرم، اس میں اضافتِ سبب بجانب مسبب ہے یعنی وہ نعمتیں جو احسان کا سبب ہوتی ہیں۔ گزند: تکلیف، نقصان۔ کہ دل ہر دو ... الخ: یعنی دونوں کا دل اس کے قبضۂ تصرف میں ہے۔ جیسے چاہتا ہے اسے پھیر دیتا ہے۔ کماں دار: کماں رکھنے والا۔ کماں سے تیر پھینکنے والا۔ حکایت ۲۶: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہوں کو چاہیے کہ مخلص، وفا کیش خدمت گزاروں پر مہربانیاں بڑھادیں۔ متعلقان: ملازمین، کارکنان۔ دیوان: دفتر۔ مرسوم: یعنی تنخواہ۔ مضاعف: دوگنا، دوچند۔ ملازم: جس نے حاضری کو لازم پکڑ رکھا ہو یعنی حاضر باش۔

درگاہ است و مترصّدِ فرماں و دیگر خدمتگاراں بلہو ولعب مشغول و در ادائے خدمت متہاون صاحبدلے بشنید فریاد و خروش از نہادش بر آمد پرسیدندش کہ چہ دیدی گفت مراتبِ بندگاں بدرگاہِ خدائے تعالیٰ ہمیں مثال دارد۔

نظم

دو بامداد گر آید کسے بخدمتِ شاہ | سوم ہر آینہ دروے کند بلطف نگاہ
امید ہست پرستندگانِ مخلص را | کہ نا امید نگردند ز آستانِ اِلٰہ

مثنوی

مہتری در قبولِ فرماں ست | ترکِ فرماں دلیلِ حرماں ست
ہر کہ سیمائے راستاں دارد | سرِ خدمت بر آستاں دارد

حکایت (۲۷) ظالمے را حکایت کنند کہ ہیزمِ درویشاں خریدے بحَیف وتونگراں را دادے بہ طرح صاحبدلے برو گذر کرد و گفت۔

بیت

ماری تو کہ ہر کرا بہ بینی بزنی | یا بُوم کہ ہر کجا نشینی بکنی

قطعہ

زورت ار پیش میرود باما | با خداوندِ غیب داں نرود

مترصّدِ فرماں: حکم کا منتظر۔ (مستعد خادم) لہو ولعب: کھیل کود۔ (بے پروائی) بیکار مشغلے۔ متہاون: سست، کاہل۔ صاحب دل: دل والا۔ یعنی صاحب معرفت۔ خروش: (بضمتین و واو مجہول) شور وغوغا یعنی آہ وبکا و فریاد۔ نہاد: خلقت، باطن۔ مراتب: مرتبہ کی جمع۔ ہمیں مثال دارد: یعنی اللہ تعالیٰ اپنے مخلص اور فرمانبردار بندوں کے اجر کو درجوں بڑھاتا ہے۔ دو بامداد: دو صبح مراد دو روز ہے۔ سوم: یعنی تیسرے دن۔ ہر آئینہ: بالضرور، یقیناً۔ پرستندگاں: عبادت کرنے والے۔ مخلص: بے ریا۔ آستاں: چوکھٹ، بارگاہ۔ الٰہ: معبود۔ بعض نسخوں میں یہ شعر نہیں ہے۔ ممکن ہے الحاقی ہو۔ مہتری: سرداری۔ حرماں: محرومی، بدنصیبی۔ دلیل: راہ نما۔ سیما: چہرے کی علامت اور نشان جس سے باطن کی کیفیت معلوم ہو۔ مجازاً بمعنی پیشانی۔ راستاں: سچے لوگ۔ صدیقین۔ ہر کہ ...الخ: یعنی جو کوئی اپنے چہرے میں صدیقوں کی سی علامت رکھتا ہو وہ ہمیشہ خدمت کا سر آستانہ الٰہی پر جھکائے رکھتا ہے، یعنی فرمانبرداری میں مشغول رہتا ہے۔

حکایت ۲۷: اس کا حاصل یہ ہے کہ حاکموں کو غریب رعایا پر ظلم وستم ڈھا کر ان کا مال چھیننا نہیں چاہیے۔ اور لوگوں کو ستانے سے احتراز کرنا چاہیے۔ ہیزم: لکڑیوں کا گٹھر۔ حیف: ظلم۔ طرح: دام بڑھا کر زبردستی کسی کے ہاتھ فروخت کرنا، یعنی یہ ظالم غریبوں کو ڈرا دھمکا کر کم قیمت پر لکڑیاں خریدتا تھا اور پھر دام بڑھا کر زبردستی مالداروں کے ہاتھ فروخت کرتا تھا۔ ماری ...الخ: یا تو تو سانپ ہے کہ جسے دیکھتا ہے ڈس لیتا ہے یا یہ کہ تو الّو ہے کہ جس جگہ بیٹھتا ہے ویران کر دیتا ہے۔

زور مندی مکن بر اہلِ زمیں
تا دعائے بر آسماں نرود

حاکم از گفتنِ او برنجید و روی از نصیحتش درہم کشید و بدو التفات نکرد اَخَذَتْہُ الْعِزَّۃُ بِالْاِثْمِ تا شبے آتشِ مطبخ در انبار ہیزم افتاد و سائرِ املاکش بسوخت و از بسترِ نرمش بر خاکسترِ گرمش نشاند اتفاقاً ہماں شخص بروے بگذشت و دیدش کہ با یاران ہمی گفت ندانم کہ ایں آتش از کجا در سرائے من افتاد گفت از دودِ دلِ درویشاں

قطعہ

حذر کن ز دودِ درونہائے ریش
کہ ریشِ دروں عاقبت سر کند

بہم بر مکن تا توانی دلے
کہ آہے جہانے بہم بر کند

لطیفہ بر طاقِ کیخسرو نوشتہ بود۔ قطعہ

چہ سالہائے فراواں و عمرہائے دراز
کہ خلق بر سرِ ما بر زمین بخواہد رفت

چنانکہ دست بدست آمد است ملک بما
بدستہائے دگر ہمچنیں بخواہد رفت

حکایت(۲) یکے در صنعتِ کشتی گرفتن سر آمدہ بود سہ صد و شصت بندِ فاخر دانستے و ہر روز ازاں بنوعے کشتی گرفتے مگر گوشۂ خاطرش باجمالِ یکے از شاگرداں میلے داشت سہ صد و پنجاہ و نہ بندش در

تا دعائے بر آسماں نرود : یعنی اے ظالم! زمین والوں پر ظلم وزیادتی مت کرتا کہ (مظلوموں) کی دعا آسمان پر نہ جائے۔ ورنہ ان کی آہیں تجھے جلا کر خاکستر کردیں گی۔ آسمان: مرکب ہے لفظ آس بمعنی چکی اور مان بمعنی مانند سے یعنی چکی کے مانند۔ درہم کشید: منہ پھیر لیا۔ التفات: توجہ۔ اَخَذَتْہُ الْعِزَّۃُ بِالْاِثْمِ: (بقرہ ۲۰۶) اسے گناہ کی اور ضد چڑھی۔ انبار: ذخیرہ، ڈھیر۔ بسوخت: متعدی ہے جلادیا۔ سائر املاک: تمام جائداد، ساز وسامان۔ از بسترِ نرمش بر خاکسترِ گرمش نشاند : یعنی اس آگ نے اسے نرم بستر سے گرم خاکستر (راکھ) پر لا بٹھایا۔ یہاں نسخے مختلف ہوگئے لفظ گرم اور گرمش میں اختلاف، نشاند اور بنشاند میں فرق۔ حالاں کہ سعدی کی اس فصیح وبلیغ عبارت پر اہل ذوق سر دھنتے ہیں فصاحت وبلاغت کا اعلیٰ ترین نمونہ بتاتے ہیں۔ ابوالفضل اپنے علم وفضل کے باوجود معترف کہ میں اس کی نظیر لانے سے قاصر رہا۔ سعد تفتازانی باں فضل وکمال اور خود علم بلاغت میں مطول ومختصر کی تصنیف اور نقاد مزاجی کے باوجود متمنی کہ سعدی میری تمام تصانیف لے لیتا اور گلستاں کا ایک فقرہ مجھے دیدیتا۔ مگر اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ اس کی تفصیل مقدمہ میں دیکھیں۔ یاوراں: مددگاروں، بعض نسخوں میں یاراں ہے۔

دودِ دل: دل کا دھواں، یعنی دل کی آہ۔ حذر: پرہیز۔ درونہائے ریش :زخمی دل (بہت سے) ریشِ دروں :دل کا زخم۔ سر کردن: ظاہر کرنا، اثر دکھانا، برباد کرنا۔ لطیفہ: پرلطف بات۔ (یہاں یہ سرخی ہے) کیخسرو: بمعنی بادشاہ بلند مرتبہ امام عادل، ایران کے ایک عظیم الشان بادشاہ کا نام۔ طاق: دراز ے کی محراب۔ فراواں: کثیر، بہت۔ دراز: طویل یعنی مدتوں اور قرنوں تک۔ دست بدست :ہاتھوں ہاتھ۔ حکایت ۲۸: اس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ بادشاہ کو چھوٹوں کی ڈینگ اور بلند بانگ دعوؤں کو سن کر بڑوں کی تحقیر نہیں کرنی چاہیے۔ صنعت: پیشہ، فن۔ سر آمدہ بود :انتہائی کامل ہوچکا تھا، مشہور استاد۔ بند: داؤں، کشتی کے پیچ۔ فاخر: گرانمایہ، قیمتی۔ میل: میلان طبیعت کا جھکاؤ۔

بند: داؤں، پیچ۔ دفع انداختے: ٹال مٹول کرتا رہا، گریز کرتا رہا۔ فی الجملہ: مختصر یہ کہ۔ سر آمد: غالب آیا۔ مقاومت: برابری، مقابلہ۔

آموخت مگر یک بند کہ در تعلیمِ آں دفع انداختے و تاخیر کردے فی الجملہ پسر در قوّت و صنعت سر آمد و کسے را در زمانِ او با او امکانِ مقاومت نبودے تا بحدّیکہ پیشِ مَلِکِ آں روزگار گفتہ بود کہ اُستاد را فضیلتے کہ بر من ست از روئے بزرگیست و حقِ تربیت وگرنہ بقوت ازو کمتر نیستم و بصنعت با او برابرم مَلِک را ایں سخن دشوار آمد فرمود تا مصارعت کنند مقامے متّسع ترتیب کردند و ارکانِ دولت و اعیانِ حضرت و زور آورانِ روئے زمیں حاضر شدند پسر چوں پیلِ مست در آمد بصدمتے کہ اگر کوہِ روئیں بودے از جائے برکندے استاد دانست کہ جواں بقوّت ازو برترست بداں بندِ غریب کہ ازوے پنہاں داشتہ بود با وے در آویخت پسر دفعِ آں ندانست بہم بر آمد استاد از زمینش بدو دست بالائے سر برد و بر زمین زد غریو از خلق برخاست مَلِک فرمود استاد را خلعت و نعمت دادن و پسر را زجر فرمود و ملامت کرد کہ با پرورندۂ خویش دعوئ مقاومت کردی و بسر نبردی گفت اے پادشاہِ روئے زمیں بزور آوری بر من دست نیافت بلکہ مرا از علمِ کشتی دقیقہ ماندہ بود و ہمہ عمر از من دریغ می داشت امروز بداں دقیقہ

امکان مقاومت: مقابلے کی طاقت یعنی قصہ مختصر یہ کہ وہ شاگرد قوت اور کشتی کے فن میں کامل ہوگیا ایسا کہ کسی کو اس سے مقابلہ کرنے کا امکان نہ رہا۔ از وکمتر نیستم: اس سے کم نہیں ہوں (بلکہ اس سے بڑھا ہوا ہوں)۔ اور فن میں اس کے برابر ہوں۔ دشوار آمد: ناگوار لگی۔ مصارعت کنند: آپس میں کشتی لڑیں۔ متّسع: کشادہ، فراخ۔ ارکان دولت: حکومت کے وزراء۔ اعیان حضرت: بارگاہ کے بڑے لوگ، شاہی امراء۔ زور آور: پہلوان۔ چوں پیل مست: مست ہاتھی کی طرح۔ صدمت: حملہ۔ کوہ روئیں: کانسی یا سیسہ کا پہاڑ۔ از جائے برکندے: یعنی وہ شاگرد مست ہاتھی کی طرح اس زور وشور سے آیا کہ (لگتا تھا) کہ اگر سیسے کا پہاڑ بھی ہو تو جڑ سے اکھاڑ پھینکے گا۔ بداں بند غریب: یعنی اسی انوکھے داؤں کے ذریعہ (کہ شاگرد سے چھپا رکھتا تھا اور سکھایا نہ تھا) دفع آں: اس کی کاٹ، توڑ۔ غریو: بکسر تین ویائے مجہول، شور وغوغا۔ بسر نبردی: پورا نہ کرسکا۔ پرورندۂ خویش: اپنا پالنے والا۔ بزور آوری: پہلوانی میں۔ دست نیافت: قابو نہیں پایا۔ دقیقہ ماندہ بود: مجھ کو کشتی کے فن سے ایک نکتہ باقی رہ گیا تھا۔ تھوڑی کمی رہ گئی تھی۔ مراد وہی داؤں ہے جو شاگرد کو نہ سکھایا تھا۔ دریغ می داشت: روک رکھتا تھا۔

بر من غالب آمد گفت از بہرِ چنیں روزے نگہ میداشتم کہ زیرکاں گفتہ اند دوست را چنداں قوّت مدہ کہ اگر دشمنی کند تواند نشنیدۂ کہ چہ گفت آنکہ از پروردۂ خویش جفا دید۔

قطعہ

یا وفا خود نبود در عالم یا مگر کس دریں زمانہ نکرد
کس نیاموخت علمِ تیر از من کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

حکایت (۲۹) درویشے مُجرّد بگوشۂ صحرائے نشستہ بود پادشاہے بروے بگذشت درویش از انجا کہ فراغ مُلکِ قناعت ست بدو التفات نکرد سلطاں از انجا کہ سطوتِ سلطنت ست برنجید و گفت ایں طائفہ خرقہ پوشاں امثالِ بہائم اند اہلیت و آدمیّت ندارند وزیر نزدیکش آمد و گفت اے جوانمرد سلطانِ روئے زمیں بر تو گذر کرد خدمتے نکردی و شرائطِ ادب بجا نیاوردی گفت سلطاں را بگوی تا توقّعِ خدمت از کسے دارد کہ توقّع بہ نعمتِ او دارد و دیگر بداند کہ ملوک از بہرِ پاسِ رعیّت اند نہ رعیّت از بہرِ طاعتِ ملوک۔

قطعہ

پادشہ پاسبانِ درویش ست اگرچہ رامش بفرِّ دولتِ اوست

گفت از بہر چنیں ... الخ: استاذ نے کہا ایسے ہی دن کے واسطے میں نے محفوظ رکھا تھا۔ نگاہ داشتن: محفوظ کرنا۔ بچائے رکھنا۔ زیرک: چالاک، ہوشیار، دانشمند۔ اگر دشمنی کند تواند: اگر وہ دشمنی کرے تو کرسکے۔ یعنی نقصان پہونچا سکے۔ پروردۂ خویش: اپنا پالا ہوا، یعنی اپنا تربیت دیا ہوا۔ یاوفا خود نبود ... الخ: یا تو وفاداری خود اس دنیا میں موجود نہیں یا شاید کسی نے اس زمانہ میں اس کا برتاؤ نہ کیا۔ کس نیاموخت ... الخ: یعنی جس کسی نے تیراندازی کا فن مجھ سے سیکھا اس نے انجام کار مجھ ہی کو اپنا نشانہ بنایا۔ بعض نسخوں میں عربی کا یہ شعر اسی مضمون پر مشتمل پایا گیا۔ نہ جانے شعر کس کا ہے۔

اُعَلِّمُہ الرِّمَایَۃَ کُلَّ یَوم
فَلَمَّا اشْتَدَّ سَاعِدُہ رَمَانی

حکایت ۲۹: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہ کو چاہیے کہ درویشوں، قناعت گزینوں کو آداب شاہی بجلانے پر پابند نہ کرے اور اپنے کو رعایا کا نگراں تصور کرے۔ مجرد: تنہا، اکیلا، بے تعلق۔ صحراء: جنگل۔ فراغ: مالداری، آسودگی۔ قناعت: تھوڑے پر راضی رہنا۔ بدو: بمعنی باو۔ التفات: توجہ۔ سطوت: دبدبہ۔ شان وشوکت۔ خرقہ پوش: گدڑی پہننے والا۔ امثال: مثل کی جمع، مانند۔ بہائم: بہیمہ کی جمع، چوپایہ، جانور۔ خدمت: یعنی تعظیم وتکریم۔ شرائط: شریطہ بمعنی شرط کی جمع، لوازم۔ توقع: امید۔ پاس: حفاظت، نگرانی۔ رامش: ش مصدری ہے۔ آسودگی وفراغت۔ اور ہوسکتا ہے کہ مرکب ہو رام بمعنی مطیع اور ش ضمیر سے، راجع بجانب بادشاہ۔ اگرچہ درویش کی آسودگی اس کی حکومت کی شان وشوکت کے سائے میں ہے۔ (اس کے اور بھی معانی ہوسکتے ہیں) فر: شکوہ، شان وشوکت۔

گوسپند از برائے چوپان نیست | بلکہ چوپاں برائے خدمتِ اوست

قطعہ

گر یکے را تو کامراں بینی | دیگرے رادل از مجاہدہ ریش
روزکے چند باش تا بخورد | خاک مغزِ سرِ خیال اندیش
فرقِ شاہی و بندگی برخاست | چوں قضائے نبشتہ آمد پیش
گر کسے خاکِ مردہ باز کند | نشناشد توانگر از درویش

ملک را گفتنِ درویش استوار آمد گفت از من چیزے بخواہ گفت آن ہمی خواہم کہ دگر بارہ زحمت بمن ندہی گفت مرا پندے دہ گفت

بیت

دریاب کنوں کہ نعمتت ہست بدست | کیں دولت و مُلک میرود دست بدست

حکایت (٣٠) یکے از وزرا پیشِ ذوالنونِ مصری رفت و ہمّت خواست کہ روز و شب بخدمتِ سلطان مشغول می باشم و بخیرش امیدوار و از عقوبتش ترساں ذوالنّون بگریست و گفت اگر من خدائے عزّوجلَّ را چناں ترسیدمے کہ تو سلطان را از جملہ صدّیقاں بودمے

قطعہ گر نبودے امیدِ راحت و رنج | پائے درویش بر فلک بودے

گوسپند: بھیڑیں۔ (بمعنی جمع)۔ چوپاں: چرواہا، گڈریا۔ خدمت: نگہبانی۔ کامراں: کامیاب۔ مجاہدہ: محنت ومشقت۔ ریش: زخمی۔

روزک: اس میں ''ک'' برائے تصغیر ہے۔ خاک: بخورد کا فاعل ہے اور مغزِ سر اس کا مفعول ہے۔

مغزِ سرِ خیال اندیش: یعنی چند دن انتظار کر اور دیکھ کہ مغرور ومتکبر کے سر کو خاک کس طرح کھاتی ہے۔

قضائے نبشتہ: لکھی ہوئی تقدیر، یعنی موت۔ باز کردن: کھولنا، اکھیڑنا۔

استوار آمد: پسند آئی۔ دگر بارہ: دوبارہ۔ زحمت: تکلیف۔ دریاب: فائدہ حاصل کر لے۔

حکایت ٣٠: حاصل یہ ہے کہ بادشاہوں کو دوسروں کی بہ نسبت خدا سے زیادہ ڈرنا چاہیے۔ ذوالنون: مچھلی والا، مصر کے ایک مشہور صاحب کرامت بزرگ۔ ایک بار کشتی کے سفر میں کسی امیر کی ہیرے کی انگوٹھی کھوگئی۔ آپ گدڑی پوش تھے۔ سب نے آپ پر شبہ کیا۔ ہر چند براءت ظاہر کی۔ مگر کوئی نہ مانا۔ اپنی براءت کے لیے انھوں نے دعا کی۔ دریا کی ایک مچھلی انگوٹھی اپنے منہ میں لیے ہوئے آئی اور آپ نے اس سے لے کر دیدی۔ یہ کرامت دیکھ کر سب شرمندہ ہو کر معافی کے طلب گار ہوئے۔ اسی دن سے ان کا لقب ذوالنون پڑ گیا۔ حضرت یونس علیہ السلام کا بھی لقب ذوالنون ہے وہ نبی ہیں۔ ہمت خواست: دعائے خیر طلب کی۔ عقوبت: سزا۔ ترساں: ترسیدن سے اسم فاعل سماعی، یعنی ڈرتا رہتا ہوں۔ صِدّیقاں: سچے لوگ۔ نبوت کے بعد ولایت کا اعلیٰ ترین درجہ ہے۔ فلک آسماں۔ جمع افلاک۔

گر وزیر از خدا بترسیدے | ہمچناں کز مَلِک مَلَک بودے

حکایت(۳۱) پادشاہے بکُشتنِ اسیرے اشارت کرد گفت اے مَلِک موجبِ خشمے کہ ترا بر من ست آزارِ خود مجوی کہ ایں عقوبت بر من بیک نفَس سر آید و بزہِ آں بر تو جاوید بماند

قطعہ

دورانِ بقا چو بادِ صحرا بگذشت | تلخی و خوشی و زِشت و زیبا بگذشت
نداشت ستمگر کہ جفا بر من کرد | بر گردنِ او بماند و بر ما بگذشت

مَلِک را نصیحتِ او سودمند آمد و از سرِ خونِ او در گذشت۔

حکایت(۳۲) وزرائے نوشیرواں در مہمے از مصالحِ مملکت اندیشہ ہمیکردند و ہر یک از ایشاں دگرگونہ رای ہمے زدند و مَلِک ہمچناں، تدبیرے اندیشہ کرد بزرجمہر را رای مَلِک اختیار آمد وزیراں در نہانش گفتند رای مَلِک را چہ مزیّت دیدی بر فکرِ چندیں حکیم گفت بموجبِ آنکہ انجامِ کار معلوم نیست و رای ہمگناں در مشیّت ست کہ صواب آید یا خطا پس موافقتِ رای مَلِک اولیٰتر ست تا اگر خلافِ صواب آید بعلّتِ متابعت از معاتبت ایمن باشم کہ گفتہ اند۔

مَلِک: بادشاہ۔ مَلَک: فرشتہ یعنی اگر وزیر خدا سے اتنا ڈرتا جتنا کہ وہ بادشاہ سے ڈرتا ہے تو یقیناً وہ فرشتہ بن جاتا۔ حکایت ۳۱: اس کا حاصل یہ ہے کہ غصہ کی حالت میں بھی بادشاہ کو صحیح بات سننے سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔ اسیر: قیدی، جمع اساریٰ۔ ایک نسخے میں "بیگناہے" ہے۔ موجب: سبب۔ خشم: غصہ۔ آزار: آزاریدن کا حاصل مصدر۔ تکلیف دکھ۔ سرآید: ختم ہوجائے گی۔ بزہ: بتحتین۔ گناہ وخطا۔ وبضم اول میوۂ خوشبو دار۔ جاوید بماند: ہمیشہ رہ جائے گا۔ دورانِ بقا: زندگی کا زمانہ۔ زشت: برا۔ زیبا: اچھا۔ ستمگر: ظالم۔ جفا: ظلم۔ سودمند: فائدہ مند، ازسر خونِ او در گزشت: اس کے خون کا خیال چھوڑ دیا۔ حکایت ۳۲: اس کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہ کے مقربین اور رائے دہندگان کو بمصلحت وضرورت بادشاہ کی رائے کے خلاف نہ کہنا چاہیے۔ مہم: اہم کام، بڑا معاملہ۔ مصالح: مصلحت کی جمع، وہ مفسدہ کی ضد ہے، صلاح کار، ضروریات، تدابیر۔ دگرگونہ: یعنی ایک دوسرے سے مختلف۔ بزرجمہر: نوشیرواں کے وزیرِ اعظم کا لقب۔ اصل میں بزرگ مہر ہے۔ اختیار آمد: پسند آئی۔ درنہاں گفتن: چپکے سے کہنا، آہستہ کہنا۔ مزیّت: فوقیت، برتری، خوبی۔ انجام کار: کام کا نتیجہ، نتیجہ۔ حکیم: دانشمند۔ مشیت: ارادۂ الٰہی۔ موافقت: اتفاق کرنا، ہموائی۔ صواب: درست۔ علت: سبب، وجہ۔ متابعت: تابعداری۔ معاتبت: ناراضگی، خفگی، عتاب میں آنا۔

مثنوی

خلافِ رایِ سلطاں رای جستن | بخونِ خویش باشد دست شستن
اگر شہ روز را گوید شب ست ایں | بباید گفت اینک ماہ و پرویں

حکایت[۳۳] شیّادے گیسو بافت یعنی علویست و با قافلۂ حجاز بشہر درآمد و چناں نمود کہ از حج می آید و قصیدۂ نیکو پیشِ مَلِک بُرد و دعویٰ کرد کہ وے گفتہ است مَلِک نعمتش داد و اکرام کرد و نوازش بیکراں فرمود تا یکے از ندمائے حضرت پادشاہ کہ دراں سال از سفرِ دریا آمدہ بود گفت من اورا عیدِ اضحیٰ در بصرہ دیدم معلوم شد کہ حاجی نیست دیگرے گفت من اورا شناسم و پدرش نصرانی بود در ملاطیہ بدانستند کہ شریف نیست و شعرش را در دیوانِ انوری یافتند مَلِک فرمود تا بزنندش و نفی کنند تا چندیں دروغ درہم چرا گفت گفت اے خداوندِ روئے زمیں سخنے ماندہ است در خدمت بگویم اگر راست نباشد بہر عقوبت کہ خواہی سزاوارم گفت آں چیست گفت۔

قطعہ

غریبے گرت ماست پیش آورد | دو پیمانہ آب ست و یک چمچہ دوغ

دست شستن: ہاتھ دھونا، یعنی جان سے محروم ہونا۔ اگر شہ روز را ...الخ: اگر بادشاہ دن کو کہے کہ یہ رات ہے (اس وقت) کہنا چاہیے کہ ہاں! ہاں! یہ رہا چاند۔ وہ ہے پروین ستارہ۔ لفظِ اینک "اینست" کا مصغر ہے۔ حکایت ۳۳: اس کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہوں کو چاہیے کہ مسافروں اور سیاحوں کی معمولی دروغ گوئی نظر انداز کردیا کریں۔ جلد غصہ نہ ہوں۔ شیّاد: مکار، فریب دہندہ۔ گیسو: زلف۔ بافتن: بٹنا۔ علوی است: یعنی اپنے کو علوی ظاہر کرنے کے لیے زلفیں گوندھیں۔ علوی: حضرت علی کرّمَ اللہ وَجْہَہُ الکریم کی وہ اولاد جو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے نہ ہوں علوی کہلاتی ہیں۔ گوندھی ہوئی زلفیں اس زمانہ میں علویوں کی علامت تھی۔ نمود: ظاہر کیا۔ نوازش بیکراں: بے حد لطف وکرم۔ قصیدہ: کسی کی تعریف میں کہا گیا شعری مجموعہ کلام۔ جس کے پہلے شعر کے دونوں مصرعے اور باقی شعروں کے آخری مصرعے ہم قافیہ ہوں۔ ندماء: واحد ندیم۔ مصاحب۔ ہم نشین۔ عید اضحیٰ: عید قرباں۔ بصرہ: ملک عراق کا ایک مشہور شہر۔ حاجی: حاج کی دوسری جیم یا سے بدل کر اہل فارس حاجی استعمال کرتے ہیں۔ نصرانی: عیسائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مذہب کا پیروکار۔ چونکہ آپ کا مولد ناصرہ ہے۔ جو ولایت شام میں بیت المقدس کے مضافات میں واقع ہے اسی کی طرف منسوب ناصری میں قدرے حذف واضافہ کے ساتھ نصرانی بولتے ہیں جیسے حقانی میں۔ ملاطیہ: اور ملطیہ: روم کے ایک شہر کا نام۔ ابتدائے اسلام میں نصرانیوں اور کافروں کا مسکن تھا۔ دیوان: غزلوں اور اشعار کے مجموعہ کی کتاب۔ جمع دواوین۔ انوری: فارسی کا مشہور خراسانی شاعر جسے "پیغمبرِ سخن" بھی کہتے ہیں۔ نفی کردن: جلاوطن کرنا۔ شہر بدر کرنا۔ درہم: بے ربط۔ غریب: مسافر، اجنبی، جمع غرباء۔ ماست: دہی۔ دوغ: مٹھا۔ چھاچھ۔

اگر راست میخواہی از من شنو | جہاندیدہ بسیار گوید دروغ

ملک را خندہ گرفت گفت ازیں راست تر سخن تا عمرِ او باشد نہ گفتہ است فرمود تا آنچہ مامولِ اوست مہیا دارند و بدلخوشی اورا گُسیل کنند

حکایت (۳۴) یکے از پسرانِ ہارون الرشید پیشِ پدر آمد خشم آلودہ کہ مرا فلاں سرہنگ زادہ دشنامِ مادر داد ہارون الرشید ارکانِ دولت را گفت جزائے چنیں کسے چہ باشد یکے اشارت بکشتن کرد و یکے بزباں بریدن و دیگرے بمصادرت و نفی ہارون گفت اے پسر کرم آنست کہ عفو کنی و اگر نتوانی تو نیزش دشنامِ مادر دہ چندانکہ از حد در نگذرد پس آنگہ ظلم از طرفِ تو باشد و دعویٰ از قبلِ خصم۔

قطعہ

نہ مردست آں بنزدیکِ خردمند | کہ با پیلِ دماں پیکار جوید
بلے مرد آں کس ست از روئے تحقیق | کہ چوں خشم آیدش باطل نگوید

حکایت (۳۵) با طائفہ بزرگان بکشتی نشستہ بودم زورقے در پےِ ما غرق شد دو برادر بگردابے در افتادند یکے از بزرگاں گفت ملاح را کہ بگیر ایں ہر دواں را کہ بہر یکے پنجاہ دینارت بدہم ملاح در آب رفت

جہاندیدہ: جس نے دنیا دیکھی بھالی ہو۔ تجربہ کار آزمودہ کار۔ جہاندیدہ بسیار گوید دروغ: یہ مصرع ضرب المثل بن گیا۔ یعنی جو جتنا جہاندیدہ ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ جھوٹ بولتا ہے۔ ازیں راست تر... الخ: یعنی اس نے اپنی پوری زندگی میں اس سے زیادہ سچی بات نہ کہی ہوگی۔ مامول: جس کی امید کی گئی ہو، مقصود۔ گسیل کردن: دفع کرنا، رخصت کرنا۔

حکایت ۳۴: اس کا حاصل یہ ہے کہ خطا کاروں کو معاف کرنا بہتر ہے اور خطاؤں کی سزا جرم کے مطابق ہی ہونی چاہیے۔ سزا میں زیادتی ظلم ہے۔ ہارون الرشید: (۱۴۸-۱۹۳ھ) بغداد کا مشہور عباسی خلیفہ۔ کنیت ابوجعفر ہے اپنے باپ مہدی عباسی کے عہد ۱۷۰ھ میں خلیفہ بنا۔ اس کے کئی لڑکے تھے امین، مامون، مؤتمن، وغیرہ آٹھویں اولاد معتصم باللہ ہے۔ کئی لڑکے خلیفہ بنے۔ خشم آلودہ: غصہ میں بھرا ہوا۔ سرہنگ: سپاہی۔ دشنامِ مادر: ماں کی گالی۔ ارکانِ دولت: حکومت کے وزراء۔ اشارت کرد: مشورہ دیا۔ مصادرت: جائداد کی ضبطی، قرقی۔ نفی: جلاوطن کرنا، شہر بدر کرنا۔ تو نیز... الخ: یعنی تو بھی ماں کی گالی دے لے خیال رہے کہ یہ طفل تسلی ہے۔ ورنہ شرع میں گالی کی سزا تعزیر ہے۔

از حد نگذرد: یعنی یہ خیال رہے کہ بدلہ حد سے آگے نہ بڑھے کہ تو ظالم قرار پائے۔ اور وہ مدعی بن جائے۔ از قبلِ خصم: دشمن کی جانب سے۔ خصم: دشمن، فریق مخالف۔ پیلِ دماں: مست و غضبناک ہاتھی۔ دمیدن سے اسم فاعل سماعی ہے۔ (تیز دوڑنے والا غضبناک)۔ بلے مرد... الخ: بلکہ سچ مچ بہادر وہ شخص ہے کہ جب اسے غصہ آئے تو قابو میں رہے اور بیہودہ نہ بکے۔ حکایت ۳۵: اس کا حاصل یہ ہے کہ مردم آزاری سے بچے اور نیکی و خیر خواہی کا برتاؤ کیا کرے۔ نیکی کبھی برباد نہیں جاتی۔ طائفہ: گروہ، جماعت۔ بزرگاں: بڑے لوگ۔ زورق: چھوٹی کشتی۔ پےِ ما: ہمارے پیچھے۔ گرداب: بھنور۔ ملاح: کشتی بان، ناؤ چلانے والا۔

تا یکے را برہانید و آں دیگر ہلاک شد گفتم بقیّتِ عمرش نماندہ بود ازیں سبب در گرفتنِ او تاخیر کردی و دراں دیگر تعجیل ملّاح بخندید و گفت انچہ تو گفتی یقین ست و سببے دیگرست گفتم آں چیست گفت میلِ خاطرِ من برہانیدنِ ایں یکے بیشتر بود کہ وقتے در بیابان ماندہ بودم مرا بر شترے نشاند و از دستِ آں دگر تازیانہ خوردہ بودم در طِفلی گفتم صَدَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْہَا۔

قطعہ

تا توانی درونِ کس مخراش | کاندریں راہ خارہا باشد
کارِ درویشِ مستمند بر آر | کہ ترا نیز کارہا باشد

حکایت (۳۶) دو برادر بودند یکے خدمتِ سلطاں کردے و دیگرے بسعیِ بازو خوردے بارے ایں توانگر گفت درویش را کہ چرا خدمت نہ کنی تا از مشقّتِ کار کردن برہی گفت تو چرا کار نکنی تا از مذلّتِ خدمت رستگاری یابی کہ خردمندان گفتہ اند کہ نانِ جو خوردن و نشستن بہ کہ کمرِ زرّیں بستن و بخدمت استادن **بیت**

بدستِ آہکِ تفتہ کردن خمیر | بہ از دست بر سینہ پیشِ امیر

سببے دیگراست: یعنی ایک دوسرا سبب بھی ہے۔ میل خاطر من: میرے دل کا میلان۔ بیابان: ریگستان، جنگل۔ تازیانہ: چابک، کوڑا، ہنٹر۔ صدق اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا ... الخ: جو بھلا کام کرے تو اپنے لیے اور برا کرے تو اپنے برے کو (حم السجدۃ ۴۶، جاثیہ ۱۵) درون: دل۔ خراشیدن: چھیلنا۔ دل خراشیدن: دل دکھانا، دل آزاری کرنا۔ تکلیف دینا۔ خارہا: واحد خار، کانٹا۔ مستمند: حاجتمند، عاجز، درماندہ۔

حکایت ۳۶: اس کا حاصل یہ ہے کہ لوگوں کو چاہیے کہ محنت وخودداری کی کمائی پر قناعت کریں اور دولت جمع کرنے کی حرص میں ذلت ورسوائی نہ جھیلیں۔ سعی بازو: محنت کی کمائی۔ بارے: ایک بار۔ مشقتِ کار کردن: کام کرنے کی محنت۔ برہی: تو چھٹکارا پائے۔ مذلّت: ذلّت، رسوائی۔ رستگاری یابی: تجھے چھٹکارا مل جائے۔ کمر: پٹکا مجازاً۔ کمر زریں بستن: سنہرا پٹکا باندھنا۔ جو شاہی ملازمین باندھتے ہیں۔ یعنی غلامانہ خدمت کے لیے مستعد رہنا (غلاموں کی کمر میں پٹکا باندھنے کا رواج تھا)۔ آہک: چونا۔ تفتہ: گرم، کھولتا ہوا۔ خمیر کردن: گوندھنا۔ بہ از دست ...الخ: یعنی سخت محنت والا کام کر کے روزی حاصل کرنا سردار وامیر کے سامنے (برائے تعظیم) ہاتھ باندھ کر کھڑے رہنے سے بہتر ہے۔ (قدیم رسم تھی کہ ادب کے لیے سینے پر ہاتھ باندھتے۔ جیسے اب ناف کے پاس باندھ کر باادب کھڑے ہوتے ہیں۔)

قطعہ

عمرِ گرانمایہ دریں صرف شد | تا چہ خورم صیف و چہ پوشم شتا
اے شکمِ خیرہ بنانے بساز | تا نکنی پشت بخدمت دوتا

حکایت (۳۷) کسے مژدہ پیشِ نوشیروانِ عادل برد و گفت شنیدم کہ فلاں دشمنِ ترا خدائے تعالیٰ برداشت گفت ہیچ شنیدی کہ مرا بگذاشت

فرد

اگر بمرد عدو جائے شادمانی نیست | کہ زندگانیِ ما نیز جاودانی نیست

حکایت (۳۸) گروہے حکما در بارگاہِ کسریٰ بہ مصلحتے در سخن ہمی گفتند و بزرجمہر کہ مہترِ ایشاں بود خاموش بود سوال کردندش کہ با ما دریں بحث چرا سخن نگوئی گفت وزیراں بر مثالِ اطبا اند و طبیب دارو ندہد مگر بہ سقیم پس چوں بینم کہ رائے شما بر صواب ست مرا بر سرِ آں سخن گفتن حکمت نباشد۔

مثنوی

چو کارے بے فضولِ من برآید | مرا در وے سخن گفتن نشاید
وگر بینم کہ نابینا و چاہ است | اگر خاموش بنشینم گناہ است

حکایت (۳۹) ہارون الرشید را چوں مُلکِ مصر مسلّم شد گفتا بخلافِ

صیف: موسم گرما۔ چہ خورم صیف: یعنی گرمی میں کیا کھاؤں گا۔ کیوں کہ اس موسم میں پہننے سے زیادہ کھانے کی حاجت ہے۔ شتا: جاڑا۔ اس میں کھانے سے زیادہ پہننے، اوڑھنے کی حاجت ہوتی ہے۔ شکم خیرہ: وہ شخص جو نہ سیر ہو نہ قناعت کرے۔ دوتا: خمیدہ، دوہری۔ حکایت ۳۷: اس حکایت کا خلاصہ اس جملہ میں پنہاں ہے کہ "مرگ دشمن جائے شادمانی نیست" اس میں اشارہ ہے کہ بادشاہوں کو چاہیے کہ اپنی موت سے غافل نہ رہیں۔ مژدہ: خوشخبری۔ نوشیرانِ عادل: تشریح ص۱۹/ پر گزری۔ گفت ہیچ شنیدی کہ مرا بگذاشت: یعنی نوشیرواں نے کہا کہ کبھی کچھ تم نے سنا کہ مجھ کو چھوڑے رہے گا۔ عدو: دشمن، جمع اعداء۔ جاودانی: ہمیشہ رہنے والی۔ حکایت ۳۸: اس کا حاصل یہ ہے کہ بے ضرورت مشورہ دینا اور لوگوں کی بات میں دخل دینا نہیں چاہیے۔ کسریٰ: بمعنی واسع الملک۔ نوشیرواں اور دیگر شاہانِ فارس و مدائن کا لقب جمع اکاسرہ جیسے قیصر شاہانِ روم کا لقب جمع قیاصرہ اور فرعون شاہانِ مصر کا جمع فراعنہ۔ بزرجمہر: نوشیرواں کا وزیر اعظم۔ اطبا: طبیب کی جمع۔ بمعنی حکیم و ڈاکٹر۔ دارو: دوا۔ سقیم: بیمار۔ حکمت: دانائی۔ بے فضولِ من: میری بیکار بات کے بغیر۔ بغیر میری بکواس کے یا مجھ بیکار کے بغیر۔ نشینم گناہ است: یعنی اس وقت بھی میں بیٹھا رہ جاؤں اور وہ کنویں میں گر جائے تو میں خطاوار ہوں، قابل مواخذہ ہوں۔ حکایت ۳۹: اس کا حاصل یہ ہے کہ حصولِ رزق اور نصیبہ وری عقل و ہنرمندی پر موقوف نہیں بلکہ یہ صرف خدا کی کارسازی ہے۔ ہارون الرشید: بغداد کا مشہور عباسی خلیفہ۔ الف اور لام کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ (ص۶۰/ پر دیکھیں) مسلّم شد: اس کے سپرد ہوا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اسے سپرد کردیا۔

آں طاغی کہ بغرورِ مُلکِ مصر دعویٰ خدائی کرد نہ بخشم ایں مُلک را الا بخسیس ترینِ بندگاں سیاہے داشت خصیب نام مُلکِ مصر بوے ارزانی داشت آوردہ اند کہ عقل و درایتِ او تا بجائے بود کہ طائفہ حُرّاثِ مصر شکایت آوردندش کہ پنبہ کاشتہ بودیم برکنارِ نیل باراں بے وقت آمد و تلف شد گفت پشم بایستے کاشت تا تلف نشدے صاحبدلے ایں کلام بشنید و گفت۔

مثنوی

اگر روزی بدانش درفزودے   ز ناداں تنگ روزی تر نبودے
بناداں آں چناں روزی رساند   کہ دانا اندراں حیراں بماند

مثنوی

بخت و دولت بکاردانی نیست   جز بتائیدِ آسمانی نیست
کیمیاگر بغصہ مردہ بہ رنج   ابلہ اندر خرابہ یافتہ گنج
اوفتادہ است در جہاں بسیار   بے تمیز ارجمند و عاقل خوار

حکایت (۴۰) یکے را از ملوک کنیزک چینی آوردند خواست در حالتِ مستی با وے جمع آید کنیزک ممانعت کرد ملک در خشم شد و مر او را بسیاہے

طاغی: سرکش جمع طغاۃ آیت کریمہ "اِنَّہ طغیٰ" سے ماخوذ ہے۔ دعویٰ خدائی کرد: خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔ یعنی فرعون نے۔ یہ آیت کریمہ "اَنا رَبکم الاعلیٰ" سے تلمیح ہے۔ خسیس ترین: انتہائی ذلیل۔ سیاہ: کالا، مراد حبشی غلام ہے۔ چونکہ وہ کالے ہوتے ہیں۔ خصیب: بصیغۂ تصغیر بفتح خاؤ کسر صاد بھی کہا گیا۔ ارزانی داشت: ہبہ کردیا۔ یعنی مصر کا حاکم بنادیا۔ (یہ سب سے زیادہ بد عقل غلام تھا) دِرَایت: سمجھ، سوجھ بوجھ۔ طائفہ: گروہ۔ حُرّاث: واحد حارث۔ کاشتکار۔ پنبہ: روئی۔ پشم: اون۔ نیل: مصر کا مشہور دریا۔ تلف شد: یعنی کھیتی برباد ہوگئی۔ لہذا لگان معاف کردی جائے۔ پشم بایستے کاشت: اون بونا چاہیے تھا۔ صاحبدل: اللہ والا۔ دانش: عقل۔ دانائی۔ تنگ روزی: تنگدست۔ بنودے: یعنی اگر روزی کا مدار عقل پر ہوتا تو نادان سے زیادہ تنگدست کوئی نہ ہوتا۔ حیراں بماند: آیت کریمہ "مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِب" سے مستفاد ہے۔ کاردانی: کام کی جانکاری، ہنرمندی۔ تائید آسمانی: خدائی امداد۔ کیمیا: بروزن سیمیا، رانگ کو چاندی سونا بنانے کا عمل۔ کیمیاگر: چاندی سونا بنانے کا فن جاننے والا۔ خرابہ: ویرانہ۔ گنج: زیر زمین دفن شدہ خزانہ۔ بے تمیز: بے عقل۔ ارجمند: صاحب مرتبہ، اقبال مند۔ خوار: ذلیل، کم رتبہ۔ حکایت ۴۰: اس کا حاصل یہ ہے کہ بلا غور و فکر کسی کو سزا نہیں دینا چاہیے ورنہ افسوس ہوسکتا ہے۔ جلد بازی اور غصہ میں کیا ہوا فیصلہ نادرست ہوسکتا ہے۔ کنیزک: "ک" برائے تصغیر ہے۔ کمسن باندی یا چھوٹے جسم و جثہ کی باندی۔ چینی: ملک چین کی رہنے والی۔ ایک نسخہ میں یہاں 'بیغما آوردند' ہے یعنی غارت کردہ۔ جمع آید: یعنی مباشرت کرے۔ سیاہ: حبشی غلام۔

بخشید کہ لبِ زبرینش از پرّہ بینی درگذشتہ بود و زیرینش بگریباں فروہشتہ ہیکلے کہ صخرِ جنّی از طلعتِ او برمیدے و عینُ القطر از بغلش بچکیدے

فرد

توگوئی تا قیامت زشت روئی | بر و ختم ست و بر یوسف نکوئی

قطعہ

شخصے نہ چناں کریہ منظر | کز زشتیِ او خبر تواں داد
وانگہ بغلش نعوذ باللہ | مُردار بآفتاب مرداد

آوردہ اند کہ دراں مدت سیاہ را نفس طالب بود و شہوت غالب مہرش بجنبید مُہرش برداشت بامدادان کہ مَلِک کنیزک را جست و نیافت حکایت بگفتندش خشم بگرفت و فرمود تا سیاہ را با کنیزک استوار بر بندند و از بامِ جوسق بقعرِ خندق دراندازند یکے از وزرائے نیک محضر روئے شفاعت بر زمین نہاد و گفت سیاہ بیچارہ را دریں خطائے نیست کہ سائر بندگان بنوازشِ خداوندی متعوّد اند گفت اگر در مفاوضتِ او شبے تاخیر کردے چہ شدے کہ من او را افزوں تر از بہائے کنیزک بدادمے گفت اے خداوندا آنچہ فرمودی

لب: ہونٹ۔ زبریں: اوپر والا۔ پرّہ: کنارہ۔ زیریں: مراد لب زیریں، نچلا ہونٹ۔ گریباں: مرکب ہے گری اور بان سے۔ مراد گلا، گردن۔ فروہشتہ: یعنی گریبان تک لٹکا ہوا تھا۔ ہیکل: (ہیبت ناک) بڑا جثہ۔ ڈیل ڈول۔ صخر: اس دیو کا نام جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری چرالی تھی۔ جنّی: قوم جن کا ایک فرد۔ از طلعتِ او برمیدے: اس کی شکل وصورت دیکھ کر بھاگ جاتا۔ عین القطر: تارکول کا چشمہ۔ پسینے کی بدبو اور سیاہی کی وجہ سے اس کو تارکول سے تشبیہ دیا۔ زشت روئی: بدصورتی۔ بروختم شد: اسی پر ختم ہوگئی۔ یعنی اس سے بڑھ کر بدصورت کوئی نہیں۔ کریہ منظر: بدصورت، بدشکل۔ کز زشتی او خبر نتواں داد: یعنی اس کی بدصورتی بیان نہیں کی جاسکتی۔ وانگہ بغلش ...الخ: اور پھر اس پر اس کی بغل۔ خدا کی پناہ جیسے ماہ مرداد کی دھوپ میں مردار سڑ رہا ہو۔ (اور سخت بدبو کر رہا ہو) یہ تشبیہ مفرد بہ مرکب ہے۔ آفتاب مرداد: وہ مدت مراد ہے جس میں آفتاب برج اسد میں رہتا ہے۔ مرداد کے مہینے میں ایران کے اندر ایسی سڑی گرمی پڑتی ہے جیسے ہندوستان نے اندر بھادوں/ستمبر کے مہینے میں کہ ہر چیز جلد سڑ جاتی ہے۔ مہرش بجنبید: یعنی اس کی محبت نے جوش مارا۔ مُہرش برداشت: اس کے کنوارپن کی مُہر توڑ ڈالی (ان کے ساتھ جماع کرکے کنوارپن ختم کیا) استوار بہ بندند: مضبوط باندھیں۔ جوسق: (بالفتح) کوشک کا معرب ہے۔ قصر، قلعہ۔ قعر: گہرائی۔ خندق: کھائی۔ نیک محضر: نیک سرشت، خیراندیش۔ سائر: تمام۔ متعوّد: عادی، خوگر۔ مفاوضت: ایک دوسرے کو سپرد کرنا، لین دین یعنی ہم بستری۔ افزوں تر از بہائے کنیزک: یعنی موجودہ کنیز سے زیادہ قیمتی میں عطا کرتا۔

معلوم ست لیکن نشنیدی کہ حکما گفتہ اند دریں معنیٰ

قطعہ

تشنۂ سوختہ بر چشمۂ حیواں چو رسد   تو مپندار کہ از پیلِ دماں اندیشد
ملحدِ گرسنہ در خانۂ خالی بر خواں   عقل باور نکند کز رمضاں اندیشد

مَلِک را ایں لطیفہ پسند آمد و گفت اکنوں سیاہ را تو بخشیدم کنیز را چہ کنم گفت کنیزک را ہم بسیاہ بخش کہ نیم خوردۂ سگ ہم او را شاید

قطعہ

ہرگز او را بدوستی مپسند   کہ رود جائے ناپسندیدہ
تشنہ را دل نخواہد آبِ زلال   نیم خوردہ دہانِ گندیدہ

حکایت (۴۱) اسکندرِ رومی را پرسیدند کہ دیارِ مشرق و مغرب را بچہ گرفتی کہ ملوکِ پیشیں را خزائن و عمر و ملک و لشکر بیش ازیں بود و چنیں فتحے میسر نشد گفت بعونِ اللہ عزّ و جلّ ہر مملکتے را کہ بگرفتم رعیتش را نیازردم و رسومِ خیراتِ گذشتگاں باطل نہ کردم و نام پادشاہاں جز بہ نکوئی نبردم **بیت**

بزرگش نخوانند اہلِ خرد   کہ نامِ بزرگاں بزشتی برد

تشنہ سوختہ: بدحال پیاسا، دل جلا پیاسا۔ چشمہ حیواں: آب حیات کا چشمہ۔ مشہور ہے کہ اسکا پانی پینے والا کبھی مرتا نہیں۔ پیلِ دماں: مست و غضبناک ہاتھی۔ مُلحِد: بے دین، راہ حق سے برگشتہ۔ جمع ملاحدہ۔ گرسنہ: بھوکا۔ خوان: طباق، دسترخوان یہاں "بر" کی جگہ "پُر" بھی بتایا گیا ہے۔ تب تو خالی اور پُر کے درمیان تقابل تضاد سے پُر صنعت لطف سے خالی نہیں۔ نیم خوردۂ سگ: یعنی کتے کا جوٹھا کتے ہی کو مناسب ہے۔ آب زلال: میٹھا پانی، نتھرا ہوا پانی۔ دہانِ گندیدہ: بمعنی گندہ دہن۔ بدبودار منہ والا۔ جس کے منہ میں گندگی لگی ہو۔ شعر کا معنی: پیاسے کا دل ہرگز قبول نہیں کرے گا کہ وہ کسی گندہ دہن شخص کا جھوٹا میٹھا پانی پئے۔

حکایت ۴۱: اس کا حاصل یہ ہے کہ گذشتہ بادشاہوں اور بزرگوں کا تذکرہ نیکی و بھلائی کے ساتھ کرنا چاہیے۔

اسکندر رومی: روم کا مشہور بادشاہ۔ پسر فیلقوس: بعض اس کو ذوالقرنین سمجھتے ہیں۔ لیکن ذوالقرنین اکبر کہ خضر علیہ السلام جن کے زمانے میں تھے وہ دوسرے ہیں۔ اور قرآن کریم میں ان کے احوال مذکور ہیں۔ ان دونوں کے زمانوں میں بہت فاصلہ ہے ان کی تاریخ بھی الگ ہے۔ دیارِ مشرق و مغرب: مشرق و مغرب کے ملک۔ بچہ گرفتی: کس طرح آپ نے فتح کرلیا۔ ملوک: واحد مَلِک، بادشاہ۔ پیشیں: اگلے۔ خزائن: واحد خزینہ، خزانہ۔ بعون اللہ عزوجل: خدائے عزّ وجل کی مدد سے۔ رُسوم: واحد رَسم، طریقہ، رواج، عادت۔ خیرات: نیکی، بھلائی۔ گزشتگاں: گئے گزرے لوگ۔ بزشتی برد: یعنی جو بزرگوں کا نام برائی سے لیتا ہے۔ جز بہ نکوئی نبردم: تا کہ ان کے باقیماندہ رفقاء مجھ سے خوش رہیں اور تنفر نہ کریں۔

قطعہ

ایں ہمہ ہیچ ست چوں می بگذرد | بخت و تخت و امر و نہی و گیر و دار
نامِ نیکِ رفتگاں ضائع مکن | تا بماند نامِ نیکت برقرار

بابِ دوم در اخلاقِ درویشاں

حکایت (۱) یکے از بزرگاں گفت پارسائی را چہ گوئی در حقِ فلاں عابد کہ دیگراں در حقِ وے بطعنہ سخن ہا گفتہ اند گفت بر ظاہرش عیب نمی بینم و در باطنش غیب نمی دانم۔

قطعہ

ہر کہ را جامہ پارسا بینی | پارسا دان و نیکمرد انگار
ور ندانی کہ در نہانش چیست | محتسب را درونِ خانہ چہ کار

حکایت (۲) درویشے را دیدم کہ سر بر آستانِ کعبہ می مالید و می نالید و می گفت کہ یا غفور یا رحیم تو دانی کہ از ظلوم و جہول چہ آید

قطعہ

عذرِ تقصیرِ خدمت آوردم | کہ ندارم بطاعت استظہار

ایں ہمہ: اس سے مراد دوسرے مصرع میں مذکور چیزیں ہیں۔ امرونہی: حکم و منع۔ گیرودار: دونوں صیغۂ امر ہیں۔ پکڑ دھکڑ۔ ہنگام حکومت استعمال میں آنے والے الفاظ ہیں اور کروفر سے کنایہ ہے۔ حکومت وریاست۔ رفتگاں: گزرے ہوئے لوگ۔ اخلاق: واحد خُلق، عادت، خصلت، سیرت، آداب۔ حکایت ۱: اس کا حاصل یہ ہے کہ درویشوں کی شان یہ ہے کہ وہ دوسروں کے حق میں بدگمانیاں قائم نہ کریں اگر چہ دوسرے لوگ بدگمانی کریں۔ پارسا: پرہیزگار، مرکب ہے پارس مرادف پاس بمعنی محافظ اور الف فاعلی سے معنی ہوئے پاسدار۔ چونکہ یہ شخص منہیاتِ شرع سے اپنے نفس کی نگہداشت رکھتا ہے اس لیے پارسا سے موسوم کرتے ہیں۔ عابد: عبادت گزار۔ و در باطنش غیب نمی دانم: میں اس کے باطن سے خبردار نہیں ہوں کہ میں غیب داں نہیں۔ یعنی باطنی احوال غیب ہیں۔ جامہ پارسا: یعنی جامۂ کہ پارسایاں را باشد، پارسا لوگوں جیسا کپڑا۔ یا اضافت مقلوبی ہے یعنی پارسا جامہ۔ انگار: فعل امر ہے۔ سمجھو، شمار کرو۔ ور ندانی... الخ: اس کی جزا محذوف ہے۔ یعنی کرید نہ کرو۔ محتسب: خلاف شرع کاموں پر مواخذہ کرنے والا (زمانہ قدیم میں ایک بااختیار عہدیدار ہوتا تھا)۔ حکایت ۲: حاصل یہ ہے کہ عبادت کا مقصود محض خوشنودی خداوندی ہونی چاہیے۔ حصول جنت اپنا مقصود نہ بنانا چاہیے۔ آستانِ کعبہ: خانہ کعبہ کی چوکھٹ، (ہوسکتا ہے کہ مراد کعبہ کی روبروئی ہو کیوں کہ آستانِ کعبہ اتنی بلندی پر ہے کہ کسی کا اس پر سر رکھ کر سجدہ گزارنا آسان نہیں)۔ درویش: فقیر محتاج۔ یہ اصل میں دروِیز تھا۔ جس کی اصل در آویز بمعنی دروازہ سے چمٹنے لپٹنے والا۔ پھر زا کو شین سے بدل دیا۔ خدا کے در سے چمٹنے والا، درویش کامل ہے۔ ظلوم: جہول: ان دونوں لفظوں سے آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں انسان کو ظلوم وجہول بتایا گیا ہے۔ آیت یہ ہے إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَاشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا۔ ترجمہ: بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انھوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور آدمی نے اٹھالی بے شک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے۔ احزاب۔ آیت ۷۲۔ استظہار: قوی پشت ہونا۔

عاصیاں از گناہ توبہ کنند | عارفاں از عبادت استغفار
عابداں جزائے طاعت خواہند و بازرگاناں بہائے بضاعت من
بندہ امید آوردہ ام نہ طاعت بدریوزہ آمدہ ام نہ بتجارت **فقرہ**
اِصْنَعْ بِنَا مَا اَنْتَ اَھْلُہٗ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا مَا نَحْنُ بِاَھْلِہٖ

بیت

گر کشی ور جرم بخشی روی و سر بر آستانم | بندہ را فرمان نباشد ہرچہ فرمائی برانم

قطعہ

بر درِ کعبہ سائلے دیدم | کہ ہمی گفت و میگرِستے خوش
می نگویم کہ طاعتم بپذیر | قلم عفو بر گناہم کش

حکایت(۳) عبد القادر گیلانی را دیدند رحمۃ اللہ علیہ در حرم کعبہ روی بر حصا نہادہ بود و میگفت اے خداوند ببخشای و اگر مستوجب عقوبتم مرا روز قیامت نابینا برانگیز تا در روئے نیکاں شرمسار نباشم

قطعہ

روی بر خاکِ عجز میگویم | ہر سحر گہ کہ باد می آید
اے کہ ہرگز فرامشت نکنم | ہیچت از بندہ یاد می آید

عاصیاں: یعنی (طریقہ ہے کہ) گناہ گار اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور خدا شناس اللہ والے عبادت کر کے بھی مغفرت طلب کرتے ہیں (کہ ہم کما حقہ تیری عبادت نہ کرسکے) عابداں: عبادت کرنے والے۔ جزائے طاعت: بندگی کا ثواب۔ بازرگاناں: واحد بازرگان، سوداگر۔ بہا: قیمت، دام۔ بضاعت: سرمایہ، پونجی، مال تجارت۔ بندہ: ضمیر واحد متکلم کی جگہ بولتے ہیں بمعنی "میں"۔ دریوزہ: گدائی، خواستگاری، یعنی میں سائل بن کر مانگنے آیا ہوں۔ فقرہ: نثری کلام کا ایک ٹکڑا۔ اِصْنَعْ ... الخ: ہمارے ساتھ وہ کر جو تیرے شایان شان ہے وہ مت کر جس کے ہم سزاوار ہیں۔ برانم: پورا کروں گا۔ سائل: سوال کرنے والا، مانگنے والا۔ می گریستے خوش: (بفتح خاء جس میں ضمہ کی بو آئے) بہت رو رہا تھا، زار و قطار رو رہا تھا۔ حکایت ۳: خلاصہ یہ ہے کہ عبادت گزاروں کو اپنی عبادت پر مغرور نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہمیشہ فضل الٰہی کا طلبگار بن کر اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ عبد القادر گیلانی: آپ سرتاج اولیا ہیں۔ مرتبہ غوثیت پر فائز ہیں ان کا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔ جامع الفضائل والکمالات ہیں۔ کرامتیں مشہور انام ہیں۔ غوث اعظم آپ کا لقب ہے سارے عالم کی دستگیری فرماتے ہیں۔ اجلِ سادات سے ہیں۔ شہر جیلان کے سادات گھرانے میں رمضان ۴۷۰ھ یا ۴۷۱ھ کو پیدا ہوئے ۱۸ سال کی عمر میں بغداد آئے اور ۹ ربیع الآخر ۵۶۱ھ کو وصال فرمایا۔ بغداد میں ان کا مزار مرجع خلائق ہے۔ در حرم کعبہ: سرکار غوث اعظم نے پہلا حج ۵۰۹ھ میں کیا۔ حصا: حصاۃ کی جمع ہے۔ سنگریزے۔ (اب حرم شریف میں سنگ مرمر کا عمدہ فرش بنا دیا گیا ہے)۔ مستوجب: حقدار۔ عقوبتم: یعنی عقوبت ہستم۔ نابینا: اندھا۔ درروئے [illegible]

حکایت (۴) دزدے بخانۂ پارسائے درآمد چندانکہ طلب کرد چیزے نیافت دل تنگ شد پارسا را خبر شد گلیمے کہ برآں خفتہ بود در راہ دزد انداخت تا محروم نشود

قطعہ

شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا | دلِ دشمناں را نکردند تنگ
ترا کے میسر شود ایں مقام | کہ با دوستانت خلافست و جنگ

مودّتِ اہلِ صفا چہ در روی و چہ در قفا نہ چناں کہ از پست عیب گیرند و در پیشت میرند

فرد

در برابر چو گوسپندِ سلیم | در قفا ہمچو گرگِ مردم در

فرد

ہر کہ عیبِ دگراں پیشِ تو آورد و شمرد | بیگماں عیبِ تو پیشِ دگراں خواہد بُرد

حکایت (۵) تنے چند از روندگاں متفقِ سیاحت بودند و شریکِ رنج و راحت خواستم کہ مرافقت کنم موافقت نکردند گفتم ایں از کرمِ اخلاقِ بزرگاں بدیع ست روی از مصاحبتِ درویشاں بگردانیدن و فائدہ دریغ داشتن کہ من در نفسِ خویش ایں قدر قوت و سُرعت ہمی شناسم کہ در خدمتِ مرداں یارِ شاطر باشم نہ بارِ خاطر

حکایت ۴: اس حکایت کا حاصل یہ کہ درویشوں کو اپنے بدخواہوں کے ساتھ بھی حسنِ معاملت سے پیش آنا چاہیے اور جلوت وخلوت میں یکساں برتاؤ اور غیبت کرنے اور سننے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ دزد: چور۔ پارسا: پرہیزگار۔ درآمد: داخل ہوا۔ دل تنگ شدن: رنجیدہ خاطر ہونا۔ گلیم: کمبل۔ کہ بادوستانت الخ: کہ تمہارا تو دوستوں سے بھی اختلاف وجنگ ہے۔ مودّت: محبت، دوستی۔ اہل صفا: پاک باطن۔ چہ در روی: خواہ سامنے۔ چہ در قفا: خواہ پیٹھ پیچھے۔ یعنی دونوں حال میں برابر ہے۔ پست: پس اور "ت" ضمیر مضاف الیہ۔ یعنی تیرے پیٹھ پیچھے۔ در پیشت میرند: یعنی سامنے مرنے کے لیے تیار ہوں (خوب محبت ظاہر کریں)۔ دربرابر: سامنے۔ سلیم: سیدھی سادھی۔ مردم در: دریدن سے اسم فاعل مرکب ہے۔ لوگوں کو پھاڑنے والا۔ مردم خور۔ حکایت ۵: اس کا حاصل یہ ہے کہ درویشوں کا طریقہ ہے کہ جس کا ظاہر نیک ہو اسے نیک سمجھتے ہیں اور اصلاح باطن کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ روندگاں: راہ سلوک چلنے والے۔ اہل تصوف۔ سیاحت: سیر و سفر کرنا۔ مرافقت: ہمراہ ہونا۔ موافقت نہ کردند: انھوں نے قبول نہ کیا۔ بدیع: انوکھا۔ دریغ داشتن: روک رکھنا۔ سرعت: تیزی۔ شاطر: چست وچالاک۔ نہ بار خاطر: یعنی نہ کہ دل کا بوجھ بنوں۔

شعر

اِنْ لَمْ اَکُنْ رَاکِبَ الْمَوَاشِیْ | اَسْعٰی لَکُمْ حَامِلَ الْغَوَاشِیْ

یکے ازاں میاں گفت ازیں سخن کہ شنیدی دلتنگ مدار کہ دریں روزہا دزدے بصورتِ درویشاں برآمدہ بود خودرا در سلکِ صحبتِ ما منتظم کرد

شعر

چہ دانند مردم کہ در جامہ کیست | نویسندہ داند کہ در نامہ چیست

ازانجا کہ سلامت حالِ درویشاں ست گمانِ فضولش نبردند و بیاری قبولش کردند

مثنوی

صورتِ حالِ عارفاں دلق ست | اینقدر بس چو روی در خلق ست
در عمل کوش ہرچہ خواہی پوش | تاج بر سر نہ و عَلَم بر دوش
ترکِ دنیا و شہوت ست و ہوس | پارسائی نہ ترکِ جامہ و بس
در قزاگند مرد باید بود | بر مخنث سلاحِ جنگ چہ سود

روزے تا بشب رفتہ بودیم و شبانگہ در پائے حصارے خفتہ کہ دزدِ بے توفیق ابریقِ رفیق برداشت کہ بطہارت میروم و بغارت برفت

فرد

پارسا بیں کہ خرقہ در بر کرد | جامہ کعبہ را جُلِ خر کرد

مواشی: ماشیہ کی جمع ہے چلنے والا مراد سواری کا جانور۔ غواشی: غاشیہ کی جمع زین پوش مراد اسباب ہیں۔ اِنْ لَمْ اَکُنْ ...الخ: یعنی اگر چہ میں سواری کے جانور پر سوار نہیں ہوں لیکن میں آپ کے زین پوش یعنی اسباب ڈھونے کی کوشش کروں گا۔ سِلک: لڑی۔ منتظم: منسلک۔ در جامہ کیست: کپڑے میں کون ہے (خوش بخت یا بد بخت)۔ در نامہ چیست: خط کا مضمون لکھنے والا جانتا ہے کہ کیا ہے؟۔ فضول: بیہودہ ہونا۔ عارفان: اہل معرفت۔ اللہ والے۔ دلق: گدڑی، یعنی اللہ والوں کی ظاہری علامت گدڑی پہننا ہے۔ اینقدر بس... الخ: جب مخلوق میں رونمائی اور دکھاوا مقصود ہو تو اتنا ہی کافی ہے۔ در عمل کوش: ان دو شعروں سے ہدایت کرتے ہیں کہ کردار و عمل کی پاکیزگی و طہارت ضروری ہے۔ لباس چاہے جیسا بھی کوئی پہنے۔ اور کوئی بھی وضع اختیار کرے۔ نہ: نہادن سے فعل امر۔ عَلَم: پرچم۔ قزاگند: مرکب ہے قز بمعنی ریشم اور آگند بمعنی پر سے۔ معنی: وہ لباس جو کچے ریشم سے موٹا موٹا بنا ہوا ہو جسے جنگ کے موقعوں پر پہنا جاتا ہے تا کہ تلوار اور نیزہ اثر نہ کرے۔ یعنی جوانمرد کو میدان جنگ کے سپاہیانہ لباس میں ہونا چاہیے۔ نامردوں پر جنگ کے ہتھیار سجانے سے کوئی فائدہ نہیں۔ مخنث: ہجڑا، نامرد۔ سلاح: ہتھیار۔ سود: فائدہ۔ در پائے حصار: شہر پناہ کی جڑ میں۔ بے توفیق: نامراد۔ ابریق: آبریز کا معرب ہے۔ لوٹا، جمع اباریق۔ رفیق: ہمراہی۔ دوست۔ جُل: جھول۔ پالان۔ پارسا: وہی چور مراد ہے جو بصورت پارسا تھا۔ پارسائی کے کپڑے [illegible] لباس ایسا ہے گویا جامہ کعبہ گدھے کو پہنا دیا گیا ہے۔

چندانکہ از درویشاں غائب شد برجے برفت و درجے بدزدید تا روز روشن شد آں تاریک رو مبلغے راہ رفتہ بود و رفیقانِ بیگناہ خفتہ بامداداں ہمہ را بہ قلعہ درآوردند و بزدند و بزنداں کردند ازاں تاریخ ترکِ صحبت گفتیم و طریقِ عزلت گرفتیم اَلسَّلَامَةُ فِی الْوَحْدَةِ

قطعہ

چو از قومے یکے بیدانشی کرد | نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را
نمی بینی کہ گاوے در علف زار | بیالاید ہمہ گاوانِ دہ را

گفتم سپاس و منّت خدائے عزّ و جلّ را کہ از فوائدِ درویشاں محروم نماندم اگرچہ بصورت از صحبت جدا افتادم بدینحکایت کہ گفتی مستفید گشتم و امثالِ مرا ہمہ عمر ایں نصیحت بکار آید

مثنوی

بیک ناتراشیدہ در مجلسے | برنجد دلِ ہوشمنداں بسے
اگر برکہ پر کنند از گلاب | سگے در وے افتد کند منجلاب

حکایت

زاہدے مہمانِ پادشاہے بود چوں بطعام بنشستند کمتر ازاں خورد کہ ارادتِ او بود و چوں بنماز برخاستند بیشتر ازاں

برج: شہر پناہ کا چھوٹا گنبد، یعنی اوپر گیا۔ درج: ڈبیہ، سنگار دان جس میں عورتیں زیور، ہار، موتی اور جواہر رکھتی ہیں۔ تاریک رو: یعنی وہی چور۔ مبلغ: مقدار و بمعنی بسیار۔ زندان: قید خانہ۔ عزلت: تنہائی، گوشہ نشینی۔ اَلسَّلَامَةُ فِی الْوَحْدَةِ: سلامتی تنہائی میں ہے۔ بیدانشی: بے عقلی، بیوقوفی۔ کہ: چھوٹا۔ مہ: بڑا۔ علف زار: سبزہ زار۔ آلاید: آلودہ کردیتی ہے۔ دہ: دیہات، گاؤں، یعنی اگر ایک گائے کھیت کھالیتی ہے تو اس گناہ میں گاؤں کی ساری گائیں آلودہ سمجھی جاتی ہیں۔ سپاس: شکر۔ منّت: احسان۔ فوائد: فائدہ کی جمع۔ یعنی درویشوں کی نصیحت کہ ہر شخص کی مرافقت نہیں کرنی چاہیے۔ نماندم: یعنی معلوم ہوا کہ اجنبیوں کی رفاقت ناروا ہے۔ مستفید: فائدہ حاصل کرنے والا۔ جدا افتادم: اور ایک نسخہ میں اس کی جگہ ہے "وحید شدم"۔ ناتراشیدہ: بے ادب، ناہموار۔ برکہ: چھوٹا حوض۔ منجلاب: مرکب ہے منجل اور آب سے۔ چوبچہ۔ گندے پانی کا گڑھا، یعنی اگر ایک غیر مہذب شخص مجلس میں شریک ہوجائے تو اس کی نااہلی کے سبب بہت سے صاحبانِ ہوش وخرد کے دل رنجیدہ وملول ہوجاتے ہیں۔ اور مجلس کا لطف خاک میں مل جاتا ہے۔ جس طرح گلاب کے حوض میں اگر کتا گر جائے تو وہ چوبچہ بن جائے گا۔ حکایت ۶: حاصل یہ ہے کہ درویشوں کے لیے ریاکاری زیبا نہیں۔ یہ دنیا کی رسوائی اور عذاب آخرت کا سبب ہے۔ زاہد: دنیاوی جاہ ومنال سے بے رغبت، تارکِ دنیا۔ ارادت: ارادہ۔

گذارد کہ عادتِ او بود تا ظنِّ صلاح در حقِّ وے زیادت کنند

فرد

ترسم نرسی بہ کعبہ اے اعرابی | کیں رہ کہ تو میروی بترکستان ست

چوں بمقامِ خود آمد سفرہ خواست تا تناول کند پسرے داشت صاحبِ فراست گفت اے پدر چرا در مجلسِ سلطان طعام نخوردی گفت در نظرِ ایشاں چیزے نخوردم کہ بکار آید گفت نماز را ہم قضا کن کہ چیزے نکردی کہ بکار آید

قطعہ

اے ہنرہا نہادہ بر کفِ دست | عیب ہا برگرفتہ زیرِ بغل
تا چہ خواہی خریدن اے مغرور | روزِ درماندگی بسیمِ دَغل

حکایت(۷) یاد دارم کہ در ایامِ طفولیت متعبّد بودم و شب خیز و مُولَعِ زہد و پرہیز تا شبے در خدمتِ پدر رحمۃ اللہ علیہ نشستہ بودم و ہمہ شب دیدہ برہم نہ بستہ و مُصحفِ عزیز در کنار گرفتہ و طائفہ گردِ ما خفتہ پدر را گفتم ازیں جماعت یکے سر برنمی دارد کہ دوگانہ بگذارد چناں خفتہ اند کہ گوئی مُردہ اند گفت اے جانِ پدر اگر تو نیز بخفتی ازاں بہ کہ در پوستینِ خلق افتی۔

گزاردن: ادا کرنا۔ یہ لفظ ذال سے ادا کرنے کے معنی میں صحیح نہیں اس کا معنی چھوڑنا ہے۔ اعرابی: دیہات کا رہنے والا، گنوار۔ بہ ترکستان است: یعنی غلط روی سے منزلِ مقصود حاصل نہ ہوگی۔ سُفرہ: دسترخوان۔ تناول کردن: کھانا۔ فراست: دانائی۔ تابکار آید: تاکہ کام آئے اور میرے حق میں اس کی عقیدت بڑھ جائے۔ چیزے نہ کردی: یعنی تو نے ایسا کام نہ کیا جو آخرت میں کام آسکے۔ اے ہنرہا...الخ: اے وہ شخص کہ ہنر ہاتھ پر رکھے دکھاتا پھر رہا ہے اور برائیاں چھپائے ہوئے ہے۔ مغرور: فریب خوردہ۔ سیم دغل: کھوٹی چاندی۔

حکایت ۷: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ اپنی عبادت گزاری اور شب خیزی پر مغرور ہوکر دوسروں کو حقیر نہ سمجھنا چاہیے۔ ایام: یوم کی جمع، مراد زمانہ ہے۔ طفولیت: بچپن۔ متعبّد: عبادت گزار۔ شب خیز: رات کو اٹھنے والا۔ مراد تہجد گزار۔ مُولَع: شیدا۔ زہد: ترک دنیا۔ پدر رحمۃ اللہ علیہ: شیخ سعدی کے والد کا نام شیخ عبداللہ ہے۔ باخدا آدمی تھے۔ بیٹے کی تادیب و تربیت میں بڑے چست۔ دیدہ برہم نہ بستہ: آنکھ نہیں جھپکائی۔ مصحف عزیز: قرآن کریم۔ کنار: گود۔ دوگانہ: دو رکعتی نماز۔ جانِ پدر: باپ کی جان یعنی اے فرزند۔ پوستین: عیب جوئی۔ خلق: مخلوق۔ ازاں بہ کہ ...الخ: یعنی تیرا سو جانا اس سے بہتر ہے کہ تو دوسروں کی عیب جوئی میں پڑے۔

قطعہ

نہ بیند مدّعی جز خویشتن را
کہ دارد پردۂ پندار در پیش
گرت چشمِ خدا بینی بہ بخشند
نہ بینی ہیچکس عاجز تر از خویش

حکایت (۸) یکے را از بزرگان بمحفلے اندر ہمی ستودند و در اوصافِ جمیلش مبالغت ہمیکردند سر برآورد و گفت من آنم کہ من دانم۔

شعر

كَفَيْتَ اَذًى يَا مَنْ يَّعُدُّ مَحَاسِنِيْ
عَلَانِيَتِيْ هٰذَا وَلَمْ تَدْرِ بَاطِنِيْ

قطعہ

شخصم بچشمِ عالمیاں خوب منظر ست
وز خبثِ باطنم سرِ خجلت فگندہ پیش
طاؤس را بہ نقش و نگارے کہ ہست خلق
تحسین کنند و او خجل از زشتیِ پائے خویش

حکایت (۹) یکے از صلحائے کوہِ لُبنان کہ مقامات او در دیارِ عرب مذکور بود و کرامات او مشہور بجامعِ دمشق در آمد بر کنارِ برکہ کلاسہ طہارت ہمی ساخت پایش بلغزید و بحوض در افتاد بمشقتِ بسیار ازاں جایگہ خلاص یافت چوں از نماز بپرداختند یکے از جملۂ اصحاب گفت مرا مشکلے ہست گفت آں چیست گفت یاد دارم کہ شیخ بروئے

مدّعی: دعوی کرنے والا، ڈینگ مارنے والا۔ کہ دارد ...الخ: یعنی کیوں کہ خود فریبی اور تکبر کا پردہ اس کی آنکھوں پر پڑا رہتا ہے۔ چشمِ خدا بینی: حق بینی کی نگاہ۔ بخشند: یعنی کارکنانِ قضا وقدر۔ یعنی اگر تجھے حق بینی کی نگاہ مل جائے تو تو کسی کو اپنے سے کمتر نہیں سمجھ سکتا۔

حکایت ۸: اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنی تعریف سن کر پھولنا، اترانا نہیں چاہیے۔ بلکہ اپنے باطن پر نظر رکھتے ہوئے انکساری اختیار کرنا چاہیے۔ اوصافِ جمیل: عمدہ خوبیاں۔ مبالغہ کردن: بڑھا چڑھا کر تعریف کرنا۔ من آنم کہ من دانم: یعنی میں جیسا کچھ ہوں اس کو میں ہی بہتر جانتا ہوں۔ كَفَيْتَ اَذًى... الخ: یعنی اے میری خوبیاں شمار کرانے والے تو نے مجھے ستانے میں حد کردی اللہ مجھے اذیتوں سے بچائے۔ میرا ظاہر تو یہی ہے اور میرے باطن سے تو خبردار نہیں۔ خبث: برائی۔ سرِ خجلت: شرمندگی کا سر۔ یعنی میں شرمندگی سے جھکا جارہا ہوں۔ طاؤس: مور۔ یعنی مور کے نقش ونگار کے باعث مخلوق اس کی تعریف کرتی ہے مگر خود مور اپنے پیروں کی بدنمائی پر شرمندہ ہے۔

حکایت ۹: اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ والوں کے مختلف مراتب ومقامات ہوتے ہیں۔ کبھی عالم بالا کی خبریں دیتے ہیں۔ کبھی اپنی ذات سے بے خبر ہوتے ہیں۔ صُلَحا: صالح کی جمع، نیکوکار، نیک۔ لبنان: حمص کے قریب جبل عامل کے پاس شام کا مشہور پہاڑ جو فقراء، اولیاء کا مسکن رہا ہے۔ مقامات: روحانی مراتب، عرفانی درجات۔ کرامات: کرامت کی جمع، کسی ولی کا خرقِ عادت کام۔ برکہ: حوض۔ کلاسہ: چونے اور گچ سے بنی ہوئی چیز۔ طہارت ہمی ساخت: وضو بنا رہے تھے۔ از نماز پرداختن: فارغ ہونا۔ شیخ: وہی صاحب کرامت بزرگ مراد ہیں۔ بعض نسخوں میں مرا مشکلے ہست کے بعد [illegible] اگر اجازت رسیدن است ہے۔

دریائے مغرب برفت وقدمش تر نشد امروز چہ حالت بود کہ دریں قلتے آب از ہلاک چیزے نماند شیخ سر بجیب تفکر فرو بردہ پس از تأمُّلِ بسیار سر آورد وگفت نشنیدہ کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم گفت لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ ونگفت علی الدوام وقتے چنیں بودے کہ بجبرئیل ومکائیل نپرداختے ودیگر وقت با حفصہ وزینب در ساختے مُشَاہَدَۃُ الْاَبْرَارِ بَیْنَ التَّجَلِّیْ وَالْاِسْتِتَارِ می نمایند ومی ربایند۔

فرد

دیدار می نمائی و پرہیز میکنی | بازارِ خویش و آتشِ ما تیز میکنی

قطعہ

اُشَاہِدُ مَنْ اَہْوٰی بِغَیْرِ وَسِیْلَۃٍ | فَیَلْحَقُنِیْ شَانٌ اَضَلُّ طَرِیْقًا
یُؤَجِّجُ نَارًا ثُمَّ یُطْفِیْ بِرَشَّۃٍ | لِذَاکَ تَرَانِیْ مُحْرَقًا وَّ غَرِیْقًا

مثنوی

یکے پرسید ازاں گم کردہ فرزند | کہ اے روشن گہر پیرِ خرد مند
ز مصرش بوئے پیراہن شنیدی | چرا در چاہِ کنعانش ندیدی

بروئے دریائے مغرب: دریائے مغرب کی سطح پر۔ قلتے آب: مراد تھوڑا پانی۔ جَیب: گریبان، سینہ۔ سر بجیب تفکر فرو بردہ: یعنی سر جھکا کر غور وفکر میں ڈوب گئے۔ سر برآورد: سر اٹھایا۔ لِی مَعَ اللّٰہِ ... الخ: یعنی "میرے لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ (قرب الٰہی کا) ایک ایسا وقت آتا ہے جس میں نہ کسی مقرب فرشتے کی گنجائش ہوتی ہے نہ کسی نبی مرسل کی"۔ نبی کا معنی غیب کی خبر دینے والا۔ تبلیغ احکام الٰہی کے لیے بھیجے گئے بندے کو نبی کہتے ہیں۔ اگر کتاب وشریعت کے ساتھ بھیجا گیا تو مرسل اور رسول بھی کہتے ہیں۔ علی الدوام: ہمیشہ، ہر وقت۔ جبرئیل ومیکائیل: دونوں مقرب فرشتے ہیں۔ جبرئیل وحی لانے پر مقرر ہیں اور حضرت میکائیل ہوا اور بارش پر مقرر ہیں۔ حفصہ وزینب: دونوں ازواج مطہرات میں سے ہیں۔ ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہما اور ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا یا حضرت زینب بنت خزیمہ جن کا انتقال سرکار کی حیات ہی میں ہو گیا۔ درساختے: حسن معاملہ فرماتے۔ مُشَاہَدَۃُ الْاَبْرَارِ ... الخ: اولیا اللہ کے لیے حق تعالیٰ کا دیدار تجلی اور روپوشی کے درمیان ہے۔ مراد یہ ہے کہ کبھی تجلی فرما کر دیدار عطا کرتا ہے اور کبھی روپوش ہو کر بے خود بناتا ہے۔ یعنی کبھی جمال الٰہی مستور ہوتا ہے۔ اور اولیا اللہ دونوں حال میں مشاہدے سے سرفراز ہوتے ہیں۔ می نمایند ومی ربایند: کبھی جلوہ دکھاتے ہیں اور کبھی بیخود بناتے ہیں۔ دونوں صیغہ جمع میں فاعل اللہ تعالیٰ ہے۔ جمع کا ذکر تعظیم کے لیے ہے جیسے انا اعطینا۔ نحن اقرب وغیرہ۔ اُشَاہِدُ ... الخ: یعنی کبھی اپنے معشوق کا نظارہ بغیر واسطہ کرتا ہوں تو (اس وقت) مجھ پر ایک ایسی (بیخودی کی) کیفیت طاری ہوتی ہے کہ میں خود رفتۂ راہ ہو جاتا ہوں۔ وہ محبوب کبھی آتش عشق کو بھڑکا دیتا ہے پھر ایک چھینٹا ڈال کر اس کو بجھا دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تم مجھ کو کبھی جلا بھنا دیکھتے ہو اور کبھی ڈوبا ہوا۔ یعنی وصال کے چھینٹے میں ڈوبا ہوا۔ گم کردۂ فرزند: یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام۔ جن کے فرزند حضرت یوسف علیہ السلام گم ہو گئے تھے۔ روشن گہر: روشن دل۔ مصرش کی ضمیر "ش" پیراہن کا مضاف الیہ ہے۔ شنیدن معنی میں بوئیدن کے ہے۔ آیت کریمہ "اِنِّی لَاَجِدُ [illegible] یعقوب [illegible] کا مسکن اور یوسف علیہ السلام کی جائے پیدائش ہے۔

برق: بجلی۔ جہاں: کوندنے والی۔ جہیدن سے اسم فاعل سماعی ہے۔ نہاں: پوشیدہ۔ طارِم: راء کی حرکت میں اختلاف ہے۔ گنبد، بالا خانہ۔ برطارمِ اعلیٰ نشستن: مدارج و معارج کی بلندی پر بیٹھنا۔ بر پشتِ پا ندیدن: کمال بے خبری یعنی کبھی ایسا بے خبر ہوتا ہوں کہ پیش پا پڑی چیزیں بھی نظر نہیں آتیں۔ سر دست از دو عالم برفشاندن: ترک دو عالم سے کنایہ ہے یعنی کبھی درویش اس انبساطی حالت میں ہوتا ہے کہ دونوں عالم میں نہیں سماسکتا۔ حکایت ۱۰: اس کا حاصل یہ ہے کہ کور باطن طبیعتوں پر معنی خیز باتوں کا اثر نہیں ہوتا۔ ارادتمندوں اور عقیدت مندوں کو چاہیے کہ ریاضت ومجاہدہ کے ذریعہ اپنے باطن کا تصفیہ وتزکیہ کریں تا کہ نکتہ رس باتوں کا اثر ہو سکے۔ بَعْلَبَک: شام کا ایک مشہور شہر۔ جامع: جامع مسجد۔ فسردہ: یعنی برف کے مانند افسردہ۔ جماعت کی پہلی صفت۔ دل مردہ: یہ جماعت کی دوسری صفت ہے۔ یعنی کوئی اثر قبول نہیں کر رہی تھی۔ راہ بردن: راستہ طے کرنا۔ راہ از عالم صورت: یہ جملہ تیسری صفت ہے۔ درنمی گیرد: اثر انداز نہیں ہورہی ہے۔ ہیزم تر: گیلی لکڑیاں۔ دریغ: افسوس۔ سُتوراں: گدھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "أُولٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ"۔ آئینہ داری: آئینہ رکھنا، آئینہ کی دوکان کھولنا یا آئینہ خانہ بنانا۔ ان کی تربیت بیکار ہے کہ گدھے نااہل ہیں اور اندھے ناقدرے ہیں۔ سلسلۂ سخن دراز: یعنی تقریر جاری تھی۔ نحنُ أقربُ ... الخ: ہم بندے کے اس کی رگ گلو سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ (سورۃ ق ۱۶) رسانیدہ بودم: بات یہاں تک میں نے پہونچائی تھی۔ از وے دورم: میں اس سے دور ہوں کہ بہت سے حجابات حائل ہیں۔ کنار: آغوش۔ مہجورم: میں دوست سے فراق زدہ ہوں۔ فضالہ: بچا ہوا۔ قدح: پیالہ۔ روندہ: سالک۔ خروش: شور وفریاد، آہ وبکا۔ دوران باخبر ... الخ: یعنی باخبر دور رہنے والے قریب [illegible] ہیں اور دل کے اندھے قریب ہوتے ہوئے بھی دور ہیں (ان پر نام کو اثر نہیں)۔

بگفت احوالِ ما برقِ جہاں ست ۔۔۔ دمے پیدا و دیگر دم نہاں ست
گہے بر طارمِ اعلیٰ نشینم ۔۔۔ گہے بر پشتِ پائے خود نہ بینم
اگر درویش بر حالے بماندے ۔۔۔ سرِ دست از دو عالم بر فشاندے

حکایت (۱۰)

در جامعِ بعلبک وقتے کلمہ چند ہمیگفتم بطریقِ وعظ با جماعتے افسردہ دل مردہ راہ از عالَمِ صورت بعالَمِ معنیٰ نبردہ دیدم کہ نفسم در نمی گیرد و آتشم در ہیزمِ تر اثر نمی کند دریغ آمدم تربیتِ ستوراں و آئینہ داری در محلّتِ کوراں ولیکن درِ معنیٰ باز بود و سلسلۂ سخن دراز در معنیٔ این آیت کہ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ سخن بجائے رسانیدہ بودم کہ می گفتم

قطعہ

دوست نزدیکتر از من بمن ست ۔۔۔ وریں عجب تر کہ من از وے دورم
چہ کنم باکہ تواں گفت کہ او ۔۔۔ در کنارِ من و من مہجورم

من از شرابِ این سخن مست بودم و فُضالۂ قدح در دست کہ روندۂ برکنارِ مجلس گذر کرد و دورِ آخر در وے اثر کرد نعرہ بزد کہ دیگران بموافقتِ وے در خروش آمدند و حاضرانِ مجلس در جوش گفتم سبحان اللہ

دورانِ باخبر در حضور و نزدیکانِ بے بصر دور

قطعہ

فہمِ سخن گر نکند مستمع | قوتِ طبع از متکلم مجوی
فسحتِ میدانِ ارادت بیار | تا بزند مردِ سخنگوئے گوی

حکایت (۱۱) شبے در بیابانِ مکہ از بیخوابی پائے رفتنم بماند سر بنہادم و شتربان را گفتم دست از من بدار

قطعہ

پائے مسکیں پیادہ چند رود | کز تحمل ستوہ شد بختی
تا شود جسمِ فربہے لاغر | لاغرے مردہ باشد از سختی

گفت اے برادر حرم در پیش ست و حرامی از پس اگر رفتی بردی واگر خفتی مردی نشنیدۂ کہ گفتہ اند

بیت

خوش ست زیرِ مغیلاں براہِ بادیہ خفت | شبِ رحیل ولے ترکِ جاں بباید گفت

حکایت (۱۲) پارسائے را دیدم بر کنارِ دریا کہ زخمِ پلنگ داشت و بہیچ دارو بہ نمی شد مدت ہا دراں رنجور بود و شکرِ خدائے عزّ و جلّ علی الدوام گفتے پرسیدندش کہ شکر چہ میگوئی گفت شکر آنکہ بمصیبتے گرفتارم نہ بمعصیتے۔

فہم سخن ...الخ: یعنی اگر سننے والے بات نہ سمجھ رہے ہوں تو کلام کرنے والے (مقرر) کی قوتِ طبع میں جولانیت نہیں آتی۔ (اور نکتہ سنجی کے خطیبانہ جوہر نہیں دکھا پایا۔ بلکہ انقباض پیدا ہوجاتا ہے۔ فسحت: فراخی، کشادگی۔ ارادت: خواہش، عقیدت۔ سخن گو: بات کہنے والا، مقرر۔ گوئے زدن: گیند مارنا کنایہ ہے زورِ طبع دکھانے سے۔ حکایت ۱۱: اس کا حاصل یہ ہے ہمسفروں کی خیر خواہانہ نصیحتوں سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔ بیخوابی: بیداری (عرب کے صحراؤں میں گرمی کی وجہ سے عموماً رات کو سفر کرتے ہیں)۔ پائے رفتنم بماند: میرے چلنے کے پیر عاجز آگئے یعنی میں تھک گیا۔ سر بنہادم: میں لیٹ گیا۔ دست از من بدار: مجھ سے ہاتھ اٹھالو یعنی مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دو۔ تحمل: بوجھ اٹھانا۔ ستوہ: عاجز۔ بختی: اونٹ جس کے دو کوہان ہوتے ہیں۔ قوی، بڑا، سرخ رنگ، خراسان کی جانب سے لاتے ہیں۔ بخت نصر بادشاہ کی طرف منسوب ہے چوں کہ اسی بادشاہ نے عربی، عجمی اونٹوں کی جفتی سے یہ نسل تیار کی تھی۔ فربہے: یائے وحدت ہے یعنی جتنے عرصہ میں فربہ کا جسم (تکلیف سے) لاغر ہوگا اتنے عرصہ میں لاغر تو سختی سے مر چکا ہوگا۔ حرم: خانہ کعبہ کے اردگرد وسیع احاطہ۔ یعنی اس نے کہا کہ حرم مکہ قریب ہے۔ حرامی: چور، ڈاکو۔ اگر رفتی بردی: اگر چلو گے تو جان بچالے جاؤ گے اور سلامت رہو گے۔ مغیلاں: ببول، کیکر۔ اصل میں "امِ غیلان" تھا اہل فارس نے حذف و ترمیم سے مغیلاں بنالیا۔ بادیہ: جنگل۔ شب رحیل: کوچ کی رات۔ حکایت ۱۲: اس کا حاصل یہ ہے کہ مصیبتوں پر بھی صبر و شکر کرنا چاہیے۔ اور معصیت سے محفوظی پر رب تعالیٰ کا احسان ماننا چاہیے۔ پارسا: مرکب ہے پارس اور الف فاعل سے معنی پاسدار ہوگا۔ چوں کہ وہ منہیات سے اپنے نفس کا محافظ و پاسدار ہوتا ہے اسی وجہ سے پارسا کہتے ہیں۔ زخم پلنگ: چیتا کاٹنے کا زخم۔ دارو: دوا۔ بہ: بہتر، اچھا۔ علی الدوام: ہمیشہ ہمیشہ

قطعہ

اگرم زار بکشتن دہد آں یارِ عزیز
تا نگویم کہ دراں دم غمِ جانم باشد
گویم از بندۂ مسکیں چہ گنہ صادر شد
کہ دل آزردہ شد از من غمِ آنم باشد

بلے مردانِ خدا مصیبت را بر معصیت اختیار کنند نہ بینی کہ یوسف صدیق دراں حالت چہ گفت قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْہِ

حکایت(۱۳) درویشے را ضرورتے روئے نمود گلیمے از خانۂ یارے بدزدید و نفقہ کرد حاکم فرمود کہ دستش بُبُرید صاحبِ گلیم شفاعت کرد کہ من او را بحل کردم گفتا بشفاعتِ تو حدِ شرع فرو نگذارم گفت آنچہ فرمودی راست ست ولیکن ہر کہ از مالِ وقف چیزے بدزدد قطعش لازم نیاید کہ اَلْفَقِیْرُ لَا یَمْلِکُ ہر چہ درویشاں راست وقفِ محتاجاں ست حاکم از وے دست بداشت و ملامت کردن گرفت کہ جہاں بر تو تنگ آمدہ بود کہ دزدی نکردی اِلّا از خانۂ چنیں یارے گفت اے خداوند نشنیدۂ کہ گفتہ اند خانۂ دوستاں بروب و درِ دشمناں مکوب

شعر

چوں فرومانی بسختی تن بعجز اندر مدہ
دشمناں را پوست بر کن دوستاں را پوستیں

زار: ناتواں۔ اگرم زار: اگر مجھ ناتواں کو۔ گنہ: گناہ کا مخفف ہے جرم وخطا۔ صادر شد: سرزد ہوا۔ غم آنم باشد: مجھے تو اس کا ہی غم ہے۔ یوسف صدیق: قوم بنی اسرائیل کے نبی ہیں۔ بادشاہ مصر نے ایک جھوٹے الزام کے تحت آپ کو قید میں ڈال دیا۔ ایک نوزائیدہ بچے نے آپ کی سچائی اور پاکیزگی کی گواہی دی۔ اس لیے آپ کا لقب صدیق ہوا۔ قید سے باعزت رہا ہو کر عزیزِ مصر یعنی مصر کے بادشاہ ہوئے۔ قال رَبِّ السِّجْنُ.. الخ: انھوں نے عرض کی اے میرے رب! مجھے قید خانہ زیادہ پسند ہے اس کام سے جس کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں۔ (سورہ یوسف آیت ۳۳)

حکایت ۱۳: اس کا حاصل یہ ہے کہ درویشوں کو چاہیے کہ اپنے خطاکار اور بدمعاملہ دوستوں کے ساتھ بھی خیرخواہی اور درگزر کا برتاؤ کریں۔

ضرورتے روئے نمود: ایک حاجت پیش آگئی۔ گلیم: کمبل۔ نفقہ کرد: خرچ کر ڈالا۔ دستش بُبُرید: بُریدن سے امر حاضر صیغہ جمع، اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ چور کا ہاتھ کاٹ لینا حکم شرع ہے۔ شفاعت: سفارش۔ بحِل: بکسرتین، معاف کر دیا، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بفتحتین وتشدید لام ہو اور با برائے ظرفیت یا معیت ہو بمعنی حلال ہونا۔ حدِ شرع: شرعی سزا۔ مالِ وقف: جو مال راہِ خدا میں خاص کر دیا گیا ہو۔ قطع: ہاتھ کاٹنا۔ الفقیر لا یملک: فقیر کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔ اِلّا: مگر۔ خانۂ دوستاں ...الخ: دوستوں کا گھر بہارو (صاف کرد) اور دشمن کا دروازہ مت کھٹکھٹاؤ۔ یہ کنایہ ہے کہ دوست کے گھر کا پورا اثاثہ لے لو مگر مطلب برآری کے لیے دشمن کے گھر کا رخ نہ کرو۔ دشمناں را الخ: دشمنوں کی چمڑی ادھیڑ لو۔ اور دوستوں کو چرمی قبا پہناؤ۔

حکایت[۱۴] یکے از پادشاہاں پارسائے را دید گفت ہیچت از مایاد می آید گفت بلے وقتے کہ خدای را فراموش میکنم

فرد

ہر سو دود آنکش ز درِ خویش براند | واں راکہ بخواند بدرِ کس ندواند

حکایت[۱۵] یکے از صالحاں بخواب دید پادشاہے را در بہشت و پارسائے را در دوزخ پرسید کہ موجبِ درجاتِ ایں چیست وسببِ درکاتِ آں چہ کہ مردم بخلافِ آن می پنداشتند ندا آمد کہ ایں پادشا بارادتِ درویشاں در بہشت ست وایں پارسا بتقرّبِ پادشاہاں در دوزخ

قطعہ

دلقت بچہ کار آید و تسبیح و مُرقّع | خود را ز عملہائے نکوہیدہ بری دا
حاجت بکلاہِ برکی داشتنت نیست | درویش صفت باش و کلاہِ تتری دا

حکایت[۱۶] پیادہ سر و پا برہنہ با کاروانِ حجاز از کوفہ بدر آمد و ہمراہِ ماشد نظر کردم کہ معلومے نداشت خراماں ہمی رفت ومیگفت۔

قطعہ

نہ باشتر بر سوارم نہ چو اشتر زیرِ بارم | نہ خداوندِ رعیت نہ غلامِ شہریارم

حکایت ۱۴: اس کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہوں سے نزدیکی خدا سے دوری کا سبب ہے۔ ہیچت از مایاد می آید: تمہیں کبھی ہماری یاد بھی آتی ہے۔ ہرسو: ہر جانب۔ دَوَد: دوڑتا پھرتا ہے۔ بَرَانَد: بھگا دیتا ہے۔ بخواند: بلالیتا ہے۔ حکایت ۱۵: اس کا حاصل یہ ہے کہ آدمی کو درویشوں کا ارادتمند رہنا چاہیے اور اپنے اندر پاک باطنی پیدا کریں۔ لباس چاہیے جیسا بھی پہنیں۔ بہشت: جنت۔ موجب: سبب۔ درجات: درجہ کی جمع، بلندی کا مرتبہ۔ بلندیاں۔ درکات: درک کی جمع۔ طبقۂ دوزخ۔ پستی کا مرتبہ، پستیاں۔ دلق: بالوں سے بنے کمبل کا لباس۔ گدڑی۔ تسبیح: سودانوں کی لڑی، خدا کی پاکی بیان کرنا۔ مرقّع: پیوند لگی گدڑی۔ نکوہیدہ: برا، ناپسندیدہ۔ بری دار: پاک رکھو، الگ تھلگ رکھو۔ برکی: تحسین۔ برک کا منسوب۔ اونٹ کے بالوں سے بنا ایک قسم کا موٹا کپڑا۔ درویش جس کا اکثر ٹوپی، کرتا بناتے ہیں۔ تتری: تاتاری کا مخفف۔ تاتار ترکستان کا ایک علاقہ ہے وہاں کی بنی ٹوپی بیش قیمت ہوتی اسے سپاہی اوڑھتے تھے۔ مراد یہ ہے کہ باطن پاکیزہ بناؤ لباس چاہے جیسا بھی پہنو۔ حکایت ۱۶: اس کا حاصل یہ ہے کہ درویش اپنے مقاصد کی تکمیل میں ظاہری اسباب دنیا پر تکیہ نہیں کرتا بلکہ توکل علی اللہ ہوتا ہے۔ پیادہ: پیدل چلتا ہوا ایک شخص۔ سر و پا برہنہ: ننگے سر ننگے پاؤں۔ کارواں: قافلہ۔ حجاز: عرب کا وہ خطہ جس میں مکہ ومدینہ واقع ہے۔ کوفہ: عراق کا مشہور شہر۔ معلوم: نقدی، روپیہ پیسہ۔ خراماں: خوش رفتار، مستانہ۔ بر سوارم میں بر زائد ہے۔ شہریار: بادشاہ۔

غم موجود و پریشانیٔ معدوم ندارم | نفسے میزنم آسودہ و عمرے میگزارم

اشتر سوارے گفتش اے درویش کجا میروی برگرد کہ بہ سختی بمیری نشنید و قدم در بیاباں نہاد و برفت چوں بہ نخلۂ محمود برسیدیم توانگر را اجل فرا رسید درویش ببالینش فرود آمد و گفت **مصرع**

ما بہ سختی نہ بمردیم و تو بر بُختی بمردی **بیت**

شخصے ہمہ شب بر سرِ بیمار گریست | چوں روز آمد بمرد و بیمار بزیست

قطعہ

اے بسا اسپِ تیز رو کہ بماند | کہ خرِ لنگ جاں بمنزل بُرد
بسکہ در خاک تندرستاں را | دفن کردیم و زخم خوردہ نمرد

حکایت ۱۷ عابدے را پادشاہے طلب کرد اندیشید کہ داروئے بخورم تا ضعیف شوم تا مگر اعتقادے کہ در حقِ من دارد زیادت کند آوردہ اند کہ داروئے قاتل بود بخورد و بمرد

قطعہ

آنکہ چوں پستہ دیدمش ہمہ مغز | پوست بر پوست بود ہمچو پیاز
پارسایانِ روئے در مخلوق | پشت بر قبلہ میکنند نماز

نَفَس: سانس، جمع انفاس۔ نَفَسے میزنم آسودہ: یعنی آرام کا سانس لے رہا ہوں۔ معدوم: غیر موجود۔ نخلہ: نخلستان۔ کھجوروں کا باغ۔

ن خلۂ بنی محمود: مکہ اور طائف کے درمیان ایک جگہ کا نام۔ اَجل: موت جمع آجال۔ بالین: سرہانہ۔ بخت: بختی کا اسم جنس کہ قلیل وکثیر پر صادق ہے۔ اونٹ اس نسل کا جو بخت نصر نے تیار کیا تھا۔ مصرع بحرِ رمل مخبون سے ہے۔ ما بہ سختی... الخ: یعنی ہم تو سختی اور تکلیف سے نہ مرے اور تو اونٹ پر مر گیا۔ حالاں کہ تو سمجھتا تھا کہ پیدل چلنے والے سختی کے باعث ہلاک ہو جائیں گے۔

حکایت ۱۷: اس کا حاصل یہ ہے کہ ریاکاری عبادت گزاری کے منافی اور غضب ربانی کا سبب ہے۔ درویشوں کو سخت احتیاط چاہیے۔ عابد: عبادت گزار۔ دارو: دوا۔ مگر: شاید، ہوسکتا ہے کہ۔ پستہ: سبز رنگ کا ایک میوہ کہ مغز ہی مغز ہوتا ہے۔ آنکہ... الخ: جس کو میں نے پستہ تصور کیا تھا کہ جو پورا مغز ہی ہوتا ہے وہ پیاز نکلا کہ جس میں چھلکا ہی چھلکا ہوتا ہے۔ یعنی جس کو ہم نے سراپا اہل معرفت سمجھا وہ مغزِ معرفت سے خالی نکلا۔ پارسایان: پارسا کی جمع۔ پارسایان روئے... الخ: ایسے پارسا لوگ جو دنیا کو دکھانے کے لیے نماز پڑھتے ہیں وہ گویا قبلے سے منہ موڑ کر اور قبلہ کو پس پشت ڈال کر نماز پڑھتے ہیں کہ ایسی عبادت بیکار جوان کے منہ پر ماردی جائے گی۔

فرد

چوں بندہ خدائے خویش خواند | باید کہ بجز خدا نداند

حکایت(۱۸) کاروانے را در زمینِ یونان بزدند و نعمتِ بیقیاس بردند بازارگاناں گریہ وزاری بسیار کردند و خدا و پیمبر را بشفاعت آوردند فائدہ نبود

شعر

چو پیروز شد دزدِ تیرہ رواں | چہ غم دارد از گریہ کارواں

لقمان حکیم اندراں کارواں بود یکے گفتش از کاروانیاں ایناں را مگر نصیحتے کنی و موعظت گوئی باشد کہ برخے از مال ما دست بدارند کہ دریغ باشد چندیں نعمت کہ ضائع شود گفت دریغ باشد کلمہ حکمت بایشاں گفتن

قطعہ

آہنے را کہ موریانہ بخورد | نتواں بردازو بہ صیقل زنگ
با سیہ دل چہ سود گفتنِ وعظ | نرود میخِ آہنی در سنگ

قطعہ

بروزگارِ سلامت شکستگاں دریاب | کہ جبرِ خاطرِ مسکیں بلا بگرداند
چو سائل از تو بزاری طلب کند چیزے | بدہ وگرنہ ستمگر بزور بستاند

خدائے خویش خواند: یہاں را علامت مفعول حذف ہے۔ حکایت ۱۸: اس کا حاصل یہ ہے کہ نصیحت اسی کو کرنا چاہیے جس سے قبول کی امید ہو، اور نا اہل کو نصیحت کرنا فضول ہے۔ کارواں: قافلہ۔ یونان: اقلیم پنجم میں روم کا ایک ملک۔ یونان بن یافث بن نوح کے نام سے آباد ہوا۔ بزدند: یعنی قزاقوں نے حملہ کرکے لوٹ لیا۔ بازارگاناں: سوداگروں۔ بشفاعت آوردند: یعنی ان ڈاکوؤں کے سامنے خدا اور پیغمبر خدا کا واسطہ دیا۔ پیروز: فیروز۔ کامیاب۔ تیرہ رواں: تاریک روح، سیاہ باطن۔ از کاروانیاں: کارواں والوں میں سے۔ مگر: شاید۔ برخے: کچھ تھوڑا۔ دریغ: افسوس۔ رنج وملال۔ ضائع: برباد۔ موریانہ: مورچانہ کے وزن ومعنی میں ہے۔ زنگ۔ صیقل: جلا صفائی۔ سیاہ دل: سنگ دل، ظالم، ڈاکو اور جلاد کو بھی کہتے ہیں۔ یعنی سنگ دل کے دل میں نصیحت سرایت نہیں کرسکتی جیسے آہنی کیل پتھر میں پیوست نہیں ہوسکتی۔ روزگار: زمانہ۔ شکستگاں: ٹوٹے دلوں والے، مصیبت زدہ۔ دریاب: حاصل کر، مدد کرد۔ جبر خاطر: دل کا غم دور کرنا، ڈھارس بندھانا۔ بزاری: رو رو کر۔ عاجزی دکھاتے ہوئے۔ ستمگر: ظالم۔

حکایت(۱۹) چندانکہ مرا شیخ اجل ابو الفرج بن جوزی رحمۃ اللہ علیہ بترکِ سماع فرمودے وبخلوت وعزلت اشارت کردے عنفوانِ شبابم غالب آمدے وہوا وہوس طالب ناچار بخلافِ رائ مربی قدمے چند برفتمے واز سماع ومخالطت حظے برگرفتمے وچوں نصیحتِ شیخم یاد آمدے گفتمے۔

فرد

قاضی ارباما نشیند برفشاند دست را | محتسب گرمے خورد معذور دارد مست را

تلے شبے بمجمعے رسیدم ودراں میاں مطربے دیدم

بیت

گوئی رگِ جاں میگسلد زخمۂ ناسازش | ناخوشتر از آوازۂ مرگِ پدر آوازش
گاہے انگشتِ حریفاں ازو در گوش وگہے برلب کہ خاموش

شعر

نُہَاجُ إِلٰی صَوْتِ الْأَغَانِیْ طَیِّبَۃٍ | وَأَنْتَ مُغَنٍّ إِنْ سَکَتَّ نَطِیْبُ

بیت

نہ بیند کسے در سماعت خوشی | مگر وقتِ رفتن کہ دم درکشی
چوں بآواز آمد آں بربط سرای | کدخدارا گفتم از بہرِ خدای

حکایت ۱۹: اس کا حاصل یہ ہے کہ شاگرد اور مرید کو اپنے استاد اور پیر کی نصیحتوں پر عمل کرنا چاہیے ورنہ شرمندگی اٹھانی پڑ سکتی ہے۔ شیخ: خواجہ، پیر، استاذ، یہاں استاذ مراد ہے کیوں کہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ شیخ سعدی کے استاذ تھے۔ اور اہل تصوف کے عقیدت مند نہ تھے شیخ سعدی کے پیر شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ (۵۳۶-۶۳۲ھ)۔ اجل: بزرگ وبرتر۔ ترک: چھوڑ دینا۔ سماع: قوالی سننا۔ خلوت وعزلت: تنہائی اور گوشہ نشینی۔ عنفوان: آغاز۔ شباب: جوانی۔ عنفوانِ شباب: نوجوانی۔ ہوا وہوس: خواہشات۔ مربی: تربیت دینے والا، استاذ، مراد شیخ ابن الجوزی ہیں۔ مخالطت: آمیزش، میل جول۔ حظ: لطف، مزہ۔ قاضی: خلاف شرع کاموں سے منع کرنے والا اور مرتکبین کو سزا سنانے والا حاکم۔ برفشاند دست را: ہاتھ نچاتا یعنی تالیاں بجانے لگتا۔ محتسب: خلاف شرع کاموں پر محاسبہ کرنے والا۔ مے: شراب۔ مست: شرابی۔ قاضی...الخ: قاضی ہمارے ساتھ اگر (مجلس رقص وسرود میں) بیٹھ جاتا تو وہ خود (وجد میں آکر) تالیاں بجانے لگتا۔ اور محتسب (جو حقیقت میں لذتِ مے خواری سے آشنا نہیں) اگر وہ خود شراب پی لیتا تو مے خوار کو معذور سمجھتا (اور چھوڑ دیتا)۔ مطرب: گانے والا، قوال۔ گوئی...الخ: اس شعر میں قوال کی انتہائی بھدی آواز کی مذمت اور تشبیہات ہیں۔ زخمہ: مضراب۔ ساز بجانے کا آلہ۔ بعض نسخوں میں اس کی جگہ نغمہ ہے۔ آوازۂ مرگ پدر: باپ کی موت پر واویلا کی آواز، یعنی ایسا لگتا تھا کہ اس کی غیر موزوں (بے تکا) مضراب شہ رگ کو ہی توڑے ڈال رہی ہے یعنی گلا پھاڑ کے بے ہنگم آواز میں چلاتا تھا۔ باپ کے ماتم کی آواز سے بھی زیادہ کریہہ وناگوار تھی۔ حریف: ہم پیشہ یعنی شریکِ محفل۔ نُہاجُ إلی ...الخ: یعنی ہم نغموں کی آواز پر خوش دلی سے لپکتے ہیں اور تو ایسا گویا ہے کہ اگر تو خاموش ہوجائے تو ہمیں بھلا لگے۔ کہ دم درکشی: جب کہ تو سانس روک لے۔ بآواز آمد: گاتا آیا۔ بربط سرای: سارنگی کے ساز پر گانے والا۔ کدخدا: صاحب خانہ۔ از بہرِ خدا: خدا کے واسطے۔

پنبہ ام در گوش کن تا نشنوم | یا درم بکشای تا بیروں روم

فی الجملہ پاسِ خاطرِ یاراں را موافقت کردم و شبے بچندیں محنت بروز آوردم

قطعہ

مؤذن بانگ بے ہنگام برداشت | نمیداند کہ چند از شب گذشتست
درازیِ شب از مژگانِ من پرس | کہ یکدم خواب در چشمم نگشتست

بامداداں بحکمِ تبرّک دستارے از سر و دینارے از کمر بکشادم و پیشِ مُغنّی بنہادم و در کنار گرفتم و بسے شکر گفتم یاراں ارادتِ من در حقِ وے خلافِ عادت دیدند و بر خفّتِ عقلم نہفتہ بخندیدند یکے از آنمیاں زبانِ تعرّض دراز کرد و ملامت کردن آغاز کہ ایں حرکت مناسب رائے خردمنداں نکردی خرقۂ مشائخ بچنیں مُطربے دادن کہ ہمہ عمرش درمے در کف نبودہ است و قُراضہ در دُف

مثنوی

مُطربے دور ازیں خجستہ سرای | کس دو بارش ندید در یکجای
راست چوں بانگش از دہن برخاست | خلق را موی بر بدن برخاست
مرغِ ایواں ز ہولِ او برمید | مغزِ ما خورد و حلقِ خود بدرید

پنبہ: روئی، میم ضمیر گوش کی مضاف الیہ۔ دَر: دروازہ۔ فی الجملہ ...الخ: یعنی مختصر یہ کہ دوستوں کی پاس خاطر سے ان کے ساتھ وہاں بیٹھا رہا اور بڑی مصیبت سے وہ رات کاٹی۔ بانگ: آواز، یہاں اذان مراد ہے۔ بے ہنگام: بے وقت۔ مژگاں: مژہ کی جمع، پلکیں۔ بامداداں: صبح کے وقت۔ تبرک: برکت لینا۔ وہ چیز جس سے برکت لی جائے۔ از کمر: یعنی ہمیانی سے۔ مُغنی: گانے والا، قوال۔ درکنار گرفتم: میں بغل گیر ہوا، معانقہ کیا۔ بسے شکر گفتم: اس کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔ ارادت: عقیدت۔ و بر خفت عقلم نہفتہ بخندیدند: اور میری بیوقوفی پر چپکے چپکے ہنس رہے تھے۔ تعرّض: طعنہ زنی۔ خرقۂ مشائخ: بزرگوں کا خرقہ، قاعدہ ہے کہ پیر اپنے مریدوں کو بوقت خلافت خرقہ و دستار سے نوازتے ہیں۔ دِرَم: درہم۔ عرب میں مروج سکہ جس کا وزن ساڑھے تین ماشہ اور مساحت ہتھیلی برابر ہوتی ہے۔ کف: ہتھیلی۔ قراضہ: سونے چاندی کا کترا ہوا ریزہ۔ در دف: سازندوں کا طریقہ ہے کہ انھیں محفل میں جو انعام ملتا ہے اسے اپنے ساز، سارنگی وغیرہ کے سوراخ میں ڈال کر محفوظ کرتے جاتے ہیں۔ دور ازیں خجستہ سرائے: یہ جملہ معترضہ دعائیہ ہے۔ خدا کرے وہ اس مبارک گھر سے دور رہے۔ کس دو بارش ...الخ: یعنی ایک بار کسی جگہ آنے کے بعد دوبارہ اس کو پھر کبھی وہاں بلایا نہیں جاتا۔ خلق را ...الخ: یعنی اس کی ہیبت ناک آواز کی وجہ سے لوگوں کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے۔ مرغ ایواں: وہ پرندے جو محل اور قلعہ کے دروازے یا فصیل میں گھونسلے بنا لیتے ہیں یا قلعہ کی دیواروں پر پرندوں کی منقش تصویریں مراد ہیں۔ اس شعر میں انتہائی مبالغہ ہے کہ غیر ذی روح بھی آواز کی ہولناکی برداشت نہیں کرسکتے [illegible]

گفتم زبانِ تعرض مصلحت آنست کہ کوتاہ کنی بحکمِ آں کہ مرا کرامتِ ایں شخص ظاہر شد گفت مرا بر کیفیّتِ آں واقف گرداں تا ہمچنیں تقرب نمایم و بر مطایبت کہ کردم استغفار کنم گفتم بعلّتِ آں کہ شیخِ اجلّم بارہا بترکِ سماع فرمودہ است و مواعظِ بلیغ گفتہ و در سمعِ قبولِ من نیامدہ تا امشب کہ مرا طالعِ میمون و بختِ ہمایوں بدیں بُقعہ رہبری کرد و بدستِ ایں توبہ کردم کہ بقیّتِ زندگانی گردِ سماع و مخالطت نگردم

قطعہ

آوازِ خوش از کام و دہان و لبِ شیریں گر نغمہ کند ور نکند دل بفریبد
ور پردۂ عُشّاق و نہاوند و حجاز ست از حنجرۂ مُطربِ مکروہ نزیبد

حکایت (۲۰)

لقمان را گفتند کہ ادب از کہ آموختی گفت از بے ادباں ہرچہ از ایشاں در نظرم ناپسند آمد از فعلِ آں پرہیز کردم۔

قطعہ

نگویند از سرِ بازیچہ حرفے کزاں پندے نگیرد صاحبِ ہوش
وگر صد بابِ حکمت پیشِ ناداں بخوانند آیدش بازیچہ در گوش

حکایت (۲۱)

عابدے را حکایت کنند کہ بشب دہ من بخوردے و تا سحر

کوتاہ کنی: یعنی زبانِ طعن روک لو۔ کرامت: کسی بزرگ کا ایسا انوکھا اور عجیب کام جو عام لوگ نہ کر سکیں۔ تقرب: نزدیکی۔ مطائبت: ہنسی اڑانا، دل لگی، مذاق۔ مواعظ: موعظت کی جمع، پند و نصیحت۔ در سمعِ قبول من نیامدہ: میرے قبول کے کان میں اثر انداز نہ ہوا۔ طالع: نصیب، قسمت۔ میمون: مبارک۔ بخت ہمایوں: بابرکت مقدر۔ ہمایوں مرکب ہے ہما مشہور مبارک پرندہ اور یوں کلمہ تشبیہ سے۔ بقعہ: جمع بقاع، جگہ، مکان، حصۂ زمین، مقام۔ کام: حلق۔ نغمہ: ترنم۔ پردۂ عشاق: موسیقی کے بارہ پردوں میں سے ایک پردہ (ایک راگ) کا نام۔ نہاوند اور حجاز بھی راگوں کے نام ہیں۔ عشاق: سہ پہر کو، حجاز دوپہر کو، نہاوند آدھی رات گزرنے پر چھیڑا جاتا ہے۔ بعض نسخوں میں نہاوند کی جگہ صفاہان اور بعض میں خراسان آیا ہے یہ دونوں بھی راگوں کے نام ہیں۔ صفاہان آخر شب میں الاپتے ہیں۔ یعنی اچھی آواز نغمہ نہ بھی ہو تو اچھی معلوم ہوتی ہے اور حجاز و عشاق کے راگ اگر کوئی بے سرا گویا گائے تو وہ اچھے معلوم نہیں ہوتے۔ حنجرہ: حلقوم، گلا۔ حکایت ۲۰: اس کا حاصل یہ ہے کہ نادانوں کے برے کاموں سے عبرت حاصل کرنا چاہیے۔ لقمان: مشہور حکیم و دانشور ہیں۔ والد کا نام باعور حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے یا خالہ زاد بھائی تھے۔ کہتے ہیں یہ حضرت داؤد علیہ السلام کے شاگرد تھے۔ ان کی نبوت میں اختلاف ہے۔ از کہ: کس سے؟ ہرچہ: یعنی جو کام۔ از فعل آں: اس کے کرنے سے۔ بازیچہ: کھیل کود۔ نگویند ...الخ: یعنی ہوشمند مذاق و دل لگی کے طور پر کہی جانے والی بات سے بھی کوئی نہ کوئی نصیحت حاصل کر لیتا ہے۔ اور نادان کے سامنے حکمت و دانائی کے سو باب بھی پڑھ ڈالیں تو اس کے کانوں میں کھیل سے زیادہ اہمیت نہ رکھیں گے۔ حکایت ۲۱: اس کا حاصل یہ ہے کہ بندے کو چاہیے کہ کم خوری اپنی عادت بنائے تاکہ معرفت الٰہی حاصل ہو۔ دہ من: دس من، من دو رطل یا ۶۰ تولہ کا ہوتا ہے۔ مراد بہت زیادہ کھاتا تھا۔

خمے بکردے صاحبدلے بشنید و گفت اگر نیمۂ نان بخوردے و بخفتے بسیار ازیں فاضلتر بودے۔

قطعہ

اندروں از طعام خالی دار | تا درو نورِ معرفت بینی
تہی از حکمتی بعلّتِ آن | کہ پُری از طعام تا بینی

حکایت (۲۲) بخشایشِ الٰہی گم شدہ را در مناہی چراغِ توفیق فرا داشت تا بحلقۂ اہلِ تحقیق درآمد بیُمنِ درویشاں و صدقِ نفسِ ایشاں ذمائمِ اخلاقِ او بمحامد مُبدّل گشت دست از ہوا و ہوس کوتاہ کرد و زبانِ طاعناں در حقِ وے ہمچناں دراز کہ بر قاعدۂ اول و زُہد و صلاحش بے معوّل۔

فرد

بعذر و توبہ تواں رستن از عذابِ خدای | ولیک مے نتواں از زبانِ مردم رست

طاقتِ جورِ زبانہا نیاورد و شکایت پیشِ پیرِ طریقت برد و گفت از زبانِ مردم برنجم جوابش داد کہ شکرِ ایں نعمت چگونہ گذاری کہ بہتر ازانی کہ می پندارندت

قطعہ

چند گوئی کہ بداندیش و حسود | عیب گویانِ منِ مسکینند
گہ بخوں ریختنم برخیزند | گہ بہ بد خواستنم بنشینند

خمے بکردے: یعنی قرآن پاک ایک بار پورا تلاوت کرلیتا۔ نیمہ: بمعنی نیم، آدھی۔ فاضل تر: زیادہ فضیلت والا بہت بہتر۔ اندروں: باطن۔ نورِ معرفت: معرفت الٰہی کا نور۔ تہی از...الخ: یعنی تو نورِ حکمت سے خالی ہے اس سبب سے کہ تو ناک تک کھانے سے پیٹ بھر لیتا ہے۔

حکایت ۲۲: اس کا حاصل یہ ہے کہ بدخواہوں اور حاسدوں کی طعنہ زنی سے درویشوں کو رنجیدہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ توفیق الٰہی ملنے کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

بخشایش: رحمت و کرم، بخشش و مہربانی۔ گم شدہ: بھٹکا ہوا، گمراہ۔ مناہی: منہی کی جمع، منع کی ہوئی چیزیں۔ غیر مشروع، حرام و ناجائز باتیں۔ توفیق: خدا کا بندے کے لیے اسبابِ خیر فراہم کرنا۔ فرا: آگے، یعنی عنایت خداوندی نے گناہوں میں ڈوبے ہوئے ایک شخص کے لیے توفیق ہدایت کی شمع روشن کردیا۔ حلقہ: جماعت، دائرہ۔ اہلِ تحقیق: اہل تصوف، درویش۔ درآمد: داخل ہوگیا، شامل ہوگیا۔ یُمن: برکت۔ ذمائم: ذمیمہ کی جمع، برائیاں۔ محامد: محمدہ کی جمع، خوبیاں۔ حمائد: حمیدہ کی جمع، قابل تعریف باتیں۔ مُبدّل گشت: بدل گئیں۔ طاعناں: طعنہ دینے والوں۔ بے معوّل: بے اعتماد۔ نتواں رُست: چھٹکارا نہیں پاسکتا۔ پیرِ طریقت: راہِ تصوف کا مرشد و راہنما۔ بداندیش: بدخواہ، دشمن۔ حسود: حسد کرنے والا، حاسد۔ گہ: گاہ کا مخفف ہے۔

نیکت بینند: تجھ کو نیک سمجھیں۔ خلائق: خلیقہ کی جمع بمعنی مخلوق۔ بکمال است: یعنی کامل بزرگ ہونے کا گمان ہے۔ ومن درعین

نیک باشی وبدت گوید خلق | به که بد باشی ونیکت بینند

لیک مرا که حسنِ ظنِ خلائق درحقِ من بکمال ست ومن درعینِ نقصان روا باشد اندیشه کردن وتیمار خوردن

شعر

اِنِّیْ لَمُسْتَتِرٌ مِنْ عَیْنِ جِیْرَانِیْ | وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِسْرَارِیْ وَاِعْلَانِیْ

قطعه

دربسته بروئے خود زمردم | تا عیب نگسترند مارا
دربسته چه سود عالم الغیب | داناۓ نهان وآشکارا

حکایت ۲۳ پیشِ یکے از مشائخِ کبار گله کردم که فلاں درحقِ من بفساد گواهی داده است گفت بصلاحش خجل کن۔

رباعی

تو نیکو روش باش تا بدسگال | بنقصِ تو گفتن نیابد مجال
چو آهنگِ بربط بود مستقیم | کے از دستِ مطرب خورد گوشمال

حکایت ۲۴ یکے را از مشائخ پرسیدند که حقیقتِ تصوف چیست گفت ازیں پیش طائفه بودند درجهاں بصورت پراگنده وبمعنی جمع و اکنوں خلقے اند بظاهر جمع وبدل پراگنده۔

نقصان: حالاں کہ میں بالکل ناقص ہوں۔ تیمار: غم۔ روا باشد... الخ: یعنی یہ بات روا ہوگی کہ میں فکر کروں اور غم کھاؤں کہ میرے ناقص اور بے کمال ہونے کے باوجود مخلوق مجھ کو باکمال سمجھ رہی ہے۔ اِنّی لَمُستَتِر... الخ: یعنی یقیناً میں اپنے پڑوسیوں کی نگاہ سے چھپا ہوا ہوں اور اللہ تعالیٰ میرے ظاہر و باطن کو خوب جانتا ہے۔ تاعیب نہ گسترند: یعنی تاکہ وہ ہمارے عیب نہ پھیلائیں۔ (راز فاش نہ کریں) عالم الغیب: سارے غیبوں کا جاننے والا۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ حکایت ۲۳: حاصل یہ ہے کہ درویش کو نیک روش رہنا چاہیے کوئی برا کہے تو اپنی اصلاح حال کرے اور پہلے سے بہتر روش اختیار کرے۔ مشائخ: مشیخہ کی جمع یا خلاف قیاس شیخ کی جمع، عالم، بزرگ، پیر و مرشد۔ کبار: کبیر کی جمع، بڑے بڑے۔ گلہ: شکایت۔ صلاح: درستی، نیکی۔ خجل: شرمندہ۔ روش: طور، طریقہ، طرز۔ بدسگال: بدخواہ، بداندیش۔ نقص: عیب۔ مجال: گنجائش، موقع۔ آہنگ: آواز۔ بربط: ایک ساز کا نام، سارنگی۔ مستقیم: درست۔ گوشمال: کان اینٹھنا۔ سارنگی کی کھونٹیاں کان کی شکل پر بنی رہتی ہیں ان کے اینٹھنے سے تار سخت ہوتے ہیں اور آواز نکلتی ہے۔ تصوف: لغوی معنی اون کے بنے کپڑے پہننا۔ اور اصطلاحی معنی خواہش نفسانی سے پاک ہونا یا ماسوی اللہ سے یکسو ہونا۔

قطعه

چو ہر ساعت از تو بجائے رود دل | بہ تنہائی اندر صفائے نہ بینی
ورت مال و جاہ است و زرع و تجارت | چو دل با خدا ایست خلوت نشینی

حکایت (۲۵) یاد دارم کہ شبے در کاروانے ہمہ شب رفتہ بودم و سحر بر کنارِ بیشہ خفتہ شوریدہ کہ دراں سفر ہمراہِ ما بود سحرگاہاں نعرہ بزد و راہِ بیاباں گرفت و یک نفس آرام نیافت چوں روز شد گفتمش آں چہ حالت بود گفت بُلبلاں را دیدم کہ بنالش درآمدہ بودند از درخت و کبکاں از کوہ و غوکاں از آب و بہائم از بیشہ اندیشہ کردم کہ مرّوت نباشد ہمہ در تسبیح و من در غفلت خفتہ کجا روا باشد۔

قطعه

دوش مرغے بصبح مینالید | عقل و صبرم ببرد و طاقت و ہوش
یکے از دوستانِ مخلص را | مگر آوازِ من رسید بگوش
گفت باور نداشتم کہ ترا | بانگِ مرغے چنیں کند مدہوش
گفتم ایں شرطِ آدمیّت نیست | مرغ تسبیح خوان و من خاموش

حکایت (۲۶) وقتے در سفرِ حجاز طائفہ جوانانِ صاحب دل ہمراہِ ما

ہر ساعت: ہر گھڑی یعنی جب ہر لحظہ تیرا دل بھٹکتا پھرتا ہے (یکسوئی حاصل نہیں ہے) وَرَت: و اگر ترا۔ جاہ: مرتبہ۔ زرع: کھیتی۔ چودل باخدا ایست: یعنی جب دل خدا سے لگا ہے تو تم خلوت نشین ہو۔ اور تمہیں خلوت کا درجہ حاصل ہے۔ اس آیت کریمہ کے مصداق "رِجَالٌ لَا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰه"۔ حکایت ۲۵: اس کا حاصل یہ ہے کہ درویشوں کو چاہیے کہ ذکر الٰہی کے ذریعہ دلوں میں نرمی پیدا کریں تاکہ ادنی تحریک سے لذت شوقِ خداوندی پیدا ہوسکے۔ کارواں: قافلہ۔ بیشہ: جنگل، بن، جھاڑی۔ شوریدہ: مجذوب، عاشق۔ سحرگاہاں: صبح کے وقت، صبح تڑکے، اس میں الف نون زائد ہے۔ نالش: شور و فریاد، گریہ وزاری۔ کبکاں: واحد کبک، چکور۔ غوک: مینڈک۔ مُرَوّت: مردانگی۔ بہائم: چوپائے۔ تسبیح: خدا کی پاکی بیان کرنا۔ سبحان اللہ کہنا۔ دوش: گزشتہ رات۔ می نالید: یعنی کل رات صبح کو ایک پرندہ (اس طرح) گریہ و فریاد (چہچہا رہا تھا) کر رہا تھا جس نے میری عقل و صبر اور طاقت و ہوش لوٹ لیے۔ مگر: شاید۔ باور: یقین۔ بانگ: آواز۔ صدا۔ تسبیح خواں: تسبیح پڑھنے والی۔ حکایت: اس کا حاصل یہ ہے خوش آوازی اور نغمہ سنجی نرم طبیعتوں پر اثر انداز ہوکر تسبیح خداوندی کا کیف پیدا کرتی ہیں۔ حجاز: ملک عرب کا وہ خطہ جس میں مکہ و مدینہ واقع ہیں۔ طائفہ: جماعت، گروہ۔ صاحب دل: اہل دل، عارف، خدا رسیدہ۔

بودند ہمدم وہمقدم وقتہا زمزمہ بکردندے وبیتے محققانہ برگفتندے وعارفے در سبیل منکرِ حالِ درویشاں بود وبیخبر از دردِ ایشاں تا برسیدیم بنخیلِ بنی ہلال کودکِ سیاہ از حیِّ عرب بدر آمد وآوازے برآورد کہ مرغ از ہوا در آورد شترِ عابد را دیدم کہ برقص اندر آمد وعابد را بینداخت وراہ بیاباں گرفت وبرفت گفتم اے شیخ در حیوانے اثر کرد وترا ہمچناں تفاوت نمی کند

نظم

دانی چہ گفت مرا آں بلبلِ سحری | تو خود چہ آدمی کز عشق بیخبری
اشتر بشعرِ عرب در حالتست وطرب | گر ذوق نیست ترا کژ طبع جانوری

شعر

وَعِنْدَ ہُبُوْبِ النَّاشِرَاتِ عَلَی الْحِمٰی | تَمِیْلُ غُصُوْنُ الْبَانِ لَا الْحَجَرُ الصَّلْدُ

مثنوی

بذکرش ہرچہ بینی در خروش ست | دلے داند دریں معنی کہ گوش ست
نہ بلبل برگلش تسبیح خوانیست | کہ ہر خارے بہ تسبیحش زبانیست

حکایت (۲۷)

یکے را از ملوک مدّت عمر سپری شد وقائم مقامے نداشت

ہمدم وہمقدم: ہر وقت ایک ساتھ رہنے اور چلنے والے۔ زمزمہ کردن۔ گنگنانا۔ عارف: عالم وفقیہ۔ سبیل: راہ، راستہ۔ نخیل: نخلستان۔ کھجوروں کا باغ۔ نخیل بنی ہلال: مکہ معظمہ کے راستے میں ایک مقام ہے۔ بنی ہلال: عرب کا ایک قبیلہ ہے۔ کودک: چھوٹا بچہ۔ سیاہ: کالا، عرب کے کالے عموماً خوش آواز ہوتے ہیں۔ حی: قبیلہ۔ آوازے بر آمد: یعنی لکی خوش آوازی سے گایا کہ پرندے مدہوش ہوکر گر پڑے۔ شتر عابد: عابد وصوفی کا اونٹ۔ برقص اندر آمد: یعنی نغمہ سن کر رقص کرنے لگا (ناچنے لگا) تفاوت: فرق۔ چہ آدمی: یعنی تو بھی کیا آدمی ہے؟۔ حالت: کیف ووجد۔ طرب: مستی۔ کژ طبع: کج مزاج۔ وعند ...الخ: یعنی مرغزاروں پر تیز ہواؤں کے چلنے کے وقت درخت بان کی شاخیں جھکتی جھومتی ہیں نہ کہ سخت پتھر (یعنی ان پر کوئی اثر نہیں پڑتا) بذکرش: یعنی خدا کے ذکر میں۔ (ہر چیز ہے) قال اللہ تعالیٰ: وَاِنْ مِّنْ شَیْئٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَہُوْنَ تَسْبِیْحَہُمْ (اسرا ۴۴) اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے۔ ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔ خروش: شور وفریاد۔ دلے داند ...الخ: لیکن اس معنی تک اسی کی رسائی ہوگی جس کے حق شنوا کان ہوں۔ خوانیست اور زبانیست میں "یا" برائے وحدت ہے۔ نہ بلبل ...الخ: یعنی نہ صرف بلبل اپنے پھول پر اک تسبیح خواں ہے بلکہ ہر کانٹا اس کی پاکی بیان کرنے میں ایک زبان ہے۔

حکایت ۲۷: اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ حاکم نے اگر کمزوروں پر ظلم ڈھایا تو کسی دن بڑی مصیبت میں گرفتار ہو سکتا ہے۔ ظلم کا انجام بہرحال برا ہے۔ سپری: تمام، آخر۔ مدت عمر سپری شد: مدت عمر ختم ہوگئی۔ قائم مقام: جانشین، فرزند۔

وصیّت کرد کہ بامداداں نخستیں کسے کہ از شہر در آید تاجِ شاہی بر سرِ وے نہید و تفویضِ مملکت بوے کنید اتّفاقاً اوّل کسے کہ در آمد گدائے بود ہمہ عمر او لقمہ اندوختہ و رقعہ بر رقعہ دوختہ ارکانِ دولت و اعیانِ حضرت وصیّتِ مَلِک بجا آوردند و تسلیمِ مفاتیحِ قِلاع و خزائن بدو کردند و مدّتے مُلک راند تا بعضے امرائے دولت گردن از اطاعتِ او بپیچانیدند و ملوک از ہر طرف بمنازعت برخاستند و بمقاومت لشکر آراستند فی الجملہ سپاہ و رعیّت بہم برآمدند و برخے طرفِ بلاد از قبضۂ تصرّفِ او بدر رفت درویش ازیں واقعہ خستہ خاطر می بود تا یکے از دوستانِ قدیمش کہ در حالتِ درویشی قرینِ او بود از سفر باز آمد و در چناں مرتبہ دیدش گفت مِنّت خدائے را عزّ وجل کہ بختِ بلندت یاوری کرد و اقبال و دولت رہبری تا گلت از خار و خارت از پا بر آمد انّ مَعَ العُسرِ یُسرا

شعر

شگوفہ گاہ شگفتست و گاہ خوشیدہ | درخت وقت برہنہ ست و وقت پوشیدہ

گفت اے عزیز تعزیتم گوی کہ جائے تہنیت نیست آنگہ کہ تو دیدی غمِ نانے داشتم و امروز غمِ جہانے۔

وصیّت: بوقت موت تاکیدی حکم۔ بامداداں: صبح کے وقت۔ نخستیں: سب سے پہلے پہل۔ تفویض: سپرد کرنا، حوالہ کرنا۔ مملکت: حکومت، سلطنت۔ ہمہ عمر... الخ: یعنی جس کی پوری زندگی لقمہ لقمہ مانگ کر جمع کر کے اور گدڑی پر پیوند پر پیوند سی کر گزری تھی۔ ارکانِ دولت: حکومت کے وزرا۔ اعیانِ حضرت: بارگاہ کے بڑے بڑے لوگ۔ مصاحبین اور امرا۔ بجا آوردند: پوری کردیا۔ تسلیم: سپرد کرنا۔ مفاتیح: کنجیاں۔ واحد مفتاح۔ قِلاع: قلعہ کی جمع۔ خزائن: خزینہ کی جمع خزانہ۔ امرا: امیر کی جمع، سردار۔ دولت: حکومت۔ اطاعت: فرمانبرداری۔ منازعت: جھگڑا، لڑائی۔ مقاومت: مقابلہ۔ فی الجملہ: مختصر یہ کہ۔ برخے: کچھ، بعض۔ قبضہ: اختیار۔ خستہ خاطر: شکستہ دل۔ قرین: ساتھی۔ مِنّت: احسان۔ گلت... برآمد: تیرا پھول کانٹے سے اور تیرا کانٹا پیر سے نکل گیا۔ یعنی تو نے مصیبت سے رہائی پائی۔ اِنَّ مَعَ العُسرِ یُسراً: بے شک ہر دشواری کے ساتھ (بعد) آسانی ہے۔ شگوفہ: کلی۔ خوشیدہ: پژمردہ: خشک۔ تعزیت: پرسا دینا۔ تہنیت: مبارک بادی۔ آنگہ: آں گاہ کا مخفف۔ اس وقت۔

مثنوی

اگر دنیا نباشد دردمندیم | وگر باشد بمہرش پائے بندیم
بلائے زیں جہاں آشوب تر نیست | کہ رنجِ خاطرست ار ہست ور نیست

قطعہ

مطلب گر توانگری خواہی | جز قناعت کہ دولت است ہنی
گر غنی زر بدامن افشاند | تا نظر در ثوابِ او نہ کنی
کز بزرگاں شنیدہ ام بسیار | صبرِ درویش بہ کہ بذلِ غنی

فرد

اگر بریاں کند بہرام گورے | نہ چوں پائے ملخ باشد ز مورے

حکایت(۲۸) اَبُوْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ہر روز بخدمت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمدے گفت یَا اَبَا ہُرَیْرَۃَ زُرْنِیْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا یعنی ہر روز میا تا محبت زیادہ شود صاحبدلے را گفتند بدیں خوبی کہ آفتاب ست نشنیدہ ایم کہ کسے اورا دوست گرفتہ است وعشق آوردہ گفت از برائے آنکہ ہر روز می توانش دید مگر در زمستاں کہ محجوب ست ومحبوب

دردمند: غمزدہ، دکھ بھرا۔ مہر: محبت۔ پائے بند: گرفتار۔ آشوب: بلا، پریشانی۔ مطلب: مت چاہ۔ قناعت: جو مل جائے اس پر راضی رہنا۔ ہنی: خوشگوار۔ غنی: مالدار۔ تا: ہرگز۔ صبرِ درویش... الخ: درویش کا صبر کرنا مالدار کے خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ کیوں کہ دولتمندی منشأ ہزار گونہ ظلم ہے۔ بہرام: عراق کا ایک مشہور بادشاہ۔ یہ گورخر کے شکار کا بہت شوقین تھا۔ اسی لیے اس کو بہرام گور بھی کہتے ہیں۔ گور: یعنی گورخر۔ ملخ: ٹڈی۔ مور: چیونٹی۔ اگر بریاں... الخ: یعنی اگر بہرام (ضیافت میں) ایک گورخر بھی بھون کر رکھ دے تو کوئی عظیم کارنامۂ سخاوت نہیں بن سکتا ہاں چیونٹی (کمزور وناتواں شخص) اگر ٹڈی کی ایک ران پیش کرے تو واقعی یہ کارنامہ سخاوت ہے۔

حکایت ۲۸: اس کا حاصل اخیر کے دونوں شعروں میں مذکور ہے۔ ابو ہریرۃ: مشہور صحابی رسول ہیں نام عبد الرحمٰن اور کنیت ابو ہریرہ ہے خیبر کے سال اسلام لائے۔ بلی کا بچہ شوق سے پالتے ایک دن سرکار نے فرمایا "یا ابا ہریرہ!" اسی دن سے ابو ہریرہ کنیت ہوئی۔ بارگاہ رسالت کے حاضر باش تھے۔ ۵۸ھ میں بعمر ۷۸ برس مدینہ میں وصال فرمایا۔ زرنی غبًا... الخ: ناغہ دے کر ملا کر محبت بڑھے گی۔ عشق آوردن: محبت کرنا۔ زمستاں: جاڑا۔ محجوب: چھپا ہوا۔ یعنی [illegible]

شعر

بدیدارِ مردم شدن عیب نیست | ولیکن نہ چندانکہ گویند بس
اگر خویشتن را ملامت کنی | ملامت نباید شنیدن زکس

حکایت (۲۹) یکے از بزرگاں بادے مخالف در شکم پیچیدن گرفت وطاقت ضبطِ آں نداشت پس بے اختیار از وے صادر شد گفت اے درویشاں مرا دریں چہ کردم اختیارے نبود وبزۂ وے برمن ننوشتند ودر لحتے بدرونِ من رسید شما نیز بکرم معذور دارید۔

شعر

شکم زِندانِ باد ست اے خردمند | ندارد ہیچ عاقل باد دربند
چو باد اندر شکم پیچد فرو ہل | کہ باد اندر شکم باریست بردل

شعر

حریفِ گرانجانِ ناسازگار | چو خواہد شدن دستِ پیشش مدار

حکایت (۳۰) از صحبت یارانِ دمشقم ملالتے پدید آمدہ بود سر دربیابانِ قدس نہادم وباحیوانات اُنس گرفتم تا وقتے کہ اسیرِ قیدِ فرنگ شدم ودر خندقِ طرابُلس با جہود انم بکارِ گِل داشتند یکے از رؤسائے

شدن: بمعنی رفتن، جانا۔ حکایت ۲۹: اس کا حاصل یہ ہے کہ عیب پوشی، اور معیوب چیزوں کے سننے سے کان بند کر لینا، عذر قبول کرنا درویشانہ اخلاق ہے اور یہ کہ اضطراری حرکتیں قابل معافی ہیں نہ کہ ہنسی اڑانے کا سبب۔ بادِ مخالف: گوز، ریح۔ ضبط: برداشت۔ صادر شد: سرہوگئی، بآواز خارج ہوگئی۔ بزہ: بفتحتین: گناہ پاداش۔ ننوشتند: انھوں نے نہیں لکھا۔ یعنی قضا وقدر کے فرشتوں نے۔ زندان: قید خانہ۔ بند: قید۔ فروہل: چھوڑ دے۔ حریف: مقابل۔ بدخواہ۔ گراں جاں: طبیعت کو بوجھل بنانے والی۔ ناساز گار: ناموافق۔ چو خواہد شدن: جب نکلنا چاہے۔ دست پیشش مدار: یعنی اس نہ روکو۔ حکایت ۳۰: حاصل یہ ہے کہ خیر خواہ احباب سے آزردگی اور خانگی رنجشوں پر صبر ودرگزر سے کام لینا چاہیے۔ دمشق: ملک شام کا مشہور شہر اور پایہ تخت جہاں جامع دمشق ہے دیکھو: ص ۳۲۔ ملالت: رنج وملال، آزردگی۔ بیابانِ قدس: اطراف بیت المقدس۔ شاید یہ ارض فلسطین ہے۔ اُنس: الفت۔ فرنگ: یورپ کے عیسائیوں پر اطلاق ہوتا ہے واحد فرنگی ہے۔ غالبا یہ فرانس سے بنا پھر عام کر دیا گیا۔ خندق: کھائی۔ طرابلس: شام کا مشہور شہر ہے۔ کارِگِل: مٹی کھودنے کا کام۔ طرابلس میں خندق کھودی جا رہی تھی۔ یہودی مزدور کام کر رہے تھے مجھے بھی ان ہی کے ساتھ لگا دیا گیا۔ رؤسا: واحد رئیس۔

حلب کہ سابقۂ معرفتے در میانِ ما بود گذر کرد و بشناخت گفت اینچہ حالتست کہ موجبِ ملالتست گفتم چگویم۔

قطعہ

ہمیگریختم از مردماں بکوہ و بدشت | کہ از خدای نبودم بدیگرے پرداخت
قیاس کن کہ چہ حالم بود دریں ساعت | کہ در طویلۂ نامردمم بباید ساخت

فرد

پائے در زنجیر پیشِ دوستاں | بہ کہ با بیگانگاں در بوستاں

برحالتِ من رحمت آورد و بدہ دینار از قیدِ فرنگم باز خرید و با خویشتن بحلب برد و دخترے داشت بنکاح من در آورد بکابینِ صد دینار چوں مدتے بر آمد بدخوئی و ستیزہ روئی آغاز کرد و زبان درازی کردن گرفت و عیشِ مرا منغّص میکرد

شعر

زنِ بد در سرائے مردِ نکو | ہم دریں عالم ست دوزخ او
زینہار از قرینِ بد زنہار | وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ

بارے زبانِ تعنّت دراز کردہ ہمیگفت تو آں نیستی کہ پدرم ترا از قیدِ فرنگ بدہ دینار باز خرید گفتم بلے من آنم کہ بدہ دینار از قیدِ

حلب: شام کا مشہور شہر جہاں کے آئینے مشہور ہیں۔ سابقہ معرفت: قدیم شناسائی، پچھلی جان پہچان۔ ملالت: رنج وملال، آزردگی۔ کوہ: پہاڑ۔ دشت: بیابان۔ یعنی میں لوگوں سے بھاگ کر کوہ و بیابان میں اس غرض سے چلا آیا کہ یہاں سوائے خدا کے اور کوئی مشغولی نہ رہے گی۔ لیکن ایسا نہ ہوسکا اب میری حالت کا اندازہ تم اس بات سے کرلو کہ مجھے جانوروں کے اصطبل میں گزربسر کرنا پڑی۔ (حیوان صفت یہودیوں کے ساتھ رہنا پڑا) بباید ساخت: بناؤ کرنا پڑا۔ بیگانگاں: غیروں۔ یگانگاں کی ضد۔ دینار: سونے کے ایک سکے کا نام، اشرفی۔ (اب دینار کاغذ کا نوٹ ہے جیسے روپیہ)۔ دختر: بیٹی۔ کابین: مہر، بدل نکاح۔ بدخوئی: کج خلقی، تند مزاجی۔ ستیزہ روئی: جنگجوئی۔ زبان درازی کردن: گالیاں دینا، گستاخی کرنا۔ عیش: سکون، راحت۔ منغص: مکدر، بدمزہ۔ زنِ بد: بری بیوی۔ سرائے مردِ نکو: نیک آدمی کے گھر۔ زینہار... الخ: یعنی خدا کی پناہ! بُری ہمنشین سے! (بیوی سے) الحذر! (اللہ محفوظ رکھے) اور اے ہمارے رب! ہم کو عذاب دوزخ سے بچا! سورۂ بقرہ کی اس آیت سے اقتباس ہے۔ رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَ فِی الآخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (آیت نمبر ۲۰۱)۔

تعنّت: بدگوئی، طعنہ زنی۔

گرفتار کرد: قیدی بنادیا۔ اس لیے کہ طلاق دینے پر سو دینار کی ادائیگی فوراً لازم آجائے گی جس کی مجھ میں سکت نہیں۔ لہذا تیرے باپ کا اول احسان ہے اور آخر بدی ہے۔

فرنگم باز خرید و بصد دینار بدست تو گرفتار کرد۔

اشعار

شنیدم گوسپندے را بزرگے ۔۔۔ رہانید از دہان و دستِ گرگے
شبانگہ کارد بر حلقش بمالید ۔۔۔ رَوانِ گوسفند از وے بنالید
کہ از چنگالِ گرگم در ربودی ۔۔۔ چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

حکایت (۳۱) یکے از پادشاہاں عابدے را پرسید کہ عیال داشت اوقات عزیزت چوں میگذرد گفت ہمہ شب در مناجات و سحر در دعائے حاجات و ہمہ روز در بندِ اخراجات مَلِک را مضمونِ اشارتِ عابد معلوم گشت فرمود تا وجہِ کفافِ او معیّن دارند تا بارِ عیال از دلِ او برخیزد

مثنوی

اے گرفتار پائے بندِ عیال ۔۔۔ دگر آزادگی مبند خیال
غمِ فرزند و نان و جامہ و قُوت ۔۔۔ بازت آرد ز سیر در ملکوت
ہمہ روز اتفاق میسازم ۔۔۔ کہ بشب با خدای پردازم
شب چو عقدِ نماز بربندم ۔۔۔ چہ خورد بامداد فرزندم

حکایت (۳۲) یکے از متعبّداں در بیشہ زندگانی کردے و برگِ درختاں

گوسپند: بکری۔ گرگ: بھیڑیا۔ شبانگہ: رات کے وقت۔ کارد: چھری۔ بر حلقش بمالید: اسکے گلے پر چلادی۔ رَوَاں: روح، جان۔ چنگال: بالفتح: پنجہ۔ در رَبودی: تو نے چھوڑا دیا۔ چوں دیدم... الخ: جب میں نے دیکھا انجام کار تو خود بھیڑیا نکلا۔ (کہ مجھے ذبح کررہا ہے۔)

حکایت ۳۱: اس کا حاصل یہ ہے کہ فکر معاش اور معاشی بدحالی عبادت میں سکون قلبی حاصل نہیں ہونے دیتیں اور درویش کے باطنی کمال کے لیے مخل ہیں۔

عیال: بال بچے، متعلقین جن کے اخراجات برداشت کرنے پڑیں۔ مناجات: رب سے سرگوشی، دعاخوانی۔ بندِ اخراجات: اخراجات وگزارہ کی فکر۔ مضمونِ اشارت: اشارہ کا مقصود۔ وجہ: صورت۔ کفاف: ضرمیات کو کفایت کرنے بھر مال، وظیفہ۔ قُوت: خوراک۔ ملکوت: فرشتوں کا جہان یعنی عالم بالا۔ اتفاق می سازم... الخ: پختہ ارادہ کرتا رہتا ہوں۔ کہ رات کو خدا کی یاد میں مشغول رہوں گا۔ شب چو عقدِ نماز بربندم: رات کو جب نماز کی نیت باندھتا ہوں۔ اس کی جزا محذوف ہے۔ یعنی ”ایں خطرہ بخاطرم می گزرد“: دوسرا مصرع اس جزا کا بیان ہے۔ یعنی فوراً مجھے یہ خیال آجاتا ہے کہ صبح کو میرے بچے کیا کھائیں گے یہی فکر سکون قلب سے مجھے عبادت نہیں کرنے دیتی۔ حکایت ۳۲: اس کا حاصل یہ ہے کہ درویش کو زرپرستی اور ہوس رانی سے احتراز [illegible] میں رسوائی [illegible] عبادت گزار۔ بیشہ: بن، جنگل۔ زندگانی کردے: زندگی بسر کرتا [illegible] دنیا و آخرت

خوردے پادشاہے بحکمِ زیارت نزدیک وے رفت گفت اگر مصلحت بینی بشہر از برائے تو مقامے بسازم کہ فراغِ عبادت ازیں بہ دست دہد و دیگراں ہم ببرکاتِ انفاسِ شما مستفید گردند و بمصالحِ اعمالِ شما اقتدا کنند زاہد را ایں سخن قبول نیامد روی برتافت یکے از وزیراں گفتش پاسِ خاطرِ مَلِک را روا باشد کہ دو سہ روزے بشہر آئی و کیفیتِ مکان معلوم کنی پس اگر صفائے وقتِ عزیزاں را از صحبتِ اغیار کدورتے باشد اختیار باقیست آوردہ اند کہ عابد بشہر در آمد و بستانسرائے خاص مَلِک بدو پرداختند مقامے دلکشای رَوان آسای چوں بہشت۔

مثنوی

گُلِ سُرخش چو عارضِ خوباں | سنبلش ہمچو زُلفِ محبوباں
ہمچناں از نہیبِ بردِ عجوز | شیرِ ناخوردہ طفلِ دایہ ہنوز

شعر

وَاَفَانِیْنُ عَلَیْھَا جُلَّنَارٌ | عُلِّقَتْ بِالشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارٌ

مَلِک در حال کنیزکِ ماہروے پیشِ او فرستاد کہ وصفش اینست شعر

ازیں مہ پارۂ عابد فریبے | ملائک صورتے طاؤس زیبے

بحکمِ زیارت: ملاقات کے لیے۔ اگر مصلحت بینی: اگر آپ مناسب سمجھیں۔ فراغ: آسودگی۔ دست دہد: حاصل ہو جائے۔ انفاس: سانسوں یعنی زندگی۔ پاس: لحاظ۔ وقتِ عزیزاں: آنجناب کا وقت۔ از صحبتِ اغیار: غیروں کے پاس رہنے سے۔ کدورت: میلاپن، بدمزگی۔ بستانسرائے: وہ محل جو باغ میں ہو۔ بدو: اس کے لیے۔ پرداختند: خالی کر دیا۔ دلکشا: دل کو خوش کر دینے والا۔ رواں آسای: روح کو سکون بخشنے والا، روح افزا۔ چوں بہشت: جنت نظیر۔ عارض: رخسار۔ خوباں: حسین (جمع) سنبل: ایک خوشبودار ولایتی پھول۔ بالچھڑ کو بھی کہتے ہیں۔ نہیب: لوٹ، غارت۔ بردِ عجوز: یعنی سخت ٹھنڈک۔ جاڑے کے آخر میں سات دن سخت سردی کے ہوتے ہیں۔ ان کو ایام عجوز کہتے ہیں۔ ہر دن کے الگ الگ نام ہیں۔ ہمچناں ...الخ: یعنی اس دلکشا باغ کے پھول ایام عجوز کی سخت سردی کے باوجود (جو کہ موسم خزاں ہے) ویسے ہی پر بہار تھے (جیسا کہ موسم بہار میں) ان کی نزاکت اس نوزائیدہ بچے کی طرح تھی جس نے ابھی دایہ کا دودھ بھی نہ پیا ہو۔ وَاَفَانِیْنُ ...الخ: بفتحتین: شاخ جمع ہے۔ واحد: اُفْنُون۔ جُلَّنار: گلنار۔ ایسی شاخیں ہیں جن پر گلِ انار لگے ہوئے ہیں گویا ہرے درخت پر آگ لٹکا دی ہو۔ (گلِ انار کو آگ سے تشبیہ دی گئی ہے) درحال: فوراً۔ ماہرو: چاند جیسے چہرے والی، خوبصورت۔ مہ پارہ: چاند کا ٹکڑا، خوبصورت۔ [illegible] الخ: اس چاند کے ٹکڑے نے عابد کو فریب [illegible] فرشتہ صورت، [illegible] زیبائی والی۔

کہ بعد از دیدنش صورت نہ بندد | وجود پارسایان را شکیبی

ہمچناں در عقبش غلامے بدیع الجمال لطیف الاعتدال۔

قطعہ

ہلک النّاس حولہٗ عطشاً | وہو ساقٍ یرٰی ولا یسقی
دیدہ از دیدنش نگشتے سیر | ہمچناں کز فرات مستسقی

عابد از طعامہائے لذیذ خوردن گرفت و کسوتہائے لطیف پوشیدن و از فواکہ و مشموم و حلاوات تمتع یافتن و در جمالِ غلام و کنیزک نظر کردن کہ خردمنداں گفتہ اند زلفِ خوباں زنجیر پائے عقل ست و دامِ مرغِ زیرک

بیت

در سرِ کارِ تو کردم دل و دین با ہمہ دانش | مرغِ زیرک بحقیقت منم امروز تو دامے

فی الجملہ دولتِ وقتِ مجموعش بزوال آمد چنانکہ گفتہ اند

قطعہ

ہر کہ ہست از فقیہ و پیر و مرید | و زبان آورانِ پاک نفس
چوں بہ دنیائے دوں فرود آمد | بعسل در بماند ہمچو مگس

بارِ دیگر ملک بدیدنِ او رغبت کرد عابد را دید از ہیأتِ نخستین بگردیدہ

کہ بعد از دیدنش ...الخ: یعنی اس کو دیکھ لینے کے بعد پارساؤں کا صبر و قرار بھی رخصت ہو جاتا ہے۔ عقبش: اس کے بعد۔ بدیع الجمال: انوکھے حسن والا۔ لطیف الاعتدال: متناسب اعضاء والا۔ ہلک الناس ...الخ: لوگ اس غلام کے گرد پیاسے مر رہے ہیں، وہ ایسا ساقی ہے جو (یہ حالت) دیکھ رہا ہے اور کسی کو پلاتا نہیں۔ دیدہ: آنکھ۔ سیر: آسودہ۔ فرات: کوفہ کے قریب ایک دریا جس کا پانی شیریں ہے۔ مُستسقی: جس کو استسقا (جلندھر) کی بیماری ہو۔ جو پانی پینے سے کبھی آسودہ نہیں ہوتا۔ کِسوت: لباس۔ لطیف: عمدہ، پاکیزہ۔ فواکہ: واحد فاکہۃ، پھل، فروٹ۔ مشموم: خوشبودار چیزیں۔ تمتع یافتن: فائدہ اٹھانا۔ زلفِ خوباں: حسینوں کے گیسو۔ دام: جال۔ مرغ زیرک: چالاک پرندہ۔ یعنی جب اسے طرح طرح کی لذتیں اور نظارۂ حسن و جمال میسر آیا تو اس کا سارا زہد ختم ہو گیا اور انھیں لذتوں میں محو رہنے لگا۔ حاصل یہ کہ زاہد دامِ نفس میں گرفتار ہو گیا۔ سرِ کار: (اضافت کے ساتھ) یعنی صرف کردم برائے کارِ تو اور بعض نسخوں میں (سر و کار) واو کے ساتھ ہے۔ خواہش و خیال۔ دانش: عقل، سمجھ۔ زبان آور: مقرر۔ دنیائے دون: کمینی دینا۔ فرود آمد: پھنس گیا۔ ہیأت: حالت۔ نخستین: پہلی۔ عسل: شہد۔

وسرخ وسفید برآمدہ و فربہ شدہ و بربالشِ دیبا تکیہ زدہ و غلام پری پیکر بمروحۂ طاؤسی بربالائے سر ایستادہ بر بلامتِ حالش شادمانی کرد واز ہر درے سخن گفتند تاآنکہ بانجامِ سخن گفت چنانکہ من ایں ہر دو طائفہ را دوست میدارم کس ندارد یکے علماء و دیگر زُہّاد وزیر فیلسوفِ جہاندیدہ حاذق کہ با وبود گفت اے خداوندِ روئے زمیں شرطِ دوستی آنست کہ باہر دو طائفہ نکوئی کنی علما را زر بدہ تا دیگر بخوانند وزاہداں را چیزے مدہ تا زاہد بمانند

قطعہ

خاتونِ خوبصورت و پاکیزہ روی را　نقش و نگار و خاتمِ فیروزہ گو مباش
درویشِ نیک سیرتِ فرخندہ روی را　نانِ رباط و لقمۂ دریوزہ گو مباش

فرد

تا مراہست دیگرم باید　اگر نخوانند زاہدم شاید

فرد

نہ زاہد را درم باید نہ دینار　چو بستد زاہدے دیگر بدست آر

قطعہ

آں را کہ سیرتِ خوش و سریست با خدای　بے نانِ وقف و لقمۂ دریوزہ زاہدست

بالش دیبا: ریشمی تکیہ۔ تکیہ زدن: ٹیک لگانا۔ پری پیکر: پری چہرہ، نہایت خوبصورت۔ مروحۂ طاوسی: مور کے پروں سے بنا پنکھا۔ انجامِ سخن: گفتگو کا آخر۔ طائفہ: گروہ۔ زُہّاد: زاہد کی جمع، دنیا سے بے رغبت۔ فیلسوف: حکمت و دانائی والا، دانشمند (مرکب ہے فیلا بمعنی محب، سوفا بمعنی حکمت سے)۔ (تخفیف سے فیلسوف ہوگیا)۔ جہاندیدہ: تجربہ کار۔ حاذق: ماہر۔ تا دیگر بخوانند: تاکہ اور زیادہ پڑھیں اور علم میں کمال پیدا کریں۔ خاتم فیروزہ: فیروزہ کی انگوٹھی۔ (جس میں فیروزہ کا نگینہ ہو) نقش ونگار: مہندی کا نقش ونگار۔ گومباش: کہہ دو کہ نہ ہو یعنی کوئی ضرورت نہیں۔ فرخندہ رُو: مبارک صورت۔ رِباط: مسافرخانہ۔ دریوزہ: بھیک۔ تا مراہست ...الخ: یعنی جب تک مجھ میں "ہے اور ابھی اور چاہیے" کی خواہش باقی ہے (مال دنیا کا چکر) شاید: مناسب ہے۔ چوں بستد: یعنی جب زاہد دینار و درم قبول کرنے لگے تو وہ زاہد نہیں دوسرا تلاش کرنا چاہیے۔ سرّ یست باخدای: یعنی خدا سے راز و نیاز کا معاملہ رکھتا ہے۔ نانِ وقف: لنگر خانے کی روٹی، خیراتی۔ بے نانِ وقف ..الخ: یعنی وہ خیرات کی روٹی اور بھیک کے لقموں کے بغیر ہی زاہد و پارسا ہے۔

انگشت: انگلی۔ خوبرو: حسین۔ بُنا گوش: (بضم) کان کی لو۔ گوشوارہ: کان کا ایک زیور، آویزہ۔ شاہد: حسین، معشوق۔

انگشتِ خوبروی و بُنا گوشِ دلفریب | بے گوشوار و خاتمِ فیروزہ شاہد ست

حکایت (۳۳)

مطابقِ ایں سخن ہمچنیں پادشاہے را مہمے پیش آمد گفت اگر انجامِ ایں حالت بمرادِ من برآید چندیں درم دہم زاہداں را چوں حاجتش برآمد و تشویشِ خاطرش برفت وفائے نذرش بوجودِ شرط لازم آمد یکے را از بندگانِ خاص کیسۂ درم داد تا بر زاہداں صرف کند گویند غلامے عاقل و ہشیار بود ہمہ روز بگردید و شبانگہ باز آمد و درمہا را بوسہ داد و پیشِ مَلِک نہاد و گفت زاہداں را چنداں کہ طلب کردم نیافتم گفت ایں چہ حکایت ست آنچہ من دانم دریں مُلک چہار صد زاہد ست گفت اے خداوندِ جہاں آنکہ زاہد ست نمی ستاند و آنکہ می ستاند زاہد نیست مُلک بخندید و ندیماں را گفت چنداں کہ مرا در حقِ درویشاں و خدا پرستاں ارادت ست و اقرار ایں شوخ دیدہ را عداوت ست و انکار و حق بجانبِ اوست

شعر

زاہد کہ درم گرفت و دینار | زاہد تر ازو یکے بدست آر

حکایت (۳۴)

یکے از علمائے راسخ را پرسیدند چہ گوئی در نانِ وقف

حکایت ۳۳: حاصل یہ ہے کہ درویش کو قناعت گزیں ہونا چاہئے نذرانے قبول کرنے میں احتیاط چاہیے۔ مطابق ایں سخن: یعنی اسی مضمون کی ایک حکایت۔ مُہم: بڑا معاملہ، دشوار کام۔ گفت: یعنی منت مانی۔ انجام: آخر، انتہا، نتیجہ۔ حاجت: مراد۔ تشویش: پریشانی، اضطراب۔ وفائے نذر: منت پوری کرنا۔ کیسہ: تھیلی۔ صرف: خرچ، تقسیم۔ شبانگہ: رات کے وقت۔ درمہارا بوسہ داد: یعنی برائے تعظیمِ بادشاہ درہموں کو بوسہ دیا۔ طلب کردن: تلاش کرنا۔ ایں چہ حکایت است: یہ کیا قصہ ہے؟۔ نمی ستاند: یعنی وہ قبول نہیں کرتا۔ (لیتا نہیں) ندیماں: واحد ندیم۔ مصاحب، ہم نشیں۔ ارادت: عقیدت۔ شوخ دیدہ: بیباک، بے حیا۔ عداوت: دشمنی۔ زاہد تر ازو...الخ: اس سے بہتر زاہد یعنی کوئی سچا زاہد تلاش کرو۔

حکایت ۳۴: حاصل یہ ہے کہ درویشوں کو چاہیے کہ مال وقف سے بقدر کفایت قبول کریں، ضرورت سے زیادہ حاصل نہ کریں۔ راسخ: پختہ کار، کامل۔ نانِ وقف: خیراتی روٹی، لنگر کی روٹی۔

گفت اگر نان از بہرِ جمعیتِ خاطر می ستانند حلال ست و اگر جمع از بہرِ نان می نشینند حرام۔ **بیت**

نان از برائے کُنجِ عبادت گرفتہ اند | صاحبدلاں نہ کُنجِ عبادت برائے نان

حکایت(۳۵) درویشے بمقامے درآمد کہ صاحبِ آں بُقعہ کریم النفس بود طائفہ اہلِ فضل در صحبت او ہر یکے بذلہ و لطیفہ ہمی گفتند و درویش راہِ بیاباں قطع کردہ بود و ماندہ شدہ و چیزے نخوردہ یکے ازاں میاں بطریقِ ظرافت گفت ترا ہم چیزے باید گفت مرا چوں دیگراں فضل وادبے نیست و چیزے نخواندہ ام بیک بیت از من قناعت کنید ہمگناں برغبت گفتند بگو گفت **شعر**

من گرسنہ در برابرِ سُفرۂ نان | ہمچو عزبم بر درِ حمامِ زنان

یاراں نہایتِ عجز او بدانستند و سُفرہ پیشِ او آوردند صاحبِ دعوت گفت اے یار زمانے توقف کن کہ پرستارانم کوفتہ بریاں ہمی سازند درویش سر برآورد و بخندید و گفت **شعر**

کوفتہ بر سُفرۂ من گو مباش | کوفتہ را نانِ تہی کوفتہ است

حکایت(۳۶) مریدے گفت پیر را چہ کنم کز خلائق برنج اندرم ازبس کہ

جمعیت خاطر: دل کا اطمینان، سکونِ دل۔ جمع: مطمئن۔ کنج: گوشہ۔ حکایت ۳۵: اس کا حاصل یہ ہے کہ درویشوں کو قناعت گزیں اور سادگی پسند ہونا چاہیے۔ بقعہ: قطعہ زمین۔ کریم النفس: شریف طبع، نیک طبیعت۔ طائفہ اہل فضل: عالموں، فاضلوں کی جماعت۔ بذلہ ولطیفہ: خوش مزاجی کی گفتگو اور پرلطف بات۔ ظرافت: خوش طبعی۔ چیزے باید: یعنی بباید گفت۔ (مقدر ہے) فضل: کمال، بزرگی۔ گرسنہ: بھوکا۔ سُفرہ: دسترخوان۔ عزب: مردِ بے زن، بے بیوی۔ حمام: گرم غسل خانہ۔ اس شعر میں تشبیہ ہے کہ جس طرح مردِ بے زن عورتوں کے درِ حمام پر شہوت سے بیقرار و بے اختیار ہوجاتا ہے اور انھیں للچائی نظروں سے دیکھتا ہے اسی طرح دسترخوان کے سامنے بیٹھا ہوا بھوکا کھانوں کو للچائی نظروں سے دیکھتا ہے۔ زمانے توقف کن: تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ۔ پرستار: نوکر، خادم۔ کوفتہ: قیمہ کے گول کباب۔ کوفتہ: تھکا ماندہ، رنج کشیدہ۔ (دونوں کوفتہ کے درمیان صنعت تجنیس ہے) گو مباش: کہہ دو نہ رہے یعنی کوئی ضرورت نہیں۔ حکایت ۳۶: اس کا حاصل یہ ہے کہ سوال کرنا بری عادت ہے اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ خلائق: خلیقہ کی جمع، بمعنی مخلوق۔ برنج اندر: یعنی اپنے پاس لوگوں کی آمد ورفت سے تکلیف میں ہوں۔ ازبس کہ: ازاں لیے کہ۔

تردّد: آمد و رفت، آنا جانا۔ تشویش: پراگندہ، خراب۔ وام: قرض۔ گردِ تو نگردند: یعنی کوئی تمہارے گرد نہ پھٹکے گا۔ غریب تو تقاضۂ قرض کے ڈر سے اور مالدار مانگنے کے ڈر سے دوبارہ نہ آئے گا۔ گدا: فقیر، محتاج۔ پیش رو: سپہ سالار۔ از بیمِ توقّع: مانگے جانے کے ڈر سے۔ درِ چین: ملک چین کا مشہور قلعہ۔ اس کو مستقر الشیاطین بھی کہتے ہیں۔ مشرق میں اس پر دنیا کی آبادی ختم ہے۔ اور بعض نسخوں میں "درِ چین" ہے۔ اور اس سے مراد سرحد چین ہے جو دنیا کے انتہائی مشرق میں ہے۔ اور معنی یہ ہے کہ اگر کوئی فقیر لشکر اسلام کا سپہ سالار ہو جائے تو کافر مانگنے کے ڈر سے بغیر جنگ کئے چین کے قلعہ تک خود ہی پیچھے ہٹا چلا جائے گا۔ (چین کا ذکر دوری کی وجہ سے ہے۔ اس شعر میں مبالغہ اور اغراق ہے)

حکایت ۳۷: اس کا حاصل یہ ہے کہ علما و فقہا کی شان میں کسی طرح گستاخی نہیں کرنی چاہیے ان کی برائیوں پر نظر نہ رکھے مگر ان کی بھلائیوں سے فائدہ اٹھائے۔ فقیہ: بڑا عالم۔ سخنانِ دلاویزِ رنگینِ متکلمان: واعظوں کی رنگین، دل لبھانے والی باتیں۔ لچھے دار تقریریں۔

بزیارتِ من ہمی آیند و اوقاتِ مرا از تردّدِ ایشان تشویش می باشد گفت ہرچہ درویشانند مر ایشاں را وامے بدہ و آنچہ توانگرانند از ایشاں چیزے بخواہ کہ یکے گردِ تو نگردند

بیت

گر گدا پیشروِ لشکرِ اسلام بود | کافر از بیمِ توقّع برود تا درِ چین

حکایت (۳۷) فقیہے پدر را گفت ہیچ ازیں سخنانِ دلاویزِ رنگینِ متکلماں درمن اثر نمیکند بحکمِ آنکہ نمی بینم مر ایشاں را کردارے موافقِ گفتار

مثنوی

ترکِ دنیا بمردم آموزند | خویشتن سیم و غلّہ اندوزند
عالمے را کہ گفت باشد و بس | ہرچہ گوید نگیرد اندر کس
عالم آں کس بود کہ بد نکند | نہ بگوید بخلق و خود نہ کند

آیت اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ ؕ

بیت

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند | او خویشتن گم است کرا رہبری کند

پدر گفت اے پسر بمجرّدِ ایں خیالِ باطل نشاید روی از تربیتِ ناصحاں بگردانیدن و علما را بضلالت منسوب کردن و در طلبِ عالمِ معصوم از

کردار: عمل۔ موافقِ گفتار: قول کے مطابق۔ سیم: چاندی۔ گفت: گفتگو۔ نگیرد اندر کس: کسی کے دل میں اثر نہیں کرتی۔ نہ بگوید ...الخ: یعنی وہ عالم نہیں جو لوگوں سے کرنے کو کہے اور خود عمل نہ کرے۔ اَتَاْمُرُوْنَ ...الخ: کیا تم لوگوں بھلائی کا حکم کرتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھلا دیتے ہو۔ (بقرہ۔۴۴)۔ کامرانی: مطلب برآری۔ او خویشتن گم ...الخ: وہ خود بھٹکا ہوا ہے۔ دوسرے کی کیا رہنمائی کرے گا۔ مجرّد: [illegible] معصوم: بے گناہ۔

فوائدِ علم محروم ماندن ہمچو نابینائے کہ شبے در وَحَل افتادہ بود و می گفت آخر اے مسلماناں چراغے فرا راہِ من دارید زنے فارحہ بشنید و گفت تو کہ چراغ نمی بینی بچراغ چہ بینی ہمچنیں مجلسِ وعظ چوں کلبۂ بزاز ست آنجا تا نقدے ندہی بضاعتے نستانی و اینجا تا ارادتے نیاوری سعادتے نبری

قطعہ

گفتِ عالم بگوشِ جاں بشنو   ور نماند بہ گفتنش کردار
باطل ست آنچہ مدعی گوید   خفتہ را خفتہ کے کند بیدار
مرد باید کہ گیرد اندر گوش   ور نبشت ست پند بر دیوار

قطعہ

صاحبدلے بمدرسہ آمد ز خانقاہ   بشکست عہدِ صحبتِ اہلِ طریق را
گفتم میانِ عالم و عابد چہ فرق بود   تا کردی اختیار ازاں ایں فریق را
گفت او گلیم خویش بدر میبرد ز موج   ویں جہد میکند کہ بگیرد غریق را

حکایت (۳۸) یکے بر سرِ راہے خفتہ بود و زمامِ اختیار از دست رفتہ عابدے بروے گذر کرد و دران حالتِ مُستقبح او نظر کرد جواں از خوابِ مستی سر بر آورد و گفت وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا

فوائد: فائدہ کی جمع۔ وحل: کیچڑ۔ فرا: آگے۔ فارحہ: خوش طبع۔ کلبہ: دوکان، کوٹھری۔ بزاز: جامہ فروش، کپڑا بیچنے والا۔ بضاعت: سامان۔ ارادت: عقیدت۔ گفتِ عالم: عالم کی گفتگو۔ ور نماند ...الخ: اگر چہ اس کا عمل اس کی گفتگو کے مطابق نہ ہو۔ مدعی: جھوٹا دعوی کرنے والا۔ خفتہ را.. الخ: سوئے ہوئے کو سویا ہوا کب بیدار کرسکتا ہے۔ یعنی بد عمل دوسرے بد عمل کی رہنمائی نہیں کرسکتا ہے۔ مگر یہ حکم اکثری ہے۔ کیوں کہ کبھی بد عمل بھی رہنمائی کا سبب بن جاتا ہے۔ ور نبشت ...الخ: اگر چہ نصیحت دیوار پر لکھی ہوئی ہو۔ مدرسہ: شرعی تعلیم گاہ۔ خانقاہ: صوفیانہ تعلیم گاہ۔ اہلِ طریق: طریقت والے صوفیاء۔ گلیم: گدڑی۔ گفت او ...الخ: اس نے کہا عابد تو صرف اپنی کملی دریا کی موجوں سے نکال لاتا ہے (یعنی اپنی عبادت سے صرف اپنے آپ کو فائدہ پہونچاتا ہے) اور عالم ڈوبنے والوں کو پار لگاتا ہے۔ (یعنی یہ اپنے علم سے دوسروں کو مستفید بناتا ہے۔)

حکایت ۳۸: اس کا حاصل یہ ہے کہ چشم پوشی اور پردہ پوشی شریفانہ عادتوں میں سے ہے اور اپنی نیکی کو فضل الٰہی جانے اور گھمنڈ نہ کرے۔

خفتہ بود: یعنی اونگھ رہا تھا۔ زمام: باگ، لگام۔ از دست رفتہ: ہاتھ سے چلی گئی یعنی وہ بے قابو ہو چکا تھا۔ مستقبح: بری۔ خوابِ مستی: مستی کی نیند۔ وَاِذَا مَرُّوْا ...الخ: جب بیہودہ پر گزرتے ہیں اپنی عزت سنبھالے گزر جاتے ہیں۔ (سورۂ فرقان-۷۲)

شعر

إِذَا رَأَيْتَ أَثِيْمًا كُنْ سَاتِرًا وَّحَلِيْمًا | يَا مَنْ تُقَبِّحُ أَمْرِيْ لِمْ لَا تَمُرُّ كَرِيْمًا

قطعہ

متاب اے پارسا روی از گنہگار | ببخشایندگی در وے نظر کن
اگر من ناجوانمردم بکردار | تو بر من چوں جوانمرداں گذر کن

حکایت(۳۹) طائفۂ رِنداں بخلافِ درویشے بدر آمدند و سخنان ناسزا گفتند و بزدند و برنجانیدند شکایت از بیطاقتی پیش پیرِ طریقت برد کہ چنیں حالے رفت گفت اے فرزند خرقۂ درویشاں جامۂ رضاست ہر کہ دریں کِسوت تحمّلِ بیمرادی نکند مدّعیست نہ درویش و خرقہ بر و حرام ست

فرد

دریائے فراواں نشود تیرہ بسنگ | عارف کہ برنجد تنک آبست ہنوز

قطعہ

گر گزندت رسد تحمّل کن | کہ بعفو از گناہ پاک شوی
اے برادر چو عاقبت خاک ست | خاک شو پیش از انکہ خاک شوی

وَإِذَا رَأَيْتَ...الخ: جب تم کسی گنہ گار کو دیکھو تو پردہ پوش اور بردبار ہو جاؤ۔ اے وہ شخص! جو میرے کام کو برا کہتا ہے کیوں نہیں تو شریفانہ گزر جاتا۔ متاب: منہ مت موڑ۔ بخشایندگی: بخشش، کرم۔ ناجواں مرد: بدعمل، بخیل۔ جواں مرد: بلند کردار، سخی۔ حکایت ۳۹: اس کا حاصل یہ ہے کہ درویشوں کو جاہلوں کی ایذارسانی پر صبر وتحمل سے کام لینا چاہیے۔ طائفہ: جماعت، گروہ۔ رِنداں: بے باک، لاابالی، شرابی، بے شرع لوگ۔ ناسزا: نامناسب۔ پیرِ طریقت: راہ نمائے تصوف۔ خرقہ: لباس۔ گدڑی، قبا۔ جامۂ رضا: صبر ورضا کا لباس۔ کِسوت: لباس۔ تحمّل: برداشت۔ بیمرادی: ناکامی۔ (مصائب)۔ مدّعی: جھوٹا دعوی کرنے والا۔ دریائے فراواں: زیادہ پانی والا دریا۔ تیرہ: گدلا۔ عارف: خداشناس ولی۔ تنک آب: کم پانی والا۔ مراد کم حوصلہ۔ گر گزندت...الخ: اگر تجھے کوئی گزند پہونچے تو اسے برداشت کر کہ دوسروں کو معاف کر کے تو گناہوں سے پاک ہوگا (تیرے گناہ مٹیں گے) عاقبت: انجام، انتہا۔ خاک شو: خاکسار بن جاؤ۔ فروتنی کرو۔ خاک شوی: اس سے پہلے کہ تم خاک ہو جاؤ، (یعنی مرنے سے پہلے) (اس شعر کا مضمون "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا"۔ سے ماخوذ ہے) کہتے ہیں کہ بزرگوں کو تین کام بہت پسندیدہ ہیں (۱) محتاجوں کو نفع رسانی (۲) کمزوروں سے عفوودرگزر (۳) خلائق سے پہونچی مصیبتوں کی برداشت اور فروتنی۔

حکایت (۴۰) منظوم

این حکایت شنو کہ در بغداد رایت و پردہ را خلاف افتاد
رایت از گردِ راہ و رنجِ رکاب گفت با پردہ از طریقِ عتاب
من و تو ہر دو خواجہ تاشانیم بندۂ بارگاہِ سلطانیم
من ز خدمت دمے نیاسودم گاہ و بیگاہ در سفر بودم
تو نہ رنج آزمودہ نہ حصار نہ بیابان و باد و گرد و غبار
قدم من بسعی پیشترست پس چرا عزتِ تو بیشترست
تو برِ بندگانِ مہ روئی با کنیزانِ یاسمن بوئی
من فتادہ بدستِ شاگرداں بسفر پائے بند و سرگرداں
گفت من سر بر آستاں دارم نہ چو تو سر بر آسماں دارم
ہر کہ بیہودہ گردن افرازد خویشتن را بگردن اندازد

حکایت (۴۱) یکے از صاحبدلاں زور آزمائے را دید بہم برآمدہ و کف بر دہاں انداختہ گفت ایں را چہ حالتست گفتند فلاں دشنام دادش گفت ایں فرومایہ ہزار من سنگ برمیدارد و طاقتِ سخنے نمی آرد

قطعہ
لافِ سرپنجگی و دعوئے مردی بگذار عاجزِ نفسِ فرومایہ چہ مردے چہ زنے

حکایت ۴۰: شیخ سعدی نے بطور استعارہ رایت و پردہ کا یہ مکالمہ نظم کیا ہے اس میں رایت (پرچم) سے مراد ایسا سالک ہے جو اپنی ریاضتِ شاقہ پر فخر کرتا ہے اور محروم رہ جاتا ہے۔ اور پردہ (چلمن) سے مراد وہ آدمی ہے، جو اپنی فروتنی اور خاکساری کی بناء پر تجلیات الٰہی اور ذات وصفات خداوندی کا مشاہدۂ جمال کرتا رہتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ فخر وغرور کرنے والے عابد وزاہد سے ایک خاکسار اور فروتن انسان بہتر ہے اور تکبر وغرور ذلت وخواری اور محرومی کا سبب ہے۔ رایت: جھنڈا، شاہی پرچم۔ خلاف افتاد: اختلاف ہوگیا، بحث چھڑ گئی، مناظرہ ہوا۔ گردِ راہ ورنج رکاب: یعنی سیر وسفر کی تکالیف۔ از طریق عتاب: غصہ ہوکر، خفگی کے طور پر۔ خواجہ تاش: ایک آقا کے دو غلام آپس میں خواجہ تاش ہیں۔ اصل ہے (شریک درخواجہ) دمے: ایک گھڑی بھی۔ گاہ وبیگاہ: وقت بے وقت۔ تو نہ رنج آزمودہ نہ حصار: یعنی تو نے کبھی نہ تکلیف جھیلی نہ لڑائی دیکھی۔ سعی: دوڑ بھاگ۔ بر: پاس، مقابل، پہلو۔ مہ روی: چاند جیسے چہرے والے خوبصورت۔ یاسمن بو: چنبیلی جیسی خوشبوؤں والی۔ شاگرد: خدمت گار، ملازم۔ بسفر پائے بند: یعنی سفر کا پابند، مقید۔ سرگرداں: پریشان۔ سر بر آستاں دارم: میں سر کو چوکھٹ پر جھکائے رکھتا ہوں۔ نہ چو تو سر بر آسماں دارم: نہ تمہاری طرح سر آسماں پر اٹھائے رکھتا ہوں یعنی تکبر کرتا ہوں۔ بگردن انداختن: ذلیل ورسوا کرنا۔ حکایت ۴۱: اس کا حاصل یہ ہے کہ نفس پر قابو پالینا پہلوانی اور بہادری کی جان ہے۔ صاحبدل: خدا شناس بزرگ۔ زور آزما: پہلوان۔ بہم برآمدہ: غصہ میں بھرا ہوا۔ کف بر دہاں انداختہ: منہ سے جھاگ نکال رہا تھا۔ فرومایہ: کمینہ طبیعت [illegible] سب برابر ہیں۔

گرت از دست برآید دہنے شیریں کن   مردی آں نیست کہ مشتے بزنی بر دہنے

قطعہ

اگر خود بر درد پیشانی پیل   نہ مرد ست آنکہ در وے مردمی نیست
بنی آدم سرشت از خاک دارند   اگر خاکی نباشد آدمی نیست

حکایت بزرگے را پرسیدم از سیرتِ اخوانِ صفا گفت کمینہ آنکہ مرادِ خاطرِ یاراں بر مصالحِ خویش مقدم دارد حکما گفتہ اند برادر کہ دربندِ خویش ست نہ برادر ست و نہ خویش ست

فرد

ہمرہ اگر شتاب کند در سفر بایست   دل در کسے مبند کہ دل بستہ تو نیست

فرد

چوں نبود خویش را دیانت و تقوےٰ   قطع رحم بہتر از مودّتِ قربےٰ

یاد دارم کہ یکے مدّعی دریں بیت بر قولِ من اعتراض کردہ بود و گفتہ کہ حق تعالیٰ در کتابِ مجید از قطعِ رحم نہی کردہ است و بمودّتِ ذوالقربیٰ فرمودہ و اینچہ تو گفتی مناقضِ آنست گفتم آیت وَاِنْ جَاہَدَاکَ عَلٰٓی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْہُمَا۔

گرت ز دست برآید: اگر تجھ سے ہو سکے۔ مردی: جوانمردی، بہادری۔ مشت: گھونسا۔ مردمی: مردانگی، مروّت۔ سرشت: خلقت وخصلت۔ خاکی: متواضع، منکسر المزاج۔ حکایت ۴۲: اس کا حاصل یہ ہے کہ دوسروں کے لیے ایثار وقربانی فرض اولین ہے مگر خدا کے نافرمانوں، بدمذہبوں سے کنارہ کشی ضروری ہے خواہ وہ قریبی عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔ سیرت: خصلت عادت۔ اخوانِ صفا: پاکی رکھنے والے، صاف باطن لوگ۔ یعنی صوفیائے کاملین۔ کمینہ: ادنیٰ، کمتر، یعنی ان کی ادنیٰ صفت یہ ہے کہ۔ مرادِ خاطر: دل کی آرزو۔ مصالح: حاجتیں۔ مقدم دارد: یعنی ترجیح دے۔ بندِ خویش: اپنی فکر۔ نہ خویش: نہ اپنا ہے۔ (یعنی رشتہ دار اور عزیز وقرابتدار نہیں) خویش اور خویش میں تجنیس تام ہے۔ ہمراہ گر... الخ: یعنی تیرا ہمسفر، ساتھی اگر جلدی کرے تو تو ٹھہر جا۔ (یہاں نسخے کئی طرح ہیں) دل بستہ: دلی تعلق رکھنے والا۔ چوں نبود... الخ: جب اپنوں میں دین داری اور پرہیزگاری نہ ہو تو ایسے عزیزوں کے ساتھ راشتہ داری کی محبت سے تعلق قطع کر لینا بہتر ہے۔ مدعی: دعویٰ علم کرنے والا۔ قطع رحم: رشتے کاٹنا۔ مودّت: محبت۔ ذوی القربیٰ: رشتہ دار (جمع)۔ مناقض: خلاف۔ وَاِنْ جَاہَدَاكَ... الخ: اگر ماں باپ تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان۔ (آیت ۱۵۔ لقمان) (یہی مضمون سورۂ عنکبوت آیت ۸ میں بھی ہے۔

بیت

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد | فدائے یک تنِ بیگانہ کآشنا باشد

حکایت (۴۳) منظوم

پیر مردے لطیف در بغداد | دخترک را بہ کفش دوزے داد
مردکِ سنگدل چناں بگزید | لبِ دختر کہ خون ازو بچکید
بامداداں پدر چناں دیدش | پیشِ داماد رفت و پرسیدش
کاے فرومایہ ایں چہ دندانست | چند خائی لبش نہ انبان ست
بمزاحت نگفتم ایں گفتار | ہزل بگذار و جد ازو بردار
خوئے بد در طبیعتے کہ نشست | نرود جز بوقتِ مرگ از دست

حکایت (۴۴) آوردہ اند کہ فقیہے دخترے داشت بغایت زِشت رو بجائے زناں رسیدہ باوجود جہاز و نعمت کسے در مناکحتِ او رغبت نمیکرد

فرد

زشت باشد دَبیقی و دیبا | کہ بود بر عروسِ نازیبا

فی الجملہ بحکم ضرورت با ضریرے عقدِ نکاحش بستند و آوردہ اند کہ حکیمے دراں تاریخ از سراندیپ آمدہ بود کہ دیدۂ نابینا را روشن ہمیکرد

ہزار خویش...الخ: ایسے ہزاروں رشتہ دار جو خدا سے بیگانے اور دور ہوں، اس ایک بیگانہ ہستی پر قربان جو خدا شناس ہو۔ حکایت ۴۳: اس حکایت کا منشا یہ ہے کہ درویش کو چاہیے کہ بیہودہ باتوں سے بھی اچھی نصیحت حاصل کریں۔ لطیف: نیکوکار، مہربان۔ دخترک: "ک" برائے تصغیر ہے چھوٹی لڑکی۔ کفش دوز: موچی۔ داد: یعنی نکاح کردیا۔ مردک: یعنی مرد ذلیل۔ سنگ دل: ظالم، بے رحم۔ گزید: دانت کاٹا۔ بامداداں: صبح کے وقت۔ فرومایہ: کمترین، کمینہ۔ ایں چہ دندان است: یہ بھی کیا دانت ہیں۔ انبان: نری۔ (ایک قسم کا چمڑا جو چبانے، کاٹنے سے متاثر نہیں ہوتا) مزاح: خوش طبعی۔ ہزل: مسخرگی، دل لگی۔ جِد: (بالکسر) کلام سنجیدہ۔ جِد ازو بردار: یعنی یہ بات اگرچہ بطور مزاح و ہزل میں نے کی ہے مگر تم اس سے سنجیدہ و متین بات حاصل کرو۔ آخری شعر اس کا بیان ہے۔
حکایت ۴۴: اس کا حاصل یہ ہے کہ درویش کو مصلحت اندیشی کے ساتھ اپنا نقصان گوارہ کرلینا چاہیے۔ بغایت: انتہائی۔ فقیہ: بڑا عالم، دانشمند۔ بغایت: انتہائی۔ زشت رو: بدصورت۔
بجائے زناں رسیدہ: یعنی جوان ہوگئی تھی۔ جہاز: جہیز۔ (ساز و سامان) مناکحت: نکاح میں لانا۔ زشت: بُرا۔ دبیقی: (دبیق: مصر کا ایک گاؤں) دبیق کا تیار شدہ باریک ریشمی کپڑا۔ دیبا: ایک قسم کا ریشمیں کپڑا۔ عروس نازیبا: بدصورت دلہن۔ بحکم ضرورت: مجبورانہ۔
ضریر: نابینا۔ سراندیپ: سیلون۔

فقیہ را گفتند چرا دامادِ خود را علاج نکنی گفت ترسم کہ بینا شود دُخترم را طلاق دہد ع شوئے زنِ زشت روئے نابینا بہ

حکایت (۴۵) پادشاہے بدیدۂ استحقار در طائفۂ درویشاں نظر کرد یکے ازاں میاں بفراست بجای آورد و گفت اے مَلِک ما دریں دنیا بہ عیش از تو خوشتریم و بہ جیش از تو کمتریم و بمرگ برابریم و بقیامت بہتر انشاءاللہ تعالیٰ۔

مثنوی

اگر کشور کشائے کامران ست | وگر درویش حاجتمندِ نان ست
دراں ساعت کہ خواہند ایں و آں مُرد | نخواہند از جہاں بیش از کفن برد
چو رخت از مملکت بربست خواہی | گدائی بہتر ست از پادشاہی

طریقت ظاہرِ درویشی جامۂ ژندست و موئے سترده و حقیقتِ آن دل زنده و نفس مرده

قطعہ

نہ آں کہ بر درِ دعوی نشیند از جلفی | وگر خلاف کنندش بجنگ برخیزد
کہ گر ز کوہ فرو غلطد آسیا سنگے | نہ عارفست کہ از راہ سنگ برخیزد

طریقت طریقِ درویشاں ذکرست و شکر و خدمت و طاعت و ایثار و قناعت و توحید و توکل و تسلیم و تحمل ہر کہ بدیں صفتہا کہ گفتم

شوئے: شوہر۔ حکایت ۴۵: اس کا حاصل یہ ہے کہ درویش کو راضی برضا اور باطنی اوصاف کے ساتھ پابند شرع رہتے ہوئے رحمت باری کی امید لگائے رکھنا چاہیے۔ دیدہ: نگاہ، نظر۔ استحقار: ذلیل سمجھنا، حقیر سمجھنا۔ طائفہ: گروہ۔ فراست: دانائی۔ بجائے آورد: تاڑ گیا، سمجھ گیا۔ عیش: آسودگی۔ جیش: لشکر۔ کشور کشا: ملک فتح کرنے والا یعنی بادشاہ۔ کامراں: کامیاب۔ ساعت: گھڑی۔ خواہند مُرد: مَریں گے۔ نخواہند برد: نہیں لیجائیں گے۔ رخت: سامان۔ بربست خواہی: یعنی خواہی بست۔ طریقت: راہ سلوک، باطن کی صفائی کی راہ۔ ژند: پرانا، کہنہ، گدڑی۔ سترده: مونڈا ہوا۔ جلفی: (بکسر) کمینہ پن۔ جلف: بالکسر، کمینہ، بیباک۔ (ج) (اجلاف وجلوف)۔ نہ آں کہ ...الخ: یعنی درویشی یہ نہیں ہے کہ کسی بیباک سے (یا کمینگی سے) در دعوی پر بیٹھے (درویشی کا دعوی کرے) اور اگر لوگ اس سے جنگ کریں تو جنگ کے لیے اٹھ کھڑا ہو۔ بلکہ (درویشی یہ ہے کہ) اگر پہاڑ سے کوئی چکی کا پتھر لڑھک رہا ہو تو صاحب معرفت وہ نہیں ہے کہ پتھر کے راستے سے اٹھ بھاگے (بلکہ اپنی دل کی توانائی سے اس کو وہیں روک دے) ذکرست: یعنی ذکرِ خدا۔ طاعت: فرمانبرداری۔ ایثار: دوسرے کو اپنے پر ترجیح دینا۔ بخشش۔ قناعت: تھوڑے پر راضی رہنا۔ توحید: خدا کو ایک ماننا۔ توکل: خدا پر بھروسہ کرنا۔ تسلیم: راضی برضائے الٰہی رہنا۔ تحمل: برداشت۔ صفت: خوبی۔

موصوف ست بحقیقت درویش ست واگر در قباست اما ہرزہ گرد بے نماز ہواپرست ہوس باز کہ روزہا بشب آرد در بندِ شہوت وشبہا روز کند در خوابِ غفلت وبخورد ہرچہ درمیاں آید وبگوید ہرچہ برزباں آید رند ست واگر در عباست

قطعہ

اے درونت برہنہ از تقوای
کز بروں جامۂ ریا داری
پردۂ ہفت رنگ در بگذار
تو کہ در خانہ بوریا داری

مثنوی

دیدم گُلِ تازہ چند دستہ
بر گنبدے از گیاہ بستہ
گفتم چہ بود گیاہِ ناچیز
تا در صفِ گُل نشیند او نیز
بگریست گیاہ وگفت خاموش
صحبت نہ کند کرم فراموش
گر نیست جمال ورنگ وبویم
آخر نہ گیاہِ باغِ اویم
من بندۂ حضرتِ کریمم
پروردۂ نعمتِ قدیمم
گر بے ہنرم وگر ہنرمند
لطف ست امیدم از خداوند
باآنکہ بضاعتے ندارم
سرمایۂ طاعتے ندارم
او چارۂ کارِ بندہ داند
چوں ہیچ وسیلتش نماند

واگر درقبا: یعنی واگرچہ درقباست: بعض نسخوں میں "اگرچہ" کی صراحت ہے۔ قبا: یعنی لباس فاخرہ۔ دنیاداروں کا لباس۔ ہرزہ گرد: بیہودہ پھرنے والا۔ آوارہ۔ ہواپرست: عیاش۔ ہوس باز: نفسانی شہوتوں کا حریص۔ روزہا بشب آرد: یعنی دن رات ایک کردے۔ شبہا روز کند: یعنی راتیں گزارے۔ درمیاں آید: یعنی جو سامنے آجائے۔ رنداست: یعنی عیار صوفی ہے۔ عبا: یعنی درویشی کا لباس، گلیم۔ درون: باطن۔ اے درونت: یعنی جب تم ریاکاری کا لباس پہنتے ہو تو تمہارا باطن تقویٰ سے برہنہ (خالی) ہے۔ پردہ ہفت رنگِ در ...الخ: یعنی اپنے دروازے پر سات رنگوں کا پردہ ڈال کر اپنے آپ کو مالدار ظاہر کرنے کی کوشش چھوڑ دے۔ جبکہ گھر میں صرف بوریا (ٹاٹ، چٹائی) موجود ہو۔ یعنی جب تیرا باطن کمال سے آراستہ نہیں ہے تو ظاہر کو آراستہ کرنے سے کیا حاصل؟۔ پردۂ ہفت رنگ: یعنی رنگ برنگا پردہ۔ گل دستہ: پھولوں کا گچھا۔ گیاہ: گھاس۔ کرم: بمعنی کریم۔ (مصدر بمعنی صفت ہے) صحبت نہ کند... الخ: یعنی شریف انسان صحبت وہم نشینی کو فراموش نہیں کرتا۔ گر نیست...الخ: یعنی اگرچہ میرے اندر (پھولوں کا سا) حسن وجمال اور رنگ وبو نہیں ہے۔ لیکن میں تو انہی پھولوں کے باغ کی گھاس ہوں۔ من بندۂ حضرت کریمم: یعنی میں اسی کی بارگاہِ کریم کا بندہ ہوں۔ لطف ست امید ...الخ: یعنی خداوند کریم سے مجھے مہربانی کی امید ہے۔ بضاعت: پونجی۔ سرمایہ: دولت و پونجی۔ چارہ کار: تدبیر۔

رسمست کہ مالکانِ تحریر | آزاد کنند بندۂ پیر
اے بارِ خدای عالم آرای | بر سعدیٔ پیرِ خود ببخشای
سعدی رہِ کعبۂ رضا گیر | اے مردِ خدا رہِ خدا گیر
بدبخت کسیکہ سر بتابد | زیں در کہ درِ دگر نیابد

حکایت(۴۶) حکیمے را پرسیدند از سخاوت و شجاعت کہ کدام بہتر ست گفت آں کس را کہ سخاوت ست بشجاعت حاجت نیست

فرد

نبشت ست بر گورِ بہرام گور | کہ دستِ کرم بہ کہ بازوئے زور

قطعہ

نماند حاتمِ طائی ولیک تا بأبد | بماند نامِ بلندش بہ نیکوئی مشہور
زکوٰۃِ مال بدر کن کہ فضلۂ رز را | چو باغباں بزند بیشتر دہد انگور

باب سوم در فضیلتِ قناعت

حکایت(۱) خواہندۂ مغربی در صفِ بزّازانِ حلب میگفت اے خداوندانِ نعمت اگر شمارا انصاف بودے و مارا قناعت رسمِ

۔ مالکانِ تحریر: غلام آزاد کرنے کی طاقت رکھنے والے۔ بار: بزرگ۔ عالم آرای: دنیا سجانے والے۔ یعنی خلاقِ عالم۔ کعبۂ رضا: یعنی خوشنودی خداوندی۔ کہ: اس لیے کہ۔

حکایت ۴۶: اس کا حاصل یہ ہے کہ درویش کو سخی ہونا چاہیے کہ باطنی مراتب کی بلندی کے لیے سخاوت بہترین ذریعہ ہے۔ حکیم: دانشمند۔ سخاوت: داد و دہش، جوانمردی۔ شجاعت: دلیری، بہادری۔ گور: قبر۔ بہرام گور: عراق کا مشہور بادشاہ جس کو گورخر کے شکار کا بہت شوق تھا۔ کرم: مہربانی، سخاوت۔ حاتم طائی: قبیلہ طے کا مشہور سخی ابن عبداللہ بن سعد طائی۔ تا بأبد: یعنی ہمیشہ۔ بدر کن: یعنی نکال ڈالو۔ رز: انگور۔ فضلۂ رز: انگور کی بیلوں کی بیکار شاخیں۔ بزند: کاٹ کر نکالتا رہتا ہے۔ فضیلت: بزرگی، بڑائی۔ قناعت: تھوڑی چیز پر راضی رہنا۔

حکایت ۱: اس کا حاصل یہ ہے کہ سوال کرنا اور مالداروں کا بخل کرنا عیب ہے۔ انسان کو قناعت گزیں اور سخی ہونا چاہیے۔ خواہندہ: سائل، بھکاری۔ مغربی: ملک مغرب کا باشندہ یعنی افریقی۔ بزّازاں: کپڑا بیچنے والے۔ کلاتھ مرچنٹ۔ حلب: شام کا ایک شہر۔ خداوندانِ نعمت: نعمتوں کے مالک۔ دولتمند، مالدار لوگ۔ اگر شمارا انصاف بودے: یعنی اگر تمہارے اندر انصاف ہوتا ۔ فقیروں کو ان کا حق دیتے۔ رسم: رواج، عادت۔

سوال از جہاں برخاستے

قطعہ

اے قناعت توانگرم گرداں | کہ ورائے تو ہیچ نعمت نیست
کنجِ صبر اختیارِ لقمان ست | ہر کرا صبر نیست حکمت نیست

حکایت(۲) دو امیر زادہ در مصر بودند یکے علم آموخت و دیگر مال اندوخت عَاقِبَۃُ الْاَمْر یکے علامۂ عصر گشت و آں دگر عزیزِ مصر شد پس ایں توانگر بچشمِ حقارت در فقیہ نظر کردے و گفتے من بسلطنت رسیدم و ایں ہمچناں در مسکنت بماند گفت اے برادر شکرِ نعمت باری عزَّ اِسْمُہٗ ہمچناں بر من افزوں ترست کہ میراثِ پیغمبراں یافتم یعنی علم و ترا میراثِ فرعون و ہامان رسید یعنی مُلکِ مصر

مثنوی

من آں مورم کہ در پایم بمالند | نہ زنبورم کہ از نیشم بنالند
بجا خود شکرِ ایں نعمت گزارم | کہ زورِ مردم آزارے ندارم

حکایت(۳) درویشے را شنیدم کہ در آتشِ فاقہ می سوخت و خرقہ بخرقہ می دوخت و تسکینِ خاطرِ خود را می گفت۔ **شعر**

بنانِ خشک قناعت کنیم و جامۂ دلق | کہ رنجِ محنتِ خود بہ کہ بارِ منتِ خلق

ورائے تو: تجھ سے بڑھ کر۔ اختیار لقمان: یعنی حضرت لقمان کا پسندیدہ طریقہ۔ لقمان: حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے تھے۔ آپ کا نسب یہ ہے۔ لقمان بن باعور بن ناحور بن تارخ۔ آپ حکیم تھے۔ نبوت میں اختلاف ہے۔ حکمت: دانائی۔

حکایت ۲: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ قناعت اور شکرِ نعمت اپنی عادت بنانی چاہیے اسی میں بھلائی ہے۔ نیز تحصیل علم دین کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔

عاقبۃ الامر: انجام کار، آخر کار۔ علاّمہ: بہت بڑا عالم۔ ایک نسخے میں "علاّمہ عصر" ہے یعنی علاّمہ زمان ہوگیا۔ عزیز مصر: بادشاہ مصر۔ چشم حقارت: ذلت کی نظر۔ فقیہ: یعنی وہی علامہ۔ سلطنت: بادشاہی۔ مسکنت: افلاس، محتاجی۔ میراث پیغمبراں: علم پیغمبروں کی میراث ہے۔ حدیث میں آیا "اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ"۔ کہ علما پیغمبروں کے وارث ہیں۔ فرعون وہامان: فرعون مصر کا بادشاہ تھا اور ہامان اس کا وزیر تھا۔ دونوں کافر وظالم تھے۔ مور: چیونٹی۔ زنبور: بھڑ۔ نیش: ڈنک۔ مردم آزاری: لوگوں کو ستانا۔

حکایت ۳: اس کا حاصل یہ ہے فقر وفاقہ پر صابر وشاکر رہے اور مانگنے کی ذلت جو عقوبت دوزخ کے برابر ہے کبھی نہ جھیلنی چاہیے۔ فاقہ: بھوکا رہنا، فقیری۔ خرقہ بخرقہ می دوخت: پیوند پر پیوند لگاتا تھا۔ تسکین خاطر: دل کی تسلی۔ دلق: گدڑی، پیوند لگا لباس۔ کہ: اس لیے کہ۔ رنج: تکلیف۔ کہ: بمعنی سے۔ بار: بوجھ۔ منت: احسان۔ خلق: مخلوق۔

کسے گفتش چہ نشینی کہ فلاں دریں شہر طبعے کریم دارد و کرمے عمیم میاں بخدمتِ آزادگاں بستہ و بر درِ دلہا نشستہ اگر بر صورت چنانکہ ہست وقوف یابد پاسِ خاطرِ عزیزان داشتن منّت دارد و غنیمت شمارد گفت خاموش کہ در پستی مردن بہ کہ حاجت پیشِ کسے بُردن

قطعہ

ہم رقعہ دوختن بہ و الزامِ کُنجِ صبر | کز بہرِ جامہ رقعہ بر خواجگان نبشت
حقّا کہ با عقوبتِ دوزخ برابر است | رفتن بپائے مردیِٔ ہمسایہ در بہشت

حکایت(۴) یکے از ملوکِ عجم طبیبے حاذق را بخدمتِ محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فرستاد سالے چند در دیارِ عرب بود و کسے تجربہ پیشِ او نیاورد و معالجے ازوے در نخواست پیشِ پیغمبر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ آمد و گلہ کرد کہ مرا ایں بندہ را برائے معالجتِ اصحاب بخدمت فرستادہ اند دریں مدّت کسے التفاتے نکرد تا خدمتے کہ بر بندہ معیّن است بجا آرد رسول عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ گفت ایں طائفہ را طریقے ہست کہ تا اشتہا غالب نشود نخورند و ہنوز اشتہا باقی بود کہ دست از طعام بدارند حکیم گفت ہمین ست موجبِ تندرستی زمین خدمت

طبع: طبیعت، مزاج۔
کریم: مہربان، سخی۔ کرم: مہربانی، سخاوت۔ عمیم: عام۔
میان: کمر۔ آزادگان: فقراء۔ بر درِ دلہا نشستہ: لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیا ہے یعنی ہر دلعزیز ہے۔
وقوف: آگاہی۔
پاس خاطر عزیزاں داشتن منت دارد: یعنی آپ کی امداد طلبی کا احسان مانے گا۔
غنیمت شمارد: آپ کی خدمت کرنے کو غنیمت سمجھے گا۔ التزام: لازم پکڑ لینا۔
کنج: گوشہ۔ رقعہ نبشتن: خط لکھنا۔ حقا: سچ ہے، یقیناً۔
پائے مردی: احسان، مدد۔
ہمسایہ: پڑوسی۔
حکایت ۴: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ کم کھانا، کھانے میں معتدل روش اختیار کرنا تندرستی کی ضامن ہے۔ عجم: ملک عرب کے علاوہ پوری دنیا عجم ہے۔
حاذق: ماہر۔ دیارِ عرب: ملک عرب۔ تجربہ: آزمائش۔
معالجہ: علاج کرانا۔ اصحاب: یعنی آپ کے صحابۂ کرام۔
خدمتے کہ بر بندہ معین است: جو ذمہ داری کہ مجھ پر مقرر ہے۔ اشتہا: بھوک۔
ہنوز اشتہا...الخ: ابھی کچھ بھوک باقی رہتی ہے جبھی کھانے سے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں۔ موجب: سبب۔ زمین خدمت بوسید: آداب تعظیم بجالایا۔

حکیم: دانشمند۔ سرِ انگشت: انگلی کا سرا، مراد ہاتھ ہے۔ خلل: نقصان، خرابی۔ زاید: پیدا ہو۔ بجاں آید: جان پر بن آئے، مرنے لگے۔ لاجرم: ناچار۔

بوسید و رفت

مثنوی

سخن آنگہ کند حکیم آغاز | یا سرِ انگشت سوئے لقمہ دراز
کہ ز ناگفتنش خلل زاید | یا ز ناخوردنش بجاں آید
لاجرم حکمتش بود گفتار | خوردنش تندرستی آرد بار

حکایت (۵) در سیرتِ اردشیر بابکاں آمدہ است کہ حکیمِ عرب را پرسیدند کہ روزے چہ مایہ طعام باید خوردن گفت صد درم سنگ کفایت کند گفت ایں قدر چہ قوت دہد گفت ہٰذَا الْمِقْدَارُ یَحْمِلُکَ وَمَا زَادَ عَلٰی ذٰلِکَ فَاَنْتَ حَامِلُہٗ یعنی ایں قدر ترا برپا میدارد و ہرچہ بریں زیادت کنی حمالِ آنی۔ **شعر**

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن ست | تو معتقد کہ زیستن از بہرِ خوردن ست

حکایت (۶) دو درویشِ خراسانی ملازمِ صحبتِ یکدیگر سفر کردندے یکے ضعیف بود کہ بعد دو شب افطار کردے و دیگر قوی کہ روزے سہ بار خوردے اتفاقاً بر درِ شہرے بہ تہمتِ جاسوسی گرفتار آمدند ہر دو را بخانہ در کردند و بگِل برآوردند بعد از دو ہفتہ کہ معلوم شد کہ بیگناہ اند قوی را دیدند مردہ و ضعیف جاں بسلامت بردہ مردم دریں عجب

تندرستی آرد بار: تندرستی کا پھل لاتا ہے۔ حکایت ۵: حاصل یہ ہے کہ کم کھانا جسم و روح کی تندرستی کے لیے ضروری ہے۔ سیرت: عادت، تاریخ، سوانح۔ اردشیر: بالفتح بمعنی قہر و خشم سے مرکب ہے۔ ایران کے ظالم و قہار بادشاہ۔ بہمن بن اسفندیار کا لقب ہے نیز ساسان بن سلسان کا لقب ہے جو کہ نبیرہ بہمن اور بابک کا نواسہ تھا اور بابک نے اس کی پرورش کی تھی۔ اسی لیے اس کی طرف نسبت کر کے بابکان کہتے ہیں اس میں الف و نون برائے نسبت ہے۔ چہ مایہ: کس قدر، کتنی مقدار۔ صد درم سنگ: یعنی سو درم وزنی (تقریباً ۲۹ تولے) (درم $3\frac{1}{2}$ ماشہ) ہذا المقدار...الخ: اتنی مقدار تجھے اٹھائے گی (زندہ رکھے گی) اور اس سے زیادہ کا بار تو اٹھانے والا ہے۔ برپا داشتن: قائم رکھنا۔ حمال: بار اٹھانے والا۔ معتقد: اعتقاد رکھنے والا۔ حکایت ۶: اس کا حاصل یہ ہے کہ کم خوری، فاقہ کشی، روزہ داری کی عادت ڈالنی چاہیے۔ ثواب اخروی کے علاوہ مصائب دنیوی میں کام آتی ہے۔ ملازم صحبت یکدیگر: ایک دوسرے کا ساتھ نہ چھوڑنے والے۔

افطار کردے: یعنی کھانا کھاتا۔ تہمت: جھوٹا الزام، بہتان۔ جاسوسی: مخبری۔ بخانہ در کردن: یعنی کوٹھری میں بند کر دیا۔ بگل در آوردند: یہاں نسخے مختلف ہیں۔ بعض میں اس طرح ہے اور حاشیہ میں یہ معنی دیے ہیں مٹی سے دروازہ لیپ کر بند کر دیا۔ ایسا ہو تو ظاہر ہے کہ آکسیجن نہ ملنے کے سبب کچھ دیر کے بعد دم نکل جائے گا۔ اور کم و بیش کھانے سے اس کا کوئی تعلق نہیں رہ جائے گا [illegible]

[illegible] پر لٹکا دیا گیا۔

بماند حکیمے گفت خلافِ ایں عجب بودے کہ ایں بسیار خوار بودہ است طاقتِ بینوائی نیاورد و ہلاک شد و آں دگر خویشتن دار بود لاجرم بر عادتِ خویش صبر کرد و بسلامت خلاص یافت

قطعہ

چو کم خوردن طبیعت شد کسے را
چو سختی پیشش آید سہل گیرد
و گر تن پرور ست اندر فراخی
چو تنگی بیند از سختی بمیرد

حکایت (۷) یکے از حکما پسر را نہی ہمیکرد از بسیار خوردن کہ سیری مردم را رنجور کند گفت اے پدر گرسنگی خلق را بکشد نشنیدہ کہ ظریفاں گویند بہ سیری مردن بہ کہ گرسنگی بردن گفت اندازہ نگہدار

شعر

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا

نہ چنداں بخور کز دہانت بر آید
نہ چنداں کہ از ضعف جانت بر آید

قطعہ

با آنکہ در وجودِ طعامست عیشِ نفس
رنج آورد طعام کہ بیش از قدر بود
گر گلشکر خوری بہ تکلف زیاں کند
ور نانِ خشک دیر خوری گلشکر بود

حکایت (۸) رنجورے را گفتند دلت چہ میخواہد گفت آنکہ دلم چیزے

خلافِ ایں عجب بودے: یعنی اگر اسکے خلاف ہوتا تو تعجب ہوتا۔ بسیار خوار: بہت کھانے والا، پیٹو۔ بینوائی: فاقہ کشی۔ خویشتن دار: مراد صابر ہے۔ لاجرم: ناچار۔ خلاص: رہائی۔ تن پرور: آرام پسند۔ حکایت ۷: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ کھانا کھانے میں اعتدال نہایت لازمی ہے۔ حد سے بڑھنا بیماری کا سبب ہے۔ نہی: منع۔ رنجور: بیمار۔ ظریفاں: خوش طبع لوگ۔ اندازہ: یعنی اعتدال، میانہ روی۔ کلوا...الخ: کھاؤ، پیو اور حد سے آگے نہ بڑھو۔ نچنداں: نہ اس قدر۔ جانت برآید: تیری جان نکل جائے۔ عیشِ نفس: لذتِ نفس۔ کہ: بمعنی جب کہ۔ گلشکر: گل قند۔ زیاں کند: نقصان پہونچائے گا۔ دیر خوری: ٹھہر کر کھائے گا۔ گلشکر بود: یعنی مفید ثابت ہوگی۔ حکایت ۸: اس کا مقصد یہ ہے کہ بسیار خوری باعث ندامت ہے۔ دلت چہ می خواہد: تیرا دل کیا چاہتا ہے۔ آنکہ دلم چیزے نخواہد: یہ کہ میرا دل کچھ نہ چاہے۔ معدہ چوں ...الخ: یعنی معدہ جب بھر جاتا ہے تو پیٹ میں درد اٹھتا ہے۔ پھر اس وقت صحت وتندرستی کی مناسب تدبیریں فائدہ نہیں پہونچاتیں۔

نخواهد

شعر

معده چو پر گشت شکم درد خاست | سود ندارد همه اسباب راست

حکایت[۹] بقّالے را درمے چند بر صوفیان گرد آمده بود در واسط هر روز مطالبت کردے و سخنهای با خشونت گفتے و اصحاب از تعنّت او خسته خاطر همی بودند و از تحمّل چاره نبود صاحبدلے درآں میان گفت نفس را وعده دادن بطعام آسان ترست که بقّال را بدرم

قطعه

ترکِ احسانِ خواجه اولے تر | کاحتمالِ جفائے بوّابان
به تمنّائے گوشت مردن به | که تقاضائے زشت قصّابان

حکایت[۱۰] جوانمردے را در جنگِ تاتار جراحتے رسید کسے گفت فلاں بازرگان نوشدارو دارد اگر بخواهی باشد که دریغ ندارد و گویند بازرگان ببخل معروف بود

شعر

گر بجائے نانش اندر سفره بودے آفتاب | تا قیامت روزِ روشن کس ندیدے در جهاں

جواں مرد گفت اگر دارو خواهم ازو دهد یا ندهد و اگر دهد نفع کند یا نکند بارے خواستن ازو زهر کشنده است.

حکایت ۹: اس کا حاصل یہ ہے کہ ادھار سے کام چلانا بری خصلت اور باعث شرمندگی ہے۔ بقّال: غلہ بیچنے والا، بنیا۔ اہل زبان سبزی فروش کو "بقال" کہتے ہیں کہ بقل بالفتح بمعنی سبزی ترکاری، ساگ ہے۔ درم: چاندی کا ایک سکہ $3\frac{1}{2}$ ماشہ وزنی۔ گرد آمدہ بود: قرض ہو گیا۔ واسط: بغداد اور بصرہ کے بیچ ایک مشہور شہر۔ اس کے علاوہ بھی واسط نام کے شہر ہیں۔ مطالبت: تقاضہ، مطالبہ۔ خشونت: سختی، کھردرا پن۔ تعنت: طنز، بدگوئی۔ خستہ خاطر: زخمی دل، آزردہ دل۔ تحمل: برداشت۔ چارہ نبود: یعنی اس کے طعن و طنز برداشت کرنے کے سوا کوئی تدبیر نہ تھی۔ بدرم: یعنی بدرم وعدہ دادن۔ خواجہ: مالک، وزیر، حاکم۔ کاحتمال: اس میں کہ بمعنی از، اور احتمال بمعنی برداشت کرنا۔ جفا: ظلم۔ بوّاب: دربان، ڈیوڑھی بان۔ (ج) بوابان۔ زشت: برا، دلخراش۔ قصّاب: گوشت کاٹنے والا، قصائی، قسائی۔

حکایت ۱۰: اس کا حاصل یہ ہے سختیاں جھیل لینا بہتر ہے مگر شدید حاجت کے وقت بھی بخیل سے مانگنا نہ چاہیے۔ جواں مرد: بہادر مرد، سپاہی۔ تاتار: ترکستان کا ایک ملک، جہاں کا مشک مشہور ہے۔ جنگ تاتار: اس سے مراد ہلاکو خان اور چنگیز خان کے حملے ہیں جو انھوں نے اسلامی ممالک پر کیے تھے۔ جراحت: زخم۔ بازارگاں: سوداگر۔ نوش دارو: تریاق، معجون کی طرح ایک دوا جو زخم کو بھر دیتی ہے۔ اگر بخواہی: اگر تو مانگے۔ باشد: ہو سکتا ہے۔ دریغ: انکار، بخل۔ معروف: مشہور۔ اگر بجائے نانش ...الخ: اگر اس کے دسترخوان پر روٹی کی جگہ آفتاب ہوتا تو اسے بھی اس طرح چھپا کر رکھتا کہ قیامت تک کوئی روشن [illegible]

شعر

ہرچہ از دوناں بمنّت خواستی | در تن افزودی و از جاں کاستی

حکیماں گفتہ اند اگر آبِ حیات فروشند فی المثل بآبروی دانا نخرد کہ مُردن بعزّت بہ از زندگانی بمذلّت

شعر

اگر حنظل خوری از دستِ خوشروی | بہ از شیرینی ز دستِ ترشروی

حکایت (۱۱) یکے از علما خورندۂ بسیار داشت وکفاف اندک یکے را از بزرگاں کہ معتقد او بود بگفت روی از توقعِ او درہم کشید و تعریضِ سوال از اہلِ ادب در نظرش قبیح آمد۔

قطعہ

ز بختِ روی ترش کردہ پیشِ یارِ عزیز | مرو کہ عیش بروی نیز تلخ گردانی
بحاجتے کہ روی تازہ روی و خنداں رو | فرو نہ بندد کارِ گشادہ پیشانی

آوردہ اند کہ اندکے در وظیفۂ او زیادت کرد و بسیاری از ارادت کم دانشمند چوں پس از چند روز مودّتِ معہود برقرار ندید گفت شعر

بِئسَ المَطَاعِمُ حِینَ الذُّلِّ تَکسِبُہَا | اَلقِدرُ مُنتَصِبٌ وَّالقَدرُ مَخفُوضٌ

دون کی جمع دوناں: کمینے۔ منت: خوشامد۔ فی المثل: مثلاً۔ بآبرو: یعنی آبرو کے عوض۔ مذلّت: ذلت، رسوائی۔ حنظل: اندرائن، انتہائی کڑوا ایک پھل۔ خوش رو: خوش مزاج، زندہ دل، شگفتہ رو۔ ترش رو: بدمزاج، بددماغ۔

حکایت ۱۱: اس کا حاصل یہ ہے کہ اپنے اور اپنے بال بچوں کے لیے سوال کرنا عزت وآبرو کھو دینا ہے۔

خورندۂ بسیار داشت: یعنی اس کے بال بچے اور کھانے والے متعلقین بہت تھے۔ کفاف: روزینہ، آمدنی۔ توقع: امید۔ روی درہم کشیدہ: چہرہ پھیر لیا۔ بزرگان: بڑے لوگ، امیر۔ تعریض سوال: کنایۃً سوال رکھنا، ایک نسخے میں تعرّضِ سوال ہے۔ سوال پیش کرنا۔ قبیح آمد: ناگوار لگا، برا لگا۔ بخت: مقدر، نصیب۔ روترش کردہ: منہ بگاڑ کر۔ تازہ رو: شگفتہ رو، ہشاش بشاش۔ خنداں رو: ہنس مکھ، مسکراتے چہرے والا۔ کشادہ پیشانی: خندہ جبیں، خوش اخلاق، شگفتہ مزاج۔ فرونہ بندد: بصیغہ لازم ومتعدی۔ وظیفہ: روزینہ۔ ارادت: عقیدت۔ مودّت معہود: قدیم معمول کی محبت وعزت بِئسَ المَطَاعِمُ الخ: کیا ہی برے ہیں وہ کھانے جنھیں تم بوقت ذلت حاصل کرتے ہو۔ (اس لیے کہ اس صورت میں) ہانڈی تو چڑھ جاتی ہے اور عزت اتر جاتی ہے یعنی گھٹ جاتی ہے۔

فرد

نانم افزود و آبرویم کاست — بینوائی بہ از مذلتِ خواست

حکایت(۱۲) درویشے را ضرورتے پیش آمد کسے گفت فلاں نعمتے دارد کامل و کرمِ نفسی شامل اگر بر حاجتِ تو واقف گردد ہمانا کہ در قضائے آں توقف روا ندارد گفت من او را ندانم گفت مَنَت رہبری کنم دستش گرفت تا بمنزلِ آں شخص در آورد یکے را دید لب فروہشتہ و تند نشستہ برگشت و سخن نگفت کسے گفتش چہ کردی گفت عطائے او را بلقائے او بخشیدم

قطعہ

مبر حاجت بنزدیکِ ترشروی — کہ از خوئے بدش فرسودہ گردی
اگر حاجت بری نزدِ کسے بر — کہ از رویش بنقد آسودہ گردی

حکایت(۱۳) خشک سالے در اسکندریہ پدید آمد چنانکہ عنانِ طاقتِ درویشاں از دست رفتہ بود و درہائے آسماں بر زمیں بستہ و فریادِ اہلِ زمین بآسماں پیوستہ۔

قطعہ

نماند جانور از وحش و طیر و ماہی و مور — کہ بر فلک نشد از بے مرادی افغانش

آبرویم کاست: میری عزت وآبرو گھٹ گئی۔ بینوائی: ...ی، خالی۔

حکایت ۱۲: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ تند مزاج، بدخلق بخیل سے اپنی حاجت ہرگز نہیں کہنا چاہیے۔ نعمتے دارد کامل: بہت مالدار ہے۔ کرم نفسی شامل: طبعی سخاوت عام ہے۔ واقف: آگاہ، باخبر۔ ہمانا: یقیناً۔ قضا: پورا کرنا، ادا کرنا۔ توقف: ٹھہراؤ، تاخیر کرنا، دیر کرنا۔ مَنَت: یعنی مَن ترا...۔ فروہشتہ: لٹکائے ہوئے۔ تند نشستہ: غصہ میں بھرا بیٹھا ہے۔ عطا: نوازش، داد و دہش۔ لقاء: ملاقات۔ ترشرو: بدمزاج۔ فرسودہ: شکستہ دل۔ نقد: فوراً۔ آسودہ: خوش حال۔

حکایت ۱۳: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ عزتِ نفس کا تقاضا یہ ہے کہ مکرر تقاضا کے بغیر کسی کی دعوت میں نہ جائے اور نہ انتہائی کمینوں کی دعوت میں شرکت کرے۔ خشک سالی: قحط، کال۔ اسکندریہ: شمالِ مصر کا مشہور شہر، جسے اسکندر بن فیلقوس نے آباد کیا۔ عنان: لگام، باگ ڈور۔ درہائے آسماں برزمین بستہ: آسمان کے دروازے زمین پر بند تھے یعنی بارش نہیں ہورہی تھی۔ فریاد اہل زمین ... الخ: یعنی گریہ وزاری کے ساتھ دعا کررہے تھے اور دہائی دے رہے تھے۔ نماند: (صیغہ ماضی) باقی نہ رہا۔ جانور: یعنی جاندار۔ وحش: وحشی کی جمع۔ جنگلی جانور۔ طیر: پرندے (طائر کی جمع)
فلک: آسمان۔ بے مرادی: محرومی، نامرادی۔ مور: چیونٹی۔ افغان: فریاد۔ شوروغل۔

عجب که دودِ دلِ خلق جمع می نشود | که ابر گردد و سیلابِ دیده بارانش

درچنیں سالے مخنثے دور از دوستاں که سخن در وصفِ او ترکِ ادب است خاصةً در حضرتِ بزرگاں و بطریقِ اهمال ازاں درگذشتن هم نشاید که طائفهٔ بر عجزِ گوینده حمل کنند بریں دو بیت اختصار کنیم که اندک دلیلِ بسیارے باشد و مشتے نمونهٔ خروارے

شعر

تتری گر کشد مخنث را | تتری را دگر نباید کشت
چند باشد چو جسرِ بغدادش | آب در زیر و آدمی بر پشت

چنیں شخصے که یک طرف از نعتِ او شنیدی دریں سال نعمتِ بیکراں داشت تنگدستاں را سیم و زر دادے و مسافراں را سفره نهادے گروهے درویشاں از جورِ فاقه بطاقت رسیده بودند آهنگِ دعوت او کردند و مشورت بمن آوردند سر از موافقت باز زدم و گفتم

قطعه

نخورد شیر نیم خوردهٔ سگ | گر بسختی بمیرد اندر غار
تن به بیچارگی و گرسنگی | بنه و دست پیشِ سفله مدار

آنسوؤں کا سیلاب بارش کیوں نہ بن گئے۔ مخنث: ہیجڑا، زنخا۔ دوراز دوستاں: (جملہ دعائیہ ہے) یعنی خداوند کریم دوستوں سے اسے دور رکھے۔ وصف: خوبی، تعریف، شناخت۔ ترکِ ادب است: یعنی اس ہیجڑے کی شناخت بیان کرنا خصوصاً بزرگوں کے سامنے ترک ادب ہے۔ چوں کہ فحش گوئی کرنی پڑتی ہے۔ بطریق اہمال: بغیر ذکر کے چھوڑ دینا۔ گوئندہ: کہنے والا۔ سعدی نے خود اپنے کو مراد لیا ہے۔ حمل کنند: محمول کریں گے اور کہیں گے کہ سعدی اس بیان سے عاجز رہا۔ خروار: ایک گدھے کے بوجھ برابر، گون۔ تتری: تاتاری، تاتار کا رہنے والا جہاں کے باشندے حربی کافر تھے۔ تتری را...الخ: تاتاری کو اس کے بدلے (قصاص میں) نہیں قتل کرنا چاہیے کیوں کہ وہ ہیجڑا اس کافر حربی سے بھی بدتر ہے۔ (یہ فتویٰ قابلِ غور ہے)

چند باشد:... وآدمی بر پشت: یعنی میں کہاں تک کہوں مختصر یہ کہ وہ بغداد کے پل کی طرح تھا (جس پر ہزاروں لوگ ہر وقت گزرتے رہتے ہیں) کہ اس کے نیچے پانی اور اس کی پشت پر لوگ سوار رہتے ہیں۔ (ہر وقت بدفعلی میں مبتلا رہتا تھا)۔

طرفے: کچھ، تھوڑا حصہ۔ نعت: صفت، تعریف۔ بیکراں: بے حد۔ سفرہ نہادے: یعنی کھانا کھلاتا۔ جور: ظلم، مصیبت۔ آہنگ: قصد۔

نیم خوردہ: جھوٹا۔ گر: یعنی اگرچہ۔ سفلہ: کمینہ۔

گر فریدوں شود بہ نعمت و ملک | بے ہنر را بہیچ کس مشمار
پرنیان و نسیج بر نا اہل | لاجورد و طلاست بر دیوار

حکایت (۱۴) حاتم طائی را گفتند از خود بزرگ ہمت تر در جہاں دیدۂ یا شنیدۂ گفت بلے روزے چہل شتر قربان کردہ بودم امرائے عرب را پس بگوشۂ صحرائے بحاجتے بروں رفتہ بودم خار کشے را دیدم پشتۂ خار فراہم آوردہ گفتمش بمہمانِ حاتم چرا نروی کہ خلقے بر سماطِ او گرد آمدہ اند گفت **فرد**

ہر کہ نان از عملِ خویش خورد | منتِ حاتمِ طائی نبرد

انصاف دادم کہ من او را بہمت و جوانمردی بیش از خود دیدم

حکایت (۱۵) موسیٰ علیہ السلام درویشے را دید از برہنگی بریگ اندر شدہ گفت اے موسیٰؑ دعا کن تا خدائے عَزَّ وَجَلَّ مرا کفافے دہد کہ از بیطاقتی بجاں آمدم موسیٰ دعا کرد و برفت پس از چند روزے کہ باز آمد از مناجات مرا درا دید گرفتار و خلقے انبوہ بروے گرد آمدہ گفت این چہ حالت ست گفتند خمر خوردہ و عربدہ کردہ و کسے را کشتہ اکنوں بقصاص فرمودہ اند۔

فریدون: ایران کا مشہور بادشاہ۔ گر فریدوں شود ...الخ: یعنی اگر کمینہ مال و دولت میں وقت کا فریدوں بن جائے۔ تو بھی اسے کسی شمار میں مت لا۔ پرنیاں: ایک قسم کا ریشمیں کپڑا۔ نسیج: زرین کام کیا ہوا کپڑا، زربفت۔ لاجورد: نیلم، ایک قیمتی پتھر۔ طلا: سونا۔

حکایت ۱۴: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ اپنے ہاتھوں ہی کی کمائی کھانا اصل شرافت اور یہی شانِ جوانمردی ہے۔ حاتم طائی: قبیلہ بنی طے کا مشہور سخی۔ ابن عبداللہ پسر سعد طائی (متوفی ۶۰۵ء)۔ امراء: امیر کی جمع سردار۔ را: یعنی برائے امرائے عرب۔ خارکش: لکڑہارا۔ پشتہ: گٹھر۔ سماط: (بکسر) دسترخوان۔ عمل: کام، محنت۔ منت: احسان۔

حکایت ۱۵: اس کا حاصل یہ ہے کہ مفلس اپنے افلاس کو حکمت خداوندی پر محمول کرکے راضی برضا رہے نہ کہ قوت پاکر جرائم کا ارتکاب کرے۔ برہنگی: ننگاپن۔ بریگ اندر شدہ: یعنی کپڑا نہ رہنے کے باعث ریت سے اپنا بدن چھپائے رہتا تھا۔ کفاف: روزینہ، گزارہ، قابل کفایت۔ بیطاقتی: یعنی مفلسی۔ از مناجات: یعنی موسیٰ علیہ السلام رب کے ساتھ اپنی سرگوشیاں کرکے چند دنوں کے بعد واپس آئے۔ انبوہ: مجمع، بھیڑ۔ گرد آمدہ: اکٹھا ہوگئی ہے۔ عربدہ: جنگجوئی، لڑائی۔ قصاص: قتل کرنے کا بدلہ لینا۔ فرمودہ اند: یعنی لوگوں نے بتایا کہ اس نے شراب پی رکھی اور لڑائی کی [illegible] شخص کو قتل [illegible] قصاص [illegible] لیے جانے کا حکم ہو چکا ہے۔ [illegible]

قطعہ

گربۂ مسکیں اگر پر داشتے | تخمِ کنجشک از جہاں بر داشتے
ہیچ کس را گرد خود نگذاشتے | ایں دو شاخِ گاؤ گر خر داشتے

فرد

عاجز باشد کہ دستِ قوّت یابد | برخیزد و دستِ عاجزاں برتابد
وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ ۝

شعر

مَاذَا اَخَاضَكَ یَا مَغْرُوْرُ فِی الْخَطَرِ | حَتّٰی هَلَکْتَ فَلَیْتَ النَّمْلَ لَمْ تَطِرِ

نظم

سفلہ چو جاہ آمد و سیم و زرش | سیلی خواہد بضرورت سرش
آں نشنیدی کہ فلاطوں چہ گفت | مور ہماں بہ کہ نباشد پرش

حکمت پدر را عسل بسیار ست ولیکن پسر گرمی دار ست

فرد

آں کس کہ توانگرت نمی گرداند | او مصلحتِ تو از تو بہتر داند

حکایت (۱۶)

اعرابئے را دیدم در حلقۂ جوہریانِ بصرہ کہ حکایت میکرد

تخمِ کنجشک: یعنی چڑیوں کا انڈا۔ کنجشک: گوریا، مولا، چھوٹی چڑیا۔ ہیچ کس را ...الخ: اپنے پاس کسی کو پھٹکنے بھی نہ دیتا اگر بیل کی طرح گدھے کو دو سینگ ہوتے۔ (یعنی سب کو مار ڈالتا)۔ باشد: ہوسکتا ہے۔ دست عاجزاں برتابد: کمزوروں کے ہاتھ مروڑ دے۔ وَلَو بَسَطَ ...الخ: اگر اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں کے لیے روزی کشادہ کردیتا تو وہ ضرور زمین میں فساد مچاتے۔ (آیت ۲۷۔ سورہ ۴۲) مَاذَا اَخَاضَكَ ......الخ: اے مغرور! کس چیز نے تجھے خطرہ میں ڈالدیا کہ تو ہلاک ہوگیا۔ اے کاش! چیونٹی (کے پر نہ نکلتے اور وہ) نہ اڑتی۔ (کیوں کہ چیونٹی کے پر نکلنا اس کے مرنے کی علامت ہے) سفلہ: کمینہ، چھچھورا۔ جاہ: مرتبہ۔ سیلی: تھپڑ، طمانچہ۔ مور ہماں بہ ...الخ: چیونٹی کے لیے یہی بہتر ہے کہ اس کے پر نہ نکلیں۔ حکمت: دانائی۔ عسل: شہد۔ (اس کا مزاج گرم ہے)۔ گرمی دارست: یعنی مزاج گرم ہے (جس میں شہد مضر پڑتا ہے)۔ (یہ ایک مشہور مثل ہے)۔ نمی گرداند: یعنی اللہ تعالیٰ۔ حکایت ۱۶: حکایت ۱۶ تا ۱۸ کا حاصل یہ ہے کہ آدمی قناعت گزیں بنے اور سفر میں اپنا توشہ اپنے ساتھ رکھے۔ مشکل اوقات میں اس کی قدر و قیمت معلوم ہوتی ہے۔ اعرابی: گنوار، دہقانی، دیہات کا باشندہ۔ (ج) اعراب۔ جوہری: جواہرات کا سوداگر۔ سنار۔ بصرہ: عراق کا ایک شہر۔

کہ وقتے در بیاباں راہ گم کردہ بودم و از زادِ معنی چیزے با من نماندہ دل بر ہلاک نہادہ کہ ناگاہ کیسہ یافتم پر از مروارید ہرگز آں ذوق و شادی فراموش نکنم کہ پنداشتم کہ گندم بریان ست باز آں تلخی و نومیدی کہ معلوم کردم کہ مروارید ست

قطعہ

در بیابانِ خشک و ریگِ رواں | تشنہ را در دہاں چہ دُر چہ صدف
مردِ بے توشہ کاو فتاد ز پا | بر کمر بندِ او چہ زر چہ خزف

حکایت(۱۱) یکے از عرب در بیابانے از غایتِ تشنگی میگفت

نظم

يَا لَيْتَ قَبْلَ مَنِيَّتِيْ | يَوْمًا اَفُوْزُ بِمُنْيَتِيْ
نَهْرٌ تَلَاطَمُ رُكْبَتِيْ | وَاَظَلُّ اَمْلَاُ قِرْبَتِيْ

حکایت(۱۲) ہمچناں درویشے در قاعِ بسیط گم شدہ و قوت و

قوتش نماندہ درمے چند داشت بسیار بگردید رہ بجائے نبرد پس بسختی ہلاک شد طائفہ برسیدند درمہا دیدندش پیش روئے نہادہ و بر خاک نبشتہ۔

زاد: توشہ، سفری کھانا۔ دل بر ہلاک نہادہ: مجھے مرنے کا یقین ہوگیا۔ کیسہ: تھیلی۔ مروارید: سچے موتی۔ پُر: بھرا ہوا۔ گندم بریاں: بھنے ہوئے گیہوں۔ دُر: موتی۔ صدف: سیپ۔ ریگ رواں: ہوا سے بہتی ریت۔ خزف: کنکری، ٹھیکری۔ کمر بند: ہمیانی۔ وہ تھیلی جو کمر سے بندھی رہتی ہے۔ مردِ بے توشہ ...الخ: وہ بے توشہ شخص جو کمزوری سے گر پڑا ہو اس کی کمر بند میں خواہ سونا ہو خواہ ٹھیکری۔ (دونوں یکساں غیر مفید ہیں) عرب: ملک عرب کا باشندہ۔ واحد، جمع ہر ایک پر اطلاق ہوتا ہے۔ غایت تشنگی: انتہائی پیاس، پیاس کی شدت۔ یا لیت ...الخ: اے کاش! میں اپنے مرنے سے پہلے کسی دن اپنی آرزو حاصل کرسکوں۔ کہ ایک نہر ہو جو میرے گھٹنوں پر تھپیڑے مارتی ہو اور میں اس سے اپنا مشکیزہ بھرتا رہوں۔ قاع بسیط: وسیع میدان۔ گم شد: یعنی راستہ بھول گیا۔ قوت و قوتش نماند: نہ اس کے پاس قوت رہی اور نہ خوراک رہی۔ قُوت: طاقت۔ قوت: خوراک۔ درمے چند داشت: چند درم پاس موجود تھے۔ رہ بجائے نبرد: کسی آبادی کی جگہ نہ پہونچ سکا۔ سختی: یعنی بھوک [illegible]

قطعہ

گر ہمہ زرِ جعفری دارد | مردِ بے توشہ بر نگیرد گام
در بیاباں فقیرِ سوختہ را | شلغمِ پختہ بہ کہ نقرۂ خام

حکایت (۱۹) ہرگز از دورِ زماں ننالیدہ ام و روی از گردشِ ایام درہم نکشیدہ مگر وقتیکہ پایم برہنہ بود و استطاعتِ پای پوشے نداشتم بجامعِ کوفہ در آمدم دلتنگ یکے را دیدم کہ پای نداشت سپاسِ نعمتِ حق بجای آوردم و بر بے کفشی صبر کردم

قطعہ

مرغِ بریاں بچشمِ مردمِ سیر | کمتر از برگِ ترہ بر خوان ست
وانکہ را دستگاہ و قدرت نیست | شلغمِ پختہ مرغِ بریان ست

حکایت (۲۰) یکے از ملوک با تنے چند خاصاں در شکارگاہے بزمستان از عمارت دور افتادند تا شب در آمد خانۂ دہقانے را دیدند ملک گفت شب آنجا رویم تا زحمتِ سرما نباشد یکے از وزرا گفت لائق قدرِ بلند پادشاہاں نباشد بخانۂ دہقانے رکیک التجا کردن ہم اینجا خیمہ بزنیم و آتش افروزیم دہقاں را خبر شد ماحضرے کہ داشت

زرِ جعفری: جعفر برکی (وزیر ہارون رشید) کے زمانہ کی اشرفی جو خالص سونے کی ہوتی تھی یا جعفر کیمیا گر کی طرف منسوب ہے۔ مردِ بے توشہ ...الخ: یعنی مرد کو چاہیے کہ بے توشہ گھر سے قدم نہ نکالے۔ نقرۂ خام: کچی چاندی یعنی خالص۔

حکایت۱۹: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ انسانوں کی زبوں حالی ایک سے بڑھ کر ایک ہوتی ہے۔ لہٰذا جس حال میں ہو اس پر شکر کرے۔ دورِ زمان: گردشِ زمانہ یعنی مصائب وآلام۔ برہنہ: ننگا۔ پائے پوش: جوتا۔ جامع کوفہ: شہر کوفہ کی جامع مسجد۔ استطاعت: طاقت۔ دلتنگ: غمگین، رنجیدہ۔ سپاس: شکر۔ بر بے کفشی: جوتا نہ ہونے پر۔ ننگے پاؤں ہونے پر۔ برگِ ترہ: ساگ، ترکاری۔ خوان: دسترخوان۔ دستگاہ: استطاعت، طاقت۔ مرغِ بریاں: بھنا ہوا مرغ، مرغ مسلّم۔

حکایت۲۰: اس حکایت کا منشا یہ ہے کہ دولت مند اور صاحبانِ جاہ وحشمت کو بھی تنگی حالات کے ذائقہ سے آشنا رہنا چاہیے۔

خاصاں: یعنی خاص لوگ مصاحبین ووزراء۔ زمستان: جاڑے کا موسم۔ دہقان: دیہاتی۔ سرما: جاڑا، ٹھنڈک۔ رکیک: نیچ، ادنی، حقیر۔ التجا: گزارش، خوشامد۔ ماحضر: جو کچھ تیار ہو۔ یعنی بغیر اہتمام تیار شدہ کھانا جو مہمان کے سامنے رکھا جائے۔

ترتیب کرد و پیش آورد و زمین بوسید و گفت قدرِ بلند سلطان بدیں قدرِ نازل نشدے ولیکن نخواستند کہ قدرِ دہقان بلند شود سلطان را سخن گفتنِ او مطبوع آمد شبانگہ بمنزلِ او نقل کردند بامدادش خلعت و نعمت فرمود شنیدندش کہ قدمے چند در رکابِ سلطان بود و میگفت

قطعہ

ز قدر و شوکتِ سلطان نگشت چیزے کم | از التفات بمہمانسرائے دہقانے
کلاہِ گوشۂ دہقاں بآفتاب رسید | کہ سایہ بر سرش انداخت چو تو سلطانے

حکایت (۲۱) گدائے سؤل را حکایت کنند کہ نعمتے وافر اندوختہ بود یکے از پادشاہاں گفتش ہمی نمایند کہ مالِ بیکراں داری و مارا مہمیست اگر برخے ازاں دستگیری کنی چوں ارتفاع برسد وفا کردہ شود و شکر گفتہ آید گفت اے خداوندِ روئے زمین لائقِ قدرِ بزرگوارِ پادشاہ نباشد دست بمالِ چوں من گدائے آلودہ کردن کہ جو جو بگدائی فراہم آوردہ ام گفت غم نیست کہ بکافر میدہم کہ اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ ؕ

شعر

گر آبِ چاہِ نصرانی نہ پاک ست | جہودِ مردہ می شوئی چہ باک ست

زمین بوسید: یعنی تعظیم بجالایا۔ قدر: مرتبہ۔ بدیں قدر: اتنی مقدار سے۔ نازل: پست۔ قدر: عزت۔ مطبوع: طبیعت کے موافق، مزاج کے مطابق۔ شبانگہ: رات کے وقت۔ منزل: قیامگاہ۔ بامداد: صبح کے وقت۔ اس میں ''ش'' ضمیر مفعولی ہے۔ خلعت: شاہی جوڑا۔ رکاب: شاہی سواری۔ شوکت: دبدبہ، رعب داب۔ التفات: توجہ۔ مہمانسرائے: مہمانوں کے ٹھہرنے کا مکان۔ کلاہِ گوشہ: یعنی گوشۂ کلاہ۔ (یعنی ایک دہقان کے گھر میں مہمانی قبول فرمائی) جس سے دہقان کے فخر کی ٹوپی کا کنارہ آفتاب کی بلندیوں تک پہونچا کہ اس کے سر پر تجھ جیسے سلطان نے سایہ ڈالا۔

حکایت ۲۱: اس کا حاصل یہ ہے کہ بادشاہوں اور حاکموں کے ساتھ شوخ چشمی، حیلہ وحجت، نافرمانی تباہی کا پیش خیمہ ہے۔ مصلحت اندیشی سے کام لینا چاہیے۔

گدائے سؤل: بہت زیادہ بھیک مانگنے والا فقیر، نعمتے وافر: یعنی کثیر دولت۔ بیکراں: بے انتہا۔ مہم: مشکل کام، جنگ ومعرکہ۔ برخے: تھوڑا حصہ۔ دستگیری: امداد۔ ارتفاع: خراج اور لگان کی آمدنی۔ وفا کردہ شود: یعنی یہ قرض ادا کر دیا جائے گا۔

الخبیثت للخبیثین: یعنی گندی کمائیاں گندے لوگوں کے لیے ہیں۔ گر آب... الخ: یعنی اگر نصرانی کے کنویں کا پانی پاک نہیں ہے تو اس سے یہودی مردے کو غسل دینے میں کیا حرج ہے؟

شعر

قَالُوْا عَجِیْنُ الْکِلْسِ لَیْسَ بِطَاہِرٍ | قُلْنَا نَسُدُّ بِہٖ شُقُوْقَ الْمَبْرَزِ

شنیدم کہ سر از فرمانِ مَلِک باز زد و حجت آوردن گرفت و شوخ چشمی کردن مَلِک بفرمود تا مضمونِ خطاب را از وے بزجر و توبیخ مخلّص کردند

مثنوی

بہ لطافت چو بر نیاید کار | سر بہ بیحرمتی کشد ناچار
ہر کہ بر خویشتن نبخشاید | اگر نہ بخشد برو کسے شاید

حکایت (۲۲) بازرگانے را دیدم کہ صد و پنجاہ شتر بار داشت و چہل بندہ و خدمتگار شبے در جزیرۂ کیش مرا بحجرۂ خویش برد ہمہ شب نیارمید از سخنہائے پریشان گفتن کہ فلاں انبارم بترکستان است و فلاں بضاعت بہندوستان و ایں قبالۂ فلاں زمین است و فلاں چیز را فلاں کس ضمین ست وگاہ گفتے کہ خاطرِ اسکندریہ دارم کہ ہوائے خوش ست باز گفتے نہ کہ دریائے مغرب مشوش ست سعدیا سفرے دیگر در پیش ست اگر آں کردہ شود بقیّت عمرِ خویش بگوشۂ بنشینم و قناعت کنم گفتم آں کدام سفر ست گفت گوگرد

قالوا...الخ: لوگوں نے کہا اس چونے کا خمیر پاک نہیں ہے ہم نے کہا (کیا حرج ہے) اس سے ہم بیت الخلاء کی درزیں بند کریں گے۔ (یعنی ناپاک چیز ناپاک جگہ صرف کی جائے گی)

باززد: یعنی انکار کردیا۔ حجت آوردن: دلیل بازی کرنا۔ بحث وتکرار کرنا۔ مضمون خطاب: یعنی شاہی حکم کا مقصود۔ شوخ چشمی: بے باکی۔ زجر وتوبیخ: ڈانٹ پھٹکار، زور زبردستی۔ مخلص کردند: حاصل کرلیا۔ چھین لیا۔ لطافت: نرمی۔ بے حرمتی، بے عزتی۔ نبخشاید: یعنی مہربانی نہ کرے۔ شاید: مناسب ہے۔

حکایت ۲۲: اس حکایت کا منشا یہ ہے کہ اگر انسان قناعت کو چھوڑ کر حرص وآز میں مبتلا ہوجائے تو گویا ایک ناپیدا کنار مصیبت میں گرفتار ہوجاتا ہے۔

بازارگان: سوداگر، تاجر۔ بار: بوجھ، سامان۔ کیش: ایک جزیرہ اور شہر کا نام۔ سخنہائے پریشان: بہکی بہکی باتیں، بکواس۔ انبار: سامانوں کا ڈھیر، ذخیرہ۔ بضاعت: پونجی۔ قبالہ: دستاویز۔ ضمین: ضمانت دار، ضامن۔ خاطر: خیال۔ جانے کا ارادہ۔ اسکندریہ: مصر کے شمال میں ایک شہر جسے اسکندر بن فیلقوس نے تعمیر کیا۔

دریائے مغرب مشوش است: یعنی مغربی سمندر میں طوفان ہے۔ سعدیا: اے سعدی۔ گوگرد: گندھک۔ پارسی: یعنی ایرانی۔

پارسی خواہم بردن بچین کہ شنیدم کہ قیمتے عظیم دارد و کاسۂ چینی بروم آرم و دیبائے رومی بہند و پولادِ ہندی بحلب و آبگینۂ حلبی بہ یمن و بردِ یمانی بپارس و ازاں پس ترکِ سفر کنم و بدکانے بنشینم انصاف ازیں ماخولیا چنداں فرو گفت کہ بیش طاقت گفتنش نماند گفت اے سعدی تو ہم سخنے بگوی ازانہا کہ دیدہ و شنیدہ گفتم

قطعہ

آں شنیدستی کہ در صحرائے غور | بارِ سالارے بیفتاد از ستور
گفت چشمِ تنگ دنیا دار را | یا قناعت پر کند یا خاکِ گور

حکایت(۲۳) مالدارے را شنیدم کہ بہ بخل اندر چناں معروف بود کہ حاتمِ طائی در کرم ظاہرِ حالش بہ نعمت دنیا آراستہ و خستِ نفسِ جبلی ہمچناں در وے متمکن تا بجائے رسید کہ نانے از دست بجانے ندادے و گربۂ ابوہریرہؓ را بہ لقمۂ ننواختے و سگِ اصحابِ کہف را استخوانے نینداختے فی الجملہ خانۂ او را کس ندیدے در کشادہ و سفرۂ او را سر

بیت

درویش بجز بوئے طعامش نشنیدے | مرغ از پئے نان خوردنِ او ریزہ نچیدے

عظیم: بھاری۔ کاسۂ چینی: چینی پیالہ مراد سادے برتن ہیں۔ دیبا: ریشمی چادر۔ روم، موجودہ اٹلی۔ پولاد: فولاد۔ حلب: شام کا ایک شہر۔ آبگینہ: شیشہ، آئینہ۔ بردِ یمانی: یمنی ریشمی دھاری دار چادر۔ انصاف: یعنی سچ بات تو یہ ہے۔ ماخولیا: مالیخولیا کا مخفف۔ پاگل پن: جنون کی ایک قسم۔ فرو گفت: بکواس کیا۔ غور: ایک شہر کا نام۔ بار: دو احتمال ہے (۱) یہ کہ پائے فارسی سے ہو یعنی پارسال۔ سالِ گذشتہ۔ (۲) بائے عربی سے بار یعنی بوجھ۔ بلا تکلف دونوں درست ہیں۔ سالار: سردار۔ ستور: بار بردار جانور۔ جیسے اونٹ، خچر وغیرہ۔ خاکِ گور: قبر کی مٹی یعنی موت۔

حکایت ۲۳: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ قناعت سے محروم اور دولت مند بخیل کا مال خود اس کے کچھ کام نہیں آتا بلکہ اُن عزیزوں کے کام آتا ہے جو زندگی میں اس کے دشمن تھے۔ بخل: کنجوسی۔ معروف: مشہور۔ حاتم طائی: یمن کے قبیلۂ طے کا ایک مشہور سخی مرد۔ کرم: سخاوت۔ خست: بخیلی۔ نفس: طبیعت۔ جبلی: فطری۔ متمکن: جاگزیں۔ بجانے نہ دادے: یا تو "با" عوض کی ہے یعنی کوئی اس کے لیے جان بھی قربان کردے تو اس کے عوض ایک روٹی بھی نہ دیتا۔ یا مقابلہ کی ہے یعنی خواہ جان چلی جائے مگر اپنے ہاتھ سے ایک روٹی نہ دیتا۔ گویا "چمڑی جائے دمڑی نہ جائے" پر اس کا عمل تھا۔ گربۂ ابوہریرہ: حضرت ابوہریرہ (مشہور صحابی) کو بلی کا بچہ پالنے کا بہت شوق تھا۔ اسی مناسبت سے ان کی کنیت ابوہریرہ پڑ گئی۔ اصحاب کہف: غار والے ص: ۲۴ دیکھیں۔ استخواں: ہڈی۔ سر: یعنی سر کشادہ [illegible] ریزہ: گرے ہوئے ٹکڑے، خردہ۔

شنیدم کہ بدریائے مغرب اندر راہِ مصر پیش گرفتہ بود و خیالِ فرعونی در سر حتّٰی اِذَا اَدْرَکَہُ الْغَرَقُ بادے مخالف بہ کشتی برآمد چنانکہ گویند

فرد

باطبعِ ملولت چہ کند دل کہ نسازد | شرطہ ہمہ وقتے نبود لائقِ کشتی

دست بدعا برآورد و فریاد بیفائدہ خواندن گرفت فَاِذَا رَکِبُوْا فِی الْفُلْکِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ۵

شعر

دستِ تضرّع چہ سود بندۂ محتاج را | وقتِ دعا بر خدا وقتِ کرم در بغل

قطعہ

از زر و سیم راحتے برساں | خویشتن ہم تمتّعے برگیر
وانگہ ایں خانہ کز تو خواہد ماند | خشتے از سیم و خشتے از زر گیر

آوردہ اند کہ در مصر اقاربِ درویش داشت بعد از ہلاکِ وے بہ بقیّتِ مالِ وے توانگر شدند جامہائے کہن بمرگِ او بدریدند و خزّ و دمیاطی بعوضِ آں ببریدند ہمدراں ہفتہ یکے را دیدم از ایشاں برباد پائے سوار رواں و غلام پری پیکر در پئے او دواں

دریائے مغرب: خلیج مصر۔ مغربی سمندر یا بحر روم۔ خیال فرعونی در سر: تکبر و غرور سر میں بسائے ہوئے۔ حتی اذا ...الخ: یہاں تک کہ جب غرق نے اس کو آ دبوچا۔ یہ آیت مصحف شریف میں وہاں ہے کہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کا تعاقب کیا تھا۔ (سورۂ یونس۔ ۹۰) طبع ملول: رنجیدہ طبیعت۔ باطبع ملولت ... الخ: یعنی معشوق کی نازک طبیعت کے ساتھ دل کا موافق ودمساز ہونا ضروری ہے بغیر اس کے چارہ نہیں جیسے کشتی کے لیے ہوائے موافق چلنا ضروری ہے بغیر اس کے چارہ نہیں۔ بہرحال اس مصرع اول کا اصل حکایت سے کوئی خاص تعلق نہیں۔ نسازد: اور بعض نسخوں میں بسازد ہے۔ دونوں طرح مطلب برآمد ہوجائے گا۔ شرطہ: وہ ہوائے نرم جو طوفان کے بعد سمندر میں چلتی ہے۔ فَاِذَا رَکِبُوْا ...الخ: پھر جب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں اللہ کو پکارتے ہیں ایک اسی پر عقیدہ لاکر۔ (عنکبوت۔ ۶۵) تضرّع: گریہ وزاری۔ وقتِ کرم در بغل: یعنی سخاوت کرنے کے وقت ہاتھ بغل میں رکھ لے۔ اور تعاون کا ہاتھ نہ بڑھائے۔ زر و سیم: سونا چاندی، مال و دولت۔ تمتّع: نفع، فائدہ۔ وآنگہ ...الخ: اور اس گھڑی جب کہ یہ گھر تجھ سے پڑا رہ جائے گا۔ تو چاہیے (تعمیر میں) ایک اینٹ چاندی کی اور ایک اینٹ سونے کی تو اختیار کرے۔ بہرحال چھوڑنا پڑے گا۔ اقارب: رشتہ دار۔ بمرگِ او: یعنی اس کی موت کے سوگ میں۔ خز و دمیاطی: دمیاط کا بنا ریشمی کپڑا۔ دِمیاط: مصر کا ایک شہر۔ ببریدند: یعنی سلانے کے لیے کٹوائے۔ بادپا: صبا رفتار گھوڑا۔ پری پیکر: حسین و خوبرو۔ رواں، دواں: اسم حالیہ ہیں۔

قطعہ

وہ کہ گر مردہ باز گردیدے | بسرائے قبیلہ و پیوند
ردِّ میراث سخت تر بودے | وارثاں را ز مرگِ خویشاوند

بسابقہ معرفتے کہ درمیانِ ما بود آستینش گرفتم و گفتم

بیت

بخور اے نیک سیرت سرہ مرد | کاں فرومایہ گرد کرد و نخورد

حکایت (۲۴) صیادِ ضعیف را ماہیِ قوی بدام افتاد طاقتِ حفظ آں نداشت ماہی برو غالب آمد و دام از دستش در ربود

قطعہ

شد غلامے کہ آبِ جُو آرد | آبِ جُو آمد و غلام ببرد
دام ہر بار ماہی آوردے | ماہی ایں بار رفت و دام ببرد

بیت

صیاد نہ ہر بار شکارے ببرد | ایک روز بہ بینی کہ پلنگش بخورد

دیگر صیاداں دریغ خوردند و ملامتش کردند کہ چنیں صیدے در دامت افتاد و نہ توانستی نگہداشتن گفت اے برادراں چہ تواں کرد

وَہ: (بالفتح) ہائے۔ (کلمۂ تعجب ہے)۔ سرائے: گھر، مکان۔ قبیلہ: خاندان، کنبہ۔ پیوند: رشتہ دار۔ ردّ: واپس کرنا۔ میراث: مردے کا مال جو وراثت میں ہاتھ آئے۔ (مالِ وراثت) خویشاوند: اپنے، اقرباء عزیزوں۔ سابقہ معرفت: پہلے کی شناسائی۔ آستینش گرفتم: یعنی اس کا ہاتھ پکڑا۔ سَرَہ: (بفتحتین) پاکیزہ، برگزیدہ، نفیس۔ فرومایہ: کمینہ۔ گرد کرد: جمع کیا۔

حکایت ۲۴: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ غیر حاصل شدہ کو اپنی روزی تصور نہ کرے اور نقصان کو من جانب اللہ مان کر صبر وقناعت اختیار کرے۔ صَیاد: شکاری۔ ضعیف: کمزور۔ ماہی قوی: طاقتور مچھلی۔ دام: جال۔ طاقتِ حفظ: اور ایک نسخے میں ہے "طاقتِ ضبط" یعنی اس کو نہ روک سکا۔ شد: بمعنی رفت۔ غلام: لڑکا، بچہ۔ آبِ جُو: (بواوِ معروف) نہر کا پانی۔ دام ببرد: یعنی دنیا کا معاملہ دنیا کے اختیار وتدبیر میں نہیں ہے۔ بخورد: اور ایک نسخے میں ہے "بدرد"۔ صَیاداں: صیاد کی جمع۔ دریغ: افسوس۔

در دامت: تیرے جال میں۔ ونہ توانستی نگاہ داشتن: اور تم بچا نہ سکے۔ چہ تواں کرد: یعنی کیا کیا جاسکتا ہے؟۔

مرا روزی نبود و او را ہمچنیں روزی مانده حکمت صیّاد بے روزی
در دجلہ نگیرد و ماہی بے اجل بر خشکی نمیرد

حکایت(۲۵) دست و پا بریدہ ہزار پائے را بکشت صاحبدلے بر و بگذشت و گفت سبحان اللہ با ہزار پائے کہ داشت چوں اجلش فراز آمد از بیدست و پائے گریختن نتوانست۔

مثنوی

چو آید ز پے دشمنِ جاں ستاں   ببندد اجل پائے مردِ دواں
دراں دم کہ دشمن بیاپے رسید   کمانے کیانی نباید کشید

حکایت(۲۶) ابلہے را دیدم سمین و خلعتے ثمین در بر و مرکبِ تازی در زیر و قصبے مصری بر سر کسے گفت اے سعدی چگونہ ہمی بینی ایں دیبائے معلم بریں حیوانِ لا یعلم گفتم

شعر

قَدْ شَابَہَ بِالْوَرٰی حِمَارٌ   عِجْلًا جَسَدًا لَّہٗ خُوَارٌ

گفتہ اند یک طلعتِ زیبا بہ از ہزار خلعتِ دیبا

قطعہ

شریف اگر متضعف شود خیال مبند   کہ پایگاہِ بلندش ضعیف خواہد شد

مرا روزی نبود: یعنی مچھلی میرے لیے روزی نہ تھی۔ روزی مانده: یعنی مچھلی کے لیے روزی کھانا ابھی باقی تھا۔ دِجلہ: بالفتح و بالکسر، بغداد کا مشہور دریا مجازاً ہر دریا۔ بے اَجَل: بے موت۔

حکایت ۲۵: اس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ موت اپنے متعینہ وقت پر آکر رہے گی اس سے گریز ممکن نہیں۔ دست و پا بریدہ: ہاتھ پیر کا کٹا ہوا یعنی سانپ۔ ہزار پائے: کنکھجورا، ہزار پایہ۔ چوں اجلش فراز آمد: جب اس کی موت قریب آگئی۔ مردِ دواں: دوڑتا مرد۔ دشمن: یعنی بہت سے دشمن۔ کمانِ کیانی: ایران کے شاہانِ عظیم الشان کے لائق کمان۔

حکایت ۲۶: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ جاہل، مالدار کی دولت مندی اس کا مرتبہ نہ بڑھائے گی اسے دیکھ کر قدرت کا شاکی نہ ہونا چاہیے بلکہ اپنی اس نعمت پر شکر خداوندی بجالائے جو اس کو حاصل نہ ہو۔ ابلہ: بیوقوف۔ سمین: فربہ، موٹا۔ خلعت: جوڑا، لباس۔ ثمین: قیمتی۔ (سمین اور ثمین میں صنعت تجنیس ہے)۔ در بر: یعنی پہنے ہوئے۔ مرکب تازی: عربی گھوڑا۔ قصبے مصری: ایک قسم کا ریشمی پھولدار رومال۔ دیبائے معلم: منقش (پھولدار) ریشمی کپڑا۔

لا یعلم: بے علم۔ قد شابہ ...الخ: یعنی ایک گدھا آدمیوں کے مانند ہوگیا (یا یوں سمجھو کہ) ایک بچھڑے کا بے جان دھڑ ہے جو گائے کی طرح آواز کرتا ہے۔ (یہ تشبیہ کے باب سے ہے کہ اسے گدھا بھی کہہ سکتے ہیں اور بچھڑا بھی) مصرع ثانی اس آیت کریمہ سے اقتباس ہے جو گئو سالہ سامری کے حق میں نازل ہوئی۔ (سورۂ اعراف ۔۱۴۸) اس شعر میں "عجلا جسدا" محل رفع میں ہے بربنائے اقتباس علی حالہ باقی رکھا گیا۔ اور بعض نسخوں میں "عجلٌ جسدٌ" مرفوع آیا ہے۔ مگر لفظ مقتبس میں تھوڑے سے تغیر سے حرج نہیں۔ طلعت: صورت، چہرہ۔ زیبا: خوشنما، بھلا۔ متضعف: کمزور۔

درآستانہ سیمیں بہ میخِ زر بزند | گماں مبر کہ یہودی شریف خواہد شد

قطعہ

بآدمی نتواں گفت ماند ایں حیواں | مگر دُراعہ و دستار و نقشِ بیرونش
بگرد در ہمہ اسبابِ مُلک و ہستیِ او | کہ ہیچ چیز نہ بینی حلال جز خونش

حکایت (۲۷) دزدے گدائے را گفت شرم نمیداری از برائے جَوے سیم دست پیشِ ہر لئیم دراز کردن گفت۔

بیت

دست دراز پئے یک حبہ سیم | بہ کہ ببرند بدانگے و نیم

حکایت (۲۸) مشت زنے را حکایت کنند کہ از دہرِ مخالف بفغاں آمدہ بود و از حلقِ فراخ و دستِ تنگ بجاں رسیدہ شکایت پیشِ پدر برد و اجازت خواست کہ عزمِ سفر دارم مگر بقوّتِ بازو دامنِ کامے فراچنگ آرم کہ بزرگاں گفتہ اند

بیت

فضل و ہنر ضائع ست تا ننمایند | عود بر آتش نہند و مشک بسایند

پدر گفت اے پسر خیالِ محال از سر بدر کن و پائے قناعت در دامن

آستانہ: چوکھٹ۔ سیمیں: چاندی کی۔ میخ زر: سونے کی کیل۔ شریف: یعنی سید، رئیسِ شہر، حاکم مکہ۔ دُراعہ: بضم اول، پیراہن۔ نقشِ بیروں: یعنی کرتا پاجامہ، ہتھیار وغیرہ۔ بگرد... الخ: یعنی اس کی ملکیت کے تمام ساز وسامان اور خود اس کا وجود اس میں کوئی چیز ایسی نظر نہ آئے گی جو حلال ہو سوائے اس کے خون کے۔ یعنی اس کا خون بہا دینا جائز اور وہ واجب القتل ہے۔

حکایت ۲۷: اس کا حاصل یہ ہے کہ عزت وآبرو داؤ پر لگا کر دولت حاصل کرنے سے بہتر اس کو ٹھکرا دینا ہے اور قناعت کی زندگی گزارنا بہتر ہے۔ گدا: فقیر، بھیک مانگنے والا۔ جوے سیم: جَو بھر چاندی۔ لئیم: کمینہ، بخیل۔ حبۂ سیم: رتی بھر چاندی۔ دانگ: چھ رتی۔ دونیم: یعنی چوری کے عوض ہاتھ کاٹ دیئے جائیں۔

حکایت ۲۸: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ قناعت گزیں بنے اور رزق کثیر کی ہوس میں شہر بہ شہر مارا مارا پھرنا نہ چاہیے۔ مشت زن: مکّے باز یعنی پہلوان۔ چونکہ وہ مکّے مار کر اپنے بدن کو مضبوط بناتا ہے۔ دہرِ مخالف: ناموافق زمانہ یعنی بدحالی۔ فغاں: نالہ وفریاد۔ حلقِ فراخ: کشادہ حلق، بسیار خوری کے طرف اشارہ ہے۔ دستِ تنگ: تنگ ہاتھ یعنی تنگ دستی، مفلسی۔ بجاں رسیدن: سخت تکلیف واذیت میں ہونا۔ عزم: قصد وارادہ۔ مگر: شاید۔ کام: مقصد۔ فراچنگ آوردن: حاصل کرنا۔ عود: اگر، سیاہ رنگ کی خوشبودار ایک لکڑی۔ خیالِ محال: ناممکن کا خیال۔ بدر کن: یعنی نکال دے۔

سلامت کش که خردمنداں گفته اند دولت نه بکوشیدن ست
و چارهٔ آں کم جوشیدن ست

شعر

کس نتواند گرفت دامنِ دولت بزور | کوشش بیفائده ست وسمه بر ابروئے کور

فرد

اگر بہر سرِ مویت ہنر دو صد باشد | ہنر بکار نیاید چو بخت بد باشد

بیت

چه کند زورمندِ واژوں بخت | بازوئے بخت به که بازو سخت

پسر گفت اے پدر فوائدِ سفر بسیار ست از نزہتِ خاطر و جرِّ منافع و دیدنِ عجائب و شنیدنِ غرائب و تفرّجِ بلدان و محاورتِ خلّان و تحصیلِ جاه و ادب و مزیدِ مال و مکتسب و معرفتِ یاراں و تجربتِ روزگار چنانکه سالکانِ طریقت گفته اند

نظم

تا بدکانِ خانه در گردی | ہرگز اے خام آدمی نشوی
برو اندر جہاں تفرّج کن | پیش ازاں روز کز جہاں بروی

پدر گفت اے پسر منافعِ سفر چنیں که تو گفتی بیشمار ست لیکن مسلّم

چارہ: علاج، تدبیر۔ کم جوشیدن: یعنی صبر و تحمل کرنا۔ وسمہ: ایک رنگ ہے جسے معشوقوں کے ابرو پر زینت و خوشنمائی کے لیے لگاتے تھے۔ لیکن اندھے کی ابروؤں پر وسمہ لگانا محض بے سود ہے۔ شارح فاضل نے کہا کہ طلائی وسمہ ابرو پر کرتے تا کہ اس کی برودت آنکھ کو پہونچے و گرم مزاج میں نافع ہو۔ لہٰذا اندھے کو اس سے کیا فائدہ حاصل ہوگا۔ اگر...الخ: اگر تیرے ہر بال میں دوسو ہنر موجود ہوں یعنی تو کثیر ہنر بھی رکھتا ہو۔ بخت: نصیبہ، مقدر۔ زورمند: طاقتور۔ واژوں بخت: (واژگون کا مخفف ہے) الٹے مقدر والا، بدنصیب۔ بازوئے بخت: قسمت کا بازو، یعنی مبارک نصیبہ۔ فوائد: فائدہ کی جمع، فائدے۔ از: بیانیہ ہے یعنی "جیسے"۔ نزہت خاطر: طبیعت کی تفریح و پاکیزگی۔ جرِ منافع: منفعتوں کا حصول۔ عجائب: (عجیب کی جمع) حیرت انگیز چیزیں، نوادر۔ غرائب: انوکھی باتیں۔ تفرجِ بلدان: شہروں کی تفریح۔ محاورت: گفتگو۔ خلّان: (خلیل کی جمع) دوست صادق۔ جاہ: مرتبہ۔ مکتسب: کمائی، کمایا ہوا روپیہ وغیرہ۔ معرفت: شناسائی، سالکاں: راہِ طریقت چلنے والے۔ ارباب تصوف۔ خام: کچا، ناپختہ۔ تفرج کن: سیر (و تفریح) کر۔ منافع: منفعت کی جمع۔ بمعنی نفع، فائدہ۔ از جہاں بروی: تو دنیا سے جائے یعنی مرنے سے پہلے۔ بے شمار: لاتعداد، بے حساب۔ مسلّم: بتسلیم شدہ، مناسب۔

پنج طائفہ را است نخستیں بازرگانے راکہ باوجودِ نعمت ومُکنت غلاماں وکنیزاں دارد وشاگردانِ چابک ہر روز بشہرے وہر شب بمقامے وہر دم بتفرّج گاہے وہر لحظہ از نعیمِ دنیا متمتّع

قطعہ

منعم بکوہ ودشت وبیاباں غریب نیست | ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت
واں راکہ بر مرادِ جہاں نیست دسترس | در زاد بوم خویش غریب ست وناشناخت

دوم عالمے کہ بہ منطقِ شیریں وقوتِ فصاحت ومایۂ بلاغت ہر جا کہ رود بخدمتِ او اقدام نمایند واکرام کنند

قطعہ

وجودِ مردمِ دانا مثالِ زرِّ طلاست | کہ ہر کجا کہ رود قدر وقیمتش دانند
بزرگ زادۂ ناداں بشہر وا ماند | کہ در دیارِ غریبش بہیچ نستانند

سوم خوبروئے کہ درونِ صاحبدلاں بمخالطتِ او میل کند کہ بزرگاں گفتہ اند کہ جمال بہ از بسیاریِٔ مال وگویند روئے زیبا مرہمِ دلہائے خستہ ست وکلیدِ درہائے بستہ لاجرم صحبتِ او ہمہ جا غنیمت شناسند وخدمتش را منّت دانند

طائفہ: جماعت، گروہ۔ بازرگان: سوداگر، تاجر۔ مکنت: قدرت وطاقت، دبدبہ۔ شاگردانِ چابک: چالاک خدمتگار، تیز کام کرنے والے ملازم۔ تفرج گاہ: تفریح گاہ۔ نعیم دنیا: دنیا کی نعمت۔ متمتع: نفع اٹھانے والا۔ لطف اندوز: منعم: مالدار۔ غریب: مسافر، پردیسی۔ خیمہ زد: خیمہ تانا۔ بارگاہ ساخت: دربار سجایا۔ مراد جہاں: یعنی دنیا کی دولت وراحت۔ دسترس: قابو۔ زاد بوم: یعنی بوم زاد، جائے پیدائش، وطن۔ ناشناخت: غیر معروف، اجنبی۔ غریب: بیگانہ، مسافر۔ منطق: گفتگو، کلام۔ مایہ: سرمایہ، پونجی۔ بلاغت: مقتضائے حال کی رعایت کے ساتھ مرتبۂ کمال تک پہونچا ہوا کلام پیش کرنا۔ حسب موقع فصیح گفتگو۔ اقدام: پیش قدمی۔ اکرام: عزت، تعظیم وتکریم۔ زرِ طلا: خالص سونا۔ بزرگ زادہ: امیر زادہ۔ واماند: عاجز رہتا ہے۔ دیارِ غریب: اجنبی ملک، پردیس۔ درون: طبیعت، دل۔ مخالطت: ہم نشینی، میل جول۔ میل کردن: مائل ہونا، راغب ہونا۔ روئے زیبا: حسین چہرہ۔ خستہ: گھائل، رنجیدہ۔ کلید: کنجی، چابی۔ لاجرم: ناچار۔ منّت: بھلائی۔

قطعہ

شاہد آنجا کہ رود عزت و حرمت بیند | ور براند بقہرش پدر و مادرِ خویش
پرِ طاؤس در اوراقِ مصاحف دیدم | گفتم این منزلت از قدرِ تو می بینم بیش
گفت خاموش کہ ہر کس کہ جمالے دارد | ہر کجا پائے نہد دست بدارندش پیش

قطعہ

چوں در پسر موافقت و دلبری بود | اندیشہ نیست گر پدر از وے بری بود
او جوہر ست گو صدف اندر میاں مباش | دُرِّ یتیم را ہمہ کس مشتری بود

چہارم خوش آوازے کہ بحنجرۂ داؤدی آب از جریان و مرغ از طیران بازدارد پس بوسیلتِ آں فضیلت دلِ مشتاقاں صید کند و اربابِ معنی بمنادمتِ او رغبت نمایند و بانواع خدمت کنند

شعر

سَمْعِیْ اِلٰی حُسْنِ الْاَغَانِیْ | مَنْ ذَا الَّذِیْ جَسَّ الْمَثَانِیْ

قطعہ

چہ خوش باشد آہنگِ نرم حزیں | بگوشِ حریفانِ مستِ صبوح
بہ از روئے زیباست آوازِ خوش | کہ ایں حظِ نفس ست و آں قوتِ روح

شاہد: حسین، خوبرو، معشوق۔ عزت و حرمت: اعزاز و احترام۔ قہر: غصہ۔ طاؤس: مور۔ مصاحف: قرآن پاک۔ منزلت: رتبہ، منصب۔ قدر: مرتبہ۔ بیش: زیادہ۔ خاموش: فعل امر ہے، چپ رہ۔ جمال: حسن، خوبروئی۔ پائے نہادن: قدم رکھنا یعنی وہاں اقامت پذیر ہونا، فروکش ہونا۔ دست بدارندش پیش: یعنی اس کو ہاتھوں لیتے ہیں، عزت و توقیر کرتے ہیں۔ موافقت: محبت، میل ملاپ رکھنا۔ دلبری: دل کو موہ لینا، دلی کشش، محبوبیت۔ گر پدر از وے بری بود: یعنی باپ اگر اس ذمہ داری سے ہاتھ اٹھا لے۔ جوہر: موتی۔ صدف اندر میاں: یعنی اندر میانِ صدف: سیپ کے اندر۔ دُرِّ یتیم: یکتا موتی۔ مشتری: خریدار۔ حنجرۂ داؤدی: حضرت داؤد کا سا گلا۔ آب از جریان و مرغ از طیران بازدارد: پانی کو بہنے سے اور پرندے کو اڑنے سے روک دے۔ کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی خوش آوازی سے اڑتے پرندے رک جاتے اور بہتا پانی ٹھہر جاتا۔ وسیلت: وسیلہ، ذریعہ۔ صید کردن: شکار کر لینا، قابو میں کرنا، دل جیت لینا۔ اربابِ معنی: اہلِ باطن، اہلِ دل۔ منادمت: ہم نشینی۔ رغبت: دلچسپی۔ بانواع: طرح طرح سے۔ سمعی الی ...الخ: میرا کان نغموں کی خوبی کی طرف لگا ہوا ہے کون ہے جس نے ستار چھیڑ رکھا ہے۔ آہنگ: راگ، سُر، لے۔ حزیں: درد بھری، غمناک۔ حریفاں: محفل شراب کے ساتھی۔ صبوح: صبح کو پی جانے والی شراب۔ حظ: لطف، لذت۔ قوت: یعنی غذا۔

پنجم پیشہ ورے کہ بہ سعیِ بازو کفافے حاصل کند تا آبرو از بہرِ لقمہ ریختہ نگردد چنانکہ بزرگان گفتہ اند

قطعہ

گر بغریبی رود از شہرِ خویش | سختی و محنت نکشد پنبہ دوز
ور بخرابی فتد از مملکتِ خویش | گرسنہ خفتد ملکِ نیمروز

چنیں صفتہا کہ بیان کردم اے پسر در سفر موجبِ جمعیتِ خاطرست و داعیۂ طیبِ عیش و آنکہ ازیں جملہ بے بہرہ ست بخیالِ باطل در جہاں برود و دیگر کسش نام و نشان نشنود

قطعہ

ہر آنکہ گردشِ گیتی بکینِ او برخاست | بغیرِ مصلحتش رہبری کند ایام
کبوترے کہ دگر آشیاں نخواہد دید | قضا ہمی بردش تا بسوئے دانہ و دام

پسر گفت اے پدر قولِ حکما را چگونہ مخالفت کنم کہ گفتہ اند رزق اگرچہ مقسوم ست باسبابِ حصولِ آں تعلق شرط ست و بلا اگرچہ مقدر ست از ابوابِ دخولِ آں حذر کردن واجب

قطعہ

رزق ہر چند بے گماں برسد | شرطِ عقل ست جستن از درہا

پیشہ ور: کسی قسم کا کام کرنے والا، اہل حرفت۔ کفاف: روزینہ، آمدنی۔ آبرو: عزت۔ غریبی: سفر، پردیس۔ پنبہ دوز: گانٹھنے والا، پیوند لگانے والا، موچی یا رفو گر، پارہ دوز۔ خرابی: (بیائے تنکیر) یعنی جائے خرابی۔ (بیائے نسبت) یعنی جائے ویران۔ (دونوں طرح درست ہے) گرسنہ: بھوکا۔ مِلک: بادشاہ۔ نیمروز: ولایت سیستان۔ لہذا ملک نیمروز سے مراد رستم ہے۔ موجب: سبب۔ جمعیت خاطر: دل کا اطمینان۔ داعیہ: سبب، سامان، ذریعہ۔ طیب عیش: زندگی کا لطف، خوش زندگانی۔ بے بہرہ: بے نصیب، محروم۔ گردش گیتی: یعنی زمانے کی گردش۔ کین: خلاف۔ بغیر مصلحتش... الخ: یعنی زمانہ اس کو ایسی طرف لے جاتا ہے جس میں اس کی کوئی بھلائی نہیں ہوتی۔ کبوترے کہ ... الخ: یعنی جس کبوتر کو دوبارہ اپنا آشیاں دیکھنا نصیب میں نہ ہوا سے اس کی تقدیر دانہ ودام کی طرف لے جاتی ہے۔ دام: صیاد کا جال۔ قضا: تقدیر، قسمت۔ مقسوم: قسمت میں لکھا ہوا۔ اسباب: ذرائع، طریقے۔ تعلق شرط است: یعنی وہ کام کرنا ضروری ہے۔ مقدور: مقدر میں لکھا ہوا۔ ابواب دخول آں: اس کی آمد کے دروازے۔ حذر کردن واجب: پرہیز کرنا لازمی ہے۔ از درہا: یعنی رزق کے دروازوں سے وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق ۳)

ورچہ کس بے اجل نخواہد مُرد | تو مرو در دہانِ اژدرہا

دریں صورت کہ منم با پیلِ دمان بزنم و با شیرِ ژیاں پنجہ در افگنم پس مصلحت آنست اے پدر کہ سفر کنم کہ ازیں بیش طاقتِ بینوائی ندارم

قطعہ

چوں مرد بر فتاد ز جای و مقامِ خویش | دیگر چہ غم خورد ہمہ آفاق جائے اوست
شب ہر توانگرے بسرائے ہمی رود | درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست

ایں بگفت و پدر را وداع کرد و ہمّت خواست و رواں شد و با خویشتن ہمیگفت

شعر

ہنرور چو بختش نباشد بکام | بجائے رود کش ندانند نام

ہمچنیں تا برسید بر کنارِ آبے کہ سنگ از صلابتِ او بر سنگ ہمی آمد و خروشش بفرسنگ می رفت

بیت

سہمگیں آبے کہ مرغابی درو ایمن نبود | کمتریں موج آسیا سنگ از کنارش در ربود

گروہے مردماں را دید ہر یک بقراضہ در معبر نشستہ و رختِ سفر بستہ جواں را دستِ عطا بستہ بود زبانِ ثنا بر کشود چندانکہ زاری کرد یاری نکردند ملّاحِ بیمروّت ازو بخندہ برگردید و گفت

ورچہ کس... الخ: اگر چہ کوئی شخص بے موت نہ مرے گا۔ مگر تو (اس خیال کے تحت از خود) ازدہا کے منہ میں مت جا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ: یعنی از خود ہلاکت میں نہ پڑو۔ (۱۹۵ بقرہ)۔ اژدرہا: ازدہا، اجگر۔ صورت: بمعنی حالت۔ پیل دمان: مست ہاتھی۔ بزنم: یعنی لڑ جاؤں۔ شیر ژیاں: غضبناک شیر۔ پنجہ در افگنم: یعنی پنجہ مروڑ دوں۔ مصلحت: نیک صلاح۔ بینوائی: مفلسی، محتاجی۔ چہ غم خورد: کیا رنج کرے۔ آفاق: دنیا۔ سرائے: گھر۔ درویش ہر کجا کہ... الخ: درویش کے لیے جہاں رات ہوجائے وہی اس کا گھر ہے۔ وداع: رخصت۔ ہمت خواست: دعائے خیر طلب کیا۔ رواں شد: روانہ ہوگیا۔ بکام: مقصد کے موافق۔ صلابت: سختی۔ سنگ بر سنگ ہمی آمد: یعنی پانی کے بہاؤ کے زور سے پتھر پر پتھر لڑھک کر آ رہے تھے۔ مراد یہ ہے کہ پانی تیز دھارے کے ساتھ بہہ رہا تھا۔ خروش: شور۔ فرسنگ: تین میل، یعنی میلوں۔ سہمگیں: خوفناک۔ مرغابی: مرغ آبی، پانی کا پرندہ جانور۔ نیز مرغابی ایک مشہور پرندہ ہے جو دریا میں تیرتا رہتا ہے۔ ایمن: بے خوف۔ کمترین موج: سب سے چھوٹی موج۔ ادنی موج۔ آسیا سنگ: چکی کا پاٹ۔ قراضہ: چاندی کی ریزکاری، یعنی چھوٹے سکے۔ معبر: کشتی۔ دست عطا بستہ بود: یعنی روپے پیسے نہ تھے۔ زاری: عاجزی۔ یاری: مدد۔

شعر

بے زر نتوانی کہ کنی برکس زور | ور زر داری بزور محتاج نۂ

شعر

زر نداری نتواں رفت بزور از دریا | زور دہ مرد چہ باشد زر یک مرد بیار

جواں را دل از طعنۂ ملّاح بہم برآمد خواست کہ ازو انتقامے کشد کشتی رفتہ بود آواز داد کہ اگر بدیں جامۂ کہ پوشیدہ ام قناعت کنی دریغ نیست ملّاح طمع کرد و کشتی باز گردانید

بیت

بدوزد شرہ دیدۂ ہوشمند | در آرد طمع مرغ و ماہی بہ بند

چندانکہ دست جواں بریش و گریبانش رسید بخود درکشید و بیحابا فرو کوفت یارش، بکشتی بدر آمد کہ پشتی کند ہمچنیں درشتی دید پشت بگردانید مصحت آں دیدند کہ با او بمصالحت گرایند و بہ اجرت کشتی مسامحت نمایند

مثنوی

چو پرخاش بینی تحمّل بیار | کہ سہلے ببندد در کارزار
بشیریں زبانی و لطف و خوشی | توانی کہ پیلے بموئے کشی

بے زر نتوانی ...الخ: یعنی روپوں پیسوں کے بغیر کسی پر زور نہیں کر سکتے اور اگر یہ موجود ہو تو پھر زور کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ زوردہ مرد: دس پہلوانوں کے برابر طاقت۔ زر یک مرد: ایک آدمی کا کشتی کا کرایہ۔ انتقام: بدلہ۔ اگر بدیں جامۂ کہ ...الخ: یعنی یہ کپڑے جو میں نے پہن رکھے ہیں اگر تم انھیں کشتی کے کرایہ کے عوض لینے پر صبر کرو تو میں دینے کو تیار ہوں۔ طمع: لالچ۔ شرہ: لالچ۔ دیدہ: آنکھ۔ بند: یعنی جال۔ بخود درکشید: اپنی جانب کھینچ لیا۔ بیحابا: بے تحاشہ۔ پشتی کردن: مدد کرنا۔ درشتی: سختی۔ (عبارت میں کشتی، پشتی، درشتی کا استعمال خالی از لطف نہیں) پشت: پیٹھ۔ مسامحت: چشم پوشی۔ پرخاش: جنگ، لڑائی۔ تحمل: برداشت، بردباری۔ سہل: نرمی۔ در کارزار: لڑائی کا دروازہ۔ شیریں زبانی: میٹھی گفتگو۔ نرم کلامی، خوش گفتاری۔ توانی کہ پیلے ...الخ: ہاتھی کو ایک بال میں باندھ کر کھینچ سکتے ہو۔

لطافت کن آنجا کہ بینی ستیز | نبرد قزِ نرم را تیغِ تیز

بعذرِ ماضی بقدمش در افتادند و بوسہ چند بنفاق بر سر و چشمش دادند پس بہ کشتی در آوردند و رواں شدند تا برسیدند بستونے کہ از عمارتِ یونان در آب ایستادہ بود ملاح گفت کشتی را خللے ہست، یکے از شما کہ زور آور تر ست باید کہ بریں ستون برود خطامِ کشتی بگیرد تا عمارت کنیم جواں بغرورِ دلاوری کہ در سر داشت از خصمِ آزردہ دل نیندیشید و قولِ حکما را کار نفرمود کہ گفتہ اند ہر کرا رنجے بدل رسانیدی اگر در عقبِ آں صد راحت برسانی از پاداشِ آں یک رنجش ایمن مباش کہ پیکاں از جراحت بدر آید و آزار در دل بماند

نظم

چہ خوش گفت یکتاش با خیلتاش | چو دشمن خراشیدی ایمن مباش

قطعہ

مشو ایمن کہ تنگ دل گردی | چوں ز دستت دلے بہ تنگ آید
سنگ بر بارۂ حصار مزن | کہ بود کز حصار سنگ آید

چند آنکہ مقودِ کشتی بساعد بپیچید و بالائے ستون رفت ملاح زمام

لطافت: نرمی۔ ستیز: لڑائی۔ قزِ نرم: نرم ریشم، ریشمی کپڑا۔ تیغ تیز: تیز تلوار۔ عذرِ ماضی: گذشتہ معاملہ کی عذر خواہی۔ رواں شدند: روانہ ہوگئے۔ بنفاق: یعنی باطنی عداوت کے ساتھ۔ از عمارتِ یونان: مشہور ہے کہ یہ یونانی عمارت دریا میں غرق ہوگئی تھی۔ کشتی را خللے ہست: کشتی میں کچھ خرابی ہوگئی ہے۔ خطام: مہار یعنی کشتی کی رسی۔ تا عمارت کنیم: تا کہ مرمت کریں اور ایک نسخے میں ہے "تا از عمارت عبور کنیم"۔ غرورِ دلاوری: بہادری کا گھمنڈ۔ خصمِ آزردہ دل: دل کا دکھی دشمن۔ نیندیشید: فکر نہ کی، خیال نہ کیا۔ عقب: پیچھے، بعد۔ پاداش: بدلہ۔ ایمن: بے خوف۔ پیکان: تیر، تیر یا نیزے کا پھل۔ آزار: تکلیف، بیماری۔ یکتاش و خیلتاش: "تاش" بمعنی غلام اور "یک" سے مرکب ہے یعنی ایک غلام۔ اور تاش بمعنی آقا اور خداوند بھی ہے اور اسے کلمہ شرکت کے طور پر استعمال کرتے ہیں جیسے "ہم سبق" تو یکتاش کے معنی ہوئے ایک آقا کے دو غلام۔ یونہی خیلتاش بمعنی خواجہ تاش ہے یا اس میں اضافت مقلوبی ہے۔ یعنی تاشِ خیل بمعنی جماعت کا آقا۔ یا خیلتاش بمعنی سردار لشکر ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ یہ دو آدمیوں کے نام ہیں۔ جن میں ایک شخص دوسرے کا نصیحت گر ہے۔ بعض نے کہا کہ "یکتاش" بادشاہ خوارزم کا نام ہے اور "خیلتاش" کا معنی "غلاموں کا گروہ" اس کے علاوہ دوسری تشریحات بھی کی گئیں ہیں۔ معنی ہوئے کہ یکتاش غلام نے خیلتاش غلام سے کتنی اچھی بات کہی۔ بارۂ حصار: قلعہ کی دیوار۔ مقودِ کشتی: کشتی کو کھینچنے والی رسی۔ ساعد: کلائی۔ گٹا۔ زمام: لگام۔ رسی مراد ہے۔ ملاح: کشتی والا۔

ازکفش درگسلانید و کشتی براند بیچارہ متحیر بماند روزے دو بلاؤ محنت کشید سختی دید سوم روز خوابش گریباں گرفت و درآب انداخت بعد از شبا روزے دگر برکنار افتاد از حیاتش رمقے ماندہ بود برگِ درختاں خوردن گرفت و بیخِ گیاہاں برآوردن تا اندکے قوت یافت سر در بیاباں نہاد و برفت تا تشنہ و بیطاقت شد و بر سرِ چاہے رسید قومے را دید شربت آب بہ پشیزے ہمی آشامیدند جواں را پشیزے نبود طلب کرد و بیچارگی نمود رحمت نیاوردند دست تعدی دراز کرد و تنے چند را فرو کوفت مرداں غلبہ کردند و بیمحابا بزدندش مجروح شد

قطعہ

پشہ چو پر شد بزند پیل را
با ہمہ مردی و صلابت کہ اوست
مورچگاں را چو بود اتفاق
شیر ژیاں را بدر آرند پوست

بحکمِ ضرورت درپئے کارواں افتاد و برفت شبانگہ برسیدند بمقامے کہ از دزداں پرخطر بود کاروانیاں را دید لرزہ بر اندام افتادہ و دل بر ہلاک نہادہ گفت اندیشہ مدارید کہ دریں میاں یکے منم کہ بہ تنہا پنجاہ مرد را جواب گویم و دیگر جواناں ہم یاری کنند ایں

کف: ہتھیلی۔ درگسلانید: چھڑالیا۔ متحیر: حیران۔ روزے دو: دو دن۔ خوابش گریبان گرفت: یعنی اس کو نیند آگئی۔ بعداز شبا روزے: ایک دن ایک رات کے بعد۔ رمق: تھوڑی سی جان۔ بیخ گیاہاں: گھاسوں کی جڑیں۔ سر در بیاباں نہاد: یعنی جنگل کی راہ لی۔ بر سرِ چاہ رسید: ایک کنویں پر پہونچا۔ شربتِ آب: پانی کے گھونٹ۔ بہ پشیزے ہمی آشامیدند: ایک پیسے کے عوض پلارہے ہیں۔ بیچارگی نمود: مجبوری ظاہر کیا، خوشامد کیا۔ دستِ تعدی دراز کرد۔ زیادتی کا ہاتھ دراز کیا یعنی زیادتی کی اور مارنے لگا۔ مجروح شد: زخمی ہوگیا۔ پشہ: مچھر۔ پر شد: بہت ہوں۔ صلابت: سختی۔ مردی: قوت۔ مورچگاں: چیونٹیاں۔ شیر ژیاں: غضبناک شیر۔ بدرآرند پوست: کھال کھینچ لیں۔ بحکم ضرورت: یعنی مجبوراً۔ پئے کارواں: قافلہ کے پیچھے پیچھے۔ شبانگہ: رات کے وقت۔ کاروانیاں: قافلہ والے۔ اندام: جسم، بدن۔ اندیشہ مدارید: فکر مت کرو۔ جواب گویم: یعنی مقابلہ کروں گا۔ یاری: مدد۔

بگفت و مردم کارواں بلافِ او قوی دل شدند و بصحبتش شادمانی کردند و بزاد و آبش دستگیری واجب دانستند جواں را آتشِ معدہ بالا گرفتہ بود و عنانِ طاقت از دست رفتہ لقمۂ چند از سرِ اشتہا تناول کرد و دمے چند آب در پئے آں آشامید تا دیوِ درونش بیارمید و بخفت پیر مردے جہاں دیدہ دراں کارواں بود گفت اے جماعت من ازیں بدرقۂ شما اندیشناکم بیش ازانکہ از دزداں چنانکہ حکایت کنند غریبے را درمے چند گرد آمدہ بود و بشب از تشویشِ لوریان در خانہ نمی خفت یکے را از دوستاں بر خود خواند تا وحشتِ تنہائی بدیدار وے منصرف کند شبے در صحبتِ او بود چندانکہ بر درہماش وقوف یافت ببرد و بخورد و سفر کرد بامدادا دیدند غریب گریاں و عریاں کسے گفت حال چیست مگر آں درہمے ترا دزد برد گفت لَا وَاللّٰہِ بدرقہ برد

قطعہ

ہرگز ایمن ز یار نہ نشستم — تا ندانستم آنچہ عادتِ اوست
زخمِ دندانِ دشمنے تیزست — کہ نماید بچشمِ مردم دوست

لاف: شیخی، ڈینگ۔ صحبت: ساتھ ہونا۔ زاد: توشہ۔ دستگیری: مدد، تعاون۔ آتش معدہ: یعنی بھوک۔ عنان: باگ، لگام۔ از سر اشتہا: یعنی بھوک کے سبب۔ پئے بھوک سے۔ تناول کرد: یعنی کھائے۔ دمے چند آب: پانی کے چند گھونٹ۔ دیوِ درونش: اس کے اندر کا شیطان یعنی نفس، بھوک بھی مراد ہوسکتی ہے۔ جہاندیدہ: تجربہ کار۔ بدرقہ: رہبر، رہنما۔ اندیشناکم: میں فکر مند ہوں، میں خطرہ محسوس کرتا ہوں۔ غریب: مسافر، اجنبی۔ گرد آمدہ بود: جمع ہوگیا تھا۔ تشویش: پریشانی، خطرہ۔ لوریاں: بھگون کا ایک گروہ تھا۔ جو گانے بجانے اور حجامت کا پیشہ کرتا اور لوگوں کو پھانس کر لوٹ لیتا۔ (واحد لوری، ٹھگ) برخود: اپنے پاس۔ خواند: بلایا۔ وحشت: گھبراہٹ، نامانوسیت۔ منصرف کردن: دور کرنا۔ چندانکہ: چنانچہ۔ وقوف: اطلاع، آگاہی۔ سفر کرد: یعنی روپیہ لے کر چلتا بنا۔ بامداداں: صبح کے وقت۔ گریاں: روتا ہوا۔ عریاں: ننگا۔ مگر: شاید۔ لاواللہ: (نہیں) خدا کی قسم۔ بدرقہ برد: راہبر لے گیا۔ ایمن: بے خوف۔ یار: دوست، مددگار۔ زخم دنداں: ایسے دشمن کے دانتوں کا زخم گہرا لگتا ہے جو لوگوں کی نظر میں (بظاہر) دوست نظر آتا ہے۔

چہ دانید کہ اگر ایں ہم از جملہ دزداں باشد بعیاری درمیانِ ما تعبیہ شدہ تا بوقتِ فرصت یاراں را خبر کند مصلحت آں بینم کہ مریں خفتہ را بگذاریم ورخت برداریم جواناں را پند پیر استوار آمد وہابتے عظیم از مشت زن در دل گرفتند ورخت برداشتند وجواں را خفتہ بگذاشتند آنگہ خبر یافت کہ آفتابش بر کتف سر برآورد وکارواں رفتہ دید بیچارہ بسے بگردید رہ بجائے نبرد وتشنہ وبینوا روی بر خاک ودل بر ہلاک نہادہ میگفت

شعر

مَنْ ذَا یُحَدِّثُنِیْ وَزُمَّ الْعِیْسُ | مَا لِلْغَرِیْبِ سِوَی الْغَرِیْبِ اَنِیْسُ

فرد

درشتی کند بر غریباں کسے | کہ نابودہ باشد بغربت بسے

مسکیں دریں سخن بود کہ پادشہ پسرے بصید از لشکریاں دور افتادہ بود و بالائے سرش ایستادہ ہمی شنید ودر ہیأتش ہمی نگرید صورتش پاکیزہ دید وحالش پریشاں پرسید از کجائی وبدیں جا تگہ چوں افتادی برخے ازانچہ بر سرِ او رفتہ بود اعادت کرد ملک زادہ

چہ دانید: تمہیں کیا معلوم؟۔ از جملہ دزداں باشد: تمام چوروں میں سے ایک چور ہو۔ عیاری: چالبازی۔ درمیانِ ما تعبیہ شدہ: ہمارے درمیان آکر چھپ گیا ہو۔ رخت برداریم: ہم سامان اٹھالیں اور کوچ کر چلیں۔ استوار آمد: پسند آئی۔ مہابتِ عظیم: بھاری خوف۔ آفتابش بر کتف سر برآورد: آفتاب اس کے شانوں پر چمکنے لگا۔ یعنی اس کے اوپر دھوپ پڑنے لگی۔ بینوا: بے سروسامان۔ من ذا...الخ: کون ہے جو اب مجھ سے باتیں کرے حال یہ ہے کہ اونٹوں کو نکیل چڑھادی گئی (قافلہ روانہ ہوگیا) مسافر کے لیے تو مسافر ہی دوست ہوتا ہے۔ درشتی کند...الخ: وہی شخص مسافروں پر سختی کرتا ہے جو مسافرت میں کچھ زیادہ نہ رہا ہو۔ مسکین: بے چارہ۔ پادشہ پسر: یعنی پسرِ پادشاہ، شہزادہ۔ ہیأت: حالت۔ برخے: کچھ حصہ۔ اعادت کرد: لوٹایا، دہرایا یعنی بیان کیا۔ ملک زادہ: بادشاہ کا لڑکا، شہزادہ۔

را بر حالِ تباہِ او رحمت آمد و خلعت و نعمت داد و معتمدے را باوی بفرستاد تا بشہرِ خویش باز آمد پدرش بہ دیدنِ او شادمانی کرد و بر سلامتِ حالش شکر گفت شبانگہ از انچہ بر سرِ او رفتہ بود از حالتِ کشتی و جورِ ملّاح و ظلمِ روستایان بر سرِ چاہ و غدرِ کاروانیان در راہ با پدر ہمیگفت پدر گفت اے پسر نہ گفتمت ہنگامِ رفتن کہ تہیدستاں را دستِ دلیری بستہ ست و پنجۂ شیری شکستہ

شعر

چہ خوش گفت آں تہیدست سلحشور | جوے زر بہتر از ہفتاد من زور

پسر گفت اے پدر ہر آئینہ تا رنج نبری گنج برنداری و تا جان در خطر نہہی بر دشمن ظفر نیابی و تا دانہ پریشاں نکنی خرمن نگیری نہ بینی باندک مایہ رنجے کہ بردم چہ تحصیلِ راحت کردم و بہ نیشے کہ خوردم چہ مایہ عسل آوردم

فرد

گرچہ بیروں ز رزق نتواں خورد | در طلب کاہلی نباید کرد

فرد

غوّاص گر اندیشہ کند کامِ نہنگ | ہرگز نکند دُرِّ گرانمایہ بہ چنگ

حالِ تباہ: خراب حالت۔
رحمت آمد: رحم آیا۔
خلعت: شاہی جوڑا،
کپڑوں کا جوڑا۔ نعمت:
سامانِ آسائش، روپیہ وغیرہ۔
معتمد: بھروسہ کا آدمی،
قابلِ اعتماد۔ شادمانی:
خوشی۔ شبانگہ: رات کے
وقت۔ جور: ظلم، زیادتی۔
روستایاں: روستائی کی جمع
ہے دہقانی۔ غدر: بے
وفائی۔ کاروانیاں: قافلہ
والے۔ ہنگام رفتن: چلتے
وقت۔ تہیدستاں: خالی
ہاتھ والے، مفلس، قلاش۔
پنجۂ شیری: شیر جیسا پنجہ،
بہادری کا پنجہ۔ سلحشور:
سپاہی۔ (مرکب ہے سلح مخفف
سلاح اور شور بمعنی استعمال
کنندہ سے)۔ ہر آئینہ: بہر
حال، یقیناً۔ رنج: تکلیف۔
ظفر: کامیابی، فتح۔ نیش:
ڈنک۔ چہ مایہ عسل
آوردم: کس قدر میں شہد لایا۔
کاہلی: سستی۔ غوّاص:
غوطہ خور: کام: حلق۔
نہنگ: مگر مچھ، گھڑیال۔
درّ: موتی۔ گرانمایہ: قیمتی۔
بہ چنگ کردن: حاصل
کرنا۔

حکمت آسیا سنگِ زیریں متحرک نیست لاجرم تحمّلِ بارِ گراں همیکند

قطعہ

چہ خورد شیرِ شرزہ در بنِ غار | بازِ افتادہ را چہ قوت بود
گر تو در خانہ صید خواہی کرد | دست و پایت چو عنکبوت بود

پدر پسر را گفت ترا دریں نوبت فلک یاوری کرد و اقبال رہبری کہ صاحبِ دولتے بتو رسید و بر تو بخشید و کسرِ حالت را بتفقدی جبر کرد چنیں اتفاق نادر افتد و بر نادر حکم نتواں کرد۔

بیت

صیاد نہ ہر بار شغالے ببرد | باشد کہ یکے روز پلنگش بدرد

چنانکہ یکے از ملوکِ پارس را نگینے گرانمایہ در انگشتری بود بارے بحکمِ تفرّج باتنے چند خاصاں بمصلائے شیراز بیروں رفت فرمود تا انگشتری را بر گنبدِ عضد نصب کردند تا ہر کہ تیر از حلقۂ انگشتری بگذراند خاتم او را باشد اتفاقاً چہار صد حکم انداز کہ در خدمتِ او بودند بینداختند جملہ خطا کردند مگر کودکے کہ بر بامِ رباطے ببازیچہ تیر از ہر طرف می انداخت بادِ صبا تیرِ او از حلقۂ انگشتری بگذرانید

حکمت: دانائی، دانائی کی بات۔ آسیا سنگ زیریں: یعنی سنگ زیرینِ آسیا: چکی کے نیچے کا پاٹ۔ متحرک: حرکت کرنے والا۔ لاجرم: لامحالہ، ناچار۔ تحمّل: برداشت۔ بارِ گراں: بھاری بوجھ۔ شرزہ: غضبناک۔ در بنِ غار: غار کے اندر۔ صید: شکار۔ عنکبوت: مکڑی۔ (ج عناکب) نوبت: باری، مرتبہ۔ یاوری: مدد۔ اقبال: خوش نصیبی۔ کسرِ حالت: حالت کی شکستگی۔ تفقدی: مہربانی۔ جبر: ٹوٹے ہوئے کو باندھنا، ہموار کرنا۔ جوڑنا۔ نادر: کمیاب۔ صیاد: شکاری۔ شغال: گیدڑ، اور ایک نسخے میں اس کی جگہ ہے "شکارے ببرد"۔ پلنگ: چیتے کی طرح ایک جانور، تیندوا۔ گرانمایہ: قیمتی۔ انگشتری: انگوٹھی۔ بحکم تفرّج: تفریح کی غرض سے۔ مصلائے شیراز: شیراز کی عیدگاہ۔ نہایت خوش و خرم مقام ہے وہیں شمس الدین حافظ شیرازی کا روضہ اور عضد الدین بادشاہ کا عالیشان گنبد والا مقبرہ ہے۔ گنبدِ عضد: عضد الدولۃ بادشاہ کا گنبد۔ نصب: قائم۔ حلقۂ انگشتری: انگوٹھی کا گھیرا۔ خاتم: انگوٹھی۔ حکم انداز: کامل نشانہ باز۔ جملہ خطا کردند: سب کا نشانہ خطا ہوا۔ کودکے: ایک لڑکا۔ بام: بالا خانہ۔ رباط: مسافر خانہ۔ بازیچہ: کھیل، تماشا کے طور پر۔ بادِ صبا: پروائی ہوا۔

خلعت و نعمت یافت و خاتم بوے ارزانی داشتند آوردہ اند کہ پسر تیر و کمان را بسوخت گفتند چرا چنیں کردی گفت تا رونقِ نخستیں بر جائے ماند

قطعہ

گر بود کز حکیم روشن رائے | بر نیاید درست تدبیرے
گاہ باشد کہ کودکے ناداں | بغلط بر ہدف زند تیرے

حکایت درویشے را شنیدم کہ بغارے نشستہ بود و در بروی از جہاں بستہ و ملوک و اغنیا را در چشم ہمت او شوکت و ہیبت نماند

قطعہ

ہر کہ بر خود درِ سوال کشاد | تا بمیرد نیاز مند بود
آز بگذار و پادشاہی کن | گردنِ بے طمع بلند بود

یکے از ملوکِ آں طرف اشارت کرد کہ توقع بکرم و اخلاقِ مرداں چنیں ست کہ یکے با ما بنان و نمک موافقت کنند شیخ رضا داد بحکم آنکہ اجابتِ دعوت سنّت ست دیگر روز ملک بعذرِ قدومش رفت عابد از جای برجست و ملک را در کنار گرفت و تلطف کرد و ثنا گفت چوں غائب شد یکے از جماعت پرسید شیخ را کہ

خلعت: شاہی جوڑا۔ ارزانی داشتند: بخشش کر دیا۔ عطا کر دیا۔ رونق نخستیں: پہلی آبرو یعنی صحیح نشانہ لگانے کی شان۔ روشن رائے: دانشمند، تابناک عقل والا۔

بر جائے ماند: برقرار رہے۔

بغلط بر ہدف زند تیرے: غلطی سے نشانے پر تیر مار دے۔

حکایت۲۹: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ درویشوں کو بادشاہوں اور امیروں کی قربت صبر و قناعت سے دور کر دیتی ہے۔ غار: پہاڑ کی کھوہ۔ از جہاں: یعنی دنیا والے۔ در بروی از جہان بستہ: یعنی لوگوں سے ملاقات ترک کر لی تھی۔ اغنیاء: غنی کی جمع۔ مالدار۔ چشم: بمعنی نظر۔ ہمت: بلندی۔ شوکت: دبدبہ۔ ہیبت: خوف، یعنی وقعت اور وقار نہ رہا۔ در سوال کشاد: مانگنے کا دروازہ کھول دیا یعنی مانگنا شروع کر دیا۔ تا بمیرد: یعنی مرتے دم تک۔ آز: حرص۔ طمع: لالچ۔ توقع: امید۔ مرداں: یعنی جوانمردوں۔

توقع بکرم و اخلاق مرداں: یعنی آپ کے اخلاق و کرم سے امید ایسی ہے کہ۔ یکے: یعنی ایک مرتبہ۔

با ما بنان و نمک موافقت کنند: ہمارے ساتھ کھانا کھانے میں شرکت کریں۔ شیخ: بزرگ۔ رضا: خوشنودی۔ بحکم آنکہ: اس سبب سے کہ۔ اجابت: قبول کرنا۔ سنت: یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طریقہ۔ بعذرِ قدومش رفت: اس کی آمد کی تکلیف دہی کی معذرت کرنے گیا۔ یعنی استقبال میں۔ در کنار گرفت: بغل گیر ہوا، معانقہ کیا۔ تلطف: مہربانی، خاص التفات۔

تلطف کرد و ثنا گفت: مہربانی کا برتاؤ کیا اور تعریف و توصیف کی۔

چندیں ملاطفت امروز که با پادشه کردی خلافِ عادت بود دیگر ندیدم گفت نشنیدی آنکه یکے از صاحب دلاں گفته ست

فرد

هر کرا بر سماط بنشستی | واجب آمد بخدمتش برخاست

مثنوی

گوش تواند که همه عمرِ وے | نشنود آوازِ دف و چنگ و نے
دیده شکیبد ز تماشائے باغ | بے گُل و نسریں بسر آرد دماغ
گر نبود بالشِ آگنده پر | خواب تواں کرد حجر زیرِ سر
ورنه بود دلبرِ همخوابه پیش | دست تواں کرد بآغوشِ خویش
ویں شکمِ بے هنرِ پیچ پیچ | صبر ندارد که بسازد بهیچ

باب چهارم در فوائدِ خاموشے

حکایت (۱) یکے از دوستاں گفتم امتناعِ سخن گفتنم بعلّتِ آں اختیار آمده است که غالب اوقات در سخن نیک و بد اتفاق افتد و دیدهٔ دشمناں جز بربدی نمی آید گفت اے برادر دشمن آں

ملاطفت: نرمی و مہربانی۔
دیگر ندیدم: یعنی میں نے ایسا کبھی نہیں دیکھا۔
صاحب دلاں: اہل باطن۔
سماط: بکسر اول، دستر خوان۔
واجب آمد بخدمتش برخاست: اس کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا واجب ہے۔
دف: ایک مشہور باجہ۔ چنگ: ستار کی قسم کا ایک باجہ۔
نے: بانسری۔ دیدہ: آنکھ۔
شکیبد: صبر کرسکتی ہے۔
تماشا: یعنی سیر۔ نسریں: چنبیلی۔ بالشِ آگندہ پر: پروں سے بھرا ہوا تکیہ۔
حجر: پتھر۔ دلبر: معشوق۔
ہمخوابہ: ساتھ سونے والا۔
آغوش: گود، بغل۔ بہیچ: یعنی کوئی چیز نہ ہونے پر۔
فوائد: فائدہ کی جمع، نفع۔
خاموشی: چپ رہنا۔
حکایت ۱: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ اکثر حالات میں چپ رہنا ہی بہتر ہے کہ براہِ عداوت اچھی بات پر بھی تنقید و تنقیص شروع ہوجاتی ہے۔ امتناع: رکنا، باز رہنا۔ علّت: سبب۔
اختیار آمد: پسند آیا۔ غالب اوقات: اکثر اوقات۔
دیدۂ دشمناں: دشمنوں کی نظر۔ دشمن آں بہ ... الخ: یعنی تمہارے لیے وہی دشمن بہتر ہے جو تمہاری نیکی نہ دیکھ سکے۔ ورنہ اس کو بھی برباد کرنے کی کوشش کرے گا۔

بہ کریمی نہ بیند

شعر

وَأَخُو العَدَاوَةِ لَا يَمُرُّ بِصَالِحٍ | إِلَّا وَيَلْمِزُهُ بِكَذَّابٍ أَشِرٍ

شعر

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبست | گل ست سعدی و در چشم دشمنان خارست

بیت

نورِ گیتی فروزِ چشمۂ ہور | زشت باشد بچشمِ موشکِ کور

حکایت (۲) بازرگانے را ہزار دینار خسارت افتاد پسر را گفت نباید کہ با کسے ایں سخن درمیاں نہی گفت اے پدر فرمان تراست نگویم ولیکن باید کہ مرا بر فائدۂ ایں مطلع گردانی کہ مصلحت در نہاں داشتن چیست گفت تا مصیبت دو نشود یکے نقصانِ مایہ دیگر شماتتِ ہمسایہ

شعر

مگواندہِ خویش با دشمناں | کہ لاحول گویند شادی کناں

حکایت (۳) جوانے خردمند از فنونِ فضائل حظّے وافر داشت وطبعے نافر چنانکہ در محافلِ دانشمنداں نشستے زبانِ سخن ببستے بارے پدرش گفت اے پسر تو نیز آنچہ دانی بگوی گفت ترسم از آنچہ ندانم

وَأَخُو العَدَاوَةِ... الخ: دشمنی کرنے والا کسی مرد صالح کے پاس سے نہیں گزرتا مگر اس کو سخت جھوٹا متکبر ہونے کا عیب لگاتا ہے۔ اس شعر میں لفظ "صالح" اور عبارت "کَذَّابٌ اَشِر" میں حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی امت کے قول کی تلمیح ہے۔ قوم نے انھیں کے حق میں کہا تھا۔ "بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِر" بلکہ وہ سخت جھوٹا متکبر ہے۔ (القمر۔۲۵) بیت بحر کامل سے مسدس مضمر ہے جس کا وزن متفاعلن چھ بار ہے اور اضمار کی وجہ سے مستفعلن ہوگیا۔ چشم عداوت: دشمنی کی نظر۔ خار: کانٹا۔ گیتی فروز: دنیا روشن کرنے والا۔ ہوُر: بضم ہاء و واوِ مجہول، آفتاب۔ زشت: برا۔ موشک: چھچھوندر۔ کور: اندھا۔

حکایت ۲: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ اپنے نقصان کی خبر دوسروں کو سنانے میں کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔ بازرگان: تاجر، سوداگر۔ خسارت: گھاٹا، نقصان۔ فرمان: حکم۔ مطلع: آگاہ۔ نہاں داشتن: پوشیدہ رکھنا۔ مصیبت دو نہ شود: مصیبت دوہری نہ ہوجائے گی۔ نقصانِ مایہ: مال کا گھاٹا۔ شماتت: دوسرے کی مصیبت پر خوش ہونا۔ ہمسایہ: پڑوسی۔ اندہِ خویش: اندوہ کا مخفف، اپنا غم۔ کہ لاحول گویند... الخ: کہ دشمن خوش ہوکر لاحول پڑھیں گے۔ حکایت ۳: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ اہل فضل کی مجلس میں کم گوئی اور خاموشی بہتر ہے۔ ورنہ جہالت و کم علمی کا پردہ فاش ہوسکتا ہے۔ حظ: حصہ۔ وافر: کثیر۔ حظّے وافر داشت: بہت زیادہ بہرہ مند تھا۔ طبع نافر: زیادہ گفتگو سے نفرت کرنے والی طبیعت۔ محافل: محفل کی جمع، مجالس۔ بارے: ایک مرتبہ۔

شرمساری: شرمندگی۔ می کوفت: ٹھونک رہا تھا۔ میخے چند: چند کیلیں۔ سرہنگ: سپاہی۔ نعل: گھوڑے [illegible] میں لگانے کا آہنی حلقہ۔

بپرسند و شرمساری برم۔

قطعہ

آں شنیدی کہ صوفیے میکوفت | زیرِ نعلینِ خویش میخے چند
آستینش گرفت سرہنگے | کہ بیا نعل بر ستورم بند

فرد

نگفتہ ندارد کسے با تو کار | و لیکن چو گفتی دلیلش بیار

حکایت (۴) علمائے معتبر را مناظرہ افتاد با یکے از ملاحدہ لعنہم اللہ علی حدہ و بحجتِ او بر نیامد سپر بینداخت و برگشت کسے گفت ترا با چندیں فضل و ادب کہ داری با بیدینے حجت نماند گفت علمِ من قرآن ست و حدیث و گفتارِ مشائخ و او بدینہا معتقد نیست و نمی شنود و مرا شنیدنِ کفرِ او بچہ کار آید۔

بیت

آنکس کہ بقرآن و خبر زو نرہی | آنست جوابش کہ جوابش ندہی

حکایت (۵) جالینوس ابلہے را دید دست در گریبانِ دانشمندے زدہ و بیحرمتی ہمیکرد گفت اگر ایں دانا بودے کارِ او بناداں بدایں جا

بیا نعل بر ستورم بند: آؤ! میرے گھوڑے کی نعل باندھ دو۔ نگفتہ ندارد۔ الخ: نہ کہی ہوئی بات کے لیے کسی کو تجھ سے کچھ سروکار نہیں۔

حکایت ۴: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ بے دینوں، بدمذہبوں سے مناظرہ اسی وقت کرے جب دلائل و براہین مستحضر ہوں اور بھرپور علم سے بہرہ مند ہو۔ ورنہ خاموشی بہتر ہے۔ معتبر: مستند۔ مناظرہ: حق ثابت کرنے کے لیے دو شخصوں کا گفتگو کرنا۔ ملاحدہ: ملحد کی جمع، بے دین، دہریہ۔ لَعَنَہم اللہ عَلیٰ حِدَہ: ان میں سے ہر ایک پر خدا کی پھٹکار ہو۔ حجت: دلیل۔ بر نیامد: غالب نہ آسکا۔ سپر انداختن: ہار مان لینا۔ گفتار مشائخ: بزرگوں کے اقوال۔ آنکس کہ بقرآن ... الخ: جس شخص سے تم قرآن وحدیث کے حوالوں سے نہ جیت سکو تو اس کا بہتر جواب یہی ہے کہ اس کا جواب نہ دو۔

حکایت ۵: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ کج فہم لوگوں کے ساتھ نرمی کرنا یا خاموش رہنا ہی دانشمندی ہے۔ ابلہ: بیوقوف۔ دست در گریباں زدن: دست و گریباں ہونا۔ [illegible]: یعنی اگر یہ دانشمند دانا بودے: عقلمند رہا ہوتا اور ابتداءً ہی نرمی کیا ہوتا۔ کارِ او بناداں بدینجا نرسیدے: تو ناداں کے [illegible] اس حد تک نہ پہونچتا۔ اور اس کو یہ ذلت نہ دیکھنی پڑتی۔

زسیدے۔

مثنوی

دو عاقل را نباشد کین و پیکار | نہ دانائے ستیزد با سبکسار
اگر ناداں بوحشت سخت گوید | خردمندش بنرمی دل بجوید
دو صاحبدل نگہدارند موئے | ہمیدوں سرکشے و آزرم جوئے
وگر در ہر دو جانب جاہلانند | اگر زنجیر باشد بگسلانند
یکے را زشتخوئے داد دشنام | تحمل کرد و گفت اے نیک فرجام
بتر زانم کہ خواہی گفت آنی | کہ دانم عیبِ من چوں من ندانی

حکایت (۶) سحبان وائل را در فصاحت بے نظیر نہادہ اند بحکم آنکہ سالے بر سرِ جمعے سخن گفتے کہ لفظے مکرر نکردے و اگر ہماں اتفاق افتادے بعبارتِ دیگر بگفتے و از جملہ ادبِ ندمائے حضرتِ ملوک یکے اینست

مثنوی

سخن گرچہ دلبند و شیریں بود | سزاوارِ تصدیق و تحسین بود
چو یکبار گفتی مگو باز پس | کہ حلوا چو یکبار خوردند و بس

حکایت (۷) یکے را از حکما شنیدم کہ می گفت ہرگز کسے بجہلِ خود اقرار نکردہ است مگر آں کس کہ چوں دیگرے در سخن باشد ہمچناں تمام

کین: کینہ، دشمنی۔ پیکار: جنگ۔ سبکسار: مرکب ہے اصل ہے سبک سر۔ (کم عقل) الف کو برائے تحسین کلام اور ضرورت قافیہ وغیرہ کے سبب بڑھا دیتے ہیں جیسے "ستمگار" ہے ستمگر سے۔ وحشت: یعنی جہالت وبدتمیزی۔ موئے: بال۔ ہمیدوں: بمعنی ہمچنیں۔ (ہم ایدون کا مخفف) آزرم: بتقدیم معجمہ: صلح وآشتی ونرمی۔ آرزم: بتقدیم رائے مہملہ: جنگ۔ یہاں معنی اول مناسب ہے یعنی اگر ایک بال پر دو صاحب دل زور آزمائی کریں تو ڈھیل دے کر اسے ٹوٹنے سے بچالیں گے۔ اسی طرح اگر ایک جانب کوئی سرکش ہو اور دوسری جانب کوئی نرم جو ہو تب بھی وہ بال ٹوٹنے سے بچ جائے گا کہ نرم جو ڈھیل دیدیگا۔ لیکن اگر دونوں ہی جانب جاہل ہوں اور بال کی جگہ زنجیر ہو تب بھی زور آزمائی کرکے اسے توڑ ڈالیں گے۔ یعنی اختلافی مواقع پر بھی دانشمندی اور سلیقہ مندی ضروری ہے۔ زشت خو: بدطینت، بری عادت والا۔ نیک فرجام: خوب انجام۔ بتر: اس کی اصل بدتر ہے۔ بتر زانم...الخ: میں تو اس سے بھی بدتر ہوں جیسا تو مجھے کہے کہ اپنے عیبوں کو میں ہی جانتا ہوں میری طرح تم ان سے واقف ہی نہیں ہو۔ حکایت ۶: اس حکایت میں اور حکایت ۷ میں بلیغ گفتگو کا سلیقہ بتایا گیا ہے۔ سحبان وائل: یعنی سحبان بن وائل م ۵۴ھ عرب کا ایک مشہور و بے نظیر فصیح و بلیغ مقرر۔ بے نظیر: بے مثال۔ بحکم: بسبب۔ سالے: ایک سال، سال بھر۔ بر سر جمعے: مجمع کے سامنے۔ سخن گفتے: یعنی تقریر کرتا۔ ندماء: ندیم کی جمع، ہمنشین۔ حضرت: بارگاہ۔ دلبند: دل پسند۔ سزاوار: لائق۔ تصدیق: یعنی آفریں۔ کہ حلوا...الخ: کہ حلوا جب ایک دفعہ کھالیا تو بس کافی ہے کہ مکرر کھانے میں وہ مزہ نہیں۔ حکایت ۷: اس کا حاصل یہ ہے کہ دوسرے کی بات کاٹنا خود اپنی جہالت کا اعتراف ہے۔ عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ [illegible] دوسرے کی بات [illegible]

ناگفتہ سخن آغاز کند

مثنوی

سخن را سرست اے خردمند و بُن | میاور سخن در میانِ سخن
خداوندِ تدبیر و فرہنگ و ہوش | نگوید سخن تا نبیند خموش

حکایت (۸) تنے چند از بندگانِ محمود گفتند حسنِ میمندی را کہ سلطان امروز چہ گفت ترا در فلاں مصلحت گفت بر شما ہم پوشیدہ نماند گفتند آنچہ با تو گوید با مثالِ ما گفتن روا ندارد گفت باعتمادِ آنکہ داند کہ نگویم پس چرا ہمی پرسید۔

بیت

نہ ہر سخن کہ بر آید بگوید اہلِ شناخت | بسرِّ شاہ سرِ خویشتن نشاید باخت

حکایت (۹) در عقدِ بیعِ سرائے متردّد بودم جہودے گفت بخر کہ من از کدخدایانِ محلّتم وصفِ ایں خانہ چنانکہ ہست از من پرس ہیچ عیبے ندارد گفتم بجز آنکہ تو ہمسایۂ من باشی۔

قطعہ

خانۂ را کہ چوں تو ہمسایہ ست | دہ درم سیم کم عیار ارزد
لیکن امیدوار باید بود | کہ پس از مرگِ تو ہزار ارزد

سر: تدا۔ بن: انتہا، اختتام یعنی بات کا آغاز و انجام ہوتا ہے۔ خداوند تدبیر: باتدبیر شخص۔ فرہنگ: عقل و دانش۔ حکایت ۸: اس کا حاصل یہ ہے رازوں کی حفاظت ضروری ہے۔ کسی کے دریافت کرنے پر بھی حسن تدبیر کے ساتھ خاموشی ہی مناسب ہے۔ محمود: سلطان محمود بن سبکتگین (م ۴۲۱ھ/۱۰۳۰ء) حسن میمندی: سلطان محمود کا وزیر۔ مشہور یہی ہے مگر تاریخ فرشتہ میں ہے کہ یہ بالکل غلط ہے۔ بلکہ اس کا وزیر خواجہ احمد بن حسن میمندی م ۴۲۴ھ تھا اور اس کے باپ حسن میمندی کو سبکتگین م ۳۸۷ھ کے ہی عہد میں مشرقی خراسان کے شہر بُست میں سولی دیدی گئی تھی۔ اہل شناخت: ذی ہوش، سمجھدار۔ سِرّ: راز۔ سر نشاید باخت: سر کٹوانا نہیں چاہیے۔ حکایت ۹: اسکا حاصل یہ ہے کہ دوسروں کے ذاتی معاملات میں بیجا مداخلت نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ خاموش رہنا چاہیے۔ ورنہ ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے۔ عقد بیع: خریداری کا معاملہ۔ سرائے: مکان۔ متردِّد: متفکر، شش و پنج میں۔ جہود: یہودی۔ کدخدا: صاحب خانہ۔ من از کدخدایانِ محلّتم: یعنی میں اس محلّے کے رہنے والوں میں سے ہوں۔ بجز آنکہ...الخ: یعنی اس کے علاوہ کوئی عیب نہیں کہ تو میرا پڑوسی بنے گا۔ کم عیار: غیر خالص، کھوٹی۔ دہ درم سیم ...الخ: دس درہم کھوٹی چاندی بھر قیمت رکھتا ہے۔ یعنی ایسا گھر جس کا ہمسایہ تجھ جیسا ہو دس کھوٹے درہموں کے عوض بھی خریدنے کے قابل نہیں ہاں تیرے مرنے کے بعد وہ ہزار روپیہ کے قابل ہو جائے گا۔

حکایت ۱۰: اس کا حاصل یہ ہے کہ کمینوں اور ظالموں کی تعریف کرنے سے بہتر یہ ہے کہ خاموش رہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ذلت اٹھانی پڑے۔

حکایت(۱۰) یکے از شعرا پیشِ امیرِ دزداں رفت و ثنا گفت فرمود تا جامه اش برکنند و از ده بدر کنند مسکین برہنه بسرما میرفت سگاں در قفائے وے افتادند خواست تا سنگے بردارد و سگاں را دفع کند زمین یخ بسته بود عاجز شد گفت اینچه حرامزاده مردمانند سگاں را کشاده اند و سنگ را بسته امیرِ دزداں از غرفه بدید و بشنید و بخندید و گفت اے حکیم از من چیزے بخواه گفت جامهٔ خود مے خواہم اگر انعام فرمائی۔ **مصرع** رَضِیْنَا مِنْ نَوَالِکَ بِالرَّحِیْلِ۔

بیت

امیدوار بود آدمی بخیرِ کساں | مرا بخیرِ تو امید نیست شر مرساں

سالارِ دزداں را بر وے رحمت آمد جامهٔ او باز داد و قبائے پوستینے براں مزید کرد و درمے چند

حکایت(۱۱) منجمے بخانه در آمد مردِ بیگانه دید بازنِ او باہم نشسته دشنام داد و سخت گفت درہم افتادند فتنه و آشوب برخاست صاحبدلے بریں واقف گشت گفت **شعر**

تو براوجِ فلک چه دانی چیست | چوں ندانی که در سرائے تو کیست

امیرِ دزداں: چوروں کا سردار۔ ثنا: تعریف و توصیف۔ برکنند: یعنی اتار لیں۔ از ده بدر کنند: آبادی سے باہر نکال دیں۔ سرما: جاڑا۔ سگاں: کتے۔ در قفائے وے افتادند: اس کے پیچھے پڑ گئے۔ دفع کند: بھگائے۔ زمین یخ بسته بود: زمین پر برف جمی ہوئی تھی۔ حرام زاده: شریر۔ اصلی معنی مراد نہیں۔ سگاں را کشاده اند و سنگ را بسته: کتوں کو کھول دیا ہے اور پتھروں کو باندھ دیا ہے۔ یہاں "سگ" اور "سنگ" نیز "کشاده" اور "بسته" میں ادبی جمال لطف سے خالی نہیں۔ از من چیزے بخواه: مجھ سے کوئی چیز مانگ لو۔ رضینا...الخ: ہم تیری عطا کے بدلے اس پر راضی ہیں کہ (بخیر و عافیت اپنے گھر کو) کوچ کر جائیں۔ خیرِ کساں: لوگوں کی بھلائی۔ مرا بخیرِ تو...الخ: مجھے آپ سے بھلائی کی تو کوئی امید نہیں مگر میرے ساتھ برائی تو نہ کیجئے اور نقصان نہ پہونچایئے۔ سالارِ دزداں: چوروں کا سردار۔ قبائے پوستین: بالدار چمڑے کا

چونکہ حکایت ۱۱: اس کا حاصل یہ ہے کہ دور کی خبر دینے والوں کو اپنے قریب کی بھی خبر رکھنا چاہیے ورنہ ایسے اونچے دعوؤں سے خاموشی ہی بہتر ہے۔ منجم: بضم و تشدید جیم: ستارہ شناس، نجومی، جوتشی۔ مرد بیگانہ: اجنبی مرد۔ درہم افتادند: دونوں آپس میں لڑ پڑے۔

آشوب: شور و غل۔ [illegible] در سرائے تو کیست: کہ تیرے گھر میں کون ہے۔

حکایت (۱۲)

خطیبے کریہ الصوت خود را خوش آواز پنداشتے و فریاد بیفائدہ برداشتے گفتی نعیبِ غرابِ البَین در پردۂ الحانِ اوست یا آیۂ اِنَّ اَنکَرَ الاَصوَاتِ در شانِ اوست

شعر

اِذَا نَہَقَ الخَطِیبُ اَبُو الفَوَارِسِ | لَہٗ صَوتٌ یَہُدُّ اِصطَخرَ فَارِسِ

مردمِ قریہ بعلّتِ جاہے کہ داشت بلیّتش را میکشیدند و اذیتش را مصلحت نمیدیدند تا یکے از خطبائے آں اقلیم کہ با او عداوتے نہانی داشت بارے بپرسیدنِ او آمدہ بود گفت ترا خوابے دیدہ ام خیر باد گفت چہ دیدی گفت چناں دیدم کہ ترا آواز خوش است و مردماں از انفاسِ تو در راحت خطیب اندریں لختے باندیشید و گفت جزاک اللّٰہ تعالیٰ ایں چہ مبارک خوابیست کہ دیدی کہ مرا بر عیبِ خود واقف گردانیدی معلوم شد کہ آوازِ ناخوش دارم و خلق از بلند خواندنِ من در رنجند عہد کردم کہ ازیں پس خطبہ نگویم مگر باہستگی

قطعہ

از صحبتِ دوستے برنجم | کاخلاقِ بدم حسن نماید

حکایت ۱۲: اس کا حاصل یہ ہے کہ جب کوئی تمہارے عیوب تم پر ظاہر کرے تو خاموشی سے سننا چاہیے۔ خطیب: واعظ، مقرر۔ کریہ الصوت: بھونڈی اور قابل نفرت آواز والا۔ فریاد: شور وغل۔ یعنی بے فائدہ چیختا رہتا۔ گفتی: یعنی ایسا لگتا تھا۔ نعیبُ غرابِ البین: جدائی کے کوے کی آواز۔ وہ کوا جس کی آواز دو دوستوں کی جدائی کی تمہید ہوتی تھی۔ تو ہم پرست عربوں میں اس سے بدفالی لی جاتی۔ اسی لیے یہ آواز ناگوار ہوتی ہے۔ الحان: لے، سُر۔ اِنَّ اَنکَرَ الاَصوَاتِ: یہ آیۂ کریمہ گدھے کی آواز کے بارے میں نازل ہوئی یعنی یقیناً آوازوں میں سب سے بدترین گدھوں کی آواز ہے۔ اِذَا نَہَقَ ...الخ: جب ابوالفوارس واعظ گدھے کی طرح رینکتا ہے تو اس کے رینکنے سے فارس کا (مضبوط ترین) قلعۂ اصطخر بھی لرز اٹھتا ہے۔ اصطخر قلعہ دارا ابنِ داراب کی تخت گاہ ہے۔ مردمِ قریہ: آبادی کے لوگ۔ بعلّت: بہ سبب۔ جاہ: قدر و منزلت، عزت و وقار۔ بلیّتش را می کشیدند: اس کی مصیبت کو جھیل رہے تھے۔ اذیتش را مصلحت نمی دیدند: یعنی اسے اذیت دینے کو خلافِ مصلحت سمجھ رہے تھے۔ خطباء: خطیب کی جمع۔ اقلیم: ملک۔ عداوتے نہانی: در پردہ دشمنی۔ پرسیدنِ او: یعنی اس کی ملاقات کے لیے۔ ترا: تیرے لیے۔ خیر باد: خدا کرے بہتر ہو۔ انفاس: واحد نفس۔ بمعنی سانس۔ راحت: آرام۔ لختے: تھوڑی دیر۔ بیندیشید: سوچا، غور کیا۔ جزاکَ اللّٰہ: اللہ تم کو بدلہ (ثواب) عطا فرمائے۔ از صحبت دوستے برنجم ...الخ: میں اس دوست کی صحبت سے رنجیدہ ہوں جو میرے بُرے اخلاق کو اچھا ظاہر کرتا ہے۔

عیبم هنر و کمال بینند | خارم گل و یاسمن نماید
کو دشمنِ شوخ چشم بیباک | تا عیب مرا بمن نماید

فرد

هر آنکس که عیبش نگویند پیش | هنر داند از جاهلی عیب خویش

حکایت[۱۳] یکے در مسجد بطوع بانگِ نماز گفتے باداۓ که مستمعان را ازو نفرت بودے و صاحب مسجد امیرے بود عادل نیک سیرت نمیخواستش که دل آزرده گردد گفت اے جوان مردِ این مسجد را موذنانِ قدیمی اند که هر یکے از ایشان را پنج دینار مرتب داشته ام ترا ده دینار میدهم تا جاۓ دیگر روی برین قول اتفاق کردند پس از مدتے در گذرے پیشِ امیر باز آمد و گفت ایخداوند بر من حیف کردی که بده دینار از اں بقعه ام بیرون کردی که آنجا رفته ام بست دینار میدهند که جاۓ دیگر روم قبول نمی کنم امیر بخندید و گفت زنهار نستانی که به پنجاه دینار راضی گردند

شعر

به تیشه کس نخراشد ز روۓ خارا گِل | چنانکه بانگِ درشتِ تو میخراشد دل

حکایت[۱۴] ناخوش آوازے ببانگِ بلند قرآن خواندے صاحبدلے

یاسمن: یاسمین، چنبیلی۔ کو دشمنِ شوخ چشم بیباک ...الخ: کہاں ہے وہ شوخ چشم اور بیباک دشمن جو میرا عیب مجھے دکھائے۔ جاہلی: نادانی۔

حکایت ۱۳: اس کا حاصل یہ ہے کہ کسی پر اس کا عیب ظاہر کرنے کے لیے سلیقہ مندی ملحوظ رکھنا چاہیے۔ بطوع: خوشی سے۔ بانگ: اذان۔ مستمعاں: سننے والے۔ صاحب مسجد: یعنی مسجد کا متولی۔ مرتب: مقررہ تنخواہ، مشاہرہ۔ درگذرے: یعنی درگزرگاہے راستے میں۔ حیف: ظلم وستم۔ بقعہ: یعنی مبارک مقام۔ گفت زنہار نستانی: اس نے کہا ہرگز نہ لینا۔ تیشہ: بسولہ۔ خارا: سخت پتھر۔ چنانکہ بانگ درشت تو ...الخ: جتنا کہ تیری سخت بھونڈی آواز دلخراش ہوتی ہے۔ پتھر سے مٹی کھرچنے میں دلخراش آواز پیدا ہوتی ہے مگر نہ اتنی کہ جتنی تمہاری بھدی آواز دلخراش ہوتی ہے۔

حکایت ۱۴: اس کا حاصل یہ ہے کہ بھدی آواز والے کو چاہیے کہ قرآن مجید بلند آواز سے نہ پڑھے بلکہ پست آواز سے پڑھے ورنہ خاموش رہے۔ ناخوش آواز: بھدی آواز والا۔ بانگ بلند: اونچی آواز۔ بہ بانگِ بلند: اونچی آواز سے۔ زور سے۔

روزے بروبگذشت وگفت تراماشاہرہ چندست گفت ہیچ گفت پس ایں زحمت بخود چرا میدہی گفت از بہرِ خدا میخوانم گفت از بہرِ خدا دیگر مخواں

بیت

گر تو قرآں بدیں نمط خوانی | ببری رونقِ مسلمانی

باب پنجم در عشق وجوانی

حکایت(۱) حسن میمندی راگفتند سلطان محمود چندیں بندۂ صاحبِ جمال دارد کہ ہر یکے بدیع جہانے اند چگونہ افتادہ است کہ با ہیچ کدام از ایشان میلے و محبتے ندارد چنانکہ با ایاز با آنکہ زیادتِ حُسنے ندارد گفت ہرچہ در دل فرود آید در دیدہ نکو نماید

قطعہ

کسے بدیدۂ انکار گر نگاہ کند | نشانِ صورتِ یوسف دہد بناخوبی
وگر بچشمِ ارادت نگہ کند در دیو | فرشتہ اش بنماید بچشم محبوبی

مثنوی

ہر کہ سلطاں مرید او باشد | اگر ہمہ بد کند نکو باشد

تراماشاہرہ چندست: تیری ماہانہ تنخواہ کتنی ہے؟۔ گفت ہیچ: اس نے کہا کچھ بھی نہیں۔ از بہرِ خدا می خوانم: اللہ واسطے (ثواب کے لیے) پڑھتا ہوں۔ از بہر خدا دیگر مخواں: خدا کے لیے اب (دوبارہ) مت پڑھنا۔ گر تو قرآن...الخ: اگر تو قرآنِ پاک اسی طریقہ پر (بری آواز سے) پڑھتا رہا (تو مجھے اندیشہ ہے کہ) تو مسلمان ہونے کی عزت ووقار خاک میں ملا دے گا۔ عشق: زیادتی محبت، فریفتگی۔

حکایت۱: اس کا خلاصہ یہ ہے کہ نظرِ عشق صرف حسن وخوبروئی کی متلاشی نہیں۔ بلکہ دیگر کمالات بھی اس کا سبب ہیں۔ حسن میمندی: سلطان محمود غزنوی کا وزیر۔ اس کی تفصیل ص ۱۵۲ پر دیکھیں۔ بدیع: نادر، اچھوتا۔ میل: رغبت۔ ایاز: سلطان محمود غزنوی کا ترکی غلام۔ با آنکہ: باوجودیکہ۔ زیادت: زیادہ بمعنی زائد۔ دردل فرود آید: دل میں اتر جاتی ہے۔ نکونماید: اچھی نظر آتی ہے۔ دیدۂ انکار: بے عقیدت کی آنکھ دشمنی کی نظر۔ یوسف: یعنی انتہائی حسین وجمیل۔ یا حضرت یوسف علیہ السلام جو انتہائی حسین وجمیل تھے۔ نشان دہد: یعنی بیان کرے۔ بناخوبی: بدصورتی کے ساتھ۔ چشم ارادت: عقیدت کی آنکھ (نگاہ)۔ اگر چشم ارادت...الخ: اور اگر عقیدت کی نظر سے کوئی دیو کو بھی دیکھے تو وہ اس کی محبت بھری نگاہوں میں فرشتہ صورت ہی نظر آئے گا۔ مُرید: پیروکار۔ دینی شاگرد، اشاروں پر چلنے والا۔

وانکہ را پادشہ بیندازد
کسش از خیلِ خانہ ننوازد

حکایت(۲) گویند خواجہ را بندہ نادِرُالحُسن بود باوے بسبیلِ مودّت و دیانت نظرے داشت با یکے از دوستاں گفت دریغ ایں بندۂ من با حسن و شمائلے کہ دارد اگر زباں دراز و بے ادب نبودے چہ خوش بودے گفت اے برادر چوں اقرارِ دوستی کردی توقّعِ خدمت مدار کہ چوں عاشقی و معشوقی درمیاں آمد مالکی و مملوکی برخاست

قطعہ

خواجہ با بندۂ پری رخسار
چوں درآید ببازی و خندہ
چہ عجب کو چو خواجہ حکم کند
ویں کشد بارِ ناز چوں بندہ

بیت

غلام آبکش باید و خشت زن
بود بندۂ نازنیں مشت زن

حکایت(۳) پارسائے را دیدم بہ محبّتِ شخصے گرفتار نہ طاقت صبر نہ یارائے گفتار چندانکہ ملامت دیدے و غرامت کشیدے ترکِ تصابی نکردے گفتے۔

قطعہ

کوتہ نکنم زدامنت دست
ورخود بزنی بہ تیغ تیزم

بیندازد: یعنی نظر سے گرادیتا ہے۔ خیل خانہ: خاندان، افراد خانہ۔ حکایت ۲: اس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ عشق ومحبت کے بعد رعب ودبدبہ ختم ہوجاتا ہے اور ''میرا تیرا'' کا امتیاز مٹ جاتا ہے۔ خواجہ: آقا، دولتمند شخص۔ بندہ: غلام، خادم۔ نادرالحسن: نایاب حسن رکھنے والا، بے مثال حسن والا۔ سبیل: راہ، مودّت: دوستی، محبت۔ دیانت: پرہیزگاری۔ دریغ: افسوس۔ شمائل: خصلتیں، وضع قطع۔ زبان دراز: بدزبان، گستاخ، منہ پھٹ۔ توقع: امید۔ مالکی ومملوکی: آقائی اور غلامی۔ پری رخسار: پری چہرہ۔ نہایت خوبصورت، معشوق۔ درآید: پیش آئے۔ بازی: اٹھکیلیاں۔ چہ عجب الخ: کیا تعجب کہ وہ غلام آقا کی طرح حکم چلانے لگے اور یہ آقا غلام کی طرح اس کی ناز برداری کرے۔

آبکش: پانی بھرنے والا۔ خشت زن: اینٹ پاتھنے والا۔ مشت زن: مکے مارنے والا، گھونسے مارنے والا۔ نازنین: نازک ادا۔ نازوں والا۔

حکایت ۳: اس کا خلاصہ یہ ہے کہ دل شدہ اور مبتلائے عشق پر نصیحت اور ملامت گری اثر انداز نہیں ہوتی اسے نصیحت کرنا بیکار ہے۔

پارسا: پرہیزگار۔ یارائے گفتار: بات چیت کرنے کی طاقت۔ غرامت: پشیمانی وبلا۔ ترک: چھوڑنا۔ تصابی: عشق بازی۔ دست کوتاہ کردن: چھوڑنا [illegible]

بعد از تو ملاذ و ملجائے نیست | ہم در تو گریزم ار گریزم

بارے ملامتش کردم و گفتم عقلِ نفیست را چہ شد کہ نفسِ خسیست غالب آمد زمانے بفکرت فرو رفت و گفت۔

قطعہ

ہر کجا سلطانِ عشق آمد نماند | قوتِ بازوئے تقویٰ را محل
پاک دامن چوں زید بیچارۂ | او فتادہ تا گریباں در وحل

حکایت(۲) یکے را دل از دست رفتہ بود و ترک جاں گفتہ مطمحِ نظرش جائے خطرناک و مظنۂ ہلاک نہ لقمۂ متصور شدے کہ بکام آید یا مرغے کہ بدام افتد

بیت

چو در چشمِ شاہد نیاید زرت[۳] | زر و خاک یکساں نماید برت

بارے نصیحتش گفتند ازیں خیالِ محال تجنب کن خلقے ہم بدیں ہوس کہ تو داری اسیر اند و پائے دل در زنجیر بنالید و گفت۔

قطعہ

دوستاں گو نصیحتم مکنید | کہ مرا دیدہ بر ارادتِ اوست

ملاذ و ملجاء: دونوں لفظ ہم معنی ہیں۔ جائے پناہ، ٹھکانہ۔ در تو گریزم ار گریزم: میں اگر تجھ سے بھاگوں گا تو تیری ہی طرف بھاگوں گا۔ یعنی تجھے نہ چھوڑوں گا۔ نفیس: عمدہ۔ خسیس: کمینہ۔

زمانے بفکرت فرو رفت: کچھ دیر سوچ میں ڈوبا رہا۔ زید: زیستن سے فعل مضارع ہے۔ وہ جیئے۔ وحل: کیچڑ۔ شعر کا معنی: وہ شخص کس طرح پاک دامن جی سکتا ہے جو بیچارہ گلے تک (محبت کی) کیچڑ میں پھنسا ہوا ہو۔

حکایت ۲: اس کا حاصل یہ ہے کہ مرتبۂ عشق میں کمال اس وقت حاصل ہوتا ہے جب ہوش و خرد، دل و جگر قربان کرنے کے ساتھ اپنی جان بھی معشوق کو نذر کر دے۔ دل از دست رفتہ بود: یعنی عاشق ہو چکا تھا۔ ترک جاں گفتہ: جان دینے کی ٹھان لی تھی۔ مطمح: نظر پڑنے کی جگہ۔ مطمح نظر: منظور نظر۔ مظنۂ ہلاک: وہ جگہ جہاں ہلاکت کا گمان ہو۔ نہ لقمۂ متصور شدے کہ الخ: یعنی وہ معشوق نہ تو ایسا نوالہ ہی تھا کہ حلق میں آ جائے اور نہ ایسا پرندہ تھا جو جال میں پھنس جائے۔ چو در چشم شاہد ..... الخ: معشوق کی نظر میں اگر تیری دولت کی وقعت نہ ہو تو پھر تیرے لیے سونا اور مٹی یکساں ہی ہے۔ تجنب کن: پرہیز کر، باز آ۔ خلقے: یعنی بہت سے لوگ۔ اسیر: گرفتار۔ پائے دل در زنجیر: گرفتار ہیں یعنی عشق میں مبتلا ہیں۔ مرا دیدہ: میری نگاہ۔ بر ارادت اوست: [illegible]

زورِ پنجہ و کتف: یعنی پنجہ و بازو کی قوت۔ وخوباں دوست: یعنی یہ حسن والے اپنے چاہنے والوں کو قتل کرتے ہیں۔ مودّت: دوستی، محبت۔

جنگ جویاں بزورِ پنجہ و کتف | دشمناں را کشند و خوباں دوست

شرطِ مودّت نباشد باندیشۂ جان دل از مہرِ جاناں برگرفتن

ابیات

تو کہ در بندِ خویشتن باشی | عشق بازی دروغ زن باشی
گر نشاید بدوست رہ بردن | شرطِ عشق ست در طلب مردن

فرد

گر دست رسد کہ آستینش گیرم | ورنہ بروم بر آستانش میرم

متعلّقانش را کہ نظر در کارِ او بود و شفقت بروزگارِ او پندش دادند و بندش نہادند

شعر

دردا کہ طبیب صبر میفرماید | ویں نفسِ حریص را شکر میباید

ابیات

آں شنیدی کہ شاہدے بہ نہفت | با دلِ از دست دادہ میگفت
تا ترا قدرِ خویشتن باشد | پیشِ چشمت چہ قدرِ من باشد

آوردہ اند کہ مر آں پادشاہزادہ را کہ مطمحِ نظرِ او بود خبر کردند کہ جوانے برسرِ ایں میدان مداومت می نماید خوش طبع شیریں زبان سخنہائے

اندیشہ جان: جان کا خطرہ۔ مہرِ جاناں: محبوب کی محبت۔ دل برگرفتن: دل موڑ لینا۔ بندِ خویشتن: اپنی فکر۔ دروغ زن: جھوٹ بولنے والا، جھوٹا۔ گر نشاید...الخ: اگر دوست (معشوق) تک پہونچنا ممکن نہ ہو تو عشق کا لازم یہ ہے کہ دوست کی طلب میں جان دیدے۔ دست رسد: قدرت حاصل ہو۔ متعلقانش: اس کے رشتہ دار یعنی عاشق کے۔ خویش واقربا: اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ معشوق کے خویش واقربا مراد ہوں۔ نظر در کار او بود: یعنی جن کی نظر اس کے کاموں اور احوال پر تھی۔ بندش نہادند: اس کو قید کردیا۔ دردا: ہائے افسوس! صبر: بفتح اول۔ اور بعض بکسر اول کہتے ہیں۔ ایلوا۔ ایک تلخ گوند ہے۔ یعنی دوائے تلخ۔ شاہد: معشوق۔ نہفت: تنہائی، پوشیدگی۔ دل ازدست دادہ: جس نے اپنا دل کھودیا ہو یعنی عاشق۔ تاترا...الخ: جب تک تجھ کو اپنی ذات کی فکر ہوگی اس وقت تک تیری نگاہوں میری کیا قدر ہوسکتی ہے۔ مطمحِ نظر: منظورِ نظر۔ مداومت: ہمیشگی۔ خوش طبع: زندہ دل۔ شیریں زباں: خوش گفتار۔

لطیف میگوید و نکتہائے بدیع ازو میشنوند چنیں معلوم می شود کہ شورے در سر دارد و سوزے در جگر و شیدا صفت می نماید پسر دانست کہ دل آویختۂ او ست و ایں گرد بلا انگیختۂ او مرکب بجانبِ او راند چوں دید کہ شاہزادہ بنزدیکِ او عزم آمدن دارد بگریست و گفت

بیت

آنکس کہ مرا بکشت باز آمد پیش
مانا کہ دلش بسوخت بر کشتۂ خویش

چندانکہ ملاطفت کرد و پرسید کہ چونی و از کجائی و چہ نام داری و چہ صنعت دانی جواں در قعرِ بحرِ مودّت چناں غریق ماندہ کہ مجالِ نفس نداشت

بیت

اگر خود ہفت سبع از بر بخوانی
چو آشفتی الف با تا ندانی

گفتا سخنے با من چرا نگوئی کہ ہم از حلقۂ درویشانم بلکہ حلقہ بگوشِ ایشانم آنگہ بقوّتِ استیناسِ محبوب از میانِ تلاطمِ امواجِ محبت سر بر آورد و گفت

شعر

عجب ست با وجودت کہ وجودِ من بماند
تو بگفتن اندر آئی و مرا سخن بماند

ایں بگفت و نعرہ بزد و جان بحق تسلیم کرد

نکتہائے لطیف: مزے دار باتیں۔ نکتہائے بدیع: عجیب نکتے۔ شور: جنون، سودا۔ سوز: سوزش، جلن۔ شیدا صفت: عاشق صفت۔ دل آویختہ: فریفتہ، عاشق۔ ایں گرد بلا انگیختۂ او: یعنی یہ فریفتگی اسی کی پیدا کردہ ہے۔ مرکب: سواری، گھوڑا۔ عزم آمدن: آنے کا ارادہ۔ مرا بکشت: عشق میں مجھ کو مار ڈالا۔ مانا: یعنی یقیناً۔ کشتۂ خویش: اپنا مقتول۔ ملاطفت: نرمی، مہربانی۔ چونی واز کجائی۔ آپ کیسے ہیں؟ اور آپ کہاں کے ہیں؟ چہ صنعت دانی: کیا کام کرتے ہیں؟۔ در قعرِ بحرِ مودت: محبت کے گہرے سمندر میں۔ غریق ماندہ: ڈوب چکا تھا۔ مجال نفس نداشت: یعنی بولنے کی سکت نہ تھی۔ ہفت سبع: یعنی قرآن کی ساتوں منزلیں، مراد پورا قرآن ہے۔ از بر: حفظ۔ چو آشفتی ...الخ: لیکن جب تو عاشق ہو جائے تو تجھے الف، با، تا (حروف تہجی) بھی نہ سمجھ میں آسکیں گے۔ حلقہ بگوش: مطیع، فرمانبردار۔ استیناس: اُنس والفت۔ تلاطم امواج: موجوں کے تھپیڑے۔ سر بر آورد: سر اٹھایا۔ عجب ست ...الخ: یہ عجیب بات ہے کہ تیرے آموجود ہونے پر بھی میرا وجود باقی رہ جائے۔ تو بولنا شروع کردے اور پھر بھی مجھ میں بولنے کی سکت رہ جائے۔ جان بحق تسلیم کرد: جان خدا کے سپرد کر دی یعنی مر گیا۔

بیت

عجب از کشته نباشد بدرِ خیمهٔ دوست | عجب از زنده که چون جاں بدر آورد سلیم

حکایت (۵) یکے را از متعلمان کمالِ بہجتے بود و طیبِ لہجتے معلم از انجا که حسِ بشریت ست با حسنِ بشرۂ او معاملتے داشت زجر و توبیخے که بر کودکانِ دیگر کردے در حقِ وے روا نداشتے وقتے که بخلوتش دریافتے گفتے

قطعه

نه آنچناں بتو مشغولم اے بہشتی روی | که یادِ خویشتنم در ضمیر می آید
ز دیدنت نتوانم که دیده بر بندم | اگر مقابله بینم که تیر می آید

بارے پسرش گفت چندانکه در آدابِ درسِ من نظر میفرمائی در آدابِ نفسم ہمچنیں تامّل می فرمائی تا اگر در اخلاقِ من ناپسندے بینی که مرا آں پسندیده ہمی نماید بر انم اطلاع فرمائی تا به تبدیلِ آں سعی کنم گفت اے پسر ایں سخن از دیگرے پرس که آں نظر که مرا با تست جز ہنر نمی بینم۔

قطعه

چشمِ بد اندیش که بر کنده باد | عیب نماید ہنرش در نظر
ور ہنرے داری و ہفتاد عیب | دوست نبیند بجز آں یک ہنر

عجب از کشته ...الخ: یعنی تعجب اس مقتول پر نہیں جس نے دوست (محبوب) کے دروازے پر جان دے دی ہو بلکہ تعجب تو اس زندہ عاشق پر ہے کہ کیسے محبوب کے در سے جان صحیح سالم بچا لایا۔

حکایت ۵: اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عاشق کی نظر میں معشوق کی ہر بات بھلی معلوم ہوتی ہے۔ متعلمان: واحد، متعلم، طالب علم، شاگرد۔ کمال بہجت: یعنی بہت خوبصورت۔ طیب لہجہ: یعنی بہت خوش آواز، اچھے لب و لہجے والا۔ معلم: استاذ۔ حس بشریت: احساس بشری، تقاضائے انسانیت۔ حسن بشرہ: خوبروئی۔ معاملتے داشت: یعنی فریفتہ تھا۔ زجر و توبیخ: ڈانٹنا اور جھڑکنا۔ بخلوتش دریافتے: اس کو تنہائی میں پاتا۔ بہشتی رو: خوبصورت چہرے والا۔ ضمیر: دل، یعنی اے انتہائی حسین چہرے والے! میں تیری یاد میں ایسا مشغول ہو چکا ہوں کہ میرے دل میں خود میری یاد بھی نہیں آتی۔ میں تیرے دیدار سے اپنی آنکھوں کو کبھی بند نہیں کر سکتا اگر چہ میں دیکھتا رہوں کہ سامنے سے تیر آ رہا ہے۔ آدابِ درس: پڑھانے کے طریقے۔ نظر: توجہ، خیال۔ آدابِ نفس: اخلاقیات کی تعلیم۔ تامّل می فرمائی: توجہ فرماتے رہیے۔ اطلاع فرمائی: آپ آگاہ فرمائیں۔ سعی: کوشش۔ بد اندیش: برا سوچنے والا یعنی دشمن۔ بر کنده باد: خدا کرے وہ پھوٹ جائے (یہ جملہ معترضہ دشمن کی آنکھ کے لیے بد دعا ہے۔) ور ہنرے ...الخ: اور اگر تمہارے اندر ایک [illegible] کے سوائے اس ایک ہنر کے اور کچھ نظر نہیں آئے گا۔

حکایت شبے یاد دارم کہ یارِ عزیزم از در درآمد چناں بے خود از جای برجستم کہ چراغم بہ آستیں کشتہ شد **شعر**

سَرٰی طَیْفُ مَنْ یَّجْلُوْ بِطَلْعَتِہِ الدُّجٰی
فَقُلْتُ لَہٗ اَھْلًا وَّسَھْلًا وَّمَرْحَبًا

بنشست و عتاب آغاز کرد کہ در حال کہ مرا بدیدی چراغ بکشتی بچہ معنی گفتم بدو معنی یکے آنکہ گمان بردم کہ آفتاب برآمد و دیگر آنکہ ایں بیتم بخاطر گذشت **قطعہ**

چوں گرانے بہ پیشِ شمع آید
خیزش اندر میانِ جمع بکش
ور شکر خندہ ایست شیریں لب
آستینش بگیر و شمع بکش

حکایت یکے دوستے را کہ زمانہا ندیدہ بود گفت کجائی کہ مشتاقی بودم گفت مشتاقی بہ کہ ملولی **مثنوی**

دیر آمدی اے نگارِ سرمست
زودت ندہیم دامن از دست
معشوقہ کہ دیر دیر بیند
آخر بہ از آنکہ سیر بیند

لطیفہ شاہدے کہ با رفیقاں آید بجفا کردن آمدہ است بحکم آنکہ از غیرت و مضادّت خالی نباشد **بیت**

اِذَا جِئْتَنِیْ فِیْ رُفْقَۃٍ لِتَزُوْرَنِیْ
وَاِنْ جِئْتَ فِیْ صُلْحٍ فَاَنْتَ مُحَارِبٌ

حکایت ٦: اس کا حاصل یہ ہے کہ عاشق کو چاہیے کہ معشوق سے ملاقات کے وقت بے قابو نہ ہو۔ تاہم اگر بے اختیاری میں اس سے کوئی حرکت صادر ہو جائے تو اس کی کوئی خوبصورت توجیہ پیش کر دے تاکہ نفرت کا باعث نہ ہو۔ یارِ عزیز: پیارا دوست۔ از در درآمد: دروازے سے داخل ہوا۔ چناں بے خود از جائے برجستم: یعنی بے قابو ہو کر میں انیا جگہ سے اچھل پڑا۔ چراغ کشتہ شد: چراغ گل ہو گیا، بجھ گیا۔ سَرٰی طَیْفُ ...الخ: مجھے شب میں اس محبوب کا تصور و خیال ابھرا جس کے روئے زیبا سے تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں تو میں نے اس سے کہا خوش آمدید، خوش آمدید، مرحبا! عتاب آغاز کرد: اظہارِ خفگی شروع کر دیا۔ در حال کہ مرا بدیدی: یعنی جونہی آپ نے مجھے دیکھا۔ چراغ بجھا دیا۔ بچہ معنی: کس لیے، کس سبب سے۔ بدو معنی: دو وجہ سے۔ آفتاب برآمد: سورج نکل آیا لہذا چراغ کی کوئی ضرورت نہیں۔ خاطر: دل۔ گرانے: بدصورت، وہ شخص جس کو دیکھ کر طبیعت میں گرانی ہو۔ شمع: چراغ۔ بکش: یعنی چراغ بجھا دو تاکہ اس پر نظر نہ پڑے اور طبیعت میں تکدر پیدا نہ ہو۔ شکر خندہ: ہنس مکھ۔ شیریں لب: خوش گفتار۔ آستینش بگیر و شمع بکش: تم اس کی آستین پکڑو اور شمع گل کر دو۔ تاکہ دادِ عیش و نشاط دے سکیں۔ حکایت ۷: اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عاشق کو دردِ عشق میں تڑپتے رہنے اور ہمیشہ مشتاقِ دیدار رہنے میں جو کیف و سرور ہے وہ وصالِ یار میں حاصل نہیں۔ زمانہا ندیدہ بود: مدتوں سے نہیں دیکھا تھا۔ (ملاقات نہیں ہوئی تھی) مشتاقی بہ کہ ملولی: تمہارا شوقِ ملاقات میں رہنا رنجیدگی سے بہتر ہے۔ نگار: معشوق۔ سرمست: سرشار، مدہوش۔ دامن از دست ندہم: دامن نہ چھوڑوں گا۔ معشوقہ کہ ...الخ: جس معشوق کا دیدار کبھی کبھی ہو وہ بہتر ہے اس سے کہ خوب جی بھر کے دیکھیں۔ لطیفہ: عمدہ بات۔ شاہد: معشوق۔ رفیق: دوست۔ بجفا کردن: ظلم کرنے کے لیے۔ غیرت: حمیت۔ مضادّت: ضد، مخالفت، دشمنی۔ اذا جئتنی ...الخ: جب تم دوستوں کی ہمراہی میں میری ملاقات کے لیے آؤ تو [illegible]

یک نفس: لمحہ بھر۔ اغیار: واحد غیر۔ مراد رقیب ہیں۔ بسے نماند: کچھ بعید نہیں۔ شمع جمع: شمع محفل۔ مرا ازاں چہ: مجھے اس سے کیا غرض۔

قطعه

بیک نَفَس که در آمیخت یار با اغیار
بسے نماند که غیرت وجودِ من بکشد
بخنده گفت که من شمعِ جمعم اے سعدی
مرا ازاں چه که پروانه خویشتن بکشد

حکایت(۸) یاد دارم که در ایامِ پیشیں من و دوستے چوں دو مغزِ بادام در پوستے صحبت داشتیم ناگاه اتفاقِ غیبت افتاد پس از مدّتے که باز آمد عتاب آغاز کرد که دریں مدّت قاصدے نفرستادی گفتم دریغ آمدم که دیدۂ قاصد بجمالِ تو روشن گردد و من محروم۔

قطعه

یارِ دیرینه مرا گو بزباں توبه مده
که مرا توبه بشمشیر نخواهد بودن
رشکم آید که کسے سیر نگه در تو کند
باز گویم که کسے سیر نخواهد بودن

حکایت(۹) دانشمندے را دیدم که به کسے مبتلا شده و رازش از پرده برملا افتاده جورِ فراواں بردے و تحمّلِ بیکراں کردے بارے به لطافتش گفتم دانم که ترا در محبّتِ ایں منظور علّتے و بنائے محبّت بر زلّتے نیست پس با وجود چنیں معنیٰ لائقِ قدرِ علما نباشد خود را متّهم گردانیدن و جورِ بے ادباں بردن گفت اے یار دستِ عتابم

حکایت۸: اس کا حاصل یہ ہے کہ معشوق کے دیدار سے عاشق کو سیری حاصل نہیں ہوتی۔

ایامِ پیشیں: گزشتہ زمانہ۔

دو مغز بادام در پوستے: اس سے کمال اتحاد مراد ہے۔

پوست: چھلکا۔ غَیبت: غیر حاضری، جدائی۔ عتاب: اظہار خفگی، ملامت۔

قاصد: پیغام رساں۔ دیدہ: آنکھ۔ دیرینہ: قدیم۔ گو: فعل امر ہے۔ بزباں توبہ مدہ: زبان کے ذریعہ توبہ مت کرا۔ اور ایک نسخے میں ہے ''پندمدہ'' نصیحت مت کر۔ کہ مرا توبہ ...الخ: کہ تلوار کے خوف سے بھی مجھ سے توبہ نہ ہو سکی۔ باز گویم ...الخ: پھر میں دل میں کہتا ہوں (سوچتا ہوں) کہ تجھے دیکھ کر کوئی سیر ہو ہی نہیں سکتا۔

حکایت۹: اس کا حاصل یہ ہے کہ مبتلائے عشق خواہ کوئی بھی ہو اسے سرزنش بیکار ہے۔ اس لیے کہ وہ اپنے اختیار ہی میں نہیں ہوتا۔ مبتلا: یعنی عاشق۔ برملا افتادن: لوگوں پر ظاہر ہونا۔ جورِ فراواں: بہت سارے دکھ۔ تحمّل بیکراں: بے انتہا برداشت۔

لطافت: نرمی، مہربانی۔ منظور: یعنی منظورِ نظر، معشوق۔ علّت: یعنی خواہش نفسانی۔ زلّت: لغزش، مراد معصیت ہے۔ قدر: مرتبہ، شان۔ متّہم گردانیدن: تہمت زدہ بنانا۔ بے ادباں: بے سلیقہ، بیہودہ لوگ۔ دستِ عتابم از دامن بدار: یعنی دستِ عتاب از دامنم بدار۔ مجھے ملامت نہ کر

ازدامن بدار کہ بارہا دریں مصلحت کہ تو بینی اندیشہ کردم صبرم برجفاے او سہل تر ہمی نماید از نادیدنِ او و حکیماں گویند دل برمجاہدت نہادن آساں ترست کہ چشم از مشاہدت فروگرفتن۔

مثنوی

ہر کہ دل پیشِ دلبرے دارد | ریش در دستِ دیگرے دارد
آہوئے پالہنگ در گردن | نتواند بخویشتن رفتن
آنکہ بے او بسر نشاید بُرد | گر جفائے کند بباید بُرد
روزے از دوست گفتمش زنہار | چند ازاں روز گفتم استغفار
نکند دوست زینہار از دوست | دل نہادم بدانچہ خاطرِ اوست
گر بلطفم بنزدِ خود خواند | ور بقہرم براند او داند

حکایت (۱۰) در عنفوانِ جوانی چنانکہ افتد و دانی باشاہدے سرّے و سِرّے داشتم بحکم آنکہ حلقے داشت طیبُ الادا و خلقے کالبدر فی الدجیٰ

بیت

آنکہ نباتِ عارضش آبِ حیات میخورد | در شکرش نگہ کند ہر کہ نبات میخورد

اتفاقاً خلافِ طبع ازوے حرکتے بدیدم کہ ناپسندیدم دامن ازو

مصلحت: نیک صلاح، پالیسی۔ اندیشہ کردم: میں نے غور کیا، سوچا۔ صبرم برجفائے او ...الخ: اس کی جفاؤں کو برداشت کرلینا اس کو نہ دیکھنے سے آسان ہے۔ دل برمجاہدت نہادن: دل کو رنج ومشقت پر مجبور بنادینا۔ چشم از مشاہدت فروگرفتن: آنکھ کو دیدار سے محروم رکھنا۔ دلبر: معشوق۔ ریش: داڑھی۔ پالہنگ: باگ ڈور۔ آنکہ بے او ...الخ: وہ معشوق جس کے بغیر زندگی بسر نہ ہوسکے اگر کوئی ظلم بھی ڈھائے تو سہہ لینا چاہیے۔ روزے از دوست...الخ: ایک دن میں نے اپنے دوست سے کہا کہ تجھ سے خدا کی پناہ! لیکن اس کے بعد کئی دن تک اپنی اس نادانی پر توبہ واستغفار کرتا رہا۔ نکند دوست...الخ: دوست سے دوست پرہیز نہیں کرسکتا اس لیے میں نے دل لگادیا اس پر جو کچھ اسے منظور ہے۔ لطف: مہربانی، قہر: غصہ۔ او داند (جزا ہے) وہ جانے۔ اس کی مرضی۔ حکایت ۱۰: اس کا حاصل یہ ہے کہ نوخیزوں کی خوش آوازی اور امردوں کی خوبصورتی عارضی ہوتی ہے۔ اس بنا پر ان کی جانب جو رغبت ہوتی ہے وہ بھی ناپائدار ہوتی ہے۔ عقلمندی یہ ہے کہ آدمی ابتداءً ہی اس میں گرفتار نہ ہو۔ عنفوان: آغاز، ابتدا۔ چنانکہ افتد ودانی: جیسا کہ ہوا کرتا ہے اور تم بھی جانتے ہی ہو۔ (جملہ معترضہ ہے) یعنی ہر شخص کو اس قسم کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ اور تم بھی جوانی کے جوش جنوں سے آگاہ ہوگے ہی۔ شاہد: معشوق، حسین، خوشنما۔ سرّ: خیال۔ سِرّ: بکسر اول، راز۔ حلق: گلو۔ طیب الادا: اچھی طرح ادا کرنے والا یعنی وہ خوش گلو، خوش آواز تھا۔ خلق: جسمانی ساخت۔ کالبدر فی الدجیٰ: رات کی تاریکیوں میں چودھویں کے چاند کی طرح۔ نبات عارض: رخسار کی گھاس یعنی سبزۂ خط۔ ہر کہ نبات میخورد: جو شخص مصری کھارہا ہو۔ آنکہ ...الخ: یعنی جس حسین کا سبزۂ خط آب حیات سے سیراب ہورہا ہو تو اگر کوئی مصری کھارہا ہو تب بھی اسی کے ہونٹوں کی شکر کا مشتاق ہوگا۔ یعنی معشوق کے لبوں کی شیرینی اور خوش گفتاری کا۔ خلافِ طبع: مزاج کے خلاف۔ دامن ازو برکشیدم: میں نے اس [illegible]

برکشیدم و مهره برچیدم و گفتم بیت

بروهر چه می بایدت پیش گیر | سرِ ما نداری سرِ خویش گیر

شنیدم که همی رفت و میگفت بیت

شب پره گر وصلِ آفتاب نخواہد | رونقِ بازارِ آفتاب نکاہد

ایں بگفت و سفر کرد و پریشانیٔ او در من اثر

شعر

فَقَدتُ زَمَانَ الوَصلِ وَالمَرءُ جَاہِلٌ | بِقَدرِ لَذِیذِ العَیشِ قَبلَ المَصَائِبِ

شعر

باز آی و مرا بکش کہ پیشت مردن | خوشتر کہ پس از تو زندگانی کردن

اما بشکر و منتِ باری پس از مدّتے باز آمد آں حلقِ داؤدی متغیّر شدہ و جمالِ یوسفی بزیاں آمدہ و بر سیبِ زنخدانش ہمچو بہ گردے نشستہ و رونقِ بازارِ حسنش شکستہ متوقّع کہ در کنارش گیرم کنارہ گرفتم و گفتم

قطعہ

آں روز کہ خطِ شاہدت بود | صاحبِ نَظَر از نَظَر براندی
امروز بیامدی بہ صلحش | کش فتحہ و ضمہ برنشاندی

مہرہ برچیدم: میں نے مہرہ (منکا) ہٹالیا یعنی محبت موقوف کردیا۔ سرَ: خیال، پروا۔ سرِ خویش گیر: یعنی اپنا راستہ لے۔ شب پرہ: چمگادڑ۔ درمن اثر: یعنی اثر کرد۔ نکاہد: نہ گھٹے گی۔ فَقَدتُ....الخ: میں نے زمانۂ وصال کو کھودیا اور مصیبتوں کو جھیلنے سے پہلے انسان لذتِ عیش کی قدر سے ناواقف ہوتا ہے۔ مرا بکش: مجھے قتل کردو۔ بازآمد: واپس آیا۔ حلقِ داؤدی: حضرت داؤد علیہ السلام جیسا گلا۔ متغیّر: تبدیل۔ جمالِ یوسفی: حسنِ یوسفی۔ بر سیبِ زنخداں۔ الخ: سیب جیسی ٹھوڑی پر بہی کی طرح گرد بیٹھ چکی تھی۔ بہ: بہی کا مخفف ہے) ایرانی بہی کا چھلکا کھردرا ہوتا ہے۔ متوقّع: امیدوار۔ در کنارش گیرم: اسے میں گلے لگاؤں گا۔ کنارہ گرفتم: علیحدگی اختیار کی، پہلوتہی کیا۔ خطِ شاہد: معشوق جیسا خط۔ صاحبِ نظر: یعنی قدرداں، طلب گار۔ از نظر براندی: یعنی نظر انداز کردیا۔ کِش فتحہ وضمہ برنشاندی: اب صلح کے ماحول میں اس کے پاس واپس آئے ہو جب کہ تیرے خط کے بال زبر اور پیش بن گئے یعنی بعض زبر کی طرح لمبے ہو گئے اور بعض پیش کی طرح مڑے ہوئے اور بل کھائے ہوئے۔

نظم

تازہ بہارِ تو کنوں زرد شد
دیگ منہ کاتشِ ما سرد شد
چند خرامی و تکبّر کنی
دولتِ پارینہ تصوّر کنی
پیشِ کسے رو کہ خریدارِ تست
ناز براں کن کہ طلب گارِ تست

قطعہ

سبزہ در باغ گفتہ اند خوش ست
داند آں کس کہ ایں سخن گوید
یعنی از روئے نیکواں خطِ سبز
دلِ عشّاق بیشتر جوید
بوستانِ تو گندنا زاریست
بسکہ برمیکنی و می روید

قطعہ

گر صبر کنی ور نکنی موئے بناگوش
ایں دولتِ ایّامِ نکوئی بسر آید
گر دست بجاں داشتمے ہمچو تو بر ریش
نگذاشتمے تا بہ قیامت کہ بر آید

قطعہ

سوال کردم و گفتم جمالِ روئے ترا
چہ شد کہ مورچہ برگردِ ماہ جوشیدست
جواب داد ندانم چہ بود رویم را
مگر بماتمِ حسنم سیاہ پوشیدست

حکایت(۱۱) یکے را پرسیدم از مستعربان مَا تَقُوْلُ فِی الْمُرْدَانِ گفت

تازہ بہارِ تو ....الخ: تیری تازہ بہار اب زرد ہو چکی ہے۔ اب چولہے پر دیگ مت رکھ کہ ہماری آگ سرد ہو چکی اور آنچ سرد ہو جانے پر ہانڈی کو جوش نہیں آتا۔ چند: کب تک۔ دولتِ پارینہ ....الخ: یعنی پہلے سا حسن سمجھ رہے ہو۔ سبزہ: یعنی سبزۂ خط۔ باغ: یعنی چہرہ۔ سبزہ در باغ ...الخ: یہاں تقدیم و تاخیر ہے۔ یعنی لوگ کہتے ہیں کہ باغ میں سبزہ اچھا معلوم ہوتا ہے یعنی معشوقوں کے چہرے کا خط سبز طبع عشاق کو مرغوب ہے اور یہ بات وہ شخص بھی جانتا ہے جو کہ یہ شعر کہہ رہا ہے لیکن میں اس کا قائل نہیں بلکہ میرے نزدیک تمہارے بوستاں کی زمین (تیرا چہرہ) گندنا کا کھیت ہے یہ گندنا کی خاصیت رکھتا ہے کیوں کہ داڑھی کے بال تراش دینے سے چہرے کی صفائی ویسی جیسی امردی اور نوخیزی کی حالت تھی واپس نہیں آپاتی۔ گندنا: مشہور خوردنی گھاس ہے جس میں لہسن کی سی بو ہوتی ہے اس کے پتوں کو جتنا تراشا جائے اتنا ہی بڑھتے ہیں۔ زار: کھیت، جہاں چیز بکثرت پائی جائے جیسے لالہ زار، گلزار، گندنا زار۔ ور نکنی: اور اگر صبر نہ کرو بلکہ تراش ڈالو بہر حال پوری داڑھی اگ آئے گی اور دولت حسن ختم ہو جائے گی)۔ موئے بنا گوش: کنپٹی پر آئے ہوئے بال۔ ایام نکوئی: یعنی زمانۂ حسن۔

بسر آید: گزر جائے گا، ختم ہو جائے گا۔ گردست بجاں داشتمے ...الخ: یہاں عبارت میں تقدیم و تاخیر ہے۔ اصل عبارت یوں ہوگی۔ اگر دست داشتمے بر ریش ہمچو تو بجاں (بجانِ عشاق) یعنی اگر میں تیری داڑھی پر دست قدرت رکھتا جس طرح تم جانِ عشاق پر رکھتے ہو۔ تو میں قیامت تک اسے نکلنے نہ دیتا کہ تمہارے چہرے کی خوبی و شگفتگی زائل کر سکے۔ مورچہ: چھوٹی چیونٹی یعنی داڑھی کے بال جو ہالہ کے مانند ہیں۔ ماہ: چاند، رخسار سے استعارہ ہے۔ ماتم حسنم: یعنی شاید میری خوبصورتی کے سوگ میں سیاہ پوش ہو گیا۔ (سوگ میں سیاہ لباس پہنا جاتا ہے) حکایت ۱۱: حاصل یہ ہے کہ خام کار معشوق ... عشق باعث آزار ہوتا ہے۔ مستعربان: غیر خالص عرب۔ مردان: امرد کی جمع، قریب بلوغ لڑکا جس کے داڑھی مونچھ نہ آئی ہو۔ نوخیز لڑکا۔

لَاخَیْرَ فِیْھِمْ مَادَامَ اَحَدُھُمْ لَطِیْفًا یَتَخَاشَنُ فَاِذَا خَشُنَ یَتَلَاطَفُ یعنی چندا ں کہ لطیف و نازک اندام ست درشتی کند و سختی و چوں سخت و درشت شد چنانکہ بکارے نیاید تلطّف کند و دوستی نماید

قطعہ

امرد آنگہ کہ خوب و شیریں ست | تلخ گفتار و تند خوئے بود
چوں بریش آمد و بلاغت شد | مردم آمیز مہر جوئے بود

حکایت [۱۲] یکے را از علما پرسیدند کہ کسے با ماہ روئے در خلوت نشستہ و درہا بستہ و رقیباں خفتہ نَفْس طالب و شہوت غالب چنانکہ عرب گوید اَلتَّمْرُ یَانِعٌ وَالنَّاطُوْرُ غَیْرُ مَانِعٍ ہیچ باشد کہ بقوت پرہیزگاری بسلامت بماند گفت اگر از مہرویاں بسلامت ماند از بدگویاں بے ملامت نماند

شعر

وَاِنْ سَلِمَ الْاِنْسَانُ مِنْ سُوْءِ نَفْسِہٖ | فَمِنْ سُوْءِ ظَنِّ الْمُدَّعِیْ لَیْسَ یَسْلَمُ

شعر

شاید پسِ کارِ خویشتن بنشستن | لیکن نتواں زبانِ مردم بستن

حکایت [۱۳] طوطے را با زاغے در قفس کردند از قبحِ مشاہدتِ او

لاخیر فیھم ... الخ: ان میں کچھ خوبی نہیں۔ جب تک وہ خوبرو اور نازک اندام رہتے ہیں خشونت و سختی برتتے ہیں اور جب سخت و خشن ہوجاتے ہیں (یعنی ان کا حسن ختم ہوجاتا ہے) تو نرمی و مدارات سے پیش آتے ہیں۔ خوب: خوبصورت۔ تلخ گفتار: سخت کلام۔ تندخو: سخت مزاج۔ بلاغت شد: یعنی جوان ہوگیا۔ مہر: محبت۔

حکایت ۱۲: اس کا حاصل یہ ہے کہ خوبرووں کے ساتھ تنہائی میں یکجا ہونا اندیشہ ملامت رکھتا ہے۔ خلوت: تنہائی۔ رقیباں: واحد رقیب۔ ایک معشوق کے دو عاشق۔ (التمر یانع) تمر: کھجور۔ یانع: پختہ۔ ناطور: نگہبان، باغباں (جمع) نواطر۔ ترجمہ کھجوریں پک گئی ہیں اور باغباں بھی روکنے والا نہیں۔ ہیچ باشد: کیا ممکن ہے؟ کوئی ہوسکتا ہے۔ ازبدگویاں ...الخ: برائی کرنے والوں کی ملامت سے نہیں بچ سکتا۔ ان سلم ...الخ: اگر انسان اپنے نفس کی برائی سے بچ بھی جائے تو بھی مخالف کی بدگمانی سے سلامت نہیں رہ سکتا۔ شاید بنشستن: بیٹھنا ممکن ہے۔ یعنی اپنے مقصد سے باز رہنا ممکن ہے۔

حکایت ۱۳: اس کا حاصل یہ ہے کہ معشوق کا عاشق کے ہم جنس ہونا ضروری ہے۔ ورنہ ناگواری پیدا ہوسکتی ہے۔ قفس: پنجرہ۔ زاغ: کوّا۔ قبح مشاہدت: بدنظارگی کی قباحت۔ دیکھنے [illegible]

در مجاہدت می بود و میگفت ایں چہ طلعتِ مکروہ است و ہیأتِ ممقوت و منظرِ ملعون و شمائلِ ناموزوں یا غُرَابَ الۡبَیۡنِ لَیۡتَ بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَکَ بُعۡدَ الۡمَشۡرِقَیۡنِ

قطعہ

علی الصباح بروئے تو ہر کہ برخیزد | صباحِ روزِ سلامت بر و مسا باشد
بداخترے چو تو در صحبتِ تو بایستے | ولے چنانکہ توئی در جہاں کجا باشد

عجب تر آنکہ غراب از مجاورتِ طوطی ہم بجاں آمدہ بود و ملول شدہ لاحول کناں از گردشِ گیتی ہمی نالید و دستہائے تغابن بر یکدیگر می مالید کہ ایں چہ بختِ نگون ست و طالعِ دون و ایامِ بوقلموں لائقِ قدرِ من آنستے کہ با زاغے بر دیوارِ باغے خراماں ہمیرفتے۔

شعر

پارسا را بس ایں قدر زنداں | کہ بود ہم طویلۂ رنداں

تا چہ گناہ کردہ ام کہ روزگارم بعقوبتِ آں در سلکِ صحبتِ چنیں ابلہے خودرائے ناجنس ہرزہ درائے بچنیں بند مبتلا گردانیدہ است

قطعہ

کس نیاید بپائے دیوارے | کہ براں صورتت نگار کنند

مجاہدت: مشقت واذیت۔ طلعتِ مکروہ: ناپسندیدہ چہرہ۔ ہیأت: صورت۔ ممقوت: مبغوض، قابلِ غصہ۔ ملعون: لعنت زدہ۔ شمائل: عادتیں، وضع۔ یا غراب البین....الخ: اے جدائی کے (منحوس) کوے! کاش میرے اور تمہارے درمیان مشرق ومغرب کا فاصلہ ہوتا۔ علی الصباح....الخ: صبح سویرے جو شخص تیرا چہرہ دیکھ کر اٹھے۔ تو روزِ سلامت کی صبح اس کے اوپر شام کے مانند تاریک ہوگی۔ مسا: شام۔ بداختر: بد نصیب یعنی کوئی تیرے ہی جیسا بد نصیب تیری صحبت کے لائق ہے مگر تجھ جیسا بدنصیب دنیا میں اور کون ہوگا۔ غراب: کوا جمع غربان۔ مجاورت: ہم نشینی۔ بجاں آمدن: عاجز ہوجانا۔ لاحول کناں: لاحول پڑھتا ہوا۔ گردشِ گیتی: یعنی انقلاب زمانہ۔ تغابن: افسوس۔ بختِ نگوں: بری قسمت۔ طالع دون: گھٹیا نصیب۔ ایامِ بوقلموں: رنگ برنگا زمانہ۔ قدر: مرتبہ۔ خراماں: ٹہلتے ہوئے۔ پارسا: پرہیزگار۔ قدر: مقدار۔ زنداں: قید۔ کہ بود ہم طویلہ رنداں: کہ شرابیوں کے ساتھ ایک جگہ رہنے والا بنا دیا جائے۔ عقوبت: سزا۔ سلک: لڑی۔ ابلہ: بیوقوف۔ خودرائے: خودسر۔ کسی کی نہ ماننے والا۔ ہرزہ درا: بیہودہ گو، بکواس کرنے والا۔ بند: قید۔ پائے دیوار: دیوار کی جڑ۔ کہ براں صورتت نگار کنند: کہ جس پر تیری تصویر کھینچ دیں۔

گر ترا در بہشت باشد جای | دیگراں دوزخ اختیار کنند

ایں ضَرْبُ الْمَثَل بداں آوردہ ام تا بدانی کہ چندانکہ دانا را از ناداں نفرت ست ناداں را از دانا وحشت

قطعہ

زاہدے درمیانِ رنداں بود | زاں میاں گفت شاہدِ بلخی
گر ملولی ز ما ترش منشیں | کہ تو ہم درمیانِ ما تلخی

رباعی

جمعے چو گُل و لالہ بہم پیوستہ | تو ہیزمِ خشک درمیانِ شاں رُستہ
چوں بادِ مخالف و چو سرما ناخوش | چوں برف نشستہ و چو یخ بستہ

حکایت (۱۴) رفیقے داشتم کہ سالہا باہم سفر کردہ بودیم و نان و نمک خوردہ و بیکراں حقوقِ صحبت ثابت شدہ آخر بسببِ نفعِ اندک آزارِ خاطرِ من روا داشت و دوستی سپری شد و با ایں ہمہ از دو طرف دلبستگی بود بحکم آنکہ شنیدم کہ روزے دُو بیت از سخنانِ من در مجمعے مے گفتند۔

قطعہ

نگارِ من چو در آید بخندۂ نمکین | نمک زیادہ کند بر جراحتِ ریشاں

ضرب المثل: کہاوت، وہ جملہ یا حکایت جو مثال کے طور بیان کریں۔ وحشت: نفرت، بھڑک، نامانوسی۔ شاہد: حسین، معشوق۔ بلخی: بلخ کا رہنے والا۔ ترش نشستن: غصہ ہونا۔ جمع: مجمع، محفل، جماعت۔ چوں برف نشستہ ....الخ: لیکن تو برف کی طرح بیٹھ گیا اور جم کر رہ گیا، ٹلنے کا نام نہیں لیتا۔

حکایت ۱۴: اس کا حاصل یہ ہے کہ دوستوں کے اخلاص ومحبت کی قدر کرنا بھی عشق کا ایک مرتبہ ہے۔ رفیق: دوست۔ نان ونمک خوردہ: یعنی ہم دونوں نے ایک دوسرے کا نان ونمک کھایا تھا۔ بیکراں: بے شمار، لاتعداد۔ آزار: تکلیف۔ خاطر: دل۔ سپری شد: ختم ہوگئی۔ دلبستگی: قلبی لگاؤ، فریفتگی۔ بحکم: بسبب۔ مجمع: محفل۔ سخنانِ من: میری شاعری۔ نگار: معشوق۔ نگارِ من...الخ: میرا معشوق جب نمکین مسکراہٹ کے ساتھ داخل ہوتا ہے تو زیادہ نمک پاشی کرتا ہے۔ جراحت: زخم۔ ریشاں: زخمیوں۔

چہ بودے از سرِ زلفش بدستم افتادے | چو آستینِ کریماں بدستِ درویشاں

طائفۂ دوستاں بر لطفِ ایں سخن نہ کہ بر حسنِ سیرتِ خویش گواہی دادہ بودند و آفریں کردہ و آں دوست ہم دراں جملہ مبالغت نمودہ و بر فوتِ صحبتِ دیریں تاسّف خوردہ و بخطائے خویش اعتراف کردہ معلوم شد کہ از طرفِ او ہم رغبتے ہست ایں بیت ہا فرستادم و صلح کردم۔

قطعہ

نہ مارا در جہاں عہد و وفا بود | جفا کردی و بدعہدی نمودی
بیکبار از جہاں دل در تو بستم | ندانستم کہ برگردی بزودی
ہنوزت گر سرِ صلح است باز آی | کزاں محبوب تر باشی کہ بودی

حکایت (۱۵) یکے را زنے صاحبِ جمال درگذشت و مادرِ زن فرتوت بعلّتِ کابین در خانہ متمکّن بماند مرد از مجاورتِ او چارہ ندیدے تا گروہے آشنایاں بپرسیدن آمدندش یکے گفت چگونۂ در مفارقتِ آں یارِ عزیز گفت نادیدنِ زن چناں دشوار نیست کہ دیدنِ مادرِ زن

مثنوی

گل بتاراج رفت و خار بماند | گنج برداشتند و مار بماند

چہ بودے: کیا اچھا ہوتا۔ جو اس کی سر زلف میرے ہاتھوں میں ہوتی۔ جس طرح کریموں کی آستین درویشوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ لطف: عمدگی۔ حسنِ سیرت: چال چلن کا اچھا ہونا۔ نہ کہ: نہیں بلکہ۔ یعنی دوستوں نے ان اشعار کی نہیں بلکہ اپنے حسنِ سیرت کی گواہی دی۔ مراد یہی ہے کہ دوستوں نے اپنے حسن سیرت سے ان اشعار کی تعریف کی۔ مبالغت: مبالغہ کرنا۔ فوتِ صحبت: دوستی کا ختم ہونا۔ دیریں: پرانی، قدیمی۔ تأسّف: افسوس۔ خطائے خویش: اپنی غلطی۔ اعتراف: اقرار۔ نہ مارا ...الخ: کیا ایسا نہیں کہ اس سے پہلے ہماری طرف سے وفاداری تھی؟۔ از جہاں: یعنی دنیا چھوڑ کر۔ باز آ: واپس آ یعنی دوستی کر۔ حکایت ۱۵: اس کا حاصل یہ ہے کہ کسی بد ہیئت و بد وضع کی مصاحبت ومجاورت دائمی تکدر کا سبب ہے اور یہ تکلیف کسی خوشنما منظر کے زوال سے زیادہ تکلیف کا باعث ہے۔ زنِ صاحب جمال: خوبصورت بیوی۔ درگذشت: یعنی مرگئی۔ مادر زن: ساس۔ فرتوت: بہت بوڑھی۔ بہ علّتِ کابین: مہر کے سلسلہ میں، مہر لینے کے لیے۔ متمکن بماند: اقامت پذیر ہوگئی۔ رہنے لگی۔ مجاورت: ہمسائیگی۔ اور بعض نسخوں میں یوں ہے۔ از مجاورت او بجاں رنجیدے واز محاورت او چارہ ندیدے۔ محاورت: گفتگو۔ پرسیدن: یعنی پرسا دینے، تعزیت کرنے۔ مفارقت: جدائی۔ یارِ عزیز: یعنی بیوی۔ گل بتاراج ...الخ: پھول (تو خزاں کے ہاتھوں) برباد ہوگیا اور کانٹا رہ گیا۔ خزانہ تو لوگ لے گئے اور خزانے کا سانپ رہ گیا۔ کہا جاتا ہے کہ خزانہ پر طلسماتی سانپ بیٹھا ہوتا ہے۔

دیدہ بر تارکِ سناں دیدن | خوشتر از روئے دشمناں دیدن
واجب ست از ہزار دوست برید | تا یکے دشمنت نباید دید

حکایت(۱۶) یاد دارم کہ در ایامِ جوانی گذرے داشتم در کوئے و نظر بماہروئے در تموزے کہ حرورش دہاں بخوشانیدے و سمومش مغز در استخوان بجوشانیدے از ضعفِ بشریت تابِ آفتابِ ہجر نیاوردم والتجا بسایۂ دیوارے کردم مترقب کہ کسے حرِ تموز از من ببرد آبے فرونشاند کہ ناگاہ از ظلمتِ دہلیزِ خانہ روشنائی بتافت یعنی جمالے کہ زبانِ فصاحت از بیانِ صباحتِ او عاجز آید چنانکہ در شبِ تارے صبح بر آید یا آبِ حیات از ظلمات بدر آید قدحے برفاب در دست گرفتہ و شکر دراں ریختہ و بعرقِ گلش آمیختہ ندانم کہ بگلابش مطیّب کردہ بود یا قطرۂ چند از گلِ رویش دراں چکیدہ فی الجملہ شربت از دستِ نگارینش برگرفتم و بخوردم و عمر از سر گرفتم

شعر

ظَمَأٌ بِقَلْبِی لَا یَکَادُ یُسِیْغُہٗ | رَشْفُ الزُّلَالِ وَلَوْ شَرِبْتُ بُحُوْرًا

قطعہ

خرم آں فرخندہ طالع را کہ چشم | بر چنیں روی اوفتد ہر بامداد

تارکِ سناں: تارک بفتح رائے مہملہ تار کا مصغر۔ یعنی سرِ نیزہ۔ نیزے کی انی۔ از ہزار دوست برید: ہزار دوستوں سے قطع تعلق کر لینا واجب ہے۔

حکایت ۱۶: اس کا حاصل یہ ہے کہ حسن و جمال دیکھ کر دل میں سوز و گداز پیدا ہو جانا فطری چیز ہے۔ کوئی عیب کی بات نہیں۔ عمدہ طبیعتیں جمال کو پسند کرتی ہیں۔

ایام: زمانہ۔ کوئے: کوچہ، گلی۔ ماہرو: حسین، معشوق۔ تموز: موسم گرما کا ایک مہینہ۔ جو ہندی حساب سے تقریبا ساون میں ہوتا ہے۔ مجازاً بمعنی شدتِ گرما۔ حرور: بالضم: گرما، وبفتح رات کی لو۔ سموم: دن کو چلنے والی لو۔ و بمعنی گرمی آفتاب۔ خوشانیدن: خشک کر دینا۔ (خوشیدن کا متعدی) مغز: گودا۔ استخواں: ہڈی۔ ضعف: کمزوری۔ بشریت: آدمیت۔ تاب: طاقت، توانائی۔ ہجر: بفتح اول و کسرِ ثانی، دوپہر کو کہتے ہیں۔ التجا: پناہ لینا۔ مترقب: منتظر۔ حرِ تموز: گرمی کی تپش۔ ماہ تموز کی گرمی۔ بیرد آبے: پانی کی ٹھنڈک سے۔ ناگاہ: یکایک، اچانک۔ ظلمت: تاریکی۔ دہلیز: ڈیوڑھی۔ روشنائی: روشنی۔ جمال: حسن و خوبروئی۔ صباحت: نمکینی، حسن، خوبصورتی۔ شب تار: تاریک رات۔ ظلمات: تاریکیاں۔ مشہور ہے کہ آب حیات کا چشمہ پردۂ ظلمات میں ہے۔ قدحے برفاب: برف کے پانی کا ایک پیالہ۔ برفاب میں ترکیب مقلوبی ہے۔ عرقِ گل: عرقِ گلاب۔ مطیّب: خوشبودار۔ دستِ نگاریں: معشوقانہ ہاتھ، مہندی لگا ہوا ہاتھ۔ سجا سجایا ہاتھ۔ عمر از سر گرفتم: از سرِ نو مجھے زندگی مل گئی۔ ظمأ بقلبی ... الخ: میرے دل میں ایسی پیاس ہے جسے آبِ شیریں کا چوسنا بجھا نہیں سکتا اگرچہ [illegible] خرم: خوش [illegible] فرخندہ طالع: مبارک نصیبے والا۔ بامداد: صبح۔

مستِ مَی بیدار گردد نیم شب | مستِ ساقی روزِ محشر بامداد

حکایت (۱۷) سالے محمد خوارزم شاہ رحمۃ اللہ علیہ با خطا برائے مصلحتے صلح اختیار کرد بجامعِ کاشغر در آمدم پسرے را دیدم نحوی در غایتِ اعتدال و نہایتِ جمال چنانکہ در امثال گویند

نظم

معلّمت ہمہ شوخی و دلبری آموخت | جفا و ناز عتاب و ستمگری آموخت
من آدمی بچنیں شکل و خوی و قد و روش | ندیدہ ام مگر ایں شیوہ از پری آموخت

مقدمۂ نحوِ زمخشری در دست و ہمی خواند ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا وَکَانَ ... المُتَعَدِّیْ عمرو گفتم اے پسر خوارزم و ختا صلح کردند و زید و عمرو را خصومت ہنوز باقیست بخندید و مولدم پرسید گفتم خاکِ پاکِ شیراز گفت از سخنانِ سعدی چہ داری گفتم۔

شعر

بُلِیْتُ بِنَحْوِیٍّ یَصُوْلُ مُغَاضِبًا | عَلَیَّ کَزَیْدٍ فِیْ مُقَابَلَۃِ الْعَمْرٖو
عَلٰی جَرِّ ذَیْلٍ لَیْسَ یَرْفَعُ رَاْسَہٗ | وَہَلْ یَسْتَقِیْمُ الرَّفْعُ مِنْ عَامِلِ الْجَرِّ

لختے باندیشہ فرو رفت و گفت غالب اشعارِ او دریں زمیں بزبانِ

مستِ مَی: جو شراب سے مست ہے۔ مستِ ساقی: جسے ساقی (معشوق) نے مست کیا ہو۔ بامداد: ای بامداد روزِ قیامت بیدار گردد۔ حکایت ۱۷: اس کا حاصل یہ ہے کہ ماہرو اور ان کا حسن و جمال شاہکار قدرت ہیں۔ ان سے لطف اندوز ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ البتہ عشق بازی شروع کر دینا خصوصاً حالت سفر میں مصائب و مشکلات کا موجب ہے۔ محمد: خوارزم کے بادشاہ کا نام۔ خوارزم شاہ: اضافت مقلوبی ہے۔ خطا: بفتح و بدون ہمزہ: ترکستان اور چین کے درمیان ایک شہر ہے۔ مراد حاکمِ خطا ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ تائے فوقانی سے ہے اور طائے حطی سے لکھنا غلط ہے۔ سلاطین ختا نے چنگیز خانوں سے جنگ کی تھی اور چنگیزی محمد شاہ خوارزم سے بھی برسرپیکار رہتے اور کاشغر سلاطین ختا سے متعلق رہا کرتا تھا۔ کاشغر: یہ توران (چینی ترکستان کا صدر مقام) کا ایک شہر ہے جس پر چنگیزی قابض ہو چکے تھے یہاں کے باشندے حسین ہوتے ہیں۔ جامع: جامع مسجد۔ اعتدال: یعنی متناسب الاعضا۔ حسن صورت سے عبارت ہے۔ شیوہ: طریقہ، روش۔ زمخشری: ان کا نام ابوالقاسم محمود بن عمر خوارزمی ہے اپنے زمانے کے زبردست امام ہیں۔ مکہ جا کر حرم شریف کی مجاورت اختیار کی اسی لیے انھیں "جار اللہ" کہا جانے لگا۔ عقیدے میں کھلے معتزلی تھے۔ ان کی عمدہ تصانیف ہیں ان میں مفصل فن نحو کی مشہور کتاب ہے ۵۳۸ھ میں وفات پائی۔

ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا: زید نے عمرو کو مارا۔ اس میں زید فاعل عمرو مفعول اور ضرب فعل متعدی ہے۔ نحو میں کثیر الاستعمال مثال ہے۔ المتعدی: اصطلاحی معنی مراد نہیں۔ لغوی معنی حد سے تجاوز کرنے والا (ظالم) مراد ہے۔ مولد: جائے پیدائش، وطن۔ بُلِیْتُ ...الخ: میں ایک نحوی (نحو پڑھنے والے) کا عاشق ہو گیا جو غصہ میں بھرا ہوا مجھ پر ایسا ہی حملہ کرتا ہے جیسا کہ زید عمرو کے مقابلہ میں۔ وہ دامن کو کھینچتے ہوئے سر کو بھی نہیں اٹھاتا اور کیا جر کے عامل سے رفع مناسب ہو سکتا ہے۔ یعنی وہ دامن دل کھینچنے میں ایسا معروف ہے کہ سر اٹھانے کا موقع نہیں (اس شعر میں نحوی اصطلاحوں کی طرف اشارہ ہے) یعنی عامل، مدرع، جر اور ان لفظوں میں ایہام ہے [illegible] ہے۔

پارسی ست اگر بگوئی بفہم نزدیک تر باشد گفتم

مثنوی

طبع ترا تا ہوسِ نحو کرد / صورتِ عقل از دلِ ما محو کرد
اے دلِ عشّاق بدامِ تو صید / ما بتو مشغول و تو با عمرو زید

بامداداں کہ عزمِ سفر مصمّم شد مگر کسے از کاروانیاں گفتہ بودش کہ فلاں سعدی ست دواں آمد و تلطّف کرد و تاسّف خورد کہ چندیں مدّت چرا نگفتی کہ منم تا شکرِ قدومِ بزرگاں را بخدمت میاں بستمے گفتم

مصرع

باوجودت زمن آواز نیامد کہ منم

گفتا چہ شود اگر دریں خطّہ روزے چند برآسائی تا بخدمت مستفید گردیم گفتم نتوانم بحکمِ ایں حکایتِ منظوم

بزرگے دیدم اندر کوہسارے / قناعت کردہ از دنیا بغارے
چرا گفتم بہ شہر اندر نیائی / کہ بارے بندی از دل برکشائی
بگفت آنجا پریرویانِ نغزند / چو گِل بسیار شد پیلاں بلغزند

ایں بگفتم و بوسہ بر روئے یکدیگر دادیم و وداع کردیم۔

طبع: طبیعت۔ ہوس: خواہش۔ صورت عقل: جوہر عقل۔ محو کرد: مٹا دیا۔ دام: جال۔ صید: شکار، گرفتار۔ بامداداں: صبح کے وقت۔ عزم: ارادہ۔ مصمّم: پختہ۔ کاروانیاں: قافلہ والے۔ دواں: (اسم حالیہ ہے) دوڑتا ہوا۔ تلطّف: اظہار نرمی، مہربانی۔ تاسّف خورد: افسوس ظاہر کرنے لگا۔ قدوم: تشریف آوری۔ میان: کمر۔ باوجودت: تیرے ہوتے ہوئے۔ خِطّہ: سرزمین۔ برآسائی: آرام فرمائیں (قیام کریں اور گھر نہ جائیں) نتوانم: یعنی میں ٹھہر نہیں سکتا۔ کوہسار: پہاڑی علاقہ۔ از دنیا بغارے: یعنی دنیا چھوڑ کر ایک غار میں صبر کر بیٹھے۔ چرا گفتم: یہاں تقدیم وتاخیر ہے یعنی گفتم چرا۔ بارے: ایک بار۔ بندی: پژمردگی۔ اور بعض نسخوں میں "بند" ہے یعنی قید۔ برکشائی: یعنی تو دور کرے۔ پریرویاں: واحد پری رو، پری چہرہ، حسین، خوبصورت۔ نغز: عمدہ، خوب۔ گِل: یعنی کیچڑ۔ پیلاں بلغزند: یعنی ہاتھی بھی پھسل جاتے ہیں چنانچہ پری چہرہ حسینوں کے جھرمٹ میں متقی آدمی کا بچنا بھی مشکل ہوگا۔ وداع: رخصت کرنا۔

مثنوی

بوسہ دادن بروئے یار چہ سود | ہم دراں لحظہ کردنش پدرود
سیب گفتی وداعِ یاراں کرد | روئے زیں نیمہ سرخ وزاں زرد

شعر

اِنْ لَّمْ اَمُتْ یَوْمَ الْوَدَاعِ تَاَسُّفًا | لَا تَحْسَبُوْنِیْ فِی الْمَوَدَّۃِ مُنْصِفًا

حکایت (۱۸) خرقہ پوشے در کاروانِ حجاز ہمراہِ ما بود یکے از امرائے عرب مر او را صد دینار بخشید تا قربانی کند دزدانِ خفاچہ ناگاہ برکاروان زدند و پاک بردند بازرگاں گریہ و زاری کردن گرفتند و فریادِ بیفائدہ خواندن

شعر

گر تضرع کنی وگر فریاد | دزد زر باز پس نخواہد داد

مگر آں درویشِ صالح کہ برقرارِ خویش ماندہ بود و تغیرے درو نیامد گفتم مگر آں معلوم ترا دزد نبرد گفت بلے ببردند لیکن مرا با آں الفتے چناں نبود کہ بوقتِ مفارقت خستہ دلی باشد

بیت

نباید بستن اندر چیز و کس دل | کہ دل برداشتن کاریست مشکل

پدرود: رخصت کرنا، بوقتِ رخصت خیر باد کہنا۔ سیب گفتی: اور بعض نسخوں میں گوئی ہے جو بھی ہو برائے تشبیہ ہے۔ یعنی گویا سیب نے دوستوں کو رخصت کیا ہے اسی صدمہ سے (حرارت غم کے سبب) اس کا آدھا رخ سرخ اور دوسرا آدھا رخ (ضعف سے) زرد ہوگیا۔ اِن لَم اَمُت الخ: اگر میں رخصت کے روز حسرت سے مر نہ جاؤں تو تم لوگ مجھے دوستی میں انصاف کنندہ نہ سمجھو۔

حکایت ۱۸: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ دنیا اور اس کی کوئی چیز دل لگانے کے قابل نہیں۔ اور دل میں کسی کی محبت بسا لینے کے بعد اس کا نکالنا مشکل ہو جاتا ہے۔

خرقہ پوش: گدڑی پہننے والا۔ کاروانِ حجاز: یعنی حاجیوں کا قافلہ۔ تا قربانی کند: یعنی حج سے فارغ ہوکر وہاں قربانی کردے۔ خفاچہ: عرب کا ایک خانہ بدوش قبیلہ جو لوگوں پر چھاپے مار کر ان کو لوٹ لیتا تھا۔ پاک بردند: سب کچھ لوٹ لے گئے۔ برقرارِ خویش: اپنے سکون پر۔ معلوم: یعنی رقم، دینار ودرم۔ الفت: پیار، محبت، انس۔ مفارقت: جدائی۔ خستہ دلی: شکستہ دلی، رنجیدگی۔ دل بستن: دل لگانا۔ دل برداشتن: دل اٹھالینا، دل ہٹالینا۔ نباید بستن ....الخ: یعنی کسی چیز یا کسی شخص سے دل لگانا نہیں چاہیے۔ کیوں کہ پھر اس سے دل ہٹالینا (قطع تعلق) ایک مشکل کام ہے۔

گفتم موافقِ حالِ من ست ایں چہ گفتی کہ مرا در عہدِ جوانی با جوانے اتّفاقِ مخالطت بود و صدقِ مودّت تا بجائے کہ قبلۂ چشم جمالِ او بودے و سودِ سرمایۂ عمرم وصالِ او

قطعہ

مگر ملائکہ بر آسماں وگرنہ بشر
بحسنِ صورتِ او در زمی نخواہد بود
بدوستے کہ حرام ست بعد ازو صحبت
کہ ہیچ نطفہ چنو آدمی نخواہد بود

ناگہے پائے وجودش بگلِ عدم فرو رفت و دودِ فراق از دودمانش بر آمد روزہا بر سرِ خاکش مجاورت کردم و از جملہ کہ بر فراقِ او گفتم یکے این بود

قطعہ

کاج کاں روز کہ در پائے تو شد خارِ اجل
دستِ گیتی بزدے تیغِ ہلاکم بر سر
تا دریں روز جہاں بے تو ندیدے چشمم
ایں منم بر سرِ خاکِ تو کہ خاکم بر سر

قطعہ

آنکہ قرارش نگرفتے و خواب
تا گُل و نسریں نفشاندے نخست
گردشِ گیتی گلِ رویش بریخت
خار بنا بر سرِ خاکش برُست

بعد از مفارقتِ او عزم کردم و نیّتِ جزم کہ بقیّتِ زندگانی فرشِ

موافق: مطابق۔ مخالطت: دوستی، میل ملاپ۔ صدقِ مودّت: یعنی سچی دوستی و محبت۔ قبلۂ چشم: یعنی اس کا حسن و جمال میری نگاہوں کا قبلہ (مرکز) بن گیا تھا۔ سودِ سرمایۂ عمرم: میرے سرمایۂ حیات کا نفع اس کا وصال تھا۔ یعنی ملاقات۔ مگر ملائکہ ...الخ: شاید آسمان پر فرشتے ہی (اس جیسی صورت رکھتے) ہوں ورنہ زمین پر کوئی انسان اس جیسا حسین نہیں ہوسکتا۔ درزمی: یعنی در زمین، آدمی کے قافیہ کی وجہ سے نون گرا کر استعمال کیا۔ بدوستے کہ ...الخ: اس دوست کی قسم کہ جس کے بعد اب کسی سے دوستی حرام ہے کیوں کہ اب کوئی نطفہ اس جیسا حسین آدمی نہیں ہوسکتا۔ ناگہے: ناگاہ کا مخفف، اچانک۔ پائے وجودش بگلِ عدم فرو رفت: اس کے وجود کا پیر عدم کی کیچڑ میں دھنس گیا۔ (یعنی مرگیا) دود: دھواں۔ دودمان: خاندان و قبیلہ۔ بر سرِ خاکش مجاورت کردم: اس کی قبر پر مجاوری اور ہم نشینی کیا۔ مجاورت: ہم نشینی۔ از جملہ کہ بر فراقِ او ...الخ: اس کی جدائی پر وہ تمام اشعار جو میں نے کہے تھے ان ہی میں سے ایک قطعہ یہ بھی ہے۔ کاج: بمعنی کاش کلمۂ تمنا و افسوس ہے۔ اس معنی میں "ج" "شین" سے تبدیل شدہ ہے۔ در پائے تو شد خارِ اجل: جس دن کہ تیرے پیروں میں موت کا کانٹا چبھا یعنی تو مرا۔ تا دریں روز ...الخ: تاکہ اِس دن یعنی آج تجھ سے خالی دنیا میری آنکھیں نہ دیکھ پاتیں۔ یہ میں ہی ہوں کہ تیری قبر پر خاک بہ سر بیٹھا ہوں۔ آنکہ ...الخ: وہ نازنین جسے قرار اور نیند نہ آتی جب تک اس کے بستر پر گل و نسرین کی سیج نہ بچھادی جاتی۔ گل رویش بریخت: اس کے چہرے کے [illegible] ہیں۔

ہوس درنوردم وگردِ مجالست نگردم

قطعہ

دوش چوں طاؤس مے نازیدم اندر باغِ وصل
دیگر امروز از فراقِ یار می پیچم چو مار
سودِ دریا نیک بودے گر نبودے بیمِ موج
صحبتِ گُل خوش بُدے گر نیستے تشویشِ خار

حکایت (۱۹) یکے را از ملوکِ عرب حدیثِ لیلیٰ و مجنوں و شورشِ حالِ وے بگفتند کہ با کمال و فضل و بلاغت سر در بیاباں نہادہ است زمامِ اختیار از دست دادہ بفرمودش تا حاضر آوردند و ملامت کردن گرفت کہ در شرفِ نَفْسِ انساں چہ خلل دیدی کہ خوئے بہائم گرفتی و ترکِ صحبتِ مردم گفتی مجنوں بنالید و گفت

شعر

وَرُبَّ صَدِیْقٍ لَامَنِیْ فِیْ وِدَادِہَا | اَلَمْ یَرَہَا یَوْمًا فَیُوْضِحَ لِیْ عُذْرِیْ

قطعہ

کاج کانانکہ عیبِ من گفتند | رویت اے دلستاں بدیدندے

فرشِ ہوس درنوردم: عشقبازی کا فرش لپیٹ دونگا یعنی عشقبازی نہ کروں گا۔ گردِ مجالست نہ گردم: دوستی کے گرد بھی نہ پھٹکونگا۔ دوش: کل (گزشتہ) یعنی ماضی میں۔ طاؤس: مور۔ از فراقِ یار... الخ: معشوق کی جدائی سے سانپ کی طرح پیچ وتاب کھارہا ہوں۔ سود: نفع۔ بیم موج: موج کا ڈر۔ خوش بُدے: خوش بودے۔ بہتر ہوتی۔ تشویش: اندیشہ۔ حکایت ۱۹: اس کا حاصل یہ ہے حسن وخوبروئی کی شناخت کے لیے نظرِ عشق چاہیے۔ حدیثِ لیلیٰ ومجنوں: لیلیٰ مجنوں کا قصہ۔ مجنوں: قیس کا لقب، لیلیٰ کے عشق میں اس کی دیوانگی وشوریدگی کے سبب اسے مجنوں کہنے لگے، یہ قبیلہ بنی عامر کا صاحب فضل وکمال بڑا بلیغ شاعر تھا۔ شورش: پریشانی، مجازاً دیوانگی۔ باکمال وفضل ....الخ: فضل وکمال اور فصاحت وبلاغت کے باوجود جنگلوں میں مارامارا پھر رہا تھا۔ زمام: باگ، لگام۔ ازدست دادہ: ہاتھ سے چھوٹ چکی تھی۔ شرف: فضیلت، بزرگی۔ خلل: نقصان۔ خوئے: عادت۔ بہائم: چوپائے، واحد بہیم۔ گرفتی: یعنی جنگلی جانوروں کی طرح جنگل میں رہنا اختیار کرلیا۔ ترک صحبت مردم گفتی: لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ وَرُبَّ صَدِیْقٍ ...الخ: بہت سے دوست ہیں جنھوں نے اس (لیلیٰ) کی محبت میں مجھے ملامت کیا۔ کیا انھوں نے کبھی اسے نہ دیکھا تا کہ میرا عذران پر واضح ہوجائے۔ (اور طعنہ زنی بند کردیں) کاج: کاش۔ رویت: تیرا روئے جمال۔ دلستاں: معشوق۔ زخم کا درد۔

تا بجائے ترنج در نظرت | بیخبر دستہا بریدندے

تا حقیقتِ معنٰی بر صورتِ دعویٰ گواہی دادے کہ فَذٰلِکُنَّ الَّذِیۡ لُمۡتُنَّنِیۡ فِیۡہِ ملک را در دل آمد کہ جمالِ لیلیٰ مطالعت کند تا چہ صورت است کہ موجبِ چندیں فتنہ است پس بفرمودش طلب کردن در احیائے عرب بگردیدند و بدست آوردند و پیشِ ملک در صحنِ سراچہ بداشتند ملک در ہیئتِ او تأمل کرد در نظرش حقیر آمد بحکم آنکہ کمترین خدمِ حرم بجمال ازو بیشتر بود و بزینت بیشتر مجنوں بفراست دریافت و گفت از دریچۂ چشمِ مجنوں بایستے در جمالِ لیلیٰ نظر کردن تا سرِ مشاہدتِ او بر تو تجلی کند۔

شعر

مَا مَرَّ مِنۡ ذِکۡرِ الۡحِمٰی بِمَسۡمَعِیۡ | لَوۡ سَمِعَتۡ وُرۡقُ الۡحِمٰی صَاحَتۡ مَعِیۡ
یَا مَعۡشَرَ الۡخُلَّانِ قُوۡلُوۡا لِلۡمُعَا | فٰی لَسۡتَ تَدۡرِیۡ مَا بِقَلۡبِ الۡمُوۡجَعِ

نظم

تندرستاں را نباشد دردِ ریش | جز بہمدردے نگویم دردِ خویش
گفتن از زنبور بیحاصل بود | با یکے در عمر خود نا خوردہ نیش

ترنج: بڑا لیموں۔ در نظرت: یعنی تیرے دیدار میں۔ دستہا بریدندے: اس سے حضرت یوسف علیہ السلام کے اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ ان کا جمال دیکھنے میں محو ہوکر زلیخا کو ملامت کرنے والیوں نے لیموں کے بجائے اپنی انگلیاں کاٹ لی تھیں۔ "حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں" معنٰی: باطن۔ فَذٰلِکُنَّ الذی.. الخ: یہ وہ (یوسف) ہیں جن کے بارے میں تم مجھے ملامت کرتی تھیں۔ (سورۂ یوسف ۳۲)۔ مطالعت کند: یعنی بادشاہ کے دل میں آیا کہ لیلیٰ کا جمال دیکھنا چاہیے۔ موجب چندیں فتنہ است: اس قدر فتنے (عشق) کا سبب ہے۔ اَحیاء: واحد حَیّ: بمعنی قبیلہ۔ سراچہ: چھوٹا گھر۔ ہیئت: صورت۔ تأمل: غور۔ خَدَم: واحد خادم، نوکر، چاکر۔ حَرَم: شاہی محل۔ فراست: دانائی۔ سِرّ: راز۔ مشاہدت: دیدار۔ تجلّی کند: یعنی روشن و آشکارا ہوسکے۔ مَا مَرّ ...الخ: حِمیٰ: سبزہ زار، چراگاہ، چراگاہِ آہو سے تشبیہ کی بنا پر معشوقہ کی فرود گاہ کو بھی کہتے ہیں۔ مَسمَع: کان۔ وُرُق: ورقاء کی جمع بمعنی فاختہ وقمری۔ مصرع دوم میں ضمیر بجائے اسم ظاہر رکھنا یعنی الحمیٰ دوبارہ لانا برائے صحت وزن اور برائے استلذاذ ہے۔ صاح یصیح: چیخنا۔ مَعشَر: گروہ جمع معاشر۔ خُلّان: خلیل کی جمع بمعنی دوست۔ مُعافٰی: عافیت سے اسم مفعول وہ شخص جسے دردِ عشق سے اللہ نے عافیت بخشی ہو۔ موجَع: دردمند۔ (دونوں شعر کے ترجمے) معشوقہ کی فرودگاہ کا تذکرہ جو میرے کانوں میں پہونچا (جس پر میں نالہ شیون کررہا ہوں) اگر اس فرودگاہ کی قمریاں سن لیتیں تو میرے ساتھ وہ نالہ وفریاد کرنے لگتیں۔ اے دوستوں کے گروہ! تم اس سے کہہ دو جس نے عشق نہیں کیا کہ تو اس درد سے واقف ہی نہیں جو دردمند (عاشق) کے دل میں ہے۔ دردِ ریش: زخمی جیسا درد، زخم کا درد۔ ہمدرد: ایک جیسا درد رکھنے والے۔ گفتن از زنبور ...الخ: بھڑ کے نیش زدہ کی تکلیف اس شخص [illegible] ڈنک

حالِ ما... الخ: ہمارا حال تمہیں افسانہ (فرضی کہانی) معلوم ہوگا۔ بیش: اور ایک نسخے میں ہے "پیش"۔ حکایت ۲۰: اس سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

تا ترا حالے نباشد ہمچو ما | حالِ ما باشد ترا افسانہ بیش

حکایت[۲۰]

حکایت قاضیٔ ہمدان را حکایت کنند کہ با نعلبند پسرے سرخوش بود و نعلِ دلش در آتش، روزگارے در طلبش متلہف بود و پویاں و مترصد و جویاں و برحسبِ واقعہ گویاں

نظم

درچشم من آمد آں سہی سروِ بلند | بربود دلم زدست و در پای فگند
ایں دیدۂ شوخ می برد دل بکمند | خواہی کہ بکس دل ندہی دیدہ ببند

شنیدم کہ در گذرے پیشِ قاضی باز آمد برخے ازاں مقالہ بسمعش رسیدہ و زائد الوصف رنجیدہ دشنام بے تحاشا دادن گرفت و سقط گفتن و سنگ برداشت و ہیچ از بیحرمتی نگذاشت قاضی یکے را گفت از علمائے معتبر کہ ہمعنانِ او بود

بیت

آں شاہدی و خشم گرفتن بینش | واں عقدہ بر ابروے ترش شیرینش

ضَرْبُ الْحَبِیْبِ زَبِیْبٌ

بیت

از دستِ تو مشت بر دہاں خوردن | خوشتر کہ بدستِ خویش ناں خوردن

(۱) عشق غیر اختیاری ہے۔ صاحب منصب بھی عشق میں مبتلا ہوسکتا ہے۔ (۲) صاحب منصب کو عشق بازی سے پرہیز ضروری ہے۔ (۳) نوخیزوں اور کمینہ زادوں سے عشق بازی سخت موجب ہلاکت ہے۔ (۴) دوست وہی ہیں جو خطا پر مناسب ڈھنگ سے فہمائش کریں۔ (۵) علما وفضلا کی لغزشوں پر تامّل اور درگزر سے کام لینا چاہیے۔ (۶) اربابِ مناصب واقتدار کے متعلق سنے سنائے عیبوں پر بے تحقیق یقین نہیں کرلینا چاہیے۔ (۷) عشق انجام سے بے خبر بنادیتا ہے۔

ہمدان: ایران کا ایک شہر یا عراق عجم کا ایک شہر۔ نعلبند پسر: ترکیب مقلوبی ہے۔ پسرِ نعلبند: یعنی نعلبند کا لڑکا۔ نعلبند: گھوڑوں کی نعل باندھنے والا۔ سرخوش بود: یعنی عاشق تھا۔ نعل در آتش: بے قراری سے کنایہ ہے۔ کہتے ہیں کہ جب کسی کو بے قرار بنانا چاہتے ہیں تو نعل پر افسون پڑھ کے پھونک مار کر آگ میں ڈال دیتے ہیں اور وہ بے قرار ہو اٹھتا ہے۔ نعلِ دلش در آتش: یعنی نعل کی طرح اس کا دل آگ میں جل رہا تھا۔ دل کی جانب نعل کی اضافت میں اشارہ ہے کہ خود ہی جل رہا تھا اور خود ہی بے قرار تھا۔ متلہف: غم واندوہ کرنے والا۔ اندوہگین۔ پویاں: پوئیدن سے اسم فاعل ساعی۔ متلاشی، سرگرداں۔ مترصد: امیدوار، منتظر۔ یعنی مدت تک اس کی تلاش میں سرگرداں رہا اور نہ ملنے پر افسوس وغم کرتا رہا۔ حسب واقعہ: موافق حال۔ سہی: بفتح اول وکسرِ دوم، راست، سیدھا۔ سرو کی صفت ہے یہ لفظ تنہا بغیر موصوف اس معنی میں نہیں آیا ہے۔ سرو: ایک درخت جس سے قدِ معشوق کو تشبیہ دیتے ہیں۔ دیدۂ شوخ: بے باک آنکھ (عاشق کی آنکھ مراد ہے) گذرے: یعنی گذرگاہ، راستہ۔ برخے: کچھ، تھوڑا۔ ازآں: یعنی قاضی کے عشق سے۔ سمع: کان۔ زائد الوصف: بیان سے زیادہ، ناقابل بیان۔ دشنام: گالی۔ بے تحاشا: بے دھڑک، بے اندیشہ، اندھا دھند۔ سقط: بیہودہ۔ ہمعنان: ہمراہ، برابر۔ شاہدی: معشوقانہ ناز و انداز۔ عقدہ: [illegible] (ترشی کے مانند ترش) ہے۔

ہمانا از وقاحتِ او بوئے سماجت می آید

فرد

انگورِ نو آوردہ ترش طعم بود | روزی دو سہ صبر کن کہ شیریں گردد

پس بگفت و بمسندِ قضا باز آمد تنے چند از بزرگانِ عدول کہ در مجلسِ حکم وے بودندے زمینِ خدمت بوسیدند کہ با جازت سخنے در خدمت بگوئیم اگرچہ ترکِ ادب ست و بزرگاں گفتہ اند

بیت

نہ در ہر سخن بحث کردن رواست | خطا بر بزرگاں گرفتن خطاست

لیکن بحکمِ سوابقِ انعامِ خداوندی کہ ملازمِ روزگارِ بندگان ست مصلحتے کہ بینند و اعلام نکنند نوعے از خیانت باشد طریقِ صواب آنست کہ با ایں پسر گردِ طمع نگردی و فرشِ وَلَع درنوردی کہ منصبِ قضا پایگاہے منیع ست تا بگناہے شنیع ملوّث نگردی و حریف اینست کہ دیدی و سخن ایں کہ شنیدی

مثنوی

یکے کردہ بے آبروئے بسے | چہ غم دارد از آبروئے کسے
بسا نامِ نیکوئے پنجاہ سال | کہ یک نامِ زشتش کند پائمال

ہمانا: یقیناً۔ وقاحت: بے حیائی، ارتکابِ قبائح پر جرأتمندی۔ سماحت: سخاوت۔

نوآوردہ: یعنی تازہ۔ ترش: کھٹا۔ طعم: ذائقہ، مزہ۔

مسندِ قضا: یعنی دارالقضا۔

بزرگانِ عدول: بلند پایہ نیک لوگ، مراد علما ہیں۔ مجلسِ حکم: یعنی مجلسِ قضا۔ بودندے: رہا کرتے تھے۔

زمینِ خدمت بوسیدند: یعنی آداب و تعظیم بجالائے۔ بحث: گفتگو، کرید۔ بحکم: بسبب۔ سوابق: سابقہ کی جمع، گزشتہ۔ سوابقِ انعام: پچھلے احسانات و انعامات، یعنی آپ کے ان پچھلے احسانات کے سبب جو ہمیشہ آپ ہم پر فرماتے رہتے ہیں۔ مصلحت: صلاح کار، مناسب بات، خلافِ مفسدہ۔ اعلام: آگاہی، آگاہ کرنا۔ وَلَع: عشق و فریفتگی۔ منصب قضا: شرعی فیصلے کا عہدہ۔ پایگاہِ منیع: بلند رتبہ منصب۔ شنیع: برا۔ ملوّث: آلودہ۔ حریف: ہم کار یعنی صاحب معاملہ۔ یکے کردہ ...الخ: ایک وہ شخص جس نے بہتوں کی بے آبروئی کی ہو وہ کسی کی آبرو کی جانب سے کیا پرواہ رکھے گا؟۔ بسا نام نیکو...الخ: بہت ایسا ہوتا ہے کہ پچاس سال کی نیک نامی کو ایک بدنامی پامال کر ڈالتی ہے۔

قاضی را نصیحتِ یارانِ یکدل پسند آمد و بر حسنِ رای قوم آفرین خواند و گفت نظرِ عزیزاں در مصلحتِ حالِ من عینِ صواب ست و مسئلہ بے جواب ولیکن

شعر

وَلَوْ اَنَّ حُبًّا بِالْمَلَامِ یَزُوْلُہٗ | لَسَمِعْتُ اِفْکًا یَفْتَرِیْہِ عَذُوْلُہٗ

شعر

نصیحت کن مرا چندانکہ خواہی | کہ نتواں شستن از زنگی سیاہی

فرد

از یادِ تو غافل نتواں کرد بہیچم | سر کوفتہ مارم نتوانم کہ بپیچم

ایں بگفت و کسے چند بہ تفحصِ حالِ او برانگیخت و نعمتِ بیکراں بریخت و گفتہ اند ہر کرا زر در ترازوست زور در بازوست

شعر

ہر کہ زر دید سر فرود آورد | ور ترازوئے آہنیں دوش ست

فی الجملہ شبے خلوتے میسر شد وہم دراں شب شحنہ را خبر شد قاضی ہمہ شب شراب در سر و شاہد در بر از تنعم نہ خفتے و بہ ترنم گفتے۔

نصیحت یارانِ یکدل: یعنی مخلص دوستوں کی نصیحت۔ عزیزاں: اس سے مراد مجلس قضا کے حاضر باش نصیحت گر علما ہیں۔ عین صواب: بالکل درست۔ مسئلہ بے جواب: ایسی بات جسے رد نہ کیا جاسکے، لاجواب بات۔ وَلَوْ اَنَّ حُبًّا۔ الخ: اگر محبت ملامت سے دور ہوسکتی تو ضرور میں اس بہتان کو سنتا جسے کوئی نیک آدمی باندھتا ہے (اور پھر میں اس پر عمل کرتا) (بہتان سے مراد عیوبِ معشوق یا عیوبِ عشق ہیں)۔ چندانکہ خواہی: جتنا کہ چاہو۔ اس کے بعد ایک جملہ محذوف ہے یعنی (ولے فائدہ نخواہد کرد) مجھ کو نصیحت کرو جتنی چاہو مگر کیا فائدہ؟۔ کہ حبشی نژاد سے کالا پن دور نہیں کیا جاسکتا۔ بہیچم: مجھے کسی چیز کے ذریعہ۔ مار: سانپ۔ نتوانم کہ بہ پیچم: ممکن نہیں کہ بل کھاسکوں۔ تفحصِ حال: دریافتِ حال۔ نعمتِ بیکراں: بے اندازہ دولت۔ بریخت: خرچ کر ڈالا۔ ہر کرا۔ الخ: جس کے پلّے روپیہ، اس کے بازو میں طاقت۔ (یہ مثل ہے)۔ ہر کہ زر دید ۔۔۔الخ: جو روپیہ دیکھ لیتا ہے سر جھکا دیتا ہے۔ زر سے تو لوہے کے ترازو میں بھی جھکاؤ ہے۔ یعنی دولتمند کے سامنے ہر آدمی جھکتا ہے۔ ترازو کے جس پلڑے میں وزن ہوتا ہے کانٹے کا رخ اسی طرف ہوتا ہے۔ فی الجملہ: مختصر یہ کہ۔ خلوت: تنہائی۔ شحنہ: کوتوال۔ شاہد: معشوق۔ در بر: پہلو میں۔ آغوش میں۔ تنعم: عیش پرستی۔ ترنم گنگنانا۔ یعنی قاضی پوری رات نشہ میں مخمور، معشوق کو بغل میں لے کر عیش پرستی کی وجہ سے نہ سویا اور راگ کے ساتھ یہ کہہ رہا تھا۔

نظم

امشب مگر بوقت نمیخواند ایں خروس
عشاق بس نکردہ ہنوز از کنار و بوس
یکدم کہ چشم فتنہ بخفت ست زینہار
بیدار باش تا نرود عمر بر فسوس
تا نشنوی ز مسجدِ آدینہ بانگِ صبح
یا از درِ سرائے اتابک غریو کوس
لب از لبے چو چشم خروس ابلہی بود
برداشتن بگفتنِ بیہودہ خروس

قاضی دریں حالت بود کہ یکے از خدمتگاراں در آمد و گفت چہ نشستہ، خیز و تا پای داری گریز کہ حسوداں بر تو دقّے گرفتہ اند بلکہ حقے گفتہ اند تا مگر آتشِ فتنہ کہ ہنوز اندک ست بآبِ تدبیر فرو نشانیم مبادا کہ فردا چوں بالا گیرد عالمے فرا گیرد قاضی بہ تبسم درو نظر کرد و گفت

قطعہ

پنجہ در صید بردہ ضیغم را
چہ تفاوت اگر شغال آید
روی در روئے دوست کن بگذار
تا عدو پشتِ دست می خاید

مَلِک را ہمدراں شب آگہی دادند کہ در مُلکِ تو چنیں منکرے حادث شدہ است چہ فرمائی مَلِک گفت من او را از فضلائے عصر میدانم و یگانہ روزگار می شمارم باشد کہ معانداں در حقِ وے خوضے کردہ اند

ر: شاید۔ بوقت: یعنی درست وقت پر۔ نمیخواند ایں خروس: یہ مرغ بانگ نہیں دے رہا ہے اور بعض نے کہا کہ یہاں ''مگر'' حرف تمنی ہے اور خواند بسکون نون ہے یعنی کاشکہ آج کی رات وقت معین پر مرغا بانگ نہ دیتا اور رات ختم نہ ہوتی۔ کنار: آغوش۔ بوس: بوسہ۔ یکدم: تھوڑی دیر۔ چشم فتنہ: یعنی معشوق۔ مسجد آدینہ: جامع مسجد۔ بانگ صبح: یعنی صبح کی اذان۔ یا از درسرائے... الخ: یا اتابک (امیر شہر) کے محل سے نوبت ونقارہ کی آواز کان میں نہ آئے۔

لب از لب برداشتن: ہونٹ (معشوق کے) ہونٹ سے جدا کرنا۔ لب چو چشم خروس: ہونٹ جو گھنگچی کی طرح سرخ ہو۔ چشم خروس: گھنگچی، سرخ رتی۔ ایک قسم کا سرخ دانہ جس سے معشوق کے لبوں کو سرخی میں تشبیہ دیتے ہیں۔ گفتن بیہودہ خروس: یعنی مرغ کی بے وقت کی بانگ۔ دَق: بالفتح، اعتراض، مواخذہ، چغلی۔ مبادا: خدا نہ کرے، کہیں ایسا نہ ہو، (دعائیہ کلمہ ہے)۔ فرداچوں بالا گیرد: کل جب دن چڑھے۔ فرا گیرد: گھیرے، یعنی خبر پھیل جائے۔ پنجہ در صید بردہ: ضیغم کی صفت مقدم ہے یعنی شکار کو دبوچے ہوئے شیر کے لیے۔ ضیغم: شیر۔ چہ تفاوت: کیا فرق؟۔ شغال: گیدڑ، اور ایک نسخہ میں ہے ''کہ سگ لاید'' یعنی کیا فرق پڑے گا اگر کتا فریاد کرے۔ پشت دست می خاید: اور ایک نسخے میں ہے۔ پشت دست را خاید: پشت دست کو چبائے یعنی افسوس کرے۔ منکر: بری بات۔ حادث: پیدا۔ فضلائے عصر: زمانے کے ارباب فضل وکمال۔ یگانہ: یکتا، بے مثال۔ روزگار: زمانہ۔ باشد: ہو سکتا [illegible]

پس این سخن در سمعِ قبولِ من نیاید مگر آنگہ معاینت گردد کہ حکیماں گفتہ اند

شعر

بہ تندی سبکدست بردن بہ تیغ | بدنداں گزد پشتِ دستِ دریغ

شنیدم کہ سحرگاہ با تنے چند خاصان ببالینِ قاضی آمد شمع را دید استادہ و شاہد نشستہ و مے ریختہ و قدح شکستہ و قاضی در خوابِ مستی بیخبر از ملکِ ہستی بلطف اندک اندک بیدارش کرد کہ خیز کہ آفتاب برآمد قاضی دریافت کہ حال چیست گفت از کدام جانب برآمد سلطان را عجب آمد گفت از جانبِ مشرق چنانکہ معہود ست گفت الحمد للہ کہ ہنوز درِ توبہ ہمچناں باز ست بحکمِ حدیث لَا یُغْلَقُ بَابُ التَّوْبَۃِ عَلَی الْعِبَادِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِہَا اَسْتَغْفِرُکَ اللّٰہُمَّ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ قطعہ

اے دو چیزم بر گنہ انگیختند | بختِ نافرجام و عقلِ ناتمام
گر گرفتارم کنی مستوجبم | ور ببخشی عفو بہتر از انتقام

مَلِک گفت توبہ دریں حالت کہ بر جزائے گناہِ خویش اطلاع یافتی سودے نکند فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُہُمْ اِیْمَانُہُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا۔ قطعہ

چہ سود از دزدی آنگہ توبہ کردن | کہ نتوانی کمند انداخت بر کاخ

در سمعِ قبولِ من نیاید: قبول کے کان میں نہ آئی یعنی قابلِ قبول نہیں۔ معاینت: معاینہ، آنکھ سے دیکھنا۔ تندی: غصہ، غضبناکی۔ سبک: جلد۔

دریغ: افسوس۔ بالینِ قاضی: قاضی کے سرہانے۔ شاہد: معشوق۔ مے: شراب۔ قدح: پیالہ۔ جامِ شراب۔ معہود: مقرر، معمول۔

لا یغلَقُ.. الخ: بندوں پر توبہ کا دروازہ بند نہ ہوگا یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع کرے (مغرب سے سورج کا طلوع ہونا قیامت سے کچھ قبل ہوگا۔) استغفرك... الخ: اے اللہ! میں تجھ سے گناہوں کی معافی طلب کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ (یہ قاضی کا قول ہے)

اے دو چیزم: اے حرفِ ندا ہے اور منادیٰ محذوف ہوگا اور بعض نسخوں میں ہے "ایں دو چیزم" ایں اسمِ اشارہ کے ساتھ۔ یعنی ان دو چیزوں نے مجھ کو گناہ پر برانگیختہ کیا ایک تو بد انجام نصیبے نے، دوسرے میری ناقص عقل نے۔ اگر آپ مجھے گرفتار کرلیں تو میں اس کا سزاوار ہوں اور اگر بخشدیں تو (کیا کہنا) معاف کردینا انتقام لینے سے (بہرحال) بہتر ہے۔

فَلَمْ یَکُ ...الخ: تو جب انھوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تب ان کا ایمان لانا ان کو نفع بخش نہ ہوا۔ (واضح رہے کہ ایمان باس مقبول نہیں لیکن توبۂ باس یعنی آثارِ عذاب دیکھ کر توبہ از معاصی مقبول ہے مگر توبۂ گناہ حدِ شرعی کو ساقط نہ کرے گی۔) کمند انداختن: کمند ڈالنا۔ کاخ: محل۔

بلند از میوہ گو کوتاہ کن دست | کہ کوتہ خود ندارد دست بر شاخ

ترا با وجود چنیں منکرے کہ ظاہر شد سبیلِ خلاص صورت نہ بندد ایں بگفت و موکّلانِ عقوبت در وے آویختند گفت مرا در خدمتِ سلطان یک سخن باقیست مَلِک بشنید و گفت آں چیست گفت

قطعہ

بآستینِ ملالے کہ بر من افشانی | طمع مدار کہ از دامنت بدارم دست
اگر خلاص محال ست زیں گنہ کہ مرا ست | بداں کرم کہ داری امیدواری، ہست

مَلِک گفت ایں لطیفۂ بدیع آوردی وایں نکتۂ غریب گفتی ولیکن محالِ عقل ست و خلافِ نقل کہ ترا فضل و بلاغت امروز از چنگِ عقوبتِ من رہائی دہد مصلحت آں بینم کہ ترا از قلعہ بزیر اندازم تا دیگراں نصیحت پذیرند و عبرت گیرند گفت اے خداوندِ جہاں پروردۂ نعمتِ ایں، خاندانم وایں جرم تنہا در جہاں نہ من کردہ ام دیگرے را بیند از تا من عبرت گیرم مَلِک را خندہ گرفت و بعفو از سرِ جرم او برخاست و متعنّتاں را کہ اشارت بکشتنِ او ہمی کردند گفت

شعر

ہمہ حمّالِ عیبِ خویشتنید | طعنہ بر عیبِ دیگراں مزنید

دست کوتاہ کردن: ہاتھ روک لینا۔ کوتہ: یعنی کوتاہ قد، پستہ قد۔ منکر: برا کام۔ سبیل: راہ۔ خلاص: رہائی، چھٹکارا۔ موکّلانِ عقوبت: سزا دینے والے سپاہی جلاد وغیرہ۔ آستین افشاندن: رد کرنا، مہربانی نہ کرنا۔ ملال: رنج۔ بآستینِ ملالے کہ... الخ: یعنی اے بادشاہ! اگر رنج وملال کے سبب تو نے میرے اوپر مہربانی نہیں کی تو یہ امید نہ رکھو کہ میں تیرے دامن سے ہاتھ اٹھالوں گا (تجھ سے دست بردار ہوجاؤں گا) اگر اس گناہ کے سبب جو مجھ سے صادر ہوا رہائی ناممکن ہے تو جس کرم کے آپ حامل ہیں اس سے امید بندھی ہوئی ہے۔ لطیفۂ بدیع: نادر لطیفہ۔ نکتۂ غریب: انوکھا نکتہ۔ خلاف نقل: یعنی منقول دلیلوں کے خلاف۔ چنگ: چنگل۔ عقوبت: سزا۔ از قلعہ... الخ: قلعہ سے نیچے پھینک دینا یہ سلطانی تہدید وتعزیر ہے نہ کہ شرعی حد ہے۔ عبرت: (بالکسر)۔ دوسرے کا حال دیکھ کر نصیحت پکڑنا۔ خداوند: مالک، بادشاہ۔ جرم: یعنی گناہ۔ مَلِک: بادشاہ۔ بعفو از سر جرم او برخاست: یعنی اس کا جرم معاف کردیا۔ متعنِّت: عناد پرور، حسد کرنے والا۔ (جمع) متعنتاں۔ حمّال: بوجھ اٹھانے والا۔ حمّالِ عیب: عیب سے آلودہ، گرفتار۔ ترجمہ شعر: تم سب اپنے اپنے عیب میں گرفتار ہو (لہذا) دوسروں کے عیب پر طعنہ [illegible]

حکایت (۲۱) منظوم

جوانے پاک باز و پاک رو بود | که با پاکیزه روئے در گرو بود
چنیں خواندم که در دریائے اعظم | بگردابے در افتادند باہم
چو ملاح آمدش تا دست گیرد | مبادا کاندراں حالت بمیرد
ہمیگفت از میانِ موجِ تشویر | مرا بگذار و دستِ یارِ من گیر
دریں گفتن جہانے بروے آشفت | شنیدندش که جاں میداد و میگفت
حدیثِ عشق زاں بطّال منیوش | که در سختی کند یاری فراموش
چنیں کردند یاراں زندگانی | ز کار افتادہ بشنو تا بدانی
که سعدی راہ و رسمِ عشقبازی | چناں داند که در بغداد تازی
دل آرامے که داری دل درو بند | دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند
اگر مجنوں و لیلےٰ زندہ گشتے | حدیثِ عشق ازیں دفتر نوشتے

باب ششم در ضعفِ پیری

حکایت (۱) با طائفۂ دانشمنداں در جامعِ دمشق بحثے ہمی کردم که جوانے در آمد و گفت دریں میاں کسے ہست که زبان پارسی

حکایت ۲۱: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ سچے عاشق کو اپنا معشوق جان سے زیادہ پیارا ہوتا ہے اور اگر وہ عزیز از جان نہ ہو تو اس عشق میں پختگی نہیں۔ پاکباز: نیک طبیعت، نیک باطن۔ پاک رو: خوبصورت۔ پاکیزہ رو: حسین، معشوق۔ گرو: گروی، رہن۔ عشق: محبت۔ خواندم: یعنی تواریخ میں۔ دریائے اعظم: مراد سمندر ہے۔ گرداب: بھنور۔ مبادا: کہیں ایسا نہ ہو۔ تشویر: صراح میں ہے ”اشارہ کرنا، شرمندہ ہونا، بعض نے کہا یہ عربی نہیں یہاں بمعنی ہلاکت ہے مگر یہ معنی کتب لغت سے ثابت نہیں۔ بعض نے کچھ اور بھی کہا ہے۔ آشفت: غصہ ہوئے۔ بطّال: دروغ گو، جھوٹا مدعی عشق۔ منیوش: نیوشیدن بمعنی شنیدن سے فعل نہی ہے (مت سن) کار افتادہ: یعنی تجربہ کار (اس سے شیخ نے خود اپنے کو مراد لیا ہے) راہ و رسم: طریقہ، دستور، ڈھنگ۔ تازی: یعنی عربی زبان یا عربی گھوڑا۔ دل آرام: معشوق۔ دل درو بند: دل اس میں لگالو۔ فرو بند: بند کرلو۔ زندہ گشتے: زندہ ہوتے۔ ازیں دفتر: یعنی گلستاں کا باب پنجم یا یہی حکایت۔ ضعفِ پیری: بڑھاپے کی کمزوری و ناتوانی۔

حکایت ۱: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ انسان جب سالخوردہ ہوجاتا ہے تو معمولی بیماری پر بھی زندگی سے مایوس ہوجاتا ہے۔ متعلقین اس کی مرضی کے بغیر بھی بامید شفایابی اخیر دم تک علاج کے لیے سرگرداں رہتے ہیں۔ طائفہ: جماعت، گروہ۔ دانشمنداں: دانشوروں، ارباب علم وخبر۔ جامع: یعنی جامع مسجد۔ دمشق: ملک شام کا مشہور شہر اور اس کا پایہ تخت۔

داند اشارت بمن کردند گفتمش خیرست گفت پیرے صد و پنجاہ سالہ در حالتِ نزع ست و بزبانِ عجم چیزے ہمی گوید و مفہومِ ما نمیگردد اگر بکرم رنجہ شوی مزد یابی باشد کہ وصیتے ہمی کند چوں ببالینش فراز آمدم ایں بیت می گفت

قطعہ

دمے چند گفتم بر آرم بکام
دریغا کہ بگرفت راہِ نفس
دریغا کہ بر خوانِ الوانِ عمر
دمے چند خوردیم و گفتند بس

معانئ ایں سخن بزبانِ عربی با شامیاں ہمیگفتم و تعجب ہمیکردند از عمرِ درازو تاسفِ او ہمچناں بر حیاتِ دنیا گفتم چگونہ دریں حالت گفت چہ گویم

قطعہ

ندیدۂ کہ چہ سختی رسد بجان کسے
کہ از دہانش بدر میکنند دندانے
قیاس کن کہ چہ حالت بود دراں ساعت
کہ از وجودِ عزیزش بدر رود جانے

گفتم تصورِ مرگ از خیال بدر کن و وہم را بر مزاج مستولی مگرداں کہ فیلسوفانِ یونان گفتہ اند مزاج اگرچہ مستقیم بود اعتماد بقا را نشاید و مرض اگرچہ ہائل بود دلالت کُلّی بر ہلاک نکند اگر فرمائی طبیبے را بخوانیم تا معالجت کند دیدہ بر کرد و بخندید و گفت

اشارت: اشارہ۔ بزبانِ عجم: یعنی فارسی زبان میں۔ مفہوم ما نمی گردد: یعنی اس کی بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ رنجہ شوی: یعنی چلنے کی تکلیف اٹھالیں۔ مزد: اجرت یا اجر وثواب۔ (یہاں معنی دوم بہتر ہے)۔ باشد: ہوسکتا ہے۔ بالین: سرہانا۔ دمے چند گفتم ...الخ: یہاں تقدیم وتاخیر ہے یعنی گفتم کہ دمے چند...الخ: میں نے سوچا کہ کچھ دن اور زندہ رہ لوں مگر افسوس کہ سانس کا راستہ بھی بند ہوگیا۔ خوان: دسترخوان۔ الوان: لون کی جمع ہے بمعنی رنگ مراد طرح طرح کی نعمتیں ہیں۔ یعنی افسوس کہ عمر کے رنگا رنگ دسترخوان پر تھوڑی ہی دیر (چند ہی لقمے) ہم نے کھائے تھے کہ لوگوں نے کہا کہ بس۔ شامیاں: ملک شام والے۔ تأسف: افسوس کرنا۔ چہ سختی رسد: کس قدر تکلیف ہوتی ہے۔ دندان: دانت۔ قیاس کن ...الخ: اندازہ کرو کہ اس وقت کیا حالت ہوتی ہوگی جب کہ کسی کے جسم سے اس کی جان نکل رہی ہوگی۔ تصورِ مرگ: یعنی موت کا اندیشہ۔ مستولی: غالب۔ فیلسوف: حکیم، فلسفی، دانشور۔ یونان: روم کا ایک مشہور ملک جہاں کے حکما وفلاسفہ بہت مشہور ہیں۔ مزاج: طبیعت۔ مستقیم: معتدل، درست۔ ہائل: خوفناک، مہلک۔ طبیب: حکیم، ڈاکٹر۔ معالجہ: علاج۔ دیدہ برکرد: آنکھ اٹھائی یا آنکھ کھولی۔

دست برہم زند: ہاتھ ملتا ہے۔ ظریف: زیرک، ہوشیار۔ خرف: (بفتح اول وکسر راء مہملہ) بڑھاپے میں سٹھیایا ہوا، حواس باختہ۔ حریف:

مثنوی

دست برہم زند طبیب ظریف | چوں خرف بیند او فتادہ حریف
خواجہ در بندِ نقش ایوان ست | خانہ از پای بست ویران ست
پیر مردے بنزع می نالید | پیر زن صندلش ہمی مالید
چوں مخبّط شد اعتدالِ مزاج | نہ عزیمت اثر کند نہ علاج

حکایت(۲) پیرے را حکایت کنند کہ دخترے خواستہ بود و حجرہ بگل آراستہ و بخلوت با او نشستہ و دیدہ و دل درو بستہ شبہائے دراز نہ خفتے و بذلہ ہا و لطیفہ ہا گفتے باشد کہ وحشت و نفرت نگیرد و موانست پذیرد و از اں جملہ شبے میگفت بختِ بلندت یار بود و چشم دولت بیدار کہ بہ صحبتِ پیرے فتادی پختہ پروردہ جہاں دیدہ آرمیدہ و سرد و گرم کشیدہ نیک و بد آزمودہ کہ حقوقِ صحبت بداند و شرطِ مودّت بجا آورد مشفق و مہربان خوش طبع شیریں زبان

مثنوی

تا توانم دلت بدست آرم | ور بیازاریم نیازارم
ور چو طوطی بود شکر خورشت | جانِ شیریں فدائے پرورشت

ہم پیشہ وہم صحبت۔ اوفتادہ: یعنی بیمار۔ خواجہ: مالک مکان۔ بند: فکر۔ نقش ایوان: اصل مکان، کرے وغیرہ۔ اور بعض نسخوں میں ہے۔ نقش ایوان: مکان کے نقش ونگار۔ پائے بست: بنیادِ خانہ مراد صاحب خانہ ہے۔ نزع: جانکنی۔ صندل: ایک خوشبودار لکڑی جس کا گھس کر لگانا دردِ سر کے لیے مفید ہے۔ یعنی اس کی بوڑھی بیوی دردِ سر کے گمان میں اس کو صندل لگارہی تھی۔ مخبط: پراگندہ، بے ترتیب۔ عزیمت: جھاڑ پھونک، تعویذ گنڈہ۔ حکایت ۲: اس کا حاصل یہ ہے کہ بڑھاپے میں نوعمر لڑکی سے شادی شرمندگی ورسوائی کا سبب ہے۔ دخترے خواستہ بود: ایک لڑکی سے شادی کرلیا تھا۔ گل: پھول۔ آراستہ: سجادیا تھا۔ خلوت: تنہائی۔ بذلہ: ہنسی دل لگی کی باتیں، مرغوب ودلچسپ باتیں۔ لطیفہ: چٹکلہ۔ موانست: اُنس ومحبت۔ بخت بلند: بلند قسمت۔ یار: مددگار۔ پختہ پروردہ: یعنی تجربہ کار۔ کہ حقوق صحبت بداند: جو صحبت کے حقوق سمجھتا ہے۔

شرط مودت بجا آورد: محبت کی شرط پوری کرتا ہے۔ ور بیازاریم: اور اگر تو مجھے ستائے۔ بیازاری کے ساتھ ''میم'' مفعولی (ضمیر منصوب) ملی ہوئی ہے۔ خورش: خوراک۔ ''جان شریں'' اور ''فدائے پرورش'' دونوں میں صفت ترکیبی ہے اور یہاں لفظ ''سازم'' محذوف ہے یعنی میں اپنی جان شیریں تیری پرورش میں قربان کردوں گا۔

نہ گرفتار آمدی بدستِ جوانے مُعجب خیرہ رائے سر تیز بے سبکپائے کہ ہر دم ہوسے پزد و ہر لحظہ رائے زند و ہر شب جائے خسپد و ہر روز یارے گیرد۔

قطعہ

جواناں خرّم اند و خوب رخسار | ولیکن در وفا با کس نپایند
وفاداری مدار از بُلبلاں چشم | کہ ہر دم بر گلے دیگر سرایند

امّا طائفہ پیراں کہ بہ عقل و ادب زندگانی کنند نہ بمقتضائے جہل و جوانی

فرد

زخود بہتری جوی و فرصت شمار | کہ با چوں خودی گم کنی روزگار

گفت چنداں بریں نمط بگفتم کہ گماں بردم کہ دلش در قیدِ من آمد و صیدِ من شد ناگہ نفسے سرد از دلِ پر درد بر آورد و گفت چندیں سخن کہ بگفتی در ترازوئے عقلِ من وزنِ آں یک سخن ندارد کہ وقتے از قبیلہ خویش شنیدہ ام کہ گفت زن جوان را اگر تیرے در پہلو نشیند بہ از آنکہ پیرے

شعر

لَمَّا رَأَتْ بَیْنَ یَدَیْ بَعْلِہَا | شَیْئًا کَارْخیٰ شَفَۃِ الصَّائِمِ
تَقُوْلُ ہٰذَا مَعَہٗ مَیِّتٌ | وَاِنَّمَا الرُّقْیَۃُ لِلنَّائِمِ

مُعجب: متکبر، گھمنڈی۔ خیرہ رائے۔ سست رائے، کم عقل۔ سر تیز: جلد باز۔ ہر لحظہ رائے زند: یعنی غیر مستقل مزاج ہوتا ہے۔ نہ گرفتار آمدی: نہ پالے پڑی۔ جواناں...الخ: جوان لوگ اگرچہ خوبصورت اور خوش منظر ہوتے ہیں لیکن کسی کے ساتھ وفاداری میں پائدار نہیں ہوتے۔ چشم مدار: امید مت رکھ۔ بعض نسخوں میں ہے "وفاداری مجواز بلبلاں چشم"۔ بلبلاں چشم: نظر پھیر لینے والا۔ (یہ جوانوں کی تمثیل ہے کہ ہر تئی سے اظہار محبت کرتے ہیں) بمقتضائے جہل و جوانی: جہل و جوانی کے تقاضوں کے ساتھ یعنی ہوس پرستی کے ساتھ۔ زخود بہتر: جوان عورت کے لیے جوان مرد تو برابر و ہمسر ہوگا لہذا تیرے حق میں بوڑھا بہتر ہوگا۔ گفت: یعنی بوڑھے نے کہا۔ نمط: روش، طریقہ۔ نفسِ سرد: ٹھنڈا سانس۔ قبیلہ: خاندان، کنبہ۔ لَمَّا رَأَتْ...الخ: جب اس نے اپنے شوہر کے اگلے حصے میں روزہ دار کے لٹکتے ہونٹ سے زیادہ ڈھیلی ڈھالی ایک چیز دیکھی (یعنی عضو مخصوص) تقول ھذا معہ......الخ: کہنے لگی یہ تو اس کے پاس بالکل مردہ ہے اور جادو تو محض سونے والے کو جگاتے ہیں (نہ کہ مردہ کو) یعنی میرے ناز و ادا کا جادو بھی اس کی شہوت کو جگا نہ سکے گا۔

رباعی

زن کز برِ مرد بے رضا برخیزد
پس فتنہ و جنگ ازاں سرا برخیزد
پیرے کہ ز جائے خویش نتواند خاست
اِلّا بعصا کیش عصا برخیزد

فی الجملہ امکانِ موافقت نبود بمفارقت انجامید چوں مدتِ عدت برآمد عقدِ نکاحش بستند با جوانے تند ترش روی تہی دست بدخوی جور و جفا کشیدے و رنج و عنا دیدے و شکرِ نعمتِ حق ہمچناں گفتے الحمد للہ کہ ازاں عذابِ الیم برہیدم وبدیں نعیمِ مقیم برسیدم

قطعہ

روئے زیبا و جامہ و دیبا
صندل و عود و رنگ و بوی و ہوس
ایں ہمہ زینتِ زناں باشد
مرد را کیر و خایہ زینت و بس

فرد

با ایں ہمہ جور و تند خوئی
نازت بکشم کہ خوبروئی

قطعہ

با تو مرا سوختن اندر عذاب
بہ کہ شدن با دگرے در بہشت
بوئے پیاز از دہنِ خوبروی
نہ بحقیقت کہ گل از دستِ زشت

بر: پہلو، آغوش۔ بے رضا: بے خوشنودی، عدم جماع کے سبب ناراضگی۔ برخیزد: اٹھ جائے۔ نتواند خاست: یعنی جو بوڑھا کہ اپنی جگہ سے کھڑا نہ ہوسکے مگر کسی عصا (لاٹھی) ہی کے سہارے۔ کیش: "کے" اور "ش" سے مرکب ہے اور یہ "ش" اصل میں "عصا" کا مضاف الیہ ہے جس سے یہاں مراد آلۂ تناسل ہے یعنی اس کا عضو مخصوص کب اِستادہ ہوسکتا ہے۔ فی الجملہ: قصہ مختصر یہ کہ۔ مفارقت: جدائی یعنی طلاق تک معاملہ پہونچا۔ مدتِ عدت: بعد طلاق عدت گزارنے کا زمانہ۔ برآمد: پورا ہوگیا، مدت ختم ہوگئی۔ ترش رو: بد مزاج، نک چڑھا۔ تہی دست: مفلوک الحال، مفلس۔ جور وجفا: ظلم وستم۔ رنج وعنا: مشقت وتکلیف۔ الحمد للہ: خدا کا شکر ہے۔ عذاب الیم: دردناک عذاب۔ اور اس سے مراد اس بوڑھے کی معاشرت تھی جو طاقتِ جماع نہ رکھتا تھا۔ نعیم مقیم: قائم رہنے والی نعمت۔ دیبا: ایک قسم کا ریشمی کپڑا۔ عود: ایک خوشبودار لکڑی۔ اگر۔ کیر وخایہ: قضیب وخصیہ، آلۂ تناسل۔ یعنی مرد کے لیے اس کا مخصوص عضو ہی زینت ہے۔ کیوں کہ اسی کے سبب سے عورتیں مردوں کو قبول کرتی ہیں۔ نازت بکشم ...الخ: میں تیری ناز برداری کروں گی کہ تو خوبرو (مرد) ہے۔ با دگرے: یعنی بوڑھے کے ساتھ۔ بوئے پیاز ...الخ: کسی خوبرو کے منہ سے پیاز کی بو آنا حقیقت میں اس سے بہتر کہ کسی بدصورت کے ہاتھ سے گلاب نصیب ہو۔

حکایت(۳) مہمانِ پیرے بودم در دیارِ بکر کہ مالِ فراوان داشت و فرزندے خوبروی شبے حکایت کرد کہ مرا در عمرِ خویش بجز ایں فرزند نبودہ است درختے دریں وادی زیارتگاہ است کہ مردماں بحاجت خواستن آنجا روند و شبہائے دراز در پائے آں درخت بخدا نالیدہ ام تا مرا ایں فرزند بخشیدہ است شنیدم کہ پسر با رفیقاں آہستہ میگفت چہ بودے اگر من آں درخت را بدانستمے کہ کجاست تا دعا کردمے کہ پدرم بمردے **حکمت** خواجہ شادی کناں کہ فرزندم عاقل ست و پسر طعنہ زناں کہ پدرم فرتوت ست۔

قطعہ

سالہا بر تو بگذرد کہ گذار ۔۔۔ نکنی سوئے تربتِ پدرت
تو بجائے پدر چہ کردی خیر ۔۔۔ تا ہماں چشم داری از پسرت

حکایت(۴) روزے بغرورِ جوانی سخت راندہ بودم و شبانگہ بپای گریوہ سست ماندہ پیر مردے ضعیف از پسِ کارواں ہمی آمد گفت چہ خسپی کہ نہ جائے خفتن است گفتم چوں روم کہ نہ پائے رفتن ست گفت ایں نشنیدی کہ صاحبدلاں گفتہ اند

حکایت ۳: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ بڑھاپے میں اولاد پیدا کرنے کی سخت کوشش نہیں کرنی چاہیے کہ بڑھاپا ایسا عیب ہے کہ عورتوں کی طرح ناخلف اولاد بھی مرگ پدر کی خواہاں رہتی ہے۔ اور یہ کہ اپنی اولاد سے ویسے ہی برتاؤ کی امید رکھنی چاہیے جیسا برتاؤ اپنے باپ کے ساتھ کر چکے ہو۔

دیار بکر: بلادِ طے میں ایک موضع کا نام۔ مالِ فراواں: کثیر مال۔ شبے حکایت کرد: معلوم ہوا کہ سعدی چند راتیں ان کے یہاں مقیم رہے۔ بجز ایں فرزند نبودہ است: اس فرزند کے سوا میری کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی۔ بحاجت خواستن: مرادیں مانگنے۔ بخدا نالیدہ ام: خدا کے سامنے گڑگڑایا ہوں۔ رفیقاں: دوستوں۔ خواجہ: صاحب خانہ۔ فرتوت: کھوسٹ بڈھا۔

گزار: اور ایک نسخے میں ہے "گذرتہ کنی" یعنی سالوں گزر جاتے ہیں مگر تو اپنے باپ کی قبر کی جانب (فاتحہ خوانی کے لیے) گزرتا نہیں۔ (جاتا نہیں) چشم داری: تو امید رکھے۔

حکایت ۴: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ بوڑھوں کو چاہیے کہ جوانوں کی غلطیوں پر ان کو متنبہ کردیں۔

بغرور جوانی: یعنی جوانی کے جوش میں۔ سخت راندہ بودم: میں تیز چلا تھا۔ بپائے گریوہ: ایک ٹیلے کی جڑ میں۔ سست ماندہ: یعنی میں تھک کر بیٹھ گیا۔ [illegible]

رفتن و نشستن بہ کہ دویدن و گسستن

قطعہ

اے کہ مشتاقِ منزلے مشتاب | پندِ من کاربند و صبر آموز
اسپ تازی دوتگ رود بشتاب | اشتر آہستہ میرود شب و روز

حکایت(۵) جوانے چست لطیف خنداں شیریں زباں در حلقۂ عشرتِ ما بود کہ در دلش ہیچ نوعِ غم نیامدے و لب از خندہ فراہم روزگارے برآمد کہ اتفاقِ ملاقات نیفتاد بعد ازاں دیدمش زن خواستہ و فرزند خاستہ و بیخ نشاطش بریدہ و گلِ رویش پژمریدہ پرسیدمش چگونہ و چہ حالت ست گفت تا کودکان بیاوردم دگر کودکی نکردم۔

شعر

مَاذَا الصِّبَا وَالشَّيْبُ غَيَّرَ لِمَّتِي | وَكَفَىٰ بِتَغَيُّرِ الزَّمَانِ نَذِيْرًا

فرد

چوں پیر شدی ز کودکی دست بدار | بازی و ظرافت بجواناں بگذار

مثنوی

طربِ نوجواں ز پیر مجوی | کہ دگر نایدآبِ رفتہ بجوی

گسستن: توڑنا۔ یعنی خطرناک جگہوں میں پڑنے کے سبب سررشتۂ حیات توڑ دینا۔ رفتن و نشستن: آرام لے لے کر چلنا۔ کاربند: عمل میں لاؤ۔ اسپ تازی: عربی گھوڑا۔ دوتگ: دو دوڑیں، دوبار دوڑنا۔

حکایت ۵: اس کا حاصل یہ ہے کہ بوڑھوں کو جوانوں جیسی دل لگی ونہسی زیب نہیں دیتی بلکہ انھیں سنجیدۂ ومتین رہنا چاہیے اور جوانی کے مذاق ودل لگی سے اعراض کرنا چاہیے۔ شیریں زباں: خوش کلام۔ عشرت: باہم مزے کی زندگی گزارنا۔ حلقۂ عشرت: درویشوں کا گروہ مراد ہے۔ از ہیچ نوع غم: کسی طرح کا کوئی غم۔ لب از خندہ فراہم: "نیامدے" مقدر ہے۔ اور ایک نسخے میں یہاں "نشدے" مذکور ہے یعنی ہردم وہ ہنستا ہنسا تا رہتا تھا۔ زن خواستہ: شادی کرلی ہے۔ فرزندخاستہ: لڑکا پیدا ہوچکا ہے۔ پژمریدہ: یعنی پژمردہ۔ اندوہگیں۔ تاکودکاں بیاوردم: جب سے بچے ہوگئے ہیں۔ دگرکودکی نہ کردم: تب سے بچکانی حرکتیں میں نے نہیں کیں یعنی بےفکری اور دل لگی چھوڑ دیں۔ ماذا الصبی الخ: اب بچپن کہاں؟ اب تو بڑھاپے نے میری زلفیں تبدیل کرڈالیں۔ (سفید کردیں) زمانے کی یہ تبدیلیاں ڈرانے کے لیے کافی ہیں۔ کودکی: بچپنا۔ دست بدار: ہاتھ اٹھالے۔ ظرافت: شوخ طبعی، دل لگی۔ طرب: مستی۔ جیحے: دریا۔

زرع را چوں رسید وقتِ درو | نخرامد چنانکہ سبزۂ نو

قطعہ

دورِ جوانی بشد از دستِ من | آہ و دریغ آں زمنِ دل فروز
قوتِ سرپنجۂ شیری برفت | راضیم اکنوں بہ پنیرے چو یوز
پیرزنے موی سیہ کردہ بود | گفتمش اے مامکِ دیرینہ روز
موی بہ تلبیس سیہ کردہ گیر | راست نخواہد شدن ایں پشتِ کوز

حکایت (٦) وقتے بجہلِ جوانی بانگ بر مادر زدم دل آزردہ بکنجے بنشست و گریاں ہمیگفت مگر خوردی فراموش کردی کہ درشتی می کنی

قطعہ

چہ خوش گفت زالے بفرزندِ خویش | چو دیدش پلنگ افگن و پیلتن
گر از عہدِ خردیت یاد آمدے | کہ بیچارہ بودی در آغوشِ من
نکردے دریں روز بر من جفا | کہ تو شیر مردے و من پیرزن

حکایت (۷) توانگرے بخیل را پسرے رنجور بود نیک خواہاں گفتندش کہ ختمِ قرآنی کنی از بہرِ وے یا بذلِ قربانی لختے باندیشہ فرو رفت و گفت ختمِ مصحف اولیٰ ترست کہ گلہ دور ست صاحبدلے

زرع: کھیتی۔ وقتِ دِرد: کھیتی کٹنے کا وقت (پک جانا مراد ہے) خرامیدن: کھیت یا ڈال کا لچکنا و جھکنا (جھومنا)۔ نخرامد: نئے سبزہ کی طرح نہیں جھومتی۔ بشد: چلا گیا۔ پنیر: ایک خوردنی نمکین چیز کا نام جو دودھ پھاڑ کر جمائی جاتی ہے۔ نچوڑے ہوئے دہی کو بھی کہتے ہیں۔ بہ پنیرے چوں یوز: چیتے کی پنیر پر اب راضی ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ چیتا شکار میں جب ناکام ہوجاتا ہے تو سخت غضبناک ہوجاتا ہے پھر مالک اسے پنیر کھلا کر (جو اسے بہت مرغوب ہے) راضی کرتا ہے۔

مامک: مام بمعنی ماں کی تصغیر ہے برائے ترحم۔ یعنی اے بوڑھی ماں!۔ تلبیس: دھوکہ بازی۔ گیر: مان لو یہ سیاہ ہوگئے مگر تمہاری یہ خمیدہ پشت تو سیدھی نہ ہوسکے گی۔

حکایت ٦: اس کا حاصل یہ ہے کہ بوڑھے والدین اور سالخوردہ لوگوں کے ساتھ سخت کلامی کرکے ان کو رنجیدہ کرنا جہالت و نادانی ہے۔ جہل جوانی: جوانی کی نادانی۔ بانگ بر مادر زدم: ماں کو ڈانٹ کر میں بولا۔ خوردی: بچپن۔ درشتی: سخت کلامی۔ زال: زنِ پیر فرتوت، سخت بوڑھی عورت۔ پیلتن: ہاتھی جیسے بدن والا۔ پلنگ افگن: چیتے کو پچھاڑ دینے والا، بہت بہادر۔

حکایت ۷: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ بڑھاپے میں آدمی مال و دولت کا حریص نیز خرچ میں بخیل ہوجاتا ہے۔ رنجور: بیمار۔ ختم قرآنی کنی: برائے شفا ایک ختم قرآن خوانی کراؤ۔ بذلِ قربانی: یا بطور صدقہ ایک جانور قربان کرو۔ لختے: تھوڑی دیر۔ مصحف: یعنی قرآن مجید۔
گلہ: جانوروں کا [illegible]

خمش: یعنی ختم قرآن۔ بعلّت: بہ سبب۔ اختیار: پسند۔ گردن طاعت نہادن: یعنی بدنی عبادت کرنا۔ دستِ دادن: داد ودہش (خیرات)

بشنید گفت ختمش بعلّتِ آں اختیار آمد که قرآن بر سر زبان ست و زر در میانِ جان۔

مثنوی

دریغا گردنِ طاعت نہادن | گرش ہمراه بودے دست دادن
بدینارے چو خر در گل بمانند | ور الحمدے بخواہی صد بخوانند

حکایت(۸) پیر مردے را گفتند چرا زن نه کنی گفت با پیر زنانم الفت نیست پس آنرا که جواں باشد با من که پیرم دوستی چگونه صورت بندد

شعر

پیر ہفتاد سله جنی مکنه | کورِ مقری بخوا نبی چش روش
زور باید نه زر که بانو را | گزری دوست تر که ده من گوش

حکایت(۹) منظومه

شنیده ام که دریں روزہا کہن پیرے | خیال بست بپیرانه سر که گیرد جفت
بخواست دخترکے خوبروی گوہر نام | چو درج گوہرش از چشمِ مردماں بنهفت
چنانکه رسمِ عروسی بود تماشا کرد | ولے بحملهٔ اوّل عصائے شیخ بخفت
کماں کشید و نزد بر ہدف که نتواں دوخت | مگر بسوزنِ فولاد جامهٔ ہنگفت

کرنے کی استطاعت۔ بدینارے...الخ: بخیل لوگ ایک دینار خیرات کرنے کے موقع پر گدھے کی طرح کیچڑ میں گھس جاتے ہیں۔ اور اگر ان سے سورۂ فاتحہ پڑھوانا چاہو تو سو بار پڑھ دیتے ہیں۔ حکایت ۸: اس کا حاصل یہ ہے کہ قوتِ مردانگی کے بغیر بڑھاپے میں جوان عورت سے شادی رسوائی کا سبب ہے۔ چرازن نہ کنی: تم شادی کیوں نہیں کر لیتے۔ الفت: رغبت وانس، میلانِ طبع۔ دوستی چگونہ...الخ: اس کے ساتھ دوستی (نباہ) کی کیسے صورت بن سکتی ہے۔ سلہ: سالہ۔ جنی: جوانی۔ مکنہ: مکن۔ کور: اندھا۔ مقری: پڑھانے والا، استاد۔ بخوا: بخواب۔ نبی: نہ بیند۔ چش: چشم۔ روش: روشن۔ یعنی اے بہتر سالہ بڈھے! جوانی مت کر۔ اندھا قاری استاد خواب میں بھی آنکھ روشن نہیں دیکھتا۔ (یہ دہقانی زبان میں شعر کہا گیا ہے) مردانگی کی طاقت ہونا چاہیے نہ کہ مال ودولت۔ کیوں کہ جوان عورت کو ایک گاجر زیادہ پسند ہے اس سے کہ دس من گوشت ہو۔ اور بعض نسخوں میں یہ شعر اس طرح ہے "دہ گزرے سخت بہ زدہ من گوشت" یعنی دس من گوشت سے بہتر ایک سخت گاجر ہے۔ بیوی اپنے زیادہ کھانے کی خواہش مند نہیں ہوتی بلکہ آلۂ تناسل میں سختی کی طالب ہوتی ہے۔ زور: مراد قوت مردی۔ بانو: بیوی۔ گزر: گاجر۔ حکایت ۹: اس کا حاصل یہ ہے کہ قوت مردانگی کے بغیر شادی فتنہ واختلاف اور رسوائی کا سبب ہے۔ دریں روزہا: انھیں دنوں میں۔ کہن پیر: ای پیر کہن، پرانا بڈھا۔ پیرانہ سر: بڑھاپے کے زمانے میں۔ جفت گرفتن: شادی کرنا۔ دخترک: کم سن لڑکی۔ بخواست: شادی کر لیا۔ گوہر نام: اس کا نام گوہر تھا۔ درج: ڈبیہ۔ سنگاردان: صندوقچہ۔ رسم عروسی: یعنی ہمبستری۔ عصائے شیخ بخفت: شیخ کا عصا سو گیا یعنی آلۂ تناسل سو گیا۔ کماں کشید ونزد بر ہدف: کمان کھینچا مگر نشانے پر نہ مار سکا۔ جامۂ ہنگفت: بال [illegible]

بدوستاں گلہ آغاز کرد و حجت ساخت | کہ خان و مانِ من این شوخ دیدہ پاک برفت
میانِ شوہر و زن جنگ و فتنہ خاست چنان | کہ سر بشحنہ و قاضی کشید و سعدی گفت
پس از ملامت و شنعت گناہِ دختر نیست | ترا کہ دست بلرزد گہر چہ دانی سفت

باب ہفتم در تاثیر تربیت

حکایت (۱) یکے را از وزرا پسرے کودن بود پیش دانشمندے فرستاد کہ مر این را تربیتے کن مگر عاقل شود روزگارے تعلیم کرد مؤثر نبود پیش پدرش کس فرستاد کہ این عاقل نمی شود و مرا دیوانہ کرد۔

قطعہ

ہیچ صیقل نکو نداند کرد | آہنے را کہ بد گہر باشد
چوں بود اصلِ جوہرے قابل | تربیت را درو اثر باشد
سگ بدریائے ہفتگانہ نشوی | چونکہ تر شد پلید تر باشد
خرِ عیسے گرش بمکہ برند | چوں بیاید ہنوز خر باشد

حکایت (۲) حکیمے پسراں را پند ہمیداد کہ اے جانانِ پدر ہنر آموزید کہ ملک و دولتِ دنیا اعتماد را نشاید و سیم و زر در

گلہ: شکوہ وشکایت۔ اُلاہنا۔ حجت ساخت۔ اور بعض نسخوں میں ہے "حجت خواست" کج بحثی کیا۔ خان و مان: مخفف ہے خانہ اور مان بمعنی گھریلو سامان۔ اثاث البیت۔ شوخ دیدہ: بے حیا، بے شرم۔ پاک برفت: سب لے گئی۔ کیوں کہ بھاری مہر لیا اور ایک لمبی رقم خوراک وپوشاک پر صرف کردیا اس طرح اس کے ساتھ میرا نباہ مشکل ہے۔ کہ سر بشحنہ وقاضی کشید: کہ کوتوال اور قاضی تک معاملہ پہونچا بلکہ اتنا بڑھا کہ سعدی گوشہ نشین تک پہونچا اور اس نے ملامت وتفریں کے بعد کہا۔ ترا کہ دست بلرزد ...الخ: کہ جب تیرے ہاتھ کانپ رہے ہیں تو گوہر کیسے بیندھ سکتے ہو یعنی بوڑھا جوان عورت کے ساتھ کامیاب نہیں ہوسکتا۔ (اس شعر میں دلھن کے نام کی تلمیح ہے۔

باب ہفتم در تاثیر تربیت
تربیت: تعلیم وتہذیب، تعلیم اخلاق، تادیب۔
حکایت ۱: اس کا حاصل یہ ہے کہ نااہل، نالائق، ناموزوں، ناشائستہ کی تعلیم وتربیت ضائع اور برباد ہے۔ کودن: بالفتح: کند فہم، کم عقل، کند ذہن۔ مگر عاقل شود: شاید عقل مند ہوجائے۔ روزگارے: یعنی عرصہ دراز تک۔ مؤثر: اثر انداز۔ دیوانہ پاگل۔ صیقل: چمکانے والا، لوہا چمکانے کا ایک آلہ۔ بدگہر: بداصل۔ قابل: قبول کرنے والا، صلاحیت رکھنے والا۔ جوہر قابل: تربیت کا اثر قبول کرنے والی ذات۔ ہفت گانہ۔ لفظ گانہ برائے تعداد ہے جیسے دوگانہ۔ دریائے ہفت گانہ: ساتوں سمندر۔ چونکہ تر شد: جتنا زیادہ تر ہوگا۔ خرِ عیسیٰ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سواری۔ وہ ایک دراز گوش بار برداری وسواری کے لیے سفر میں اپنے ہمراہ رکھتے انجیل مقدس بھی اسی پر بار کرتے۔ حکایت ۲: اس کا حاصل یہ ہے کہ تحصیل علم وہنر کے ذریعہ ذاتی کمال پیدا کرنا چاہیے وہ ہمیشہ نفع بخش ہے اور آبائی دولت دنیا پر اعتماد نادانی ہے۔ حکیم: دانشمند، عالم۔ اعتماد رانشاند: بھروسہ کے لائق نہیں۔ سیم وزر: چاندی سونا۔

محلِ خطر ست یا دزد بیکبار ببرد یا خواجه بتفاریق بخورد اما هنر چشمهٔ زاینده است و دولتِ پاینده اگر هنرمند از دولت بیفتد غم نباشد که هنر در نفسِ خود دولت ست هر کجا که رود قدر بیند و صدر نشیند و بے هنر لقمه چیند و سختی بیند

شعر

سخت ست پس از جاه تحکّم بردن | خو کرده بناز جورِ مردم بردن

قطعه

وقتے افتاد فتنهٔ در شام | هر کس از گوشهٔ فرارفتند
روستازادگانِ دانشمند | بوزیریِٔ پادشارفتند
پسرانِ وزیر ناقص عقل | بگدائی بروستارفتند

حکایت(۳) یکے از فضلا تعلیمِ ملک زاده همیکردے و ضرب بیحابا زدے و زجرِ بیقیاس کردے بارے پسر از بیطاقتی شکایت پیشِ پدر برد و جامه از تنِ دردمند برداشت پدر را دل بهم برآمد استاد را بخواند و گفت پسرانِ رعیّت را چندان زجر روا نمیداری که فرزندِ مرا سبب چیست گفت سبب آنکه سخن اندیشیده

محل خطر: خطرہ کی جگہ۔
خواجہ: مالک۔ بتفاریق: متفرق طور پر، تھوڑا تھوڑا کر کے۔ چشمۂ زایندہ: سوت والا چشمہ۔ دولت پایندہ: پائدار دولت۔ از دولت بیفتد: یعنی قلاش ہوجائے۔
صدر نشیند: صدر جگہ، ممتاز جگہ بیٹھے گا۔ لقمہ چیند: لقمہ چنے گا یعنی بھوکوں مرے گا۔ سختی: محتاجی۔
تحکم بردن: کسی کا حکم سہنا۔
خوکردہ بناز: ناز ونعمت کا عادی۔ جور بردن: ظلم سہنا۔
روستازادگاں: دہقانیوں کے لڑکے۔ بوزیریٔ پادشار فتند: بادشاہ کی وزارت کے عہدے پہ پہونچ گئے۔ ناقصِ عقل: پسران کی صفت ہے یعنی وزیر کے بد عقل لڑکے۔
گدائی: بھیک مانگنا۔ روستا: دیہات، گاؤں۔
حکایت ۳: اس کا حاصل یہ ہے کہ بچوں کی تعلیم وتربیت میں سختی اور نگرانی ضروری ہے خصوصاً رؤسا کے بچوں کی۔ بیجا رعایت سخت مضر ہے۔
فضلا: فاضل کی جمع ہے۔ فضیلت والا۔ ملک زادہ: شہزادہ۔ ضرب بیحابا: بے تحاشا مار۔ بے دھڑک مار۔
زجر: سرزنش، جھڑکی، ڈانٹ ڈپٹ۔ بے قیاس: بے انتہا۔ تنِ دردمند: دُکھتا بدن۔ دل بہم برآمد: دل بھر آیا۔ رعیت: رعایا۔ سخن اندیشیدہ گفتن: سوچ سمجھ کر بات کہنا۔

گفتن وحرکتِ پسندیدہ کردن ہمہ خلق را علی العموم باید وپادشاہاں را علی الخصوص بموجب آنکہ بر دست وزبانِ ایشاں ہرچہ رود ہرآئینہ بافواہ بگویند وقول وفعلِ عوام راچنداں اعتبارے نباشد

قطعہ

اگر صد عیب دارد مردِ درویش | رفیقانش یکے از صد ندانند
وگر یک ناپسند آید زسلطاں | ز اقلیمے باقلیمے رسانند

پس واجب آمد معلمِ پادشاہ زادہ را در تہذیبِ اخلاقِ خداوند زادگاں أَنْبَتَهُمُ اللّٰهُ نَبَاتًا حَسَنًا اجتہاد ازاں بیش کردن کہ در حقِّ ابنائے عوام

قطعہ

ہرکہ در خردیش ادب نکنی | در بزرگی فلاح ازو برخاست
چوبِ تر را چنانکہ خواہی پیچ | نشود خشک جز بآتش راست

فرد

ہرآں طفل کو جورِ آموزگار | نہ بیند جفا بیند از روزگار

ملک را حسنِ تدبیرِ فقیہ وتقریرِ جواب او موافق آمد وخلعت ونعمت بخشید وپایۂ منصب بلند گردانید

ہمہ خلق را: یعنی تمام لوگوں کو۔ علی العموم: عام طور پر۔ علی الخصوص: خاص طور پر۔ بموجب: بہ سبب۔ ہر آئینہ: یقیناً۔ بافواہ بگویند: یعنی مشہور ہوجاتی ہے۔ افواہ اس کا واحد۔ (فوہ بمعنی منہ ہے) قول وفعل: بات اور کام۔ رفیقانش..الخ: اس کے دوستوں کو سو میں سے ایک کی بھی آگاہی نہ ہوگی۔ اِقلیم: ملک۔ معلم: استاذ، علم سکھانے والا۔ تہذیبِ اخلاق: سیرت واخلاق کی درستگی۔ خداوندزادگاں: شہزادے۔ انبتھم اللّٰہ..الخ: اللہ تعالیٰ ان کی عمدہ اٹھان سے پروان چڑھائے۔ اجتہاد: کوشش۔ ابنائے عوام: عوام کے بچے۔ خردی: بچپن۔ ادب نکنی: تہذیب نہ سکھائی جائے۔ در بزرگی: بڑے ہوکر۔ فلاح: کامیابی، فیروزمندی، خیر ونیکی میں رہنا۔ چوبِ تر: گیلی لکڑی۔ راست: سیدھی۔ کو: کہ اُو۔ جور: ظلم مراد سختیاں اور استاد کی مار ہے۔ آموزگار: سکھانے والا، استاذ۔ جفا: ظلم۔ روزگار: زمانہ، مراد زمانہ والے ہیں۔ حسن تدبیر: خوش تدبیری، عمدہ مشورہ۔ فقیہ: عالم وفاضل۔ موافق آمد: پسند آئی۔ خلعت: شاہی جوڑا۔ پایۂ منصب: عہدے کا مرتبہ۔

حکایت(۴) معلمِ کُتّابے را دیدم در دیارِ مغرب ترش روی و تلخ گفتار بدخوی و مردم آزار کندطبع و ناپرہیزگار کہ عیشِ مسلمانان بدیدنِ اُو تبہ گشتے و خواندنِ قرآنش دلِ مردم سیہ کردے و جمعے پسرانِ پاکیزہ و دخترانِ دوشیزہ بدستِ جفائے او گرفتار نہ زہرۂ خندہ نہ یارائے گفتار گہ عارضِ سیمینِ یکے را تبانچہ زدے وگاہ ساقِ بلّورینِ یکے را شکنجہ کردے القصہ شنیدم کہ طرفے از خیانتِ نفسِ او معلوم کردند و بزدندش و براندند پس آنگہ مکتبِ وے بمصلحے دادند پارسائے سلیمے نیک مردے حلیمے کہ سخن جز بحکمِ ضرورت نگفتے و موجبِ آزارِ کس بر زبانش نرفتے کودکان را ہیبتِ اُستادِ نخستین از سر برفت و معلمِ دومی را اخلاقِ مَلکی دیدند دیو یک یک شدند باعتمادِ حلمِ او علم فراموش کردند و ہمچنیں اغلبِ اوقات ببازیچہ فراہم نشستندے و لوحِ درست ناکردہ بر سرِ ہم شکستندے

بیت

اُستادِ معلم چو بود بے آزار
خرسک بازند کودکاں در بازار

حکایت ۴: اس کا حاصل یہ ہے کہ بچوں کی تعلیم وتربیت میں استاد کی سختیاں اور اس کی مار ماں باپ کی شفقت و مروت سے بہتر ہے۔ لہذا مکتب کا استاذ سخت گیر ہونا چاہیے۔ مگر ایسا بھی نہیں کہ بچے متنفر ہوکر تعلیم چھوڑ دیں۔ معلم کتّاب: مکتب کا مدرس۔ دیارِ مغرب: ملک مغرب (حجاز وعراق)۔ ترش رو: چڑچڑا، نک چڑھا۔ تلخ گفتار: سخت کلام، بدزبان۔ کندطبع: غبی۔ عیش: زندگانی۔ بدیدنِ او: یعنی اس کی ملاقات سے۔ سیہ کردے: یعنی بھونڈی آواز والا تھا، قرآن پڑھنے کا سلیقہ نہ تھا۔ دختران دوشیزہ: کنواری لڑکیاں۔ نہ زہرۂ خندہ نہ یارائے گفتار: نہ ہنسنے کی طاقت نہ بولنے کی مجال۔ زہرہ: پتہ، مراد طاقت ہے۔ گہے: کبھی۔ عارضِ سیمین: گورے گال۔ تبانچہ زدے: تھپڑ مارتا۔ ساقِ بلّورین: بلور جیسی پنڈلی۔ شکنجہ کردے: شکنجہ میں کس دیتا۔ القصہ: خلاصہ یہ کہ۔ خیانتِ نفس: بدچلنی۔ مصلح: نیک چلن۔ بحکمِ ضرورت: کام کے مطابق۔ آزار: تکلیف۔ معلم دومین: دوسرے استاد: اخلاقِ ملکی: فرشتوں کا سا اخلاق۔ دیو یک یک شدند: ایک ایک کرکے شیطان بن گئے یا سب کے سب شیطان بن گئے۔ حلم: بردباری۔ اغلب: اکثر۔ بازیچہ: کھیل۔ فراہم نشستندے: اکٹھا بیٹھ جاتے۔ لوح: تختی۔ درست ناکردہ: بے لکھی تختی۔ خرسک: ریچھ کھیل، کبڈی کی شکل کا ایک کھیل جو شکل کے تھوڑے اختلاف کے ساتھ ہر جگہ پایا جاتا ہے۔ بازند: کھیلتے ہیں۔ کودکاں: بچے۔

بعد از دو ہفتہ براں مسجد گذر کردم معلّمِ اوّلیں را دیدم کہ دل خوش کردہ بودند و بمقامِ خویش باز آوردہ برنجیدم و لاحول گفتم کہ دیگر بارہ ابلیس را معلّمِ ملائکہ چرا کردند پیر مردے ظریف جہاں دیدہ بشنید بخندید و گفت

مثنوی

پادشاہے پسر بمکتب داد | لوحِ سیمینش در کنار نہاد
بر سرِ لوح او نبشتہ بزر | جورِ اُستاد بہ ز مہرِ پدر

حکایت (۵) پارسا زادہ را نعمتِ بیکراں از ترکہ عمّاں بدست افتاد و فسق و فجور آغاز کرد و مبذّری پیشہ گرفت فی الجملہ نماند از سائرِ معاصی منکرے کہ نکرد و مسکرے کہ نخورد بارے بہ نصیحتش گفتم اے فرزند دخل آبِ روانست و خرج آسیائے گرداں یعنی خرجِ فراواں کردن مسلّم کسے را باشد کہ دخلِ معیّن دارد

قطعہ

چو دخلت نیست خرج آہستہ تر کن | کہ میگویند ملّاحاں سرودے
بکوہستاں اگر باراں نبارد | بسالے دجلہ گردد خشک رودے

عقل و ادب پیش گیر و لہو و لعب بگذار کہ چوں نعمت سپری شود

براں مسجد گزر کردم: اندازہ ہوا کہ اس زمانے میں مسجدیں ہی تعلیم گاہیں بھی ہوا کرتی تھیں۔ معلم اولیں: پہلے والا مدرس۔ دل خوش کردہ بودند: راضی کر کے لے آئے ہیں۔ ابلیس جمع ابالیس شیطان کا نام۔ معلم ملائکہ: فرشتوں کا استاذ۔ (شیطان فرشتوں کی تعلیم پر مقرر تھا)۔ ظریف: زیرک و دانا، خوش طبع۔ بمکتب داد: مکتب میں بیٹھایا۔ لوح سیمیں: چاندی کی تختی۔ کنار: بغل۔ گود۔ نبشتہ: بمعنی نوشتہ۔ مہر: بکسر، محبت۔ حکایت ۵: اس کا حاصل یہ ہے کہ فساق و فجار کو نصیحت ضرور کرے اگر چہ بچپن میں مناسب تربیت نہ ہونے کی وجہ سے بگڑ جائیں بالخصوص جب ایسوں کو جوانی میں بے محنت دولت ہاتھ آجائے تو نصیحت کارگر نہیں ہوتی۔ مگر علما اپنا فرض ضرور نبھائیں۔ نعمت بیکراں: بے انتہا دولت، بہت زیادہ۔ ترکہ: میراث۔ عمّاں: عم کی فارسی جمع۔ بدست افتاد: ہاتھ لگی۔ فسق و فجور: بے راہ روی و بدکاری۔ مُبَذِّری: فضول خرچی۔ فی الجملہ: خلاصہ کلام۔ سائر: تمام، سب۔ معاصی: گناہ کے کام، بدکاریاں۔ منکر: برائی، بری بات۔ مسکر: نشہ آور۔ نخورد: نہ کھایا، پیا۔ بارے: ایک دفعہ۔ دخل: آمدنی۔ آسیائے گرداں: یعنی پن چکی جس کا گھومنا آب جاری پر موقوف ہے۔ معین: مقرر، محدود۔ معیّن: جاری، غیر محدود۔ ملاح: کشتیبان۔ سرود: گانا، گیت۔ کوہستان: سلسلۂ کوہ۔ رود: چھوٹا دریا، ندی۔ پیش گیر: اختیار کر، لہو و لعب، کھیل کود۔ سپری شود: ختم ہو جائے گی۔

سختی بری وپشیمانی خوری پسر از لذتِ نامی و نوش این سخن در گوش نیاورد و بر قولِ من اعتراض کرد گفت راحتِ عاجل را بتشویشِ محنتِ آجل منغّص کردن خلافِ رائے خردمندان ست

مثنوی

خداوندانِ کام و نیک بختی | چرا سختی برند از بہم سختی
برو شادی کن اے یارِ دل افروز | غمِ فردا نشاید خوردن امروز

فکیف مرا که در صدرِ مروّت نشسته ام و عقدِ فتوّت بسته و ذکرِ اِنعام در افواہِ عوام افتاده

مثنوی

ہر که عَلَم شد بسخا و کرم | بند نشاید که نہد بر درم
نام نکوئی چو بروں شد بکوی | در نتوانی که به بندی بروی

دیدم که نصیحت نمی پذیرد و دمِ گرمِ من در آہنِ سردِ وے اثر نمیکند ترکِ مناصحت کردم و روی از مصاحبت بگردانیدم قولِ حکما را کار بستم که گفته اند بَلِّغْ مَا عَلَیْكَ فَاِنْ لَمْ یَقْبَلُوْا مَا عَلَیْكَ

قطعه
گرچه دانی که نشنوند بگوی | ہر چه دانی تو از نصیحت و پند

سختی: محتاجی۔ نای ونوش: نغمہ سننا اور شراب پینا۔ یعنی عشرت وطرب۔ عیش ونشاط۔ راحتِ عاجل: یعنی موجودہ راحت۔ تشویش: اندیشہ۔ محنتِ آجل: آئندہ آنے والی سختی۔ منغّص: مکدر، بدمزہ، ناگوار۔ خداوندانِ کام ونیک بختی: عیش وراحت اور نیک بختی والے۔ سختی: مصیبت، پریشانی، مفلسی۔ شادی کن: مزے اٹھاؤ۔ غمِ فردا: یعنی آئندہ کا غم۔ فکیف مراکہ: تو میں عیش وراحت کیسے نہ کروں جب کہ میں۔ در صدرِ مروت: یعنی مروت کی مسند پر۔ عقدِ فتوت: جوانمردی ومروت کا عہد وپیمان۔ درافواہ عوام افتادہ: عوام کے مونہوں میں پڑ چکا یعنی مشہور ہو چکا ہے۔ علم شد: یعنی مشہور ہوگیا۔ سخاوکرم: سخاوت ومہربانی۔ بند نہادن: بند باندھنا، تھیلی کا منہ باندھنا۔ درم: یعنی روپیہ پیسہ۔ کوی: کوچہ، گلی۔ در: دروازہ۔ دم گرم: یعنی نصیحت۔ آہنِ سرد: یعنی اس کا دل۔ مناصحت: نصیحت کرنا۔ مصاحبت: ایک ساتھ رہنا۔ بَلِّغْ مَا عَلَیْكَ ...الخ: جو تیرا فرض ہے پہونچا دے اگر وہ نہ مانیں تو تجھ پر وبال نہیں۔ گرچہ دانی ...الخ: اگرچہ تم جانتے ہو کہ نہ سنیں گے پھر بھی جو کچھ نصیحت کرسکو کیے جاؤ۔

زود باشد کہ خیرہ سر بینی | بدو پائے افتادہ اندر بند
دست بر دست میزند کہ دریغا | نشنیدم حدیثِ دانشمند

تا پس از مدّتے آنچہ اندیشۂ من بود از نکبتِ حالش بصورت بدیدم کہ پارہ پارہ برہم می دوخت و لقمہ لقمہ ہمی اندوخت دلم از ضعفِ حالش بہم برآمد و مروّت ندیدم در چناں حالے ریشِ درونیش را بملامت خراشیدن و نمک پاشیدن پس با خود گفتم

مثنوی

حریفِ سفلہ در پایانِ مستی | نیندیشد ز روزِ تنگدستی
درخت اندر بہاراں بر فشاند | زمستاں لاجرم بے برگ ماند

حکایت (۶) پادشاہے پسرے را با ادیبے داد و گفت تربیتش چناں کن کہ یکے از فرزندانِ خود را سالے بر وسعی کرد و بجائے نرسید و پسرانِ ادیب در فضل و بلاغت منتہی شدند ملک دانشمند را مواخذت کرد و معاتبت فرمود کہ خلاف کردی و وفا بجا نیاوردی گفت بر رای خداوندِ روئے زمین پوشیدہ نماند کہ تربیت یکساں ست ولیکن طبائع مختلف

خیرہ سر: حیران، سرکش، خود سر۔ خیرہ سر: بینی کا مفعول یا آئندہ عبارت کا مبتدا اس صورت میں پورا جملہ بینی کا مفعول ہوگا۔ بند: قید، بیڑی۔ حدیث: بات۔ نکبت: خواری و خستگی۔ پارہ پارہ...الخ: پیوند پر پیوند لگا رہا تھا۔ بہم برآمد: غمگین ہوا۔ ریش: بیائے مجہول، زخم۔ حریف سفلہ: کمینہ ساتھی۔ در پایانِ مستی: انتہائی مستی میں۔ بر: پھل۔ زمستان: جاڑا۔ برگ: پتا۔ حکایت ۶: اس کا حاصل یہ ہے کہ طالب علموں کے اذہان اور ان کی استعداد متفاوت ہونے کی بنا پر استاد کی تربیت کا اثر سب پر یکساں نہیں ہوتا۔ ادیب: علم ادب کا واقف کار یعنی زبان داں، سکھانے والا، استاد۔ سعی: کوشش۔ فضل: بزرگی۔ بلاغت: علم کے مرتبہ کمال تک پہونچنا، کمال علم۔ مواخذت: گرفت، باز پرس۔ معاتبت: سرزنش۔ خداوند روئے زمین: پوری زمین کے بادشاہ کے سامنے یہ بات پوشیدہ نہ رہ جائے۔ طبائع: طبیعتیں۔ اذہان و مزاج۔

قطعہ

گرچہ سیم وزر ز سنگ آید ہمی   در ہمہ سنگے نباشد زر و سیم
بر ہمہ عالم ہمی تابد سہیل   جائے انباں میکند جائے ادیم

حکایت (۷) یکے را شنیدم از پیرانِ مربی کہ مریدے را ہمیگفت چنانکہ تعلقِ خاطر آدمی زاد ست بروزی اگر بروزی دِہ بودے بمقام از ملائکہ درگذشتے

قطعہ

فراموشت نکرد ایزد دراں حال   کہ بودی نطفہ مدفون و مدہوش
روانت داد و طبع و عقل و ادراک   جمال و نطق و رای و فکرت و ہوش
دہ انگشتت مرتب کرد بر کف   دو بازویت مرتب ساخت بر دوش
کنوں پنداری اے ناچیز ہمت   کہ خواہد کردنت روزے فراموش

حکایت (۸) اعرابی را دیدم کہ پسر را ہمیگفت یَا بُنَیَّ اِنَّکَ مَسْئُوْلٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِمَاذَا اکْتَسَبْتَ وَلَا یُقَالُ بِمَنِ انْتَسَبْتَ یعنی ترا خواہند پرسید کہ ہنرت چیست ونگویند پدرت کیست

قطعہ

جامۂ کعبہ را کہ می بوسند   او نہ از کرم پیلہ نامی شد

زسنگ: کان کے پتھروں میں سونا چاندی ریشوں کی طرح پھیلے رہتے ہیں۔ سُہیل: سرخی مائل ایک روشن ستارہ۔ بجانب جنوب طلوع ہوتا ہے آفتاب جب برج اسد میں سترہویں درجے پر پہونچتا ہے تو یہی اس کے طلوع کا زمانہ ہے۔ یمن جو دیگر اقالیم سے بلند ہے وہاں پہلے نظر آتا ہے۔ لوگ بلند مقاموں پر کچی کھالیں پھیلا دیتے ہیں سہیل کی تاثیر سے اس میں رنگ اور خوشبو پیدا ہو جاتی ہے اسی کو انبان کہتے ہیں جو گراں قیمت ہو جاتی ہیں۔ ادیم: کھال۔ پکائی ہوئی کھال جس میں بو ہو۔

حکایت ۷: اس کا حاصل یہ ہے کہ رب کریم بندے کی ہر آن پرورش کر رہا ہے لہذا بندے کو ہمیشہ اس کی روزی اور لطف و کرم کی امید رکھنا چاہیے۔

مُرَبی: تربیت دینے والا۔ خاطر: طبیعت۔ آدمی زاد: انسان۔ روزی دِہ: یعنی اللہ تعالیٰ۔ بمقام از...الخ: مرتبے میں فرشتوں سے بڑھ جاتا۔ ایزد: یعنی اللہ تعالیٰ۔ نطفۂ مدفون: یعنی پوشیدہ نطفہ۔ مدہوش: بے ہوش۔ رُواں: جان۔ ادراک: سمجھ۔ نطق: قوتِ گویائی۔ کف: ہتھیلی۔ دوش: کندھا۔ ناچیز ہمت: کم ہمت۔

حکایت ۸: اس کا حاصل یہ ہے کہ انسان کو اپنی ذات میں ہنر اور کمال پیدا کر کے عند اللہ اور عند الناس محبوب ہونا چاہیے۔ اعرابی: بدو، دیہات کا رہنے والا۔ یا بُنَیَّ...الخ: اے میرے بیٹے! قیامت کے دن تم سے پوچھا جائے گا تم نے کیا نیک کام کیا؟ یہ نہ پوچھا جائے گا کہ تمہارا نسب کیا ہے؟ جامۂ کعبہ: یعنی غلاف کعبہ۔ کرم پیلہ: ریشم کا کیڑا۔ نامی شد: مشہور ہو گیا۔

باعزیزے نشست روزے چند | لاجرم ہمچو او گرامی شد

حکایت (۹) در تصانیفِ حکما آوردہ اند کہ کژدم را ولادتِ معہود نیست چنانکہ دیگر حیوانات را بلکہ احشائے مادر را بخورند و شکمش را بدرند و راہِ صحرا گیرند و آں پوستہا کہ در خانۂ کژدم بینند اثر آنست بارے ایں نکتہ پیشِ بزرگے ہمیگفتم گفت دلِ من بر صدقِ ایں سخن گواہی میدہد و جز چنیں نشاید بود در حالت خردی با ما در و پدر چنیں معاملت کردہ اند لاجرم در بزرگی چنیں مقبول و محبوب اند

قطعہ

پسرے را پدر وصیّت کرد | کاے جواں مرد یاد گیر ایں پند
ہر کہ با اہلِ خود وفا نکند | نشود دوست روی دانشمند

مثل کژدم را گفتند چرا بزمستاں بدر نمی آئی گفت بتابستانم چہ حرمت ست کہ بزمستاں نیز بیروں آیم

حکایت (۱۰) زنِ درویشے حاملہ بود مدتِ حمل بسر آورد و درویش را ہمہ عمر فرزند نیامدہ بود گفت اگر خداوند تعالیٰ مرا پسرے بخشد جز ایں خرقہ کہ پوشیدہ ام ہرچہ در ملکِ من ست ایثارِ درویشاں

عزیز: عزت والا۔ گرامی شد: باعزت ہوگیا۔ حکایت۹: اس کا حاصل یہ ہے کہ اولاد کو اپنے والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہیے نیز اپنوں اور قرابت داروں کے ساتھ عمدہ سلوک کریں تاکہ سب محبوب نظر بن جائیں۔ تصانیف: تصنیف کی جمع، لکھی ہوئی کتاب۔ حکما: حکیم کی جمع، دانشمند۔ کژدم: بچھو۔ معہود: مقررہ طریقہ۔ احشا: انتڑیاں، اندرونی اعضا۔ صحرا: جنگل۔ پوستہا: کھالیں۔ خانۂ کژدم: بچھو کا سوراخ۔ اثر: نشان۔ صدق: سچائی۔ حالت خردی: بچپن۔ چنیں مقبول و محبوب اند: ایسے مقبول و محبوب ہیں کہ جو پاتا ہے مارے بغیر نہیں چھوڑتا ہے۔ وصیت: مرتے وقت نصیحت کرنا۔ مثل: کہاوت۔ زمستاں: جاڑا۔ تابستاں: موسم گرما۔ حکایت۱۰: اس کا حاصل یہ ہے کہ والدین نے اولاد کی اگر صحیح تربیت نہ کی تو وہ اولاد ان کے لیے مصیبت بن جائیں گی۔ مدتِ حمل: حمل کا زمانہ۔ یعنی نو مہینہ جیسا کہ عادت ہے۔ بسر آورد: پورا ہوگیا۔ نیامدہ بود: یعنی پیدا نہیں ہوا تھا۔ گفت: یعنی منت مانی اور کہا۔ خرقہ: گدڑی۔ ہرچہ در ملک من است: جو کچھ میری ملکیت میں ہے۔

ایثارِ درویشاں کنم: فقیروں پر قربان [illegible]

کنم اتفاقاً پسر آورد وسفرهٔ درویشاں بموجبِ شرط نهاد وپس از چند سال از سفرِ شام باز آمدم بمحلّتِ آں دوست برگذشتم وازچگونگی حالش خبر پرسیدم گفتند بزندانِ شحنه درست گفتم سبب چیست گفتند پسرش خمر خورده وعربده کرده وخونِ کسے ریخته وازمیاں گریخته پدر را بعلّت وے سلسله درنائے ست و بندِ گراں برپای گفتم ایں بلائے را وے بحاجت ازخدای عزّوجل خواسته است۔

قطعه

زنانِ باردار اے مردِ ہشیار | اگر وقتِ ولادت مار زایند
ازاں بہتر بنزدیکِ خردمند | که فرزندانِ ناهموار زایند

حکایت (۱۱) طفل بودم که بزرگے را پرسیدم از بلوغ گفت در کتب مسطور ست که سه نشان دارد یکے پانزده سالگی ودوم احتلام وسوم برآمدنِ موئے زہار امّا درحقیقت یکنشان دارد وبس آنکه دررضائے خدائے عزّوجلّ بیش ازاں باشی که در بندِ حظِّ نفسِ خویش وهر که در وایں صفتها موجود نیست نزدِ محققاں بالغ نشمارندش

پسر آورد: یعنی بیٹا پیدا ہوا۔ سفرهٔ درویشاں نهاد: یعنی درویشوں کی دعوت کی۔ بموجب شرط: یعنی منت کے مطابق۔ شام: مشہور ملک ہے۔ محلّت: محلّہ، چکونگی: کیفیت۔ خبر پرسیدم: میں نے خبر دریافت کی۔ زندان: قید خانہ، حوالات۔ شحنہ: کوتوال۔ درست: در زائد ہے۔ خمر خورده وعربده کرده: شراب پی کر لڑائی جھگڑا کیا تھا۔ خونِ کسے ریختہ: ایک شخص کا قتل کیا تھا۔ سلسلہ درنائے است وبندِ گراں برپائے: طوق گلے میں ہے اور پیروں میں بھاری بیڑی پڑی ہے۔ ایں بلا را وے بحاجت از خدائے عزوجل خواستہ است: اس بلا کو خود اس نے خدائے عزوجل سے دعا کر کے مانگا ہے۔ زنانِ باردار: حاملہ عورتیں۔ مار زایند: سانپ جنیں۔ فرزندانِ ناہموار: نالائق لڑکے۔ زایند: جنیں۔ حکایت ۱۱: اس حکایت کا حاصل یہ ہے کہ انسان کو شہوانی لذتوں میں ڈوبنا نہیں چاہیے بلکہ اپنے اخلاقِ حمیدہ کے ذریعہ رضائے الٰہی کا طالب وجویاں رہنا چاہیے۔ بلوغ: یعنی آغاز جوانی۔ مسطور است: لکھا ہوا ہے۔ نشان: علامت۔ پانزده سالگی: پندرہ سال کی عمر ہونا۔ احتلام: بدخوابی۔ برآمدنِ موئے زہار: ناف کے نیچے کے بال اُگ آنا۔ زہار: شرمگاہ۔ بند: فکر۔ حظِّ نفس: نفس کی لذت۔ محققاں: اہلِ تحقیق

قطعہ

بصورت آدمی شد قطرۂ آب
کہ چل روزش قرار اندر رحم ماند
وگر چل سالہ را عقل و ادب نیست
بہ تحقیقش نشاید آدمی خواند

قطعہ

جوانمردی و لطف ست آدمیت
ہمیں نقشِ ہیولانی مپندار
ہنر باید کہ صورت میتواں کرد
بایوانہا در از شنگرف و زنگار
چو انساں را نباشد فضل و احساں
چہ فرق از آدمی تا نقشِ دیوار
بدست آوردنِ دنیا ہنر نیست
یکے را گر توانی دل بدست آر

حکایت (۱۲) سالے نزاعے میانِ پیادگانِ حجاج افتادہ بود و داعیِ ہم دراں سفر پیادہ بود انصاف در سر و روی ہم افتادیم و دادِ فسوق و جدال دادیم کجادہ نشینے را دیدم کہ با عدیلِ خویش میگفت یا للعجب پیادۂ عاج عرصۂ شطرنج را بسر می برد فرزین میشود یعنی بہ ازاں میشود کہ بود و پیادگانِ حاج بادیہ را بسر بردند و بتر شدند

قطعہ

از من بگوی حاجیِ مردم گزائے را
کو پوستینِ خلق بآزار می درد

قطرۂ آب: یعنی آب مردی، منی۔ چہل روز: چالیس دن۔ نقش ہیولانی۔ پیکر و ہیکل انسانی۔ اور بعض نسخوں میں نفس ہیولانی ہے یعنی نفس ناطقہ۔ جسے عقل ہیولانی بھی کہتے ہیں۔ یہاں پہلا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ بایوانہا در: در زائد ہے۔ شنگرف: ایک سرخ رنگ کا غازہ جس کو گندھک [illegible] کی آمیزش سے تیار کرتے اور حل کرکے نقاشی اور مصوری کے کام میں لاتے ہیں۔ اینگر۔ زنگار: نیلے رنگ کی اک چیز جسے تانبہ، سرکہ، گندھک سے ملا کر بناتے ہیں۔ نیلا تھوتھا۔ بدست آوردن: حاصل کرلینا۔

حکایت ۱۲۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ ہمیشہ ادنیٰ سے اعلیٰ اور بہتر زندگانی کی جانب ترقی کرتے رہنے کی کوشش کرے۔ نزاع: جھگڑا۔ پیادگانِ حجاج: پیدل حج کو جانے والے۔ حجاج: حاج کی جمع۔ حاجی۔ داعی: دعاگو۔ (شیخ سعدی نے اپنے کو مراد لیا ہے) انصاف در سر و روی ہم افتادیم: یعنی حق و انصاف ایں است کہ دراں وقت بر سر و روئے ہم دگر افتادیم: سچ یہ ہے کہ ہم نے آپس میں خوب مارپیٹ کی۔ وداد فسوق الخ: جھگڑے، لڑائی کا ہم نے حق ادا کردیا یعنی ہم خوب جھگڑے۔ کجادہ نشین: اونٹ کی کاٹھی میں بیٹھنے والا یعنی شتر سوار۔ عدیل: وہ شخص جو کجاوہ میں دوسری جانب بیٹھا ہو۔ اونٹ پر سوار ساتھی۔ یا للعجب: ہائے تعجب۔ پیادۂ عاج: ہاتھی دانت کا بنا پیادہ۔ پیادہ شطرنج کا مہرہ جو ہمیشہ سیدھا چلتا اور آڑا مارتا ہے وہ اسپ، فیل، رخ، فرزین اور بادشاہ کے علاوہ ہے۔ بیدق۔ عرصۂ شطرنج: شطرنج کی بساط۔ فرزین: شطرنج کا ایک دوسرا مہرہ۔ شطرنج کا وزیر۔ فرزین می شود: پیادہ تمام خانوں کو طے کرنے کے بعد جب فرزین کے خانے پر پہونچ جاتا ہے تو فرزین ہوجاتا ہے۔ حاج: حاجی۔ بادیہ: جنگل۔ و بتر شدند: یعنی کس قدر تعجب کی بات ہے کہ ہاتھی دانت کا پیادہ بساط شطرنج طے لینے کے بعد فرزین بن جاتا ہے یعنی پہلے سے بہتر ہوجاتا ہے مگر ان پیدل حاجیوں کو دیکھو کہ انھوں نے پورے بادیے طے کرلیے مگر پہلے سے زیادہ بدتر ہوگئے۔

مردم گزا [illegible]

تو نیستی: حاجی تو نہیں کیوں کہ تو نے فسوق وجدال کیے جو حج میں منع ہے۔ اور اونٹ نے کوئی فسوق وجدال نہ کیا اور مکہ گیا اور آیا اس لیے وہی حاجی ہے۔

حاجی تو نیستی شتر ست از برائے آنکہ | بیچارہ خار میخورد و بار می برد

حکایت(۱۳) ہندوئے نفط اندازی می آموخت حکیمے گفت ترا کہ خانہ نیئن ست بازی نہ اینست۔

بیت

تا ندانی کہ سخن عین صوابست مگوی | انچہ دانی کہ نہ نیکوش جوابست مگو

حکایت(۱۴) مردکے را چشم درد خاست پیش بیطارے رفت تا دوا کند بیطار از انچہ در چشم چار پایاں میکرد در دیدۂ او کشید کور شد حکومت پیش داور بردند گفت برو ہیچ تاوان نیست اگر ایں خر نبودے پیش بیطار نرفتے مقصود ازیں سخن آنست تا بدانی کہ ہر کہ ناآزمودہ را کار بزرگ فرماید با آنکہ ندامت برد بنزدیک خردمندان بخفت رای منسوب گردد

قطعہ

ندہد ہوشمند روشن رای | بفرومایہ کارہائے خطیر
بوریا باف گرچہ بافندہ است | نبرندش بکارگاہ حریر

حکایت(۱۵) یکے از بزرگان ائمہ را پسرے وفات یافت پرسیدند کہ بر صندوق گورش چہ نویسم گفت آیات کتاب مجید را عزت

حکایت ۱۳: اس کا حاصل یہ ہے کہ نامناسب اور بے موقع کام سے گریز کرنا چاہیے۔ ہندو: غلام۔ نفط: ایک آتشگیر مادہ۔ جہاں گرتا ہے آگ پکڑ لیتا ہے۔ جنگ میں استعمال ہوتا ہے۔ مجازاً بارود، بم۔ نفط اندازی: روغنی آتش گیر مادہ دشمن کے قلعہ پر آگ لگانے کے لیے پھینکنا۔ خانہ نئیں: پھونس کا گھر (چھپر) جو معمولی آگ سے جل جائے گا۔

حکایت ۱۴: اس کا حاصل یہ ہے کہ جس کام کا جو اہل ہو اسی سے وہ کام لینا چاہیے۔ نااہلوں سے اہم کام لینا تباہی کا سبب ہے۔ مردک: یعنی اجڈ آدمی۔ چشم درد خاست: آنکھ کا درد اٹھ گیا۔ (پیدا ہوگیا) بیطار: سالوتری، مویشی ڈاکٹر۔ دیدہ: آنکھ۔ کور شد: اندھا ہوگیا۔ یعنی آنکھ پھوٹ گئی۔ حکومت: یعنی مقدمہ۔ داور: حاکم۔ تاوان: جرمانہ، ڈنڈ۔ خفتِ رائے: کم عقلی، بیوقوفی۔ فرومایہ: کم صلاحیت، کمینہ۔ کارہائے خطیر: بڑے بڑے کام۔ بوریا باف: ٹاٹ بننے والا۔ کارگاہ: کارخانہ بننے کی مشین لوم۔ حریر: ریشم۔

حکایت ۱۵: اس کا حاصل یہ ہے کہ قبروں پر قرآنی آیات کندہ کرنا مناسب نہیں۔ ائمہ: امام کی جمع ہے، پیشوا۔ صندوق گور: یعنی قبر کا تعویذ۔ کتاب مجید: عزت والی کتاب یعنی قرآن مجید۔

بیش ازان ست کہ روا باشد بر چنیں جایگاہ نوشتن کہ بروزگار سودہ گردد و خلائق برو گذرند و سگان بروشاشند اگر بضرورت چیزے نویسند ایں بیت کفایت میکند

قطعہ

وہ کہ ہر گہ کہ سبزہ در بستاں
بدمیدے چہ خوش بدے دلِ من
بگذر اے دوست تا بوقتِ بہار
سبزہ بینی دمیدہ بر گِلِ من

حکایت[۱۶] پارسائے بر یکے از خداوندانِ نعمت گذر کرد کہ بندہ را دست و پائے بستہ عقوبت ہمیکرد گفت اے پسر ہمچو تو مخلوقے را خدائے عزّ و جلّ اسیرِ حکمِ تو گردانیدہ است و ترا بروے فضیلت دادہ شکرِ نعمت باری تعالیٰ بجا آر و چندیں جفا بروے میسند نباید کہ فردائے قیامت بہ از تو باشد و شرمساری بری۔

مثنوی

بر بندہ مگیر خشم بسیار
جورش مکن و دلش میازار
اورا تو بدہ درم خریدی
آخر نہ بقدرت آفریدی
ایں حکم و غرور و خشم تا چند
ہست از تو بزرگتر خداوند

جائے گاہ: جگہ۔ بروزگار سودہ گردد: زمانہ کے ہاتھوں گھس جائیں۔ خلائق: مخلوقات۔ سگاں بروشاشند: کتے اس پر پیشاب کردیں، کتوں کی عادت ہے کہ جہاں اونچی چیز دیکھی وہیں ٹانگ اٹھا کر پیشاب کردیا۔ وہ: کلمہ افسوس ہے۔ ہائے ہائے۔ ہائے افسوس کہ جب سبزہ باغ میں اگا کرتا تھا۔ تو میرا دل کتنا خوش ہوا کرتا تھا۔ گِل من: یعنی میری قبر۔

حکایت ۱۶: اس کا حاصل یہ ہے کہ اپنے ماتحتوں کی ادنیٰ لغزشوں پر غیض و غضب کی انتہا نہیں کرنا چاہیے۔

خداوندانِ نعمت: دولت و نعمت والے یعنی آقا۔ بندہ: غلام۔ دست و پابستہ: ہاتھ پاؤں باندھ کر۔ عقوبت ہمی کرد: سزا دے رہا تھا۔ اسیرِ حکم: حکم کا پابند۔ فضیلت دادہ: برتری بخشی۔ جفا: ظلم۔ فردائے قیامت: کل قیامت میں۔ بہ از تو: تجھ سے بہتر۔ شرمساری: شرمندگی۔ خشم: غصہ۔ بدہ درم: دس دِرہم میں یعنی معمولی قیمت میں۔ غرور: گھمنڈ۔ ایں حکم ...: یہ حکم چلانا، یہ غرور، گھمنڈ اور یہ غصہ تو کب تک کرے گا۔ تجھ سے بھی تو ایک بڑا حاکم موجود ہے۔

اے خواجۂ ارسلان و آغوش | فرمان دہِ خود مکن فراموش

در خبر ست از سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہ گفت بزرگتریں حسرتے در روزِ قیامت آں بود کہ بندۂ صالح را بہ بہشت برند و خداوندگار فاسق را بدوزخ

قطعہ

بر غلامے کہ طوعِ خدمتِ تست | خشمِ بیحد مراں و طیرہ مگیر
کہ فضیحت بود بروزِ شمار | بندہ آزاد و خواجہ در زنجیر

حکایت(۱۷) سالے از بلخ با میانم سفر بود و راہ از حرامیاں پر خطر جوانے ببدرقہ ہمراہِ ما شد سرباز چرخ انداز سلحشور پیش زور کہ دہ مرد توانا کمانِ اورا بزہ نکردندے و زور آورانِ روئے زمین پشتِ اورا در مصارعت بر زمین نیاوردندے امّا چنانکہ دانی متنعّم بود و سایہ پروردہ نہ جہاں دیدہ و سفر کردہ رعدِ کوسِ دلاوران بگوشش نرسیدہ و برقِ شمشیرِ سواران ندیدہ

شعر

نیفتادہ در دستِ دشمن اسیر | بگردش نباریدہ بارانِ تیر

اتفاقاً من و ایں جوان ہر دو در پے ہم دواں ہر دیوار قدیمش

ارسلان و آغوش: دونوں بمعنی غلام ہیں یا دو غلاموں کے نام یا ارسلان غلام کا اور آغوش باندی کا نام ہو۔ یا غلام اور باندی کے معنی میں ہیں۔ یعنی اے غلام و باندی کے مالک! اپنے حاکم کو فراموش مت کر۔ خبر: حدیث شریف۔ خداوندگارِ فاسق: بدکار آقا۔ طوع: فرمانبرداری۔ طیرہ مگیر: غصہ و غضب اختیار مت کر۔ فضیحت: رسوائی۔ روز شمار: قیامت کا دن۔ حکایت ۱۷: اس کا حاصل یہ ہے کہ سایہ پروردوں سے سخت اور دشوار گزار کام انجام نہیں پاسکتا ہے۔ ان سے ان کاموں کی توقع نہ رکھی جائے۔ بلخ: خراسان کا مشہور شہر۔ بامیان: غزنیں اور بلخ کے بیچ ایک شہر۔ اور بعض نسخوں میں ہے "از بلخ باشامیانم": بلخ سے چند شامی باشندوں کے ساتھ سفر کا اتفاق ہوا۔ حرامیاں: ڈاکوؤں۔ پرخطر: خطرناک تھا۔ بدرقہ: راہبر۔ سرباز: بہادر۔ ایک نسخے میں ہے "سپرباز" اور ایک میں ہے "نیزہ باز"۔ چرخ انداز: تیر انداز۔ سلحشور: ہتھیار بند۔ پیش زور: پہلوان۔ دہ مرد توانا الخ: دس طاقتور جوان بھی اس کی کمان کا چلہ نہ چڑھا سکتے تھے۔ برزمین آوردن: پچھاڑ دینا۔ مصارعت: کشتی لڑنا۔ متنعم: ناز و نعمت کا پالا۔ سایہ پروردہ: لاڈ کا پلا ہوا۔ جہاں دیدہ: تجربہ کار۔ رعد: کڑک، گرج۔ کوس: نقارہ۔ برق: چمک۔ نیفتادہ... الخ: کبھی دشمن کے ہاتھوں قیدی نہ بنا تھا نہ کبھی اس کے چاروں طرف تیروں کی بارش ہوئی تھی یعنی اس کو جنگ کا تجربہ نہ تھا۔ در پے ہم دواں: ایک دوسرے کے آگے پیچھے تیزی سے چل رہے تھے۔

کہ پیش آمدے بقوتِ بازو بیفگندے و ہر درختِ عظیم کہ دیدے بہ نیروئے سرپنجہ برکندے و تفاخر کناں گفتے

بیت

پیل کُو تا کتف و بازوئے گرداں بیند | شیر کو تا کف و سرپنجۂ مرداں بیند

مادریں حالت کہ دو ہندو از پسِ سنگے سر برآوردند و آہنگِ قتالِ ما کردند بدست یکے چوبے و در بغلِ یکے دیگر کلوخ کوبے جوان را گفتم چہ پائی کہ دشمن آمد

بیت

بیار آنچہ داری ز مردی و زور | کہ دشمن بپائے خود آمد بگور

تیر و کمان را دیدم از دست جوان افتادہ و لرزہ بر استخواں

فرد

نہ ہر کہ موی شگافد بہ تیرِ جوشن خای | بروزِ حملۂ جنگ آوراں بدارد پای

چارہ جز آں ندیدم کہ رخت و سلاح و جامہ رہا کردیم و جاں بسلامت بدر آوردیم

قطعہ

بکارہائے گراں مردِ کاردیدہ فرست | کہ شیرِ شرزہ در آرد بزیرِ خمِ کمند

عظیم: بڑا۔ نیروئے سرپنجہ: پنجے کی طاقت۔ برکندے: اکھاڑ دیتا۔ تفاخر کناں گفتے: فخر کرتے ہوئے کہتا، فخریہ کہتا۔ کو: کہاں ہے۔ کتف: شانہ۔ گرداں: پہلوانوں، گرد کی جمع۔ کف: ہتھیلی۔ ہندو: ڈاکو۔ قتال: جنگ۔ آہنگ: ارادہ۔ کلوخ کوب: ڈھیلا توڑنے کی مونگری، دُرمُس۔ چہ پائی: کھڑا کیا ہے؟۔ لرزہ: کپکپی۔ استخوان: ہڈی۔ یعنی جوان کی کپکپی چھوٹ گئی۔

موئے شگافد: بال پھاڑ دے یعنی بال پر نشانہ مارے۔ تیر جوشن خائے: تیر جو زرہ توڑ کر نکل جائے۔ پائے داشتن: پاؤں جما رہنا۔ چارہ: تدبیر، علاج۔ رخت: سامان۔ سلاح: ہتھیار۔ رہا کردن: چھوڑ دینا۔ کارہائے گراں: بڑے بڑے کام۔ کاردیدہ: تجربہ کار۔ فرست: فرستادن سے فعل امر "تو بھیج"۔ شرزہ: غضبناک۔ خم کمند: کمند کا حلقہ۔ کمند: پھندا، سرکٹ پھانسی۔ یعنی جو غضبناک شیر کو بھی کمند کے پھندے میں پھانس لائے۔

جواں اگرچہ قوی یال و پیلتن باشد
بہ جنگِ دشمنش از ہول بگسلد پیوند
نبرد پیشِ مصاف آزمودہ معلوم ست
چنانکہ مسئلۂ شرع پیشِ دانشمند

حکایت(۱۸) توانگرزادہ را دیدم بر سرِ گورِ پدر نشستہ و با درویش بچہ مناظرہ در پیوستہ کہ صندوقِ تربتِ پدرِ ما سنگین ست و کتابہ رنگین و فرشِ رخام انداختہ و خشتِ پیروزہ در و ساختہ بگورِ پدرت چہ ماند خشتے دو فراہم نہادہ و مشتے دو خاک بر و پاشیدہ درویش پسر ایں بشنید و گفت تا پدرت در زیرِ آں سنگہائے گراں بر خود بجنبد پدرِ من بہ بہشت رسیدہ بود

فرد

خر کہ بروے نہند کمتر بار
بیشک آسودہ تر کند رفتار

قطعہ

مردِ درویش کہ بارِ ستمِ فاقہ کشید
بدرِ مرگ ہمانا کہ سبکبار آید
وانکہ در دولت و در نعمتِ آسانی زیست
مردنش زیں ہمہ شک نیست کہ دشوار آید
بہمہ حال اسیرے کہ ز بندے بجہد
خوشترش دان ز امیرے کہ گرفتار آید

حکایت(۱۹) بزرگے را پرسیدم از معنیِ ایں حدیث اَعْدیٰ

یال: گردن۔ اور بعض نسخوں میں "بال" ہے شانے سے ناخنِ پا تک بدن۔ قوی بال: قوی بازو۔ قوی یال: قوی گردن۔ پیلتن: ہاتھی کا سا بدن۔ ہول: خوف۔ پیوند: جسم کا جوڑ۔ نبرد: جنگ۔ مصاف آزمودہ: جنگ آزمودہ۔ پیش دانشمند: عالم شرع (فقیہ) کے سامنے۔

حکایت ۱۸: اس کا حاصل یہ ہے کہ تنگدست بچوں کے صبر و تحمل کی ایسی اسلامی تربیت ہونی چاہیے کہ مالداروں کے سامنے احساس کمتری میں مبتلا نہ ہوں۔ توانگرزادہ: مالدار کا لڑکا۔ درویش بچہ: اضافتِ مقلوبی ہے "بچۂ درویش" فقیر کا لڑکا۔ مناظرہ: یعنی بحث۔ صندوقِ تربت: قبر کا تعویذ۔ سنگین: پتھر کا بنا ہوا۔ کتابہ: کتبہ۔ فرشِ رُخام: سنگ مرمر کا فرش۔ خشتِ فیروزہ: سنگ سبز کی اینٹ یا تزئین میں مبالغہ مراد ہے۔ درویش پسر: یعنی پسرِ درویش۔ (اضافت مقلوبی ہے)۔ پدرِ من بہ بہشت رسیدہ بود: میرا باپ جنت میں پہونچ چکا رہے گا۔ بار: بوجھ۔ بدرِ مرگ: موت کے دروازے پر۔ سبکبار: ہلکا پھلکا۔ ہمانا: یقیناً۔ زیست: زندگی گزاری۔

حکایت ۱۹: اس کا حاصل یہ ہے کہ نفس تمہارا بڑا دشمن ہے انسان کو چاہیے کہ نفس پروری میں مبتلا نہ ہو ورنہ ہلاک کردے گا۔ اسکی بہتر تربیت ہونی چاہیے۔ اَعْدیٰ...الخ: تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا وہ نفس ہے جو تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔

عَدُوِّکَ نَفْسُکَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیْکَ گفت بحکم آنکہ ہر آن دشمنے کہ باوے احسان کنی دوست گردد مگر نفس را چندانکہ مدارا بیش کنی مخالفت زیادہ کند۔

قطعہ

فرشتہ خوی شود آدمی بکم خوردن | وگر خورد چو بہائم بیوفتد چو جماد
مرادِ ہر کہ برآری مطیعِ امرِ تو گشت | خلافِ نفس کہ فرمان دہد چو یافت مراد

حکایت (۲۰) جدالِ سعدی با مدعی در بیانِ توانگری و درویشی

یکے بر صورتِ درویشان نہ بر صفتِ ایشان در محفلے دیدم نشستہ و شنعتے در پیوستہ و دفترِ شکایت باز کردہ و ذمِ توانگراں آغاز نہادہ سخن بدینجا رسانیدہ کہ درویش را دستِ قدرت بستہ است و توانگراں را پائے ارادت شکستہ

بیت

کریماں را بدست اندر درم نیست | خداوندانِ نعمت را کرم نیست

مرا کہ پروردۂ نعمتِ بزرگانم ایں سخن سخت آمد گفتم اے یار توانگراں دخلِ مسکیناں اند و ذخیرۂ گوشہ نشیناں و مقصدِ زائران و کہفِ

احسان: بھلائی۔ مدارا: خاطر تواضع، رعایت و مروت۔ بہائم: بہیمہ کی جمع، چوپائے۔ بیوفتد: افتادن سے مضارع۔ جماد: بے جان ٹھوس چیزیں جیسے دھات پتھر وغیرہ۔ مراد ہر کہ برآری ۔الخ: تو جس کسی کی مراد پوری کر دے تو وہ تیرے حکم کا فرمانبردار ہو جاتا ہے مگر نفس کا معاملہ الٹا ہے کہ وہ خواہش پوری ہونے پر حکم چلاتا ہے۔

حکایت ۲۰: اس حکایت سے اس کتاب کے پڑھنے والوں کو تربیت دی گئی ہے کہ نہ تو تمام مالداروں کو بہتر سمجھیں نہ تمام تنگدستوں کو برا تصور کریں۔ بلکہ اچھے برے دونوں میں ہوتے ہیں۔

جدال: بحث و مباحثہ، مناظرہ۔ مُدَّعی: شیخی بگھارنے والا، ہانکنے والا۔ صفت: یعنی سیرت۔ محفل: مجلس۔ شنعت: برائی۔ در پیوستن: مشغول ہونا، لگا ہوا ہونا۔ باز کردن: کھولنا۔ ذَمّ: مذمت، برائی۔ ارادت: عقیدت۔ ارادہ: اس تقدیر پر معنی یہ ہوگا کہ "مالدار لوگ بخشش و عطا کا ارادہ بھی نہیں کرتے چہ جائے کہ عطائیں کریں"۔ (یہ بخل میں مبالغہ ہے) یعنی انتہائی بخیل ہیں۔ کریماں: سخاوت کرنے والے۔ بدست اندر: "اندر" زائد ہے۔ خداوندانِ نعمت: مالدار لوگ۔ کرم: سخاوت۔ نعمت بزرگاں: مالداروں کی نعمت۔ سخت آمد: ناگوار لگی۔ دخل: آمدنی یعنی جائے آمدنی، یا سبب دخل، یا برائے مبالغہ انھیں کو آمدنی کہا۔ ذخیرہ: پس ماندہ۔ مقصد: جائے قصد۔ زائراں: یعنی ملاقات کرنے والے۔ کہف: پناہ گاہ۔

مسافراں و متحمّلِ بارِ گراں از بہرِ راحتِ دگراں دست بطعام انگہ برند کہ متعلّقان و زیر دستاں بخورند و فضلہٴ مکارمِ ایشاں بہ ارامل و پیراں و اقارب و جیراں رسد

نظم

توانگراں را وقف ست و نذر و مہمانی | زکوٰۃ و فطرہ و اعتاق و ہدی و قربانی
تو کے بدولتِ ایشاں رسی کہ نتوانی | جزیں دو رکعت و آنہم بصد پریشانی

اگر قدرتِ جود ست و اگر قوتِ سجود توانگراں را بہتر میسّر مے شود کہ مالِ مزکّٰی دارند و جامہٴ پاک و عرضِ مصون و دلِ فارغ و قوتِ طاعت در لقمہٴ لطیف است و صحّتِ عبادت در کسوتِ نظیف پیداست کہ از معدہٴ خالی چہ قوّت آید و از دستِ تہی چہ مروّت و از پائے بستہ چہ سیر و از دستِ گرسنہ چہ خیر۔

قطعہ

شب پراگندہ خسپد آنکہ پدید | نبود وجہ ... بامدادانش
مور گرد آورد بتابستاں | تا فراغت بود زمستانش

فراغت با فاقہ نپیوندد و جمعیّت در تنگدستی صورت نہ بندد یکے تحریمہ

متحملِ بارِ گراں: بھاری بوجھ برداشت کرنے والے۔ زیردستاں: ماتحت لوگ۔ فضلہ: بچا کھچا، پس ماندہ۔ مکارم: مَکرُمت کی جمع، نوازش۔ اَرَامِل: بیوہ عورتیں۔ (اَرمَل کی جمع) خیابان میں ہے کہ یہ اَرمَلَہ کی جمع ہے بمعنی مرد بے زن و زنِ بے مرد۔ اور کفایہ شرح ہدایہ میں ہے کہ ارمل کی جمع ہے (بمعنی) "ایسے مرد و عورت کہ کسی چیز کی قدرت نہ رکھتے ہوں"۔ (یعنی مجبور و معذور) (غیاث) حاصل یہ کہ دونوں کی جمع ہے رانڈوں اور بیواؤں کے معنی میں۔ اقارب: اقرب کی جمع، رشتہ دار۔ جیران: جار کی جمع۔ ہمسایہ: پڑوسی۔ وقف: مال کو اللہ کے نام پر رفاہ عام کے لیے خاص کر دینا جیسے زمین و اسباب مسجد وغیرہ۔ اعتاق: غلام آزاد کرنا۔ ہدی: قربانی کا جانور جو حرم مکہ لے جا کر قربان کریں۔ حج کی قربانی۔ تو کے بدولت ..الخ: تو ان کے مرتبے کو کب پہونچ سکتا ہے (کہ وہ اتنے کارہائے خیر انجام دیتے ہیں) اور تو دو رکعت نماز کے سوا کوئی کار خیر ادا نہیں کرسکتا ہے اور دو رکعت بھی سو طرح کی پریشانیوں کے ساتھ۔ جود: سخاوت۔ کہ: تعلیلہ ہے۔ مالِ مُزکّٰی: مال جس کی زکوٰۃ ادا کی جا چکی ہو۔ عرض: بکسر عین: آبرو۔ مصون: محفوظ۔ دلِ فارغ: فکر سے خالی دل یعنی مطمئن۔ طاعت: بندگی۔ لقمہٴ لطیف: یعنی پاکیزہ روزی۔ صحت: درستگی۔ کسوتِ نظیف: پاکیزہ لباس۔ پیداست: ظاہر ہے۔ تہی: خالی۔ گرسنہ: بھوکا۔ پراگندہ: پریشان۔ پدید نبود: ظاہر نہ ہو۔ وجہ: یعنی روزی۔ فراغت: آسودگی۔ نہ پیوندد: یعنی جوڑ نہیں بناتا میل نہیں کھاتا۔ جمعیت: اطمینان قلب۔ تحریمہ بستن: [illegible] نماز کی [illegible] باندھنا۔

عِشا بستہ و دیگرے منتظرِ عَشا نشستہ ہرگز این بداں کے ماند

بیت

خداوندِ روزی بحق مشتغل | پراگندہ روزی پراگندہ دل

پس عبادتِ ایشاں بقبول نزدیک ترست کہ جمعند و حاضر نہ پریشان و پراگندہ خاطر اسبابِ معیشت ساختہ و بہ اورادِ عبادت پرداختہ عرب گوید اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْفَقْرِ الْمُکِبِّ وَجَوَارِ مَنْ لَا یُحِبُّ در خبرست اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْہِ فِی الدَّارَیْنِ گفت این شنیدی و آں نشنیدی کہ فرمودہ اند اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ گفتم خاموش کہ اشارتِ سیدِ عالم عَلَیْہِ السَّلَامُ بفقرِ طائفہ ایست کہ مردِ میدانِ رضا اند و ہدفِ تیرِ قضا نہ اینان کہ خرقۂ ابرار پوشند و لقمۂ ادرار فروشند

رباعی

اے طبلِ بلند بانگ در باطن ہیچ | بے توشہ چہ تدبیر کنی وقتِ بسیچ
روئے طمع از خلق بپیچ ار مردی | تسبیح ہزار دانہ بر دست مپیچ

درویشِ بے معرفت نیارامد تا کارش بکفر نینجامد کہ کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا و نشاید جز بوجودِ نعمت برہنہ را پوشیدن یا در

عِشا: بکسرِ عین: رات کی نماز۔ بفتحِ عین: رات کا کھانا۔ کے ماند: کب مشابہ ہوسکتا ہے۔ خداوندِ روزی: یعنی مالدار۔ بحق مشتغل: خدا کی یاد میں مشغول۔ پراگندہ روزی: منتشر روزی والا۔ جس کی روزی تتر بتر ہو۔ جمع: مطمئن۔ خاطر: دل۔ اسبابِ معیشت: سامان گزارہ، لوازماتِ زندگانی۔ اوراد: وظائف و معمولات، وِرْد کی جمع۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ.. الخ: اوندھا کردینے والی تنگدستی سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور ایسے شخص کی ہمسائیگی سے جو محبت نہ کرے۔ در خبرست: حدیث شریف میں ہے۔ اَلْفَقْرُ...الخ: محتاجی دونوں جہاں میں چہرے کی سیاہی ہے۔ الفقرُ فخری: فقر میرا فخر ہے۔ مردِ میدانِ رضا: یعنی رضائے الٰہی پر راضی رہنے والے لوگ۔ ہدف: نشانہ۔ تیرِ قضا: خدائی فیصلے کا تیر۔ اور ایک نسخے میں ہے "تسلیم تیری قضا"۔ تیر قضا کے سامنے سرنگوں۔ یعنی مشیتِ الٰہی پر سرِ تسلیم خم کیے ہوئے ہیں۔ اَبْرار: بَرّ یا "بارّ" کی جمع ہے نیکوکار۔ اِدرار: بالکسر: وظیفہ، روزینہ۔ لقمۂ اِدرار فروشند: یعنی خیراتی ٹکڑے حاصل کر کے مال جمع کرنے کی لالچ میں بیچتے رہتے ہیں۔ در باطن ہیچ: جس کے اندر کچھ نہیں۔ بسیچ: یعنی ارادۂ سفر۔ ار مردی: اگر مرد ہو۔ یعنی تم فقر کی ڈینگ مارتے ہو مگر مرتبۂ فقر پر تم پہونچے نہیں ہو۔ درویشِ بے معرفت: وہ فقیر جس کو خدا کی پہچان نہ ہو۔ کَادَ الفقرُ...الخ: قریب ہے کہ محتاجی کفر بن جائے۔ یعنی اکثر مفلسی کا [illegible] کفر ہوتا ہے۔

استخلاصِ گرفتارے کوشیدن ابنائے جنسِ مارا بمرتبۂ ایشان کہ رساند و یدِ عُلیا بیدِ سُفلیٰ چہ ماند بینی کہ حق جلّ ثناؤہ در محکم تنزیل از نعیمِ اہلِ بہشت خبر میدہد اُولٰئِکَ لَہُم رِزقٌ مَعلُومٌ

فرد

تشنگاں را نماید اندر خواب | ہمہ عالم بچشم چشمۂ آب

حالے کہ من ایں سخن بگفتم عنانِ طاقتِ درویش از دستِ تحمل برفت تیغِ زباں برکشید و اسپِ فصاحت بمیدانِ وقاحت جہانید و گفت چنداں مبالغت در وصفِ ایشاں کردی و سخنہائے پریشاں گفتی کہ وہم تصوّر کند کہ تریاق اند یا کلیدِ خانۂ ارزاق مشتے متکبر مغرور مُعجب نفور مشتغلِ مال و نعمت و مفتتنِ جاہ و ثروت کہ سخن نگویند الا بشفاعت و نظر نکنند الا بکراہت علما را بگدائی منسوب کنند و فقرا را بے سروپائی طعنہ زنند بعلّتِ مالے کہ دارند و عزتِ جاہی کہ پندارند برتر از ہمہ نشینند نہ آں در سر دارند کہ بکسے بردارند بے خبر از قولِ حکیماں کہ گفتہ اند ہر کہ بطاعت از دیگراں کم ست و بہ نعمت بیش بصورت توانگر ست و بمعنی درویش

استخلاص: رہا کرانا۔ یدِ علیا: اوپر والا ہاتھ یعنی دینے والا ہاتھ۔ یدِ سفلیٰ: نیچے کا ہاتھ یعنی لینے والا۔ چہ ماند: کیا مشابہت رکھتا ہے۔ حق: خدا۔ جلّ ثناؤہ: اس کی تعریف بزرگ و برتر ہے۔ محکم تنزیل: یعنی قرآنِ مجید۔ نعیم: نعمت۔ اُولٰئک۔ الخ: ان کے لیے وہ روزی ہے جو ہمارے علم میں ہے۔ (الصافات۔۴۱) تشنگان: پیاسے مراد فقرا ہیں جن میں کمالِ حرص پایا جاتا ہے۔ نماید: نظر آتا ہے۔ چشمۂ آب: پانی کا چشمہ یا آبِ حیات کا چشمہ۔ عِنان: باگ، لگام۔ تحمل: برداشت۔ برفت: یعنی جھلا گیا، غصہ ہوگیا۔ وقاحت: بے شرمی۔ اسپ فصاحت: تیز بیانی کا گھوڑا۔ جہانید: گھوڑا کودایا۔ بعض نسخوں میں اس کے بعد ایک جملہ اور مذکور ہے "و برمن دوانید" اور مجھ پر دوڑا دیا۔ یعنی مجھ پر زبان درازی کرنے لگا۔ وصف: تعریف۔ سخنہائے پریشاں: اِدھر اُدھر کی باتیں۔ تریاق: مشہور دواء، دفعِ زہر۔ کلید: کنجی، تالی، چابی۔ ارزاق: رزق کی جمع۔ روزی۔ مشت: جماعت قلیل و بے اعتبار یعنی چند بے اعتبار لوگ ہیں۔ مُعجب: خود پسند۔ نفور: نفرت کرنے والے۔ مُشتغل: یعنی پھنسے ہوئے۔ مفتتن: فتنہ میں مبتلا۔ جاہ و ثروت: مرتبہ اور مالداری۔ شفاعت: سفارش۔ (رسم ہے کہ امراء عرض بیگی کے واسطے سے بات کرتے ہیں) اور ایک نسخے میں شفاعت کی جگہ "سفاہت"، بمعنی "کمینگی" ہے۔ کراہت: ناگواری۔ نہ آں در سر دارند: انھیں یہ خیال بھی نہیں آتا۔ کہ بکسے بردارند: کہ کسی کی جانب سر اٹھا کر دیکھیں ایک نسخے میں ہے "کہ سر بکسے بردارند"۔ طاعت: یعنی خدا کی فرماں برداری۔

بے ہنر: یعنی جاہل، بے علم۔ کِبر: تکبر۔ حکیم: یعنی عالم۔ کون: مقعد، دبر۔ کونِ خر: مردِ نادان، بے وقوف، مورکھ۔ گاوِ عنبر: آبی

بیت

گر بے ہنر بمال کند کبر بر حکیم | کونِ خرش شمار اگر گاوِ عنبر ست

گفتم مذمّتِ اینان روا مدار کہ خداوندِ کرم اند گفت غلط گفتی کہ بندۂ درم اند چہ فائدہ کہ ابرِ آذار اند و نمی بارند و چشمۂ آفتاب اند و بر کس نمی تابند و بر مرکبِ استطاعت سوار اند و نمی رانند قدمے بہرِ خدا ننہند و درمے بے مَنّ و اَذیٰ ندہند مالے بمشقّت فراہم آرند و بخسّت نگاہ دارند و بحسرت بگذارند چنانکہ بزرگاں گفتہ اند سیمِ بخیل از خاک وقتے برآید کہ وے در خاک رود

شعر

برنج و سعی کسے نعمتے بچنگ آرد | دگر کس آید و بے رنج و سعی بردارد

جواب گفتمش بر بخلِ خداوندانِ نعمت وقوف نیافتہ الّا بعلّتِ گدائی وگرنہ ہر کہ طمع یکسو نہد کریم و بخیلش یکے نماید محک داند کہ زر چیست و گدا داند کہ مُمسک کیست گفتا بتجربتِ آں میگویم کہ متعلقاں بر در دارند و غلیظانِ شدید را برگمارند تا بارِ عزیزان ندہند و دست جفا بر سینۂ صالحان و اہلِ تمیز نہند و گویند کس اینجا نیست و

گائے، سمندری گائے۔ جس کی نسبت اہل فارس خیال کرتے ہیں کہ عنبر اس کا گوبر ہے۔ (۲) مالدار فائدہ پہونچانے والا آدمی۔ (تحقیق "فرہنگ آصفیہ" میں دیکھیں)۔

مذمّت: برائی۔ خداوندِ کرم: سخاوت و مہربانی والے۔ مسند الیہ اور مسند کے درمیان (جمع ہونے میں) عدم تطابق فارسی میں شائع ہے (بہار بوستاں ص ۱۳۰) اور ایک نسخے میں "خداوندانِ کرم" ہے۔ بندۂ درم: روپے کے غلام۔ آذار: بہار کا پہلا مہینہ (رومی سال کے مطابق) ہندی مہینہ چیت کے مطابق۔ مَرکب: سواری، گھوڑا۔ استطاعت: قدرت و طاقت۔ مَنّ: احسان جتانا۔ اذی: یعنی تکلیف پہونچانا۔ خِسّت: کمینگی، بخیلی۔

رنج و سعی: محنت و کوشش۔ بچنگ آوردن: حاصل کرنا۔ وقوف: آگاہی۔ وگرنہ: ورنہ۔ یکسو نہادن: ختم کردینا۔ یکے نماید: یعنی یکساں نظر آتے ہیں۔ مِحَک: بکسر اول و فتح حا، کسوٹی۔ ممسک: بخیل۔ متعلقاں: ڈیوڑھی کے دربان مراد ہیں۔ غلیظانِ شدید: سخت بدمزاج پردہ داروں کو مقرر کرتے ہیں۔ بار: باریابی۔ عزیزاں: عزت والے۔ اہلِ تمیز: اہل علم۔

دست نہند: یعنی دھکے دیتے ہیں۔ پردہ دار: دربان۔

بحقیقت راست گفتہ باشند

بیت

آں را کہ عقل و ہمت و تدبیر و رای نیست | خوش گفت پردہ دار کہ کس در سرای نیست

گفتم بعد ازانکہ از دستِ متوقعاں بجاں آمدہ اند و از رقعۂ گدایاں بفغاں و محالِ عقل ست کہ اگر ریگِ بیاباں دُر شود چشمِ گدایاں پُر شود

شعر

دیدۂ اہلِ طمع بہ نعمتِ دنیا | پُر نشود ہمچناں کہ چاہ بہ شبنم

ہر کجا سختی دیدۂ تلخی کشیدۂ را بینی خود را بہ شرہ در کارہائے مخوف اندازد و از عقوبتِ آخرت نہ ہراسد و حلال از حرام نشناسد

قطعہ

سگے را گر کلوخے بر سر آید | ز شادی بر جہد کاں استخوانے ست
وگر نعشے دو کس بر دوش گیرند | لئیم الطبع پندارد کہ خوانے ست

اما صاحبِ دنیا بعینِ عنایتِ حق ملحوظ ست و بحلال از حرام محفوظ من ہماں انگار کہ تقریرِ ایں سخن نگفتم و بیان و برہان نیاوردم انصاف از تو توقع دارم کہ ہرگز دیدی دستِ دغائی بر کتف بستہ

کس درسرائے نیست: گھر میں کوئی نہیں ہے۔ کس: دو معنی رکھتا ہے ایک آدمی۔ دوم مرد نیک۔ یعنی گھر میں کوئی نیک آدمی نہیں ہے۔

بعدازآنکہ: یعنی دربانوں کا مقرر کرنا اس کے بعد ہے کہ۔ الخ۔ اور ایک نسخے میں ہے بعلت آن کہ: اس سبب سے ہے کہ۔۔ الخ۔ ازدستِ متوقعاں ... الخ: یعنی کثرتِ سائلین سے تنگ آجاتے ہیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ دربانوں کا تقرر خِسّت کی بنا پر نہیں ہے۔ رقعہ: پُرزہ، پرچہ۔ ریگ: ریت، بالو۔ بیابان: ریگستان، چٹیل میدان۔ دُرشود: موتی ہوجائے۔ پُرشود: بھرجائے۔ یعنی فقیروں کو سیری حاصل ہوجائے۔ دیدۂ اہل طمع: لالچیوں کی آنکھ۔ شرہ: حرص ولالچ۔ کارہائے مخوف: خوفناک کام۔ عقوبتِ آخرت: آخرت کی سزا۔ شادی: خوشی۔ سگے را ..الخ: اگر کتے کے سر پر کوئی ڈھیلا آجائے تو وہ خوشی سے اچھل پڑتا ہے کہ کوئی ہڈی ہے۔ نعش: مردے کا جنازہ، تابوت جس میں لاش موجود ہو۔ لئیم الطبع: کمینہ طبیعت شخص۔ خوان: کھانے کا طباق۔ صاحب دنیا بعینِ عنایتِ حق محفوظ: یعنی مالدار پر خدا کی عنایت ومہربانی کی نظر ہے۔ من ہماں انگار کہ: یہاں تقدیم وتاخیر ہے۔ تقدیرِ عبارت یوں ہے۔ ہماں انگار کہ من۔ یہی سمجھو کہ میں نے اس بات کو (دلیل) سے ثابت نہیں کیا۔ بیان و برہان نیاوردم: دلیل و برہان میں نہ لایا۔ یعنی میں قائم نہ کرسکا۔ انصاف از تو توقع دارم: یعنی [illegible] انصاف [illegible]۔ ہرگز دیدی: یعنی تو نے کبھی بھی دیکھا ہے۔ دغائی: دھوکہ باز، مکار۔ [illegible]

یا بینوائے بزندان درنشستہ یا پردۂ معصومے دریدہ یا کفے از معصم بریدہ الا بعلتِ درویشی شیر مرداں را بحکمِ ضرورت در نقبہا گرفتہ اند و کعبہا سُفتہ و محتمل ست اینکہ یکے را از درویشاں نفسِ امارہ مرادے طلب کند چوں قوتِ احصانش نباشد بعصیاں مبتلا گردد کہ بطن و فرج توام اند یعنی دو فرزند یک شکم مادام کہ ایں یکے برجائے است آں دیگر برپای شنیدہ ام کہ درویشے را با حدثے بر خبثے بدیدند با آنکہ شرمساری برد بیم سنگساری بود گفت اے مسلماناں قوت ندارم کہ زن کنم و طاقت نہ کہ صبر چہ کنم لَارُهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ و از جملہ مواجبِ سکون و جمعیتِ دروں کہ توانگراں را میسر می شود یکے آنکہ ہر شب صنمے در بر گیرند و ہر روز جوانے از سر کہ صبحِ تاباں را دست از صباحتِ او بر دل و سروِ خراماں را پای از خجالتِ او در گِل۔

بیت

بخونِ عزیزاں فرو بردہ چنگ | سرِ انگشتہا کردہ عناب رنگ

محال ست کہ با حُسنِ طلعتِ او گردِ مناہی گردد یا رائے تباہی زند

بینوا: بے سامان محتاج۔ زندان: قید خانہ۔ معصوم: بے گناہ، پاک دامن۔ پردۂ عصمت دریدہ شدن: یعنی گناہ میں آلودہ ہونا۔ کف: ہتھیلی، ہاتھ۔ معصم: پہنچا، گٹا۔ الا بعلتِ درویشی: مگر درویشی محتاجی ہی کے سبب سے یہ ساری مذکورہ سزائیں ہوتی ہیں۔ اس علت کے سوا کسی اور سبب سے نہ دیکھا ہوگا۔ شیر مرداں را ...الخ: بڑے بڑے بہادروں کو اسی مجبوری کے باعث نقب لگاتے پکڑا گیا اور ان کے ٹخنوں میں کیل ٹھونکی گئی۔ (طریقہ تھا کہ مجرمین کے ٹخنوں میں سوراخ کردیتے) محتمل است: احتمال ہے۔ نفسِ امارہ: یعنی خواہش نفسانی۔ مراد: یعنی تکمیل شہوت۔ احصان: پاک دامنی۔ عصیاں: گناہ یعنی زناکاری۔ توأم: بروزنِ رَوْزَن: جوڑواں۔ مادام: جب تک۔ آں دیگر برپائے۔ یعنی شہوتِ فرج پیٹ کی شہوت پوری کرنے کا لازم ہے۔ حدث: نوخیز لڑکا۔ خبث: یعنی بدفعلی۔ بیم: خوف۔ زن کنم: میں شادی کروں۔ لَارُهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَام: اسلام میں ترکِ دنیا روا نہیں۔ مُواجب: اسباب۔ جمعیتِ دروں: اطمینانِ قلب۔ صنمے در بر گیرند: ایک معشوق پہلو میں لیتے ہیں۔ مراد بیویاں اور کنیزیں ہیں۔ جوانے: بیائے مجہول صنمے پر معطوف ہے۔ جوانے از سر کہ صبح تاباں ...الخ: یعنی ہر روز ایک ایسا نیا جوان معشوق جس کے حسن سے روشن صبح دل تھام لے اور سروِ چمن شرمندہ ہوجائے۔ بخون عزیزاں: مذکورہ بالا معشوق کے اوصاف بیان ہورہے ہے۔ عناب رنگ: یعنی مہندی لگائے ہوئے۔ گرد مناہی گردد: ممنوعات کے گرد چکر لگائے یعنی ان سب کے باوجود مالدار، گناہ میں ملوث نہیں ہوسکتا۔

شعر

دلے کہ حورِ بہشتی ربود و یغما کرد | کے التفات کند بر بتانِ یغمائی

شعر

مَنْ کَانَ بَیْنَ یَدَیْہِ مَا اشْتَھٰی رُطَبٌ | یُغْنِیْہِ ذٰلِکَ مِنْ رَجْمِ الْعَنَاقِیْدِ

اغلب تہیدستان دامنِ عصمت بمعصیت آلایند و گرسنگان نان ربایند

بیت

چوں سگِ درندہ گوشت یافت نپرسد | کیں شترِ صالح ست یا خرِ دجال

چہ مایہ مستوران بعلتِ درویشی در عینِ فساد افتادہ اند و عرضِ گرامی را ببادِ زشت نامی بر باد دادہ

فرد

با گرسنگی قوتِ پرہیز نماند | افلاس عناں از کفِ تقویٰ بستاند

آنکہ گفتی در بروئے مسکیناں بہ بندند حاتم طائی کہ بیاباں نشیں بود اگر شہری بودے از جوشِ گدایاں بیچارہ شدے و جامہ برو پارہ کردندے چنانکہ در طیبات آمدہ است

شعر

در من منگر تا دگراں چشم ندارند | کز دستِ گدایاں نتواں کرد ثوابے

یغما: لوٹ، غارت۔ بتانِ یغمائی: غنیمت میں حاصل شدہ حسین باندیاں یا شہر یغما کے حسین جہاں کے خوبرو مشہور ہیں۔ مَنْ کَانَ بَیْنَ...الخ: جس کے سامنے خواہش کے مطابق پکی تازہ کھجوریں موجود ہوں اس کو یہ کھجوریں انگور کے خوشوں پر پتھر چلانے سے بے نیاز کردیں گی۔ اغلب: اکثر۔ عصمت: پاک دامنی، آبرو۔ شترِ صالح: حضرتِ صالح علیہ السلام کی اونٹنی۔ خرِ دجّال: دجال کا گدھا۔ دجال مشہور کذاب ہے آخر زمانے میں پیدا ہوگا اور گدھے پر سوار سفر کرے گا۔ چہ مایہ: کتنے ہیں۔ مستوراں: پردہ نشیں، گوشہ نشیں۔ عرض: آبرو۔ گرامی: قابلِ قدر۔ زشت نامی: بدنامی۔ تقویٰ: پرہیز گاری۔ در: دروازہ۔ حاتم طائی: قبیلہ بنی طے کا مشہور سخی ص.... پر دیکھیں۔ شہری: یعنی باشندۂ شہر۔ جوش: ہجوم۔ بیچارہ شد: یعنی قلاش ہوجاتا۔ طیبات: پاکیزہ باتیں (یہ شیخ کا دیوان اور ان کی تصنیف ہے۔ ایک دوسرا دیوان خبیثات کے نام سے ہے۔) در من منگر ...الخ: میری جانب بنظر امید مت دیکھو تاکہ دوسرے امید نہ لگائیں۔ کیونکہ گداگروں کے ہاتھوں کوئی ثواب کا کام نہیں کیا جاسکتا۔ کہ ان کی چھینا جھپٹی میں انجام کار انھیں جھڑکنا ہی پڑتا ہے اور ثواب سے محرومی ہوجاتی ہے۔

گفتا نہ کہ من بر حالِ ایشاں رحمت می برم گفتم نہ کہ بر مالِ ایشاں حسرت می خوری ما دریں گفتار و ہر دو بہم گرفتار ہر بیذقے کہ براندے بدفعِ آں کوشیدے و ہر شاہے کہ بخواندے بفرزین بپوشیدے تا نقدِ کیسۂ ہمت درباخت و تیرِ جعبۂ حجت ہمہ بینداخت

قطعہ

ہاں تا سپر نیفگنی از حملۂ فصیح   کورا جز ایں مبالغۂ مستعار نیست
دیں ورز و معرفت کہ سخنداں سجع گوی   بر در سلاح دارد و کس در حصار نیست

تا عاقبۃ الامر دلیلش نماند و ذلیلش کردم دستِ تعدی دراز کرد و بیہودہ گفتن آغاز و سنتِ جاہلان ست کہ چوں بدلیل از خصم فرومانند سلسلۂ خصومت بجنبانند چوں آزر بت تراش کہ بحجت با پسر برنیامد بجنگ برخاست آیہ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ دشنامم داد سقطش گفتم گریبانم درید زنخدانش شکستم۔

قطعہ

او در من و من در و فتادہ   خلق از پئے ما دواں و خنداں
انگشتِ تعجبِ جہانے   از گفت و شنیدِ ما بدنداں

رحمت: رحم۔ کہ: بلکہ۔ بیذق: پیادہ، شطرنج کا ایک مہرہ ہے۔ شاہ: یہ بھی شطرنج کا ایک مہرہ ہے۔ فرزین: شطرنج کا مہرہ۔ کیسہ: تھیلی۔ جعبہ: ترکش۔ ہاں: کلمۂ تنبیہ ہے بمعنی خبردار باش۔ سپر: ڈھال۔ مبالغۂ مستعار: مانگا ہوا مبالغہ یعنی بے بنیاد بکواس۔ ورز: فعل امر ہے۔ معرفت: خدا شناسی۔ سخندانِ سجع گو: یعنی تک بندی کرنے والا شاعر۔ در: یعنی قلعہ کا دروازہ۔ سلاح: ہتھیار۔ حصار: قلعہ۔ عاقبۃ الامر: انجام کار۔ دستِ تعدی: ظلم کا ہاتھ۔ سنتِ جاہلاں: جاہلوں کا طریقہ۔ خصم: ضدِ مقابل۔ خصومت: لڑائی، جھگڑا۔ آزر: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا۔ ان کے والد کا نام تارخ ہے۔ بت تراش: بت گڑھنے والا۔ ان کا چچا بت تراشتا اور بیچتا تھا۔ حجت: دلیل۔ با پسر: یعنی بھتیجے کے ساتھ جس سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ الخ: بیشک اگر تم باز نہ آؤ گے تو میں سنگسار کر کے تم کو مار ڈالوں گا (سورہ مریم۔ ۴۶)۔ سقطش گفتم: میں نے اس کو برا بھلا کہا۔ زنخدانش شکستم: میں نے اس کی ٹھوڑی توڑ دی۔ او در من و من در او فتادہ: وہ مجھ سے اور میں اس سے لپٹا ہوا تھا یعنی ہم دونوں آپس میں الجھے ہوئے تھے اور مخلوق خدا ہمارا تماشا دیکھ رہی تھی۔ اور ہم پر تعجب کرتے ہوئے دانتوں تلے انگلی دبا رہی تھی۔

القصہ مرافعتِ ایں سخن پیشِ قاضی بردیم و بحکومتِ عدل راضی شدیم تا حاکمِ مسلماناں مصلحتے بجوید و میانِ توانگراں و درویشاں فرقے بگوید قاضی چوں حالتِ ما بدید و منطق بشنید سر بجیبِ تفکّر فرو برد و پس از تأمّل سر بر آورد و گفت ایکہ توانگراں را ثنا گفتی و بر درویشاں جفا روا داشتی بدانکہ ہر جا کہ گلے ست خار ست و با خمر خمار ست و بر سرِ گنج مار ست آنجا کہ دُرِّ شاہوار ست نہنگِ مردم خوار ست لذّتِ عیشِ دنیا را لدغۂ اجل در پے ست و نعیمِ بہشت را دیوارِ مکارہ در پیش۔

بیت

جورِ دشمن چہ کند گر نکشد طالبِ دوست | گنج و مار و گل و خار و غم و شادی بہم اند

نظر نہ کنی در بستان کہ بیدِ مشک ست و چوبِ خشک ہمچنیں در زمرۂ توانگراں شاکراند و کفور و در حلقۂ درویشاں صابراند و ضجور۔

شعر

اگر ژالہ ہر قطرہ دُر شدے | چو خرمہرہ بازار ازو پر شدے

مقرّبانِ حضرتِ جلّ و عُلا توانگرانند درویش سیرت و درویشانند توانگر ہمت و مِہینِ توانگراں آنست کہ غمِ درویش خورد و مِہینِ

القصہ: مختصر یہ کہ۔ مرافعت: مقدمہ۔ بحکومتِ عدل: یعنی (قاضی کے) منصفانہ فیصلے پر ہم رضامند ہو گئے۔ حاکم: یعنی قاضی۔ منطق: گفتگو۔

سر بجیبِ تفکر فرو برد: غور و فکر کے گریبان میں سر جھکا لیا۔ یعنی سر جھکا کر غور کرنے لگا۔ پس از تأمل سر بر آورد: غور و فکر کے بعد سر اٹھایا۔ ثنا: تعریف۔ جفا: ظلم۔ گل: پھول۔ خار: کانٹا۔ خمر: شراب۔ خمار: اعضا شکنی، درد سر۔ بقیۂ مستی بر سرِ گنج مار: مشہور ہے کہ خزانے پر طلسماتی سانپ رہتا ہے دیکھیں۔ دُر: موتی۔ شاہوار: بادشاہوں کے لائق یعنی قیمتی۔ نہنگ: مگرمچھ گھڑیال۔ مردم خوار: آدم خور۔ لدغۂ اجل: موت کا ڈنک مارنا۔ پیامِ موت۔ نعیمِ بہشت: جنت کی نعمتیں۔ دیوارِ مکارہ: ناگوار چیزوں کی دیوار۔ جو اس حدیث شریف سے ثابت ہے "حُفَّتِ الجَنَّةُ بِالمَكَارِہِ" مکارہ مکروہ کی جمع ہے۔ چہ کند گر نکشد: کیا کرے اگر نہ جھیلے۔ یعنی اسے ظلم سہنا ہی پڑتا ہے۔ بُستان: باغ۔ بیدِ مشک: ایک قسم کا درخت جس کے پھول نہایت نازک، خوشبودار، زرد مگر مائل بہ سبزی و سیاہی ہوتے ہیں۔ زُمرہ: جماعت، گروہ۔ شاکر: شکر گزار۔ کفور: ناشکر گزار۔ ناشکرا۔ ضجور: تنگ دل، مضطرب۔ ژالہ ہر قطرہ: یعنی ہر قطرۂ ژالہ۔ ژالہ: اولا، شبنم۔ خرمہرہ: کوڑی، ادنیٰ سکہ۔ مقربان: قربت رکھنے والے۔ حضرت: بارگاہ۔ جلّ و علا: بزرگ و برتر۔ مِہین: بڑا۔ بہین: بہتر۔

درویشاں آنکہ کم توانگراں گیرد وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُه، پس روئے عتاب از من بجانب درویش کرد و گفت اے کہ گفتی توانگراں مشتغل اند بمناہی و مستِ ملاہی نعم طائفہ ہستند بریں صفت کہ بیان کردی قاصرِ ہمت کافرِ نعمت کہ ببرند و بنہند و نخورند و ندہند واگر مثل باراں نبارد و یا طوفاں جہاں را بردارد باعتمادِ مکنتِ خویش از محنتِ درویش نپرسند و از خدائے تعالیٰ نترسند۔

شعر

گر از نیستی دیگرے شد ہلاک | مرا ہست بطر از طوفاں چہ باک

شعر

وَرَاكِبَاتٍ نِيَاقًا فِيْ هَوَادِجِهَا | اَلَمْ يَلْتَفِتْنَ اِلٰى مَنْ غَاصَ فِي الْكُثُبِ

فرد

دوناں چو گلیم خویش بیروں بردند | گویند چہ غم گر ہمہ عالم مردند

قومے بدیں نمط ہستند کہ شنیدی و طائفہ خوانِ نعمت نہادہ و دستِ کرم کشادہ طالبِ نام اند و مغفرت و صاحبِ دنیا و آخرت چوں بندگانِ حضرتِ پادشاہِ عادل مؤید مظفر مالک ازمّۂ انام

چیزے کم گرفتن: چھوڑ دینا۔ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ ...الخ: جو اللہ پر بھروسہ رکھے تو اللہ اس کے لیے کافی ہے (سورہ الطلاق۔۳)۔ روئے عتاب: یعنی عتاب آمیز روئے سخن۔ مناہی: مَنْہی کی جمع یعنی ممنوعاتِ شرع۔ مَلاہی: مُلہی کی جمع۔ یادِ خدا سے غافل کرنے والی چیزیں۔ عیش و عشرت، کھیل کود۔ نعم: ہاں، کلمہ ایجاب ہے۔ کافرِ نعمت: نعمت کے ناشکرے۔ باعتماد مکنتِ خویش: اپنی استطاعت کے بھروسے پر۔ محنت درویش: درویش کی تکلیف۔ نیستی: نہ ہونا، بے سروسامانی۔ مراہست: یعنی میرے پاس تو مال ہے۔ بَط: بطخ۔ یہ شعر بوستان باب اول ص ۳۵ پر قدرے تغیر کے ساتھ یوں ہے ترا ہست بطرازطوفاں چہ باک۔ ورَاکبات نیاقاً ...الخ: واو بمعنی رُبّ۔ نیاق: ناقہ کی جمع، اونٹنیاں۔ ہودَج جمع ہوادِج، عماری۔ کثب: کثیب کی جمع، ریت کے ٹیلے۔ یعنی اپنے ہودجوں میں بہت سی ناقہ سوار سواریاں ہیں جنھوں نے پلٹ کر بھی نہ دیکھا کہ ریت کے ٹیلوں میں کون پھنسا ہے۔ (فارسی شعر کے مفہوم سے ملتا جلتا شعر ہے) دوناں: کمینے لوگ۔ دون کی جمع۔ گلیم: کمبل، کملی۔ نمط: روش، طریقہ۔ خوان: دسترخوان۔ کرم: سخاوت، مہربانی۔ مالک اَزِمّۂ انام: مخلوق کی باگوں کا مالک۔

حامیِ ثغورِ اسلام وارثِ مُلکِ سلیمان اَعدَلِ ملوکِ زمان مُظفّرُ الدُّنیا وَالدِّینِ اَتابک ابوبکر بن سعد زنگی اَدَامَ اللّٰہُ اَیَّامَہٗ وَنَصَرَ اَعلَامَہٗ

قطعہ

پدر بجائے پسر ہرگز ایں کرم نکند   کہ دستِ جودِ تو با خاندانِ آدم کرد
خدائے خواست کہ بر عالمے ببخشاید   ترا برحمتِ خود بادشاہِ عالم کرد

قاضی چوں سخن بدیں غایت برسانید و از حدِ قیاسِ ما اسپِ مبالغت در گذرانید بمقتضائے حکمِ قضا رضا دادیم و از ما مضیٰ در گذشتیم و بعد از مجازا طریقِ مدارا گرفتیم و سر بتدارک بر قدمِ یکدیگر نہادیم و بوسہ بر سر و روئے ہم دادیم و ختمِ سخن بریں دو بیت کردیم

قطعہ

مکن ز گردشِ گیتی شکایت اے درویش   کہ تیرہ بختی اگر ہم بریں نسق مردی
توانگرا چو دل و دست کامرانت ہست   بخور ببخش کہ دنیا و آخرت بردی

باب ہشتم در آدابِ صحبت

حکمت مال از بہرِ آسایشِ عمرست نہ عمر از بہرِ گرد کردنِ مال

حامی ثغورِ اسلام: اسلام کی سرحدوں کا پاسبان۔ وارثِ ملک سلیماں: حضرت سلیمان علیہ السلام کے ملک کا وارث۔ وسیع سلطنت کا مالک مراد ہے یا یہ کہ فارس حضرت سلیمان علیہ السلام کے زیرِ سلطنت رہ چکا ہے۔ اَعدَل: سب سے بڑا انصاف ور۔ اَدَامَ اللّٰہ ..الخ: اللہ تعالیٰ اس کا زمانہ ہمیشہ رکھے اور اس کے پرچموں کی مدد فرمائے۔ (سربلند رکھے) پدر بجائے پسر ..الخ: باپ اپنے بیٹے پر بھی ایسا کرم نہیں کرتا جیسا تیرے دستِ کرم نے خاندانِ آدم کے ساتھ کیا ہے۔ بمقتضائے حکم قضا: دارالقضا کے فیصلے کے مطابق۔ رضا دادیم: یعنی ہم نے رضا مندی ظاہر کر دی۔ واز ما مضیٰ: اور جو کچھ ہمارے درمیان گزر چکا اس سے ہم نے درگزر کیا۔ یعنی ایک دوسرے کو معاف کیا۔ مجازا: مجازاۃ کا مخفف۔ بدلہ لینا دینا۔ مدارا: مداراۃ کا مخفف ہے۔ فارسی میں حذف تاء کے ساتھ بہت سے الفاظ مستعمل ہیں جیسے محابا۔ مواسا وغیرہ۔ مدارا: صلح و آشتی۔ تدارک: تلافی مافات۔ تیرہ بخت: بد بخت۔ نسق: طریقہ۔ توانگرا: الف برائے ندا۔ اے مالدار۔ کامران: کامیاب۔ دنیا و آخرت بردی: یعنی تجھے دنیا اور عقبیٰ سے حظ و نصیبہ حاصل ہو جائے گا۔ (باب ہشتم) —— آداب: طور طریقے۔ صحبت: میل ملاپ، رہن سہن، معاشرتی زندگی۔ حکمت: دانائی کی بات۔ آسائشِ عمر: زندگی کا آرام۔ گرد کردن: جمع کرنا، اکٹھا کرنا۔

عاقل: عقل مند۔ کشت: یعنی راہِ خدا میں خرچ کرکے نیکی کا بیج بویا کہ "الدنیا مزرعۃ الآخرۃ"۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے جیسا بوؤگے ویسا کاٹوگے۔ بر کسے نماز کردن: نماز جنازہ پڑھنا۔ مکن نماز برآں: اس کی نماز جنازہ مت پڑھو۔ سر: خیال۔ تحصیل: حاصل کرنا۔ موسیٰ علیہ السلام: قوم بنی اسرائیل کے اولوالعزم رسول۔ فرعونِ مصر (ولید بن مصعب بن ریان) کے دور میں پیدا ہوئے۔ اس فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا بالآخر دریائے قلزم میں اپنے لشکر سمیت غرقاب ہوا۔ قارون: فرعون کا انتہائی مالدار وزیر تھا۔ چالیس گھر خزانوں کے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا۔ حضرت موسیٰ نے زکوٰۃ کا حکم دیا مگر وہ منحرف ہوگیا بالآخر وہ اپنے مال واسباب سمیت زمین میں دھنسا دیا گیا۔ مجازاً ہر بخیل مالدار کو کہہ دیتے ہیں۔

أَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللّٰهُ إِلَيْكَ: لوگوں کے ساتھ بھلائی کرو جیسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ بھلائی کی ہے۔ (یعنی زکوٰۃ دو) (سورۃ القصص۔ ۷۷) عاقبتش شنیدی: کہ مال و اسباب کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا گیا۔ بدینار و درم: یعنی روپے پیسے کے ذریعہ۔ خیر: بھلائی، ثواب۔ سر کرد: برباد کردیا۔ عاقبت: انجام، عقبیٰ۔ سر: خیال۔ خواہی: اس سے پہلے "اگر" مقدر ہے۔ اگر تو چاہتا ہے۔ متمتع: نفع اندوز۔ عرب: عرب کے باشندوں کو عرب کہتے ہیں۔ جُدْ وَلَا تَمْنُنْ... الخ: سخاوت کرو اور احسان نہ جتاؤ۔ اس لیے کہ اس کا فائدہ تمہاری ہی طرف لوٹنے والا ہے۔ بیخ کرد: یعنی جڑ پکڑ لیا۔ بر: پھل۔ بمنت: احسان جتا کر۔ ارّہ: آرہ۔ برپائے او: اس کی جڑ۔ یعنی احسان جتا کر ثواب برباد مت کرو۔ ارشاد خداوندی ہے لاتُبطِلوا صدقاتکم بالمن والاذی۔ (سورۂ بقرہ۔ ۲۶۴) موفق: توفیق دیا ہوا [illegible]

عاقلے را پرسیدند نیکبخت کیست و بدبخت چیست گفت نیکبخت آنکہ خورد و کشت و بدبخت آنکہ مرد و ہشت

شعر

مکن نماز بر آں ہیچکس کہ ہیچ نکرد | کہ عمر در سرِ تحصیلِ مال کرد و نخورد

حکمت موسیٰ علیہ السلام قارون را نصیحت کرد کہ أَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللّٰهُ إِلَيْكَ نشنید عاقبتش شنیدی

قطعہ

آنکس کہ بدینار و درم خیر نیندوخت | سر عاقبت اندر سر دینار و درم کرد
خواہی متمتع شوی از نعمتِ دنیا | با خلق کرم کن چو خدا با تو کرم کرد

عرب گوید جُدْ وَلَا تَمْنُنْ لِأَنَّ الْفَائِدَةَ إِلَيْكَ عَائِدَةٌ یعنی ببخش و منّت منہ کہ نفع آں بتو باز می گردد

قطعہ

درختِ کرم ہر کجا بیخ کرد | گذشت از فلک شاخ و بالائے او
گر امید داری کزو بر خوری | بمنّت منہ ارّہ بر پائے او

قطعہ

شکر خدای کن کہ موفق شدی بخیر | ز انعام و فضل او نہ معطل گذاشتت

منت منہ کہ خدمتِ سلطان ہمی کنی | منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

حکمت دو کس رنج بیہودہ بردند و سعی بیفائدہ کردند یکے آنکہ اندوخت و نخورد و دیگر آنکہ آموخت و نکرد

مثنوی

علم چندانکہ بیشتر خوانی | چوں عمل در تو نیست نادانی
نہ محقق بود نہ دانشمند | چارپائے برو کتابے چند
آں تہی مغز را چہ علم و خبر | کہ بروہیزم ست یا دفتر

حکمت علم از بہرِ دین پروردن ست نہ از بہرِ دنیا خوردن

شعر

ہر کہ پرہیز و علم و زہد فروخت | خرمنے گرد کرد و پاک بسوخت

پند عالمِ ناپرہیزگار کور مشعلہ دار ست یُہْدیٰ بِہٖ وَھُوَ لَا یَہْتَدِیْ

بیت

بے فائدہ ہر کہ عمر درباخت | چیزے نخرید و زر بینداخت

پند ملک از خردمنداں جمال گیرد و دین از پرہیزگاراں کمال یابد بادشاہاں بہ نصیحت خردمنداں ازاں محتاج تراند کہ خردمندا

منت منہ: احسان مت جتا۔ منت شناس: احسان مانو۔ بداشتت: اس میں تا ضمیر مفعولی ہے۔ بیہودہ: بیکار، خوا مخواہ۔ سعی: کوشش۔ آموخت: یعنی علم حاصل کیا۔ نکرد: یعنی عمل نہ کیا۔ دانشمند: عالم۔ چارپائے: چوپایہ یعنی گدھا۔ بے عمل عالم کی مثال اس گدھے کی طرح ہے جس پر کتابیں لدی ہوں۔ تہی مغز: خالی بھیجے والا یعنی گدھا۔ ہیزم: لکڑیوں کا گٹھر۔ دفتر: کتاب۔ دین پروردن: دین کو پروان چڑھانا۔ پرہیز: پرہیزگاری۔ زہد: پارسائی، دنیا سے بے رغبتی۔ خرمن: کھلیان۔ پاک: یعنی سب کچھ۔ کور: اندھا۔ مشعلہ دار: چراغ رکھنے وار۔ یہدی بہ ...الخ: اس سے رہنمائی حاصل کی جاتی ہے اور وہ خود راہ نہیں پاتا۔ عمر درباخت: زندگی گنوادی۔ جمال گیرد: زیب و زینت حاصل کرتا ہے۔ کمال یابد: ال پاتا ہے یعنی کامل تا ہے۔

شاہاں بہ نصیحت خرد ال ...الخ: بادشاہ عقل ون کی نصیحت کے اس زیادہ محتاج ہیں جتنے کہ مند لوگ بادشاہوں کی نزدیکی کے۔

بقربتِ پادشاہاں۔

قطعہ

پندے اگر بشنوی اے پادشاہ | در ہمہ دفتر بہ ازیں پند نیست
جز بخردمند مفرما عمل | گرچہ عمل کارِ خردمند نیست

حکمت سہ چیز پایدار نماند مال بے تجارت و علم بے بحث و ملک بے سیاست

قطعہ

وقتے بلطف گوی و مدارا و مردمی | باشد کہ در کمندِ قبول آوری دلے
وقتے بقہر گوی کہ صد کوزۂ نبات | گہ گہ چناں بکار نیاید کہ حنظلے

حکمت رحم آوردن بر بداں ستم ست بر نیکاں و عفو کردن از ظالماں جورست بر درویشاں

بیت

خبیث را چو تعہد کنی و بنوازی | بدولتِ تو گنہ میکند بانبازی

پند بر دوستیِ پادشاہاں اعتماد نتواں کرد و بر آوازِ خوش کودکاں کہ آں بخیالے مبدّل شود و ایں بخوابے متغیر گردد

شعر

معشوقِ ہزار دوست را دل ندہی | ور میدہی آں دل بجدائی بنہی

درہمہ دفتر بہ ...الخ: تمام کتابوں میں اس سے بہتر کوئی نصیحت نہیں ہے۔ جز بخردمند ...الخ: یعنی جو کام بھی سپرد کرو تو کسی عقل مند کو سپرد کرو۔ اگر چہ وہ عمل عقل مند کا کام نہ ہو بلکہ بہت معمولی ہو۔ یا یہ کہ جو بھی منصب سپرد کرنا ہو کسی عقل مند ہی کے سپرد کرو اگر چہ عہدہ ومنصب قبول کرنا عقل مند کا کام نہیں بلکہ ان کا کام کنارہ کشی، اور عزلت وگوشہ نشینی ہے۔ ملک بے سیاست: تاکہ ملک ظالموں اور شر پسندوں سے خالی رہے۔ لطف: نرمی، مہربانی۔ مدارا: خاطرداری۔ باشد: ہوسکتا ہے۔ صدکوزۂ نبات: مصری کے سو کوزے۔ حنظل: خربوزے کی شکل کا بہت چھوٹا انتہائی کڑوا ایک پھل، اندرائن، پھر پھیندوا۔ چناں بکار نیاید: یعنی مصری کے سوکوزے بھی اندرائن جیسا فائدہ نہیں دیتے۔ گویا دوائے تلخ ضرور ہے مگر مفید تر ہے۔ جور: ظلم، زیادتی۔ خبیث: بدطینت۔ تعہد: ضمانت لینا، کفالت کرنا۔ بدولتِ تو: تیرے سہارے، تیرے وسیلے۔ گنہ: گناہ کا مخفف ہے۔ انبازی: شرکت۔ بدولت تو ... الخ: تیرے سہارے تیری شرکت میں گناہ کرے گا۔ آوازِ خوش: اچھی آواز۔ آں بخیالے: وہ ایک خیال (بدگمانی) سے بدل جاتی ہے۔ (بادشاہ کی دوستی کی جانب اشارہ ہے) واین بخوابے متغیر گردد: اور یہ (آواز) ایک خواب (یعنی احتلام وبلوغ) سے بدل جاتی ہے۔ معشوقِ ہزار دوست [illegible]

پند ہر آن سرّے کہ داری با دوست درمیان منہ واگرچہ دوست مخلص باشد چہ دانی کہ وقتے دشمن گردد و ہر گزندے کہ توانی بدشمن مرساں کہ باشد کہ وقتے دوست گردد

پند رازے کہ نہاں خواہی باکس درمیاں منہ اگرچہ دوست باشد کہ مرآں دوست را نیز دوستاں باشند ہمچنیں مسلسل

قطعہ

خامشی بہ کہ ضمیرِ دلِ خویش | باکسے گفتن وگفتن کہ مگوی
اے سلیم آب ز سرچشمہ ببند | کہ چو پر شد نتواں بستن جوی

فرد

سخنے در نہاں نباید گفت | کاں سخن برملا نشاید گفت

حکمت دشمنِ ضعیف کہ در طاعت آید و دوستی نماید مقصودِ وے جزیں نیست کہ دشمنِ قوی گردد و گفتہ اند بر دوستئ دوستاں اعتماد نیست تا بہ تملقِ دشمناں چہ رسد و ہر کہ دشمنِ کوچک را حقیر شمارد بداں ماند کہ آتشِ اندک را مہمل میگذارد

قطعہ

امروز بکش چو میتواں کشت | کآتش چو بلند شد جہاں سوخت

سِرّ: راز، بھید، جمع اسرار۔ درمیاں نہادن: بیان کرنا، ظاہر کرنا۔ مخلص: خلوص رکھنے والا۔ گزند: تکلیف، نقصان۔ مرساں: مت پہونچاؤ۔ مسلسل: سلسلہ درسلسلہ۔ ضمیرِ دلِ خویش: اپنے دل کا راز۔ باکسے گفتن...الخ: یعنی اپنے دل کاراز کسی کو بتا کر اسے یہ تاکید کرنا کہ تم کسی دوسرے کو مت بتانا۔ سلیم: عقلمند۔ سرچشمہ: چشمے کی ابتدا۔ نہاں: پوشیدگی۔ برملا: علانیہ، کھلم کھلا۔ ضعیف: کمزور۔ درطاعت آید: فرمانبرداری کرے۔ دوستی نماید: دوستی کا اظہار کرے۔ قوی: طاقتور، مضبوط۔ اعتماد نیست: یہ مقتضائے احتیاط ہے یا یہ مراد ہے کہ سچے دوست نہ ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اخوان زماننا جواسیس العیوب۔ تملق: چاپلوسی، خوشامد۔ چہ رسد: یعنی چہ اعتماد۔ کوچک: چھوٹا۔ مہمل: بیکار۔ امروز بکش: آج بجھا دو جب بجھا سکتے ہو۔ آج یعنی ابھی۔

مگذار کہ زہ کند کماں را | دشمن کہ بہ تیر میتواں دوخت

حکمت سخن درمیانِ دو دشمن چناں گوئی کہ اگر دوست گردند شرم زدہ مباشی

ابیات

میانِ دو کس جنگ چوں آتش است | سخن چینِ بدبخت ہیزم کش است
کنند ایں و آں خوش دگر بارہ دل | وے اندر میاں کور بخت و خجل
میانِ دو کس آتش افروختن | نہ عقل است خود در میاں سوختن

ایضاً

در سخن با دوستاں آہستہ باش | تا ندارد دشمنِ خونخوار گوش
پیشِ دیوار آنچہ گوئی ہوش دار | تا نباشد در پسِ دیوار گوش

حکمت ہر کہ با دشمناں صلح میکند سرِ آزارِ دوستاں دارد

شعر

بشوی اے خردمند زاں دوست دست | کہ با دشمنانت بود ہم نشست

پند چوں در امضائے کارے متردد باشی آں طرف اختیار کن کہ بے آزار تر برآید

شعر

با مردمِ سہل گوی دشوار مگوی | با آنکہ درِ صلح زند جنگ مجوی

مگذار کہ ...الخ: دشمن کو اتنی فرصت نہ دو کہ کمان کا چلہ چڑھائے۔ یا یوں کہیں: کمان کا چلہ مت چڑھانے دو۔ ایسے دشمن کو جسے تیر کے ذریعہ تم بیندھ سکتے ہو۔ چناں گوئی: تو ایسی کہے۔ تو اس طرح کی کہے۔ شرم زدہ: شرمندہ۔ سخن چیں: چغلخور۔ ہیزم کش: لکڑی لگانے والا۔ کنند ایں و آں: یہ اور وہ یعنی دونوں دشمن دوبارہ دل خوش کرلیں گے۔ وے اندر میاں: وہ یعنی چغلخور بیچ میں، بدبخت اور شرمندہ۔ نہ عقل است: عقل مندی نہیں ہے۔ تا ندارد...الخ: تا کہ خونخوار دشمن کان نہ لگائے۔ ہوش دار: یعنی خیال رکھو۔ تا نباشد در پسِ دیوار گوش: یعنی کوئی سن نہ رہا ہو۔ سرِ آزار: ستانے کا خیال، ارادہ۔ دست شستن: ہاتھ دھو بیٹھنا، چھوڑ دینا، صبر کرلینا۔ کہ با دشمنانت: جو تیرے دشمنوں کے پاس اٹھتا بیٹھتا ہو۔ امضائے کار: کام کا اجراء، کام کا کرگزرنا۔ متردد: پس وپیش کرنے والا۔ متفکر۔ آزار: تکلیف۔ درِ صلح زند: صلح کا دروازہ کھٹکھٹائے۔ یعنی صلح چاہے۔

حکمت تا کار بزر بری آید جاں در خطر افگندن نشاید عرب گوید آخر الحِیَلِ السَّیْفُ

شعر

چو دست از ہمہ حیلتے در گسست
حلال ست بردن بشمشیر دست

حکمت بر عجزِ دشمن رحمت مکن کہ اگر قادر شود بر تو نہ بخشاید

بیت

دشمن چو بینی ناتواں لاف از بروتِ خود مزن
مغز یست در ہر استخواں مرد یست در ہر پیرہن

حکمت ہر کہ بدے را بکشد خلق از بلائے وے برہاند و وے را از عذابِ خدائے

قطعہ

پسندیدہ ست بخشایش ولیکن
منہ بر ریشِ خلق آزار مرہم
ندانست آنکہ رحمت کرد بر مار
کہ آں ظلم ست بر فرزندِ آدم

حکمت نصیحت از دشمن پذیرفتن خطا ست ولیکن شنیدن رواست کہ بخلاف آں کار کنی کہ عینِ صواب ست

مثنوی

حذر کن زانچہ دشمن گوید آں کن
کہ بر زانو زنی دستِ تغابن

زر: سونا مراد مال خرچ کرنا ہے۔ آخر الحیل السیف: آخری تدبیر تلوار ہے۔ حلال ست: روا ہے، درست ہے۔ عجز: عاجزی۔ رحمت مکن: رحم مت کر۔ ناتواں: کمزور۔ لاف از بروت خود مزن: اپنی مونچھوں سے ڈینگیں مت مار۔ عادت ہے کہ آدمی ڈینگیں مارتے وقت مونچھوں پر تاؤ دیتا ہے۔ مغز: گودا۔ مردے ست... الخ: یعنی ہر شخص اپنے اندر گرمی و جوش اور طاقت رکھتا ہے۔ بدے: یعنی ظالم، غنڈہ۔ بلاء: مصیبت۔ وو ے را از عذاب خدا: اور اس (ظالم) کو خدا کے عذاب سے بچایا کہ زندہ رہتا تو اور گناہ کرتا۔ ریش: زخم۔ خلق آزار: لوگوں کو ستانے والا۔ مَنِہ مرہم: مرہم نہ لگا۔ ندانست... الخ: جس شخص نے سانپ پر رحم کیا اس نے یہ نہ جانا کہ یہ آدم کی اولاد (انسانوں) پر ظلم ہے۔ کار کنی: تو عمل کرے۔ عینِ صواب: بالکل ٹھیک۔ حذر کن... الخ: پرہیز کرو اس بات سے جو کچھ دشمن تم سے کہے کہ وہ کرو۔ کیوں کہ زانو پر تو افسوس کا ہاتھ مارے گا۔ یعنی دشمن کے دیئے ہوئے مشورے خطرناک ہوں گے۔ عمل کرنے پر بعد میں پچھتانا پڑ سکتا ہے۔

گرت رہے نماید راست چوں تیر | ازاں برگرد و راہِ دست چپ گیر

پند خشم بیش از حد گرفتن وحشت آرد و لطفِ بیوقت ہیبت ببرد نہ چنداں درشتی کن کہ از تو سیر گردند و نہ چنداں نرمی کہ بر تو دلیر

ابیات

درشتی و نرمی بہم در بہ است | چو فاصد کہ جرّاح و مرہم نہ است
درشتی نگیرد خردمند پیش | نہ سستی کہ نازل کند قدرِ خویش
نہ مر خویشتن را فزونی نہد | نہ یکبار تن در مذلت دہد

نظم

جوانے با پدر گفت اے خردمند | مرا تعلیم کن پیرانہ یک پند
بگفتا نیکمردی کن نہ چنداں | کہ گردد چیرہ گرگِ تیز دنداں

حکمت دو کس دشمن ملک و دین اند بادشاہِ بے حلم و زاہدِ بے علم

شعر

بر سرِ ملک مباد آں مَلِکِ فرماندہ | کہ خدا را نبود بندۂ فرماں بردار

پند بادشاہ را باید کہ تا حدّے خشم بر دشمناں نراند کہ دوستاں را اعتماد نماند آتشِ خشم اول در خداوندِ خشم افتد پس انگہ زبانہ بخصم

گرت: اگر تم کو۔ رہے نماید: کوئی راستہ دکھائے۔
راست چوں تیر: تیر کی طرح سیدھا۔ ازاں برگرد: اس سے پھر جاؤ۔ خشم: غصہ۔ وحشت آرد: وحشت لاتا ہے یعنی متنفر بناتا ہے۔
ہیبت: رعب و دبدبہ، خوف، ڈر۔ درشتی: سختی۔
سیر گردند: آسودہ ہوجائیں یعنی تیری مہربانی سے مایوس ہوجائیں۔ فاصد: فصد کھولنے والا۔ رگ سے خون نکالنے والا۔ جراح: زخم کو چیرنے پھاڑنے والا۔ جراحت کا علاج کرنے والا۔
مرہم نہ: مرہم رکھنے والا۔
پیش گرفتن: اختیار کرنا۔ نہ سستی: مراد نرمی ہے۔
نازل کند: پست کردے، گرادے۔ قدر: مرتبہ، عزت۔ فزونی: بڑھوتری۔
مذلت: رسوائی۔ پیرانہ: بوڑھوں کی طرح۔ بزرگانہ۔
پند پیرانہ: بوڑھوں جیسی نصیحت۔ نیک مردی: مہربانی، سخاوت۔ چیرہ: غالب۔
گرگ: بھیڑیا۔ حِلم: بردباری، تحمل۔ مَباد: خدا کرے نہ ہو۔ بندۂ فرماں بردار: فرمانبردار بندہ۔ خشم: غصہ۔ خصم: مدمقابل، دشمن۔ خداوندِ خشم: غصہ کرنے والا۔ زبانہ: شعلہ انگارہ۔

رسد یا نرسد

مثنوی

نشاید بنی آدمِ خاک زاد | کہ در سر کند کبر و تندی و باد
ترا با چنیں تندی و سرکشی | نہ پندارم از خاکی از آتشی

قطعہ

در خاکِ بیلقاں برسیدم بعابدے | گفتم مرا بتربیت از جہل پاک کن
گفتا برو چو خاک تحمل کن اے فقیہ | یا ہر چہ خواندہ ہمہ در زیرِ خاک کن

حکمت بدخوئے بدستِ دشمنے گرفتارست کہ ہر جا کہ رود از چنگِ عقوبتِ او خلاص نیابد

بیت

اگر ز دستِ بلا بر فلک رود بدخوی | ز دستِ خوئے بدِ خویش در بلا باشد

حکمت چو بینی کہ در سپاہِ دشمن تفرقہ افتاد تو جمع باش واگر جمع شوند از پریشانی اندیشہ کن

قطعہ

برو با دوستاں آسودہ بنشیں | چو بینی در میانِ دشمناں جنگ
وگر بینی کہ باہم یک زبانند | کماں را زہ کن و بر بارہ بر سنگ

بنی آدم: انسان۔ خاک زاد: مٹی سے پیدا شدہ۔ کبر: تکبر۔ تندی: غصہ۔ باد: غرور۔ از خاکی: از خاک ہستی۔ از آتشی: یعنی بلکہ تو آگ سے بنا ہے۔ جیسے کہ شیطان آگ سے بنا ہے لہذا تکبر اس کی سرشت ہے۔ خاکِ بیلقان: سرزمین بیلقان۔ بیلقان ایران کا ایک شہر ہے۔ عابد: عبادت گزار یعنی صوفی۔ تربیت: تعلیم۔ تحمل: برداشت، بردباری۔ فقیہ: عالم شرع۔ زیر خاک کن: دفن کردو اور اپنے کو عالم سمجھنا چھوڑ دو۔ بدخوئے: بری عادت والا۔ دشمنے: یعنی خود اس کی بدخوئی۔ چنگ: چنگل۔ عقوبت: سزا۔ خلاص: رہائی۔ اگر ز دست بلا۔ الخ: اگر مصیبت سے چھٹکارا پانے کے لیے کوئی بدمزاج آسمان پر بھی چلا جائے تو وہاں بھی اپنی بدخوئی کے سبب بلا و مصیبت میں رہے گا۔ سپاہ: لشکر۔ تفرقہ: فرقہ بندی، اختلاف۔ جمع: مطمئن۔ اندیشہ کن: فکر کرو۔ آسودہ بنشیں: آرام و چین سے بیٹھو۔ کماں را زہ کن: کمان کا چلہ چڑھا۔ یعنی جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ بر بارہ: قلعہ پر۔ بر سنگ: پتھر لیجاؤ۔ کہ جنگ میں کام آئیں گے۔ یعنی سامان جنگ درست کرلو۔

حکمت دشمن چو از ہمہ حیلتے فرو ماند سلسلۂ دوستی بجنباند انگہ بدوستی کارہائے کند کہ ہیچ دشمن نتواند کرد سرِ مار بدستِ دشمن کوب کہ از اِحدَی الحُسنَیَینِ خالی نباشد اگر ایں غالب آمد مار کشتی و اگر آں از دشمن رستی

فرد

بروزِ معرکہ ایمن مشو ز خصمِ ضعیف | کہ مغزِ شیر برآرد چو دل ز جاں برداشت

حکمت خبرے کہ دانی دل بیازارد تو خاموش باش تا دیگرے بیارد

فرد

بلبلا مژدۂ بہار بیار | خبرِ بد بہ بومِ شوم گذار

نکتہ پادشاہ را بر خیانتِ کسے واقف مگرداں مگر آنگہ کہ بر قبولِ کلّی واثق باشی وگرنہ در ہلاکِ خود سعی می کنی

مثنوی

بسیجِ سخن گفتن آنگاہ کن | کہ بینی کہ در کار گیرد سخُن
کمال ست در نفسِ انسان سخن | تو خود را بہ گفتار ناقص مکن

پند ہر کہ نصیحت خود رائے میکند او خود بہ نصیحت گری محتاج است

پند فریبِ دشمن مخور و غرورِ مدّاح مخر کہ ایں دامِ زرق نہادہ

حیلہ: تدبیر۔ فرو ماند: تھک جاتا ہے، عاجز ہو جاتا ہے۔ سلسلہ: زنجیر۔ سرِ مار: سانپ کا سر۔ اِحدَی الحُسنَیَین: دو خوبیوں میں سے ایک۔ ایں غالب آمد: یعنی دشمن۔ و اگر آں: اور اگر وہ یعنی سانپ غالب آیا۔ روزِ معرکہ: جنگ کا دن۔ ایمن: بے خوف۔ خصمِ ضعیف: کمزور دشمن۔ دل از جان برداشتن: زندگی سے مایوس ہو جانا۔ دیگرے بیارد: یعنی دوسرا خبر لائے۔ بلبلا: اے بلبل۔ الف برائے ندا ہے۔ مژدہ: خوش خبری۔ بوم: اُلّو۔ جس کی آواز سے بدخبری اور نحوست مشہور ہے۔ شوم: منحوس۔ خیانت: بد دیانتی۔ واقف: آگاہ۔ واثق باشی: تو پُر اعتماد رہے۔ سعی می کنی: اس لیے کہ بادشاہ بدظن ہو کر تجھے سزا دے گا نیز وہ تیرا دشمن ہو جائے گا۔ بسیج: ارادہ۔ در کار گیرد سخن: بات اثر کر رہی ہے۔ یہاں سخن کو بفتح اول و ضم ثانی پڑھیں گے۔ یہ بھی اس میں ایک لغت ہے۔ ناقص مکن: یعنی سوچ سمجھ کر بولو۔ خود رائے: کسی کی نہ ماننے والا۔ نصیحت گری: نصیحت لینا۔

مدّاح: تعریف کرنے والا۔ دامِ زرق: مکر و فریب کا جال

است و آں دامن طمع کشادہ

پندِ احمق را ستایش خوش آید چوں لاشہ کہ در کعبش دمے فربہ نماید

قطعہ

الا تا نشنوی مدحِ سخنگوی
کہ اندک مایہ نفعے از تو دارد
اگر روزے مرادش بر نیاری
دو صد چنداں عیوبت بر شمارد

حکمت متکلّم را تا کسے عیب نگیرد سخنش صلاح نپذیرد

شعر

مشو غرّہ بر حسنِ گفتارِ خویش
بہ تحسینِ نادان و پندارِ خویش

حکمت ہمہ کس را عقلِ خود بکمال نماید و فرزندِ خود بجمال

نظم

یکے جہود و مسلماں مناظرہ کردند
چنانکہ خندہ گرفت از نزاعِ ایشانم
بطنز گفت مسلماں گر ایں قبالۂ من
درست نیست خدایا جہود میرانم
جہود گفت بتوریت میخورم سوگند
وگر خلاف بود ہمچو تو مسلمانم
گر از بسیطِ زمیں عقل منعدم گردد
بخود گماں نبرد ہیچکس کہ نادانم

حکمت دہ آدمی بر سفرہ بخورند و دو سگ بر مردارے بہم

طمع: لالچ۔ دامن کشادن: دامن پھیلانا۔ احمق: بیوقوف، اجڈ۔ خوش آید: بھلی لگتی ہے۔ لاشہ: یعنی ذبح شدہ بکری۔ کعب: گھٹنے کی ہڈی۔ دم: پھونک۔ فربہ نماید: فربہ نظر آتی ہے۔ قصابوں کا طریقہ ہے کہ کھال اتارنے کے بعد ران کی ہڈی کی طرف پھونک مارتے ہیں اس سے وہ پھول کر فربہ بکری معلوم ہونے لگتی ہے جب کہ واقع میں ایسا نہیں۔ الا: خبردار۔ تا: ہرگز۔ سخن گوئے: شاعر، بات بنانے والا۔ عیوب: عیب کی جمع، برائی۔ متکلم: بات کرنے والا۔ تا کسے عیب نگیرد: گفتگو کرنے والے کی باتوں پر جب تک گرفت نہیں ہوتی اس کی گفتگو خوشنما اور درست نہیں ہوتی۔ صلاح: درستگی۔ غرّہ: فریب خوردہ، مغرور۔ حسنِ گفتار: گفتگو کی اچھائی یعنی اچھی گفتگو۔ تحسین: تعریف کرنا، سراہنا۔ پندار: غرور۔ جہود: یعنی یہودی۔ مناظرہ: بحث کرنا۔ احقاقِ حق و ابطالِ باطل کرنا۔ نزاع: جھگڑنا۔ خندہ گرفت: ہنسی آ گئی۔ ایشانم میں "میم" "مرا" کے معنی میں ہے۔ قبالہ: ضمانت نامہ، دستاویز۔ خدایا: اے خدا!۔ یہود میرانم: تو مجھ کو یہودی مار۔ یعنی یہودیت پر مجھ کو موت دے "میراں" میرانیدن سے فعل امر ہے اور "میم" ضمیر مفعولی ہے۔ سوگند: قسم۔ بسیطِ زمیں: روئے زمین۔ سفرہ: دسترخوان۔

بسر نبرند حریص بجہانے گرسنہ و قانع بنانے سیر حکما گفتہ اند درویشی بقناعت بہ از توانگری بہ بضاعت

شعر

رودہ تنگ بیک نانِ تہی پر گردد | نعمتِ روئے زمیں پر نکند دیدۂ تنگ

مثنوی

پدر چوں دورِ عمرش منقضی گشت | مرا ایں یک نصیحت کرد و بگذشت
کہ شہوت آتش ست ازوے بپرہیز | بخود بر آتشِ دوزخ مکن تیز
دراں آتش نداری طاقتِ سوز | بصبر آبے بریں آتش زن امروز

پند ہر کہ درحالِ توانائی نکوئی نکند در وقتِ ناتوانی سختی بیند

شعر

بداختر تر از مردم آزار نیست | کہ روزِ مصیبت کسش یار نیست

حکمت ہر چہ زود بر آید دیر نپاید

قطعہ

خاکِ مشرق شنیدہ ام کہ کنند | بچہل سال کاسۂ چینی
صد بروزے کنند در مردشت | لاجرم قیمتش ہمی بینی

باہم بسر بردن: مل جل کر گزارہ کرنا۔ حریص: لالچی۔ قانع: قناعت گزیں۔ تھوڑے پر صبر کرنے والا۔ سیر: آسودہ۔ بضاعت: سرمایہ۔ رودہ: انتڑی۔ بیک نان تہی: صرف ایک روٹی سے۔ یا خالی روٹی سے۔ یعنی روکھی روٹی سے۔ دیدۂ تنگ: تنگ آنکھ۔ کنایہ ہے لالچ کی آنکھ سے۔ پدر: شیخ سعدی خود اپنے والد کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ دور عمر: زندگی کا دور۔ منقضی گشت: یعنی ختم ہوگیا۔ بگذشت: گذر گئے۔ یعنی انتقال کرگئے۔ شہوت: خواہش نفس۔ بصبر آبے بریں...الخ: آج ہی صبر کا پانی اس آگ پر چھڑک دو۔ یعنی شہوت رانی سے بچو اور صبر سے کام لوتا کہ عذاب نار سے بچ سکو۔ بداختر: بدنصیب۔ مردم آزار: لوگوں کو ستانے والا۔ یار: مددگار۔ ہرچہ زود برآید: جو چیز جلد حاصل ہوجائے۔ دیر نپاید: پائدار نہیں ہوتی۔ خاکِ مشرق: یعنی ملک چین۔ کنند بمعنی سازند۔ کاسہ: پیالہ۔ مردشت: شیراز سے متصل ایک شہر جہاں مٹی کے کوزے بنتے تھے۔ [illegible]

قطعہ

مرغک از بیضہ بروں آید و روزی طلبد
آدمی زادہ ندارد خرد و عقل و تمیز
آنکہ ناگاہ کسے گشت بچیزے نرسید
وین بتمکین و فضیلت بگذشت از ہمہ چیز
آبگینہ ہمہ جا یابی ازاں بیمحل ست
لعل دشوار بدست آید ازانست عزیز

حکمت کارہا بہ صبر برآید و مستعجل بسر درآید

مثنوی

بچشمِ خویش دیدم در بیاباں
کہ آہستہ سبق برد از شتاباں
سمندِ بادپا از تگ فرو ماند
شتربان ہمچناں آہستہ میراند

پند ناداں را بہ از خاموشی نیست و اگر ایں مصلحت بدانستے ناداں نبودے

قطعہ

چوں نداری کمالِ فضل آں بہ
کہ زباں در دہاں نگہداری
آدمی را زباں فضیحہ کند
جوزِ بے مغز را سبکساری

ابیات

خرے را ابلہے تعلیم میداد
برو بر صرف کردے سعیِ دائم
حکیمے گفتش اے ناداں چہ کوشی
دریں سودا بترس از لومِ لائم

مرغک: مرغی کا بچہ۔ روزی طلبد: یعنی دانہ چگنے لگتا ہے۔ آدمی زادہ..الخ: انسان کا بچہ عقل وشعور کچھ بھی نہیں رکھتا۔ ناگاہ کسے گشت: اچانک ہوشیار ذات ہوگیا۔ یعنی مرغی کا بچہ فوراً باشعور ہوگیا مگر کسی مرتبہ کو نہ پہونچ سکا برخلاف آدمی کے بچے کے کہ وہ عزت ومرتبہ میں ہر چیز سے بڑھ گیا یہاں تک خلافت الٰہیہ کے مرتبہ تک پہونچ گیا۔ آبگینہ: آئینہ، شیشہ۔ بے محل: بے قدر۔ لعل: ایک قیمتی پتھر۔ عزیز: پیارا، قابل عزت۔ مستعجل: جلدباز۔ بیابان: ریگستان، چٹیل میدان۔ سبق برد: سبقت لے گیا۔ آگے بڑھ گیا۔ شتاباں: دوڑنے والے گھوڑے مراد ہیں۔ سمند بادپا: یعنی تیز رفتار گھوڑا۔ تگ: دوڑ۔ فرو ماندن: تھک جانا۔ زبان در دہاں نگہداری: یعنی خاموش رہو۔ فضیحہ: رسوا، ذلیل۔ جوز: اخروٹ۔ بے مغز: بے گودا کا۔ سبکساری: ہلکا پن۔ آدمی کو ہلکی بات رسوا کردیتی ہے جس طرح بے مغز کے اخروٹ کو اس کا ہلکا پن رسوا کردیتا ہے۔ خر: گدھا۔ ابلہ: بے وقوف۔ سعی: کوشش۔ دائم: ہمہ وقتی، مسلسل۔ حکیم: دانشمند۔ سودا: خیال، دھن، دیوانگی۔ لومِ لائم: ملامت گر کی ملامت

نیاموزد بہائم از تو گفتار | تو خاموشی بیاموز از بہائم

ایضاً

ہر کہ تامّل نہ کند در جواب | بیشتر آید سخنش ناصواب
یا سخن آرای چو مردم بہوش | یا بنشین ہمچو بہائم خموش

پند ہر کہ با داناتر از خود جدل کند تا بدانند کہ داناست بدانند کہ نادان ست

فرد

چوں در آمد مہ از توئی بسخن | گرچہ بدانی اعتراض مکن

حکمت ہر کہ با بداں نشیند نکوئی نہ بیند

ابیات

گر نشیند فرشتہ با دیو | وحشت آموزد و خیانت و ریو
از بداں جز بدی نیاموزی | نکند گرگ پوستیں دوزی

پند مردماں را عیبِ نہانی پیدا مکن کہ مر ایشاں را رسوا کنی و خود را بے اعتماد

پند ہر کہ علم خواند و عمل نکرد بداں ماند کہ گاو راند و تخم نیفشاند از تنِ بیدل طاعت نیاید و پوستِ بے مغز بضاعت را نشاید

بہائم: واحد بہیمہ، چوپایہ۔ نیاموزد...الخ: چوپائے تیری تعلیم سے گفتگو کرنا نہ سیکھیں گے۔ مگر تو چوپایوں سے چپ رہنا سیکھ لے۔ تامّل: غور۔ ناصواب: نادرست۔ داناتر از خود: اپنے سے بڑا عالم۔ جدل: بحث، بے نتیجہ تکرار۔

تابدانند کہ داناست: تاکہ لوگ سمجھیں کہ عقلمند ہے۔ مِہ: بڑا۔ ایک نسخے میں ہے "بہ از توئی" تم سے بہتر۔ دیو: شیطان۔

وحشت: نفرت۔ خیانت: بددیانتی۔ رِیو: مکروفریب۔ حیلہ وتزویر۔ نکند گرگ...الخ: بھیڑیا چمڑے کی سلائی نہ کرے گا۔ یعنی اس کا کام پھاڑنا ہے نہ کہ پھٹے کی سلائی کرنا۔

عیب نہانی: چھپے عیب، پوشیدہ برائی۔ پیدا مکن: ظاہر مت کرو، بلکہ پردہ پوشی کرو۔ مر ایشاں را رسوا...الخ: تم ان کو تو بے عزت کردگے اور اپنے کو لوگوں کی نظر میں بے اعتماد ٹھہراؤ گے۔ بداں ماند: اس شخص کے مشابہ ہے۔

کہ گاو راند: یعنی جس نے ہل چلایا۔ وتخم نیفشاند: اور بیج نہ جھڑکا۔ یعنی ایسوں کی محنت ضائع اور برباد ہے۔ بیدل: فکر آخرت سے بے پرواہ، جو روحانی قوت نہ رکھے۔ طاعت: بندگی۔ از تنِ بے دل طاعت نیاید: لاپرواہ انسان سے بندگی نہیں ہوسکتی۔ پوستِ بے مغز: بے گودے کا چھلکا۔ بضاعت را نشاید: پونجی کے لائق نہیں ہے۔

نہ ہر کہ در مجادلت چست در معاملت درست

بیت

بس قامتِ خوش کہ زیر چادر باشد | چوں باز کنی مادرِ مادر باشد

حکمت اگر شبہا ہمہ شبِ قدر بودے شبِ قدر بیقدر بودے

شعر

گر سنگ ہمہ لعلِ بدخشاں بودے | پس قیمتِ لعل و سنگ یکساں بودے

حکمت نہ ہر کہ بصورت نیکوست سیرت زیبا در وست کار اندروں دارد نہ پوست

قطعہ

تواں شناخت بیک روز در شمائلِ مرد | کہ تا کجاش رسیدست پایگاہِ علوم
و لے ز باطنش ایمن مباش و غرہ مشو | کہ خبثِ نفس نگردد بسالہا معلوم

پند ہر کہ با بزرگاں ستیزد خونِ خودے ریزد

قطعہ

خویشتن را بزرگ پنداری | راست گفتند یک دو بیند لوچ
زود بینی شکستہ پیشانی | تو کہ بازی بسر کنی با غوچ

حکمت پنجہ با شیر انداختن و مشت بر شمشیر زدن کارِ خردمنداں

نہ ہر کہ در مجادلت ..الخ: ایسا (ضروری) نہیں ہے کہ جو جھگڑنے میں تیز ہو وہ معاملے کا بھی درست ہو۔ قامت خوش: اچھا قد۔ زیر چادر: یعنی نقاب کے اندر۔ مادرِ مادر: نانی، یعنی بڈھیا۔ شب قدر: ماہ رمضان کے اخیر عشرہ کی کوئی طاق رات ہے بعض نے ۲۷ر کو ترجیح بھی دی ہے۔ احادیث میں اس کی بڑی فضیلتیں وارد ہیں۔ لوگ اس رات خاص اہتمام سے معروف عبادت ہوتے ہیں۔ سیرت زیبا: اچھی سیرت۔ اندرون: باطن۔ کار اندروں دارد نہ پوست: سروکار باطن سے ہے ظاہر سے نہیں۔ (اور باطن کی شناخت دشوار ہے لہذا احسن صورت حسن سیرت کی دلیل نہیں کہ بہت سے خوبصورت خبیث باطن ہوتے ہیں۔ جو سخت نامقبول ہے۔ ہاں حسن معنی کراہت صورت کے ساتھ مقبول ہے۔ شمائل: عادات وخصائل، صورت شکل، وضع قطع۔ پایگاہ: مرتبہ، درجہ۔ ایمن: بے خوف۔ غرہ: فریب خوردہ، غافل۔ خبثِ نفس: نفس کی برائی، خباثت۔ بسالہا: سالوں سال۔ لوچ: بھینگا۔ بازی بسر کردن: سر سے ٹکر مارنا۔ غوچ: بکرا، سینگوں والا مینڈھا۔ پنجہ انداختن: پنجہ لڑانا۔

نیست

بیت

جنگ و زورآوری مکن با مست | پیشِ سرپنجہ در بغل نہ دست

پند ضعیفے کہ با قوی دلاوری کند یارِ دشمن ست در ہلاکِ خویش

قطعہ

سایہ پروردہ را چہ طاقتِ آں | کہ رود با مبارزاں بقتال
سست بازو بجہل می فگند | پنجہ با مردِ آہنیں چنگال

حکمت ہر کہ نصیحت نشنود سرِ ملامت شنیدن دارد

شعر

چوں نیاید نصیحتت در گوش | اگرت سرزنش کنم خاموش

حکمت بے ہنراں ہنرمنداں را نتوانند دید ہمچناں سگِ بازاری سگِ صیدی را مشغلہ برآرند و پیش آمدن نیارند یعنی

چوں سفلہ بہ ہنر باکسے برنیاید بخبثش در پوستیں افتد

بیت

کند ہر آینہ غیبت حسودِ کوتہ دست | کہ در مقابلہ گنگش بود زبانِ مقال

حکمت اگر جورِ شکم نیستے ہیچ مرغ در دامِ صیاد نیفتادے بلکہ

مست: پہلوان، لاپرواہ۔ جوانی میں بھرا ہوا۔ پیشِ سرپنجہ: طاقتور پنجے والے کے سامنے۔ در بغل نہ دست: ہاتھ بغل میں رکھ لو، یعنی مت لڑو۔ یار: مددگار۔ سایہ پروردہ: نازو عیش کا پالا ہوا جو جنگ کی ہولناکی کا تجربہ نہ رکھتا ہو۔ مبازر: بہادر سپاہی۔ قتال: جنگ۔ آہنیں چنگال: لوہے جیسے چنگل والا یعنی مضبوط پنجے والا۔ سر: خیال۔ در گوش آمدن: اثر کرنا۔ خاموش: چپ رہ، فعل امر ہے۔ نتوانند دید: حسد کے سبب برداشت نہیں کرسکتے۔ سگ بازاری: آوارہ کتے۔ سگ صیدی: شکاری کتے۔ مشغلہ برآرند: شوروغل کرتے ہیں، یعنی بھونکتے ہیں۔ پیش آمدن نیارند: سامنے آنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ سفلہ: کمینہ۔ در پوستین افتد: عیب جوئی میں پڑجاتا ہے۔ ہرآئینہ: لامحالہ۔ حسود: حسد کرنے والا۔ کوتہ دست: عاجز وکمزور۔ زبانِ مقال: گفتگو کی زبان۔ جورِ شکم: پیٹ کا ظلم یعنی بھوک کی تکلیف۔ مرغ: پرندہ۔ دامِ صیاد: شکاری کا جال، بہیلیا کا پھندا۔

صیّاد خود دام ننہلدے **بیت**

شکم بندِ دست ست و زنجیرِ پائے | شکم بندہ نادر پرستد خدائے

پند حکیماں دیر دیر خورند و عابداں نیم سیر و زاہداں سدِّ رمق و جواناں تا طبق برگیرند و پیراں تا عرق بکنند اما قلندراں چنداں بخورند کہ در معدہ جائے نفس نماند و بر سفرہ روزیِ کس

شعر

اسیرِ بندِ شکم را دو شب نگیرد خواب | شبے ز معدہ سنگی شبے ز دل تنگی

حکمت مشورت با زناں تباہ ست و سخاوت با مفسداں گناہ

شعر

ترحّم بر پلنگِ تیز دنداں | ستمگاری بود بر گوسفنداں

حکمت ہر کرا دشمن پیش ست اگر نکشد دشمنِ خویش ست

بیت

سنگ در دست و مار بر سر سنگ | خیرہ رائی بود قیاس و درنگ

وگروہے بخلافِ ایں مصلحت دیدہ اند و گفتہ اند کہ در کشتنِ بندیاں تامّل اولیٰ ترست بحکم آنکہ اختیار باقیست تواں کشت و تواں

دام نہادن: جال بچھانا۔ بند دست: ہاتھ کی ہتھکڑی۔ شکم بندہ: یعنی بندۂ شکم، پیٹو۔ نادر: یعنی بہت کم۔ دیردیر: آہستہ آہستہ۔ نیم سیر: آدھے پیٹ۔ سدِّ رمق: جینے بھر۔ تا طبق برگیرند: جب تک طباق نہ اٹھائیں۔ تا عرق بکنند: جب تک پسینہ پسینہ نہ ہوجائیں یا یوں کہیں: یہاں تک کہ طبق اٹھالیں اور پسینہ پسینہ ہوجائیں۔ قلندر: آزاد منش، ناشائستہ آدمی۔ جائے نفس نہ ماند: سانس لینے کی جگہ نہ رہے۔ سُفرہ: دسترخوان۔ زمعدہ سنگی: پتھر کی طرح معدہ سخت ہوجانے کی وجہ سے۔ دِلتنگی: یعنی بھوک۔ مشورت: مشورہ، رائے لینا۔ تباہ است: یعنی موجب تباہی ہے۔ مُفسِد: فسادی، جھگڑالو۔ ترحّم: رحم کرنا۔ پلنگ: بالتحتین: چیتا کے علاوہ ایک درندہ جانور، تینددا۔ ستمگاری: ظلم وزیادتی۔ گوسفند: بکری، بھیڑ۔ پیش است: سامنے ہے یعنی قابو میں ہو۔ مار برسر سنگ: سانپ پتھر پر ہو۔ خیرہ رائی: بدعقلی، بیوقوفی۔ قیاس و درنگ: سوچنا اور تاخیر کرنا۔ گروہ: جماعت، یعنی دانشوروں کی جماعت۔ کشتن: قتل کرنا۔ بندیاں: بندی کی جمع قیدی۔ تامّل: غور وفکر کرنا۔ اَوْلیٰ تر: فارسی ترکیب میں "تر" کا اضافہ کرکے اسم تفضیل بنا [illegible] "تر" زائد ہے [illegible]

ہشت اگر بے تأمل کشتہ شود محتمل ست کہ مصلحتے فوت شود و تدارک مثلِ آں ممتنع باشد

مثنوی

نیک سہل ست زندہ بیجاں کرد | کشتہ را باز زندہ نتواں کرد
شرطِ عقل ست صبر تیر انداز را | کہ چو رفت از کماں نیاید باز

حکمت حکیمے کہ با جہّال در افتد باید کہ توقّعِ عزّت ندارد و اگر جاہلے بزباں آوری بر حکیمے غالب آید عجب نیست کہ سنگیست کہ گوہر را می شکند

بیت

نہ عجب گر فرو رود نفسش | عندلیبے غراب ہم قفسش

قطعہ

گر ہنرمندے از اوباش جفائے بیند | تا دلِ خویش نیازارد و درہم نشود
سنگِ بدگوہر اگر کاسۂ زرّیں شکند | قیمتِ سنگ نیفزاید و زر کم نشود

حکمت خردمندے را کہ در زمرۂ اجلاف سخن بہ بندد شگفت مدار کہ آوازِ بربط با غلبۂ دُہل بر نیاید و بوئے عبیر از گندِ سیر فرو ماند

مثنوی

بلند آواز ناداں گردن افراخت | کہ دانا را بہ بے شرمی بینداخت

بے تأمل: بے سوچے سمجھے، بے غور و فکر۔ محتمل است: ہوسکتا ہے۔ فوت شود: چھوٹ جائے، جاتی رہے۔ تدارک: تلافی، کمی پوری کرنا۔ ممتنع: ناممکن، محال۔ نیک سہل است: بہت آسان ہے۔ زندہ بے جان کرد: زندہ کو بے جان کر دینا یعنی مار ڈالنا۔ شرطِ عقل است: عقلمندی کی بات ہے۔ تیرانداز: تیر چلانے والا۔ نیاید باز: یعنی کمان سے نکلا تیر واپس نہیں آتا۔ حکیم: دانشمند، پڑھا لکھا آدمی۔ جُہّال: جاہل کی جمع، اَن پڑھ۔ درافتد: بحث میں الجھ پڑے۔ توقّع: امید۔ زبان آوری: چرب زبانی، تیز زبانی۔ گوہر: موتی۔ نہ عجب گر...الخ: کوئی تعجب نہیں اگر اس بلبل کا دم گھٹ جائے، جس کے ساتھ ایک ہی پنجرے میں کوّا بند ہو۔ عندلیب: بلبل، جمع عنادِل۔ غراب: کوّا، جمع غِربان۔ ہنرمند: ہنروالا، ذی علم۔ اَوباش: فرومایہ، کمینہ، اصل میں یہ لفظ ”بَوش“ کی جمع ہے حرف کی قلبِ مکانی کے ساتھ جمع بنائی گئی ہے مگر فارسی میں مفرد کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔ تا: ہرگز۔ نیازارد: آزردہ نہ کرے۔ درہم نشود: رنجیدہ نہ ہو۔ بدگوہر: بداصل۔ کاسۂ زریں: سنہرا پیالہ۔ زر کم نشود: سونا گھٹ نہیں جائے گا، یعنی قیمت۔ زُمرہ: گروہ، جماعت۔ اَجلاف: کمینے، جلف کی جمع۔ سخن بہ بندد: یعنی با[illegible] فرو ماند: دب

آہنگ: نغمہ، الاپ۔ حجازی: ایک راگ، لے، سُر، موسیقی کے ایک مقام کا نام۔ طبلِ غازی: نٹ کا ڈھول۔ جوہر: موتی۔ خلاب: کیچڑ، گوبر۔

نمیداند کہ آہنگِ حجازی | فروماند زبانگِ طبلِ غازی

حکمت جوہر اگر در خلاب افتد ہماں نفیس ست و غبار اگر بر فلک رود ہماں خسیس استعداد بے تربیت دریغ ست و تربیت نامستعد ضائع خاکستر نسبتے عالی دارد کہ آتش جوہرِ علویست ولیکن چوں بنفسِ خود ہنرے ندارد با خاک برابرست و قیمت شکر نہ از نے ست کہ آں خود خاصیتِ ویست

مثنوی

چو کنعاں را طبیعت بے ہنر بود | پیمبر زادگی قدرش نیفزود
ہنر بنمای گر داری نہ گوہر | گل از خارست ابراہیم از آزر

حکمت مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید دانا چوں طبلۂ عطار ست خاموش و ہنر نمای و ناداں چوں طبلِ غازی بلند آواز و میاں تہی۔

قطعہ

عالم اندر میانۂ جہال | مثلے گفتہ اند صدیقان
شاہدے درمیانِ کوران ست | مصحفے در کنشتِ زندیقاں

پند دوستے را کہ بعمرے فراچنگ آرند نشاید کہ بیکدم بیازارند

نفیس: عمدہ۔ خسیس: فرومایہ، بے قیمت و بے وقعت۔ استعداد: صلاحیت۔ دریغ است: قابل افسوس ہے۔ نامستعد: بے صلاحیت والا، نااہل۔ ضائع: برباد۔ خاکستر: راکھ۔ عالی: بلند۔ جوہرِ علوی: بلندی والا جوہر۔ کرۂ نار: کرۂ آب و باد بلکہ ہر کرہ سے اونچا کرہ ہے جس کی نسبت قدما کا خیال ہے کہ وہاں خالص آگ رہتی ہے۔ نَے: گنا۔ کہ: بلکہ۔ خاصیت: خوبی۔ کنعان: حضرت نوح علیہ السلام کے ایک لڑکے نام جو کشتی میں سوار نہ ہوا اور طوفانِ نوح میں غرقاب ہوگیا۔ بے ہنر بود: یعنی خود اس کی طبیعت میں جوہر ایمان نہ تھا۔ نہ گوہر: یعنی اصل و خاندان بتانے کی ضرورت نہیں۔ ابراہیم از آزر: بعض کا قول ہے آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ تھا مگر صحیح تر یہ ہے کہ وہ چچا تھا مجازاً باپ کہا گیا ہے۔ ان کے والد کا نام تارخ ہے۔ مشک: کستوری، ایک خوشبو دار مادہ۔ عطار: عطر فروش۔ طبلہ: ڈبا، صندوقچی۔ میاں: بیچ۔ مثلے: ایک کہاوت۔ صدیقاں: سچے لوگ۔

شاہد: معشوق۔ کوراں: کور کی جمع اندھا، اس مصرعہ میں عالم کو معشوق سے اور جاہلوں کو اندھوں سے تشبیہ دی ہے۔ مصحف: قرآنِ عزیز۔ کنشت زندیقاں: کافروں کی عبادت گاہ، یعنی جاہلوں کے بیچ عالم کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کافروں کے بت خانہ میں قرآن کریم رکھا ہو کہ وہاں اس کی [illegible]

بیت

سنگے بچند سال شود لعل پارۂ | زنہار تا بیک نفسش نشکنی بسنگ

حکمت عقل در دستِ نفس چناں گرفتارست کہ مردِ عاجز در دستِ زن گربز

شعر

درِ خرّمی بر سرائے ببند | کہ بانگِ زن از وے برآید بلند

پند رای بیقوّت مکر و فسون ست و قوّت بے رایِ جہل و جنون

شعر

تمیز باید و تدبیر و عقل وانگہ ملک | کہ ملک و دولتِ ناداں سلاحِ جنگِ خداست

حکمت جوانمرد کہ بخورد و بدہد بہ از عابدے کہ بیرد و بنہد

پند ہر کہ ترکِ شہوت از بہرِ قبولِ خلق دادہ است از شہوتِ حلال در شہوتِ حرام افتادہ است

شعر

عابد کہ نہ از بہرِ خدا گوشہ نشیند | بیچارہ در آئینۂ تاریک چہ بیند

حکمت اندک اندک خیلے شود و قطرہ قطرہ سیلے گردد یعنی آنکہ قوّت ندارد سنگِ خردہ نگاہ میدارد تا وقتِ فرصت دمار از دماغِ خصم برآرد

لعل پارہ: لعل کا ٹکڑا، ترکیب مقلوبی ہے۔ نفس: سانس۔ زنِ گربز: مکار عورت۔ خرّمی: خوشی۔ برسرائے ببند ...الخ: اس گھر پر خوشی کا دروازہ بند سمجھو جہاں سے عورت کی اونچی آواز باہر آتی ہو یعنی بیوی بد مزاج، ناشکری ہو۔ رائی: تدبیر۔ مکر: دھوکہ فریب۔ فسوں: جادو منتر۔

رائے بے قوت سے مراد یہ ہے کہ اگر طاقت نہ ہو تو رائے کا نفاذ دشوار ہو جاتا ہے کہ اگر کوئی انکار کرے تو طاقت کے زور سے نافذ کر دیں گے۔ مگر طاقت ہو اور سوجھ بوجھ نہ ہو تو وہ طاقت بے کارِ محض ہے۔ تمیز: شعور، سلیقہ۔ سلاح: ہتھیار۔

کہ ملک و دولت ...الخ: یعنی نادان کے پاس ملک و دولت مندی کا ہو جانا خدا کی نافرمانی کا سبب بن جاتی ہے۔ بنہد: یعنی بخل کرے۔ بہ از عابدے کہ ...الخ: یعنی سخی جوانمرد بخیل عابد سے بہتر ہے۔ ترکِ شہوت: خواہشاتِ نفسانی کو چھوڑ دینا۔ از بہرِ قبولِ حق: لوگوں میں مقبول بننے کے لیے۔ از شہوتِ حلال ...الخ: یعنی جائز اور مباح شہوتوں کو تو چھوڑ دیا مگر دکھاوے اور ریا کاری کی حرام شہوت میں مبتلا ہو گیا۔ آئینہ تاریک: یعنی آئینۂ دل جو ریا اور نمود کی وجہ سے تاریک ہو گیا ہے اس میں خدا کا جلوہ کیا دیکھ سکے گا۔ سیل: یعنی سیلاب۔ سنگ خوردہ: پتھروں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے۔ دِمار: ہلاکت۔ خصم: دشمن۔ فرصت: موقع۔

شعر

قطرٌ علی قطرٍ اذا اتّفقت نہرًا | و نہرٌ الیٰ نہرٍ اذا اجتمعت بحرٌ

شعر

اندک اندک بہم شود بسیار | دانہ دانہ ست غلّہ در انبار

حکمت عالم را نشاید کہ سفاہت از عامی بحلم درگذارد کہ ہر دو طرف را زیاں دارد ہیبتِ ایں کم شود و جہلِ آں مستحکم

شعر

چو با سفلہ گوئی بلطف و خوشی | افزوں گردش کبر و گردن کشی

حکمت معصیت از ہر کہ صادر شود ناپسند ست و از علما ناخوب تر کہ علم سلاحِ جنگِ شیطان ست و خداوندِ سلاح را چوں باسیری برند شرمساری بیش برد۔

مثنوی

عامی ناداں پریشاں روزگار | بہ ز دانشمندِ ناپرہیزگار
کاں بنا بینائی از راہ اوفتاد | ویں دو چشمش بود و در چاہ اوفتاد

حکمت جان در حمایتِ یکدم ست و دنیا وجودے میانِ دو عدم

قطرٌ علی قطرٍ ...الخ: قطرے پہ قطرہ جب اکٹھا ہو جاتا ہے تو نہر بن جاتی ہے اور نہر نہر سے جب مل جاتی ہے تو دریا بن جاتا ہے۔ بہم شود بسیار: مل کر بہت ہو جاتا ہے۔ انبار: ڈھیر۔ نشاید: نہیں چاہیے، مناسب نہیں۔ سفاہت: بیوقوفی۔ عامی: عام شخص جاہل۔ بحلم درگذارد: بردباری کے سبب درگذر (معاف) کرتا رہے۔ ہر دو طرف: یعنی عالم کے لیے بھی اور عامی کے لیے بھی۔ زیاں: نقصان۔ ہیبت: رعب و دبدبہ، خوف۔ ایں: یعنی عالم۔ جہلِ آں مستحکم: یعنی اس عامی کی نادانی پختہ ہو جائے گی کہ وہ کہے گا کہ ہم نے فلاں عالم کے سامنے یہ کام کیا اور انھوں نے ہمیں کچھ نہ ٹوکا۔ سفلہ: کمینہ۔ لطف: مہربانی، نرمی۔ کبر: تکبر۔ گردن کشی: سرکشی، نافرمانی۔ معصیت: گناہ۔ صادر شود: سرزد ہو۔ سلاح: ہتھیار۔ خداوند سلاح: ہتھیار بند۔ مسلح۔ باسیری برند: قیدی بنا کر (سپاہی) لے جاتے ہیں۔ دانشمند: عالم۔ کاں: کہ آں یعنی نادان، جاہل۔ از راہ افتادن: بھٹک جانا۔ ویں دو چشمش بود ..الخ: اور یہ انکھیارا ہوتے ہوئے کنوئیں میں گر پڑا۔ جان: یعنی زندگی۔ حمایت: مدد، سہارا، نگہبانی۔ یکدم: ایک سانس۔ دنیا وجودے میانِ دو عدم: دنیا دو عدم کے درمیان ایک وجود کا نام ہے۔ یعنی اس کے پہلے بھی عدم تھا اور بعد کو بھی عدم ہوگا۔

دین بدنیا فروشاں خرانند یوسف را فروشند تا چہ خرند **آیت**

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ ۚ

بیت

بقولِ دشمن پیمانِ دوست بشکستی | ببیں کہ از کہ بریدی و با کہ پیوستی

حکمت شیطان با مخلصاں برنیاید و سلطان با مفلساں

مثنوی

وامش مدہ آنکہ بے نمازست | گرچہ دہنش ز فاقہ بازست
کو فرضِ خدا نمے گذارد | از قرضِ تو نیز غم ندارد

فرد

امروز دو مردہ پیش گیرد مرکن | فردا گوید ترب ازینجا برکن

حکمت ہر کہ بزندگی نانش نخورند چوں بمیرد نامش نبرند

انگورِ بیوہ داند نہ خداوندِ میوہ یوسف صدّیق علیہ السلام در خشک سال سیر نخورد تا گرسنگاں را فراموش نکند

مثنوی

آنکہ در راحت و تنعّم زیست | او چہ داند کہ حالِ گرسنہ چیست

دین بدنیا فروشاں: دین کو دنیا کے بدلہ میں بیچنے والے۔ خرانند: گدھے ہیں۔ یعنی دینداری ترک کر کے دنیا داری میں پھنسنے والے احمق ہیں۔ یوسف: بنی اسرائیل کے ایک جلیل القدر نبی جنھیں بچپن میں ان کے بھائیوں نے چند کھوٹے سِکّوں کے عوض بیچ دیا تھا۔ تاچہ خرند: تا کہ ادنی چیز خریدیں۔ یہاں ”چہ“ تحقیر کے معنی میں استعمال ہے۔ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ ...الخ: اے اولادِ آدم! کیا میں نے تم سے یہ پیمان نہ لیا تھا کہ تم شیطان کو نہ پوجو گے۔ بقولِ دشمن: یعنی شیطان۔ پیمانِ دوست: یعنی اللہ تعالٰی سے کیا ہوا عہد۔ مخلصاں: اخلاص والے یعنی خالص خدا کے لیے عبادت کرنے والے۔ برنیاید: غالب نہیں آتا ہے، کامیاب نہیں ہوتا ہے۔ وام: قرض۔ بازاست: کھلا ہوا ہے۔ غم ندارد: یعنی فکر نہ رکھے گا۔ امروز: یعنی قرض مانگنے کے دن۔ مرکن: لگن، تغار۔ دومردہ: ہائے نسبت ہے یعنی دو مرد کے کھانے کی مقدار۔ دومردہ پیش گیرد مرکن: یعنی دو آدمیوں کے کھانے کی مقدار لگن بھر کر سامنے رکھے گا اور قرض لے کر خوب مزے اڑائے گا۔ مگر کل قرض کا تقاضہ کرنے پر فحش کلامی کرے گا۔ ترب ازینجا برکن: یعنی وہ کہے گا: یہاں سے پشم اکھاڑلو، یعنی کچھ نہ دے گا۔ (تُرب کا لغوی معنی مولی ہے۔) نانش نخورند: یعنی بخیل ہو، غیر نفع بخش ہو۔ بیوہ داند ...الخ: یعنی مفلسی میں مشقت سے حاصل شدہ چیز کی بڑی قدر ہوا کرتی ہے۔ یوسف صِدّیق: حضرت یوسف علیہ السلام کا لقب صدیق تھا۔ خشک سال: جس سال مصر میں قحط پڑا تھا۔ راحت: آرام۔ تنعّم: عیش و آرام، ناز و نعمت۔

حالِ درماندگاں کسے داند
کہ باحوالِ خویش درماند

قطعہ

ایکہ بر مرکبِ تازندہ سواری ہشدار
کہ خرِ خارکشِ سوختہ درآب وگل ست
آتش از خانۂ ہمسایۂ درویش مخواہ
کانچہ از روزن او میگذرد دودِ دل ست

پند درویشِ ضعیف حال را در خشکیِ تنگسال مپرس کہ چونی الا بشرطِ آنکہ مرہمے برریشش نہی و معلومے پیشش

قطعہ

خرے کہ بینی و بارے بگِل درافتادہ
بدل بروشفقت کن ولے مرو بسرش
کنونکہ رفتی و پرسیدیش کہ چوں افتاد
میاں ببند و چو مرداں بگیر ذنبِ خرش

حکمت دو چیز مخالفِ عقل ست خوردن بیش از رزقِ مقسوم و مردن پیش از وقتِ معلوم

قطعہ

قضا دگر نشود در ہزار نالہ و آہ
بشکر یا بشکایت برآید از دہنے
فرشتۂ کہ وکیل ست بر خزائنِ باد
چہ غم کند کہ بمیرد چراغِ پیر زنے

پند اے طالبِ روزی بنشیں کہ بخوری و اے مطلوبِ اجل مرو کہ

درماندگاں: واحد درماندہ: مجبور، عاجز۔ تازندہ: دوڑنے والا، تاختن یا تازیدن سے اسم فاعل۔ ہشدار: ہوش دار۔ خارکش: یا تو مضاف الیہ ہے یا خر کی صفت، بتقدیر مضاف الیہ لکڑہارا۔ درآب وگل ست: یعنی کیچڑ میں پھنسا ہے۔ ہمسایہ: پڑوسی۔ آتش مخواہ: آگ مت مانگو، پہلے پڑوس سے آگ مانگنے کا رواج تھا اب ماچس لائٹر کی ایجاد نے بے نیاز کردیا۔ روزن: سوراخ۔ دودِ دل: دل کا دھواں یعنی آہ۔ ضعیف حال: بدحال۔ چونی: چوں ہستی، تو کیسا ہے؟ کیسے گزر بسر ہورہی ہے؟ معلومے پیش: یعنی روپے پیسے سے مدد کی جائے۔ بار: بوجھ۔ بگل درافتادہ: دونوں کو کیچڑ میں گرا ہوا تو دیکھے۔ پرسیدیش: ش ضمیر مفعولی ہے۔ میاں ببند ...الخ: کمر کس لو اور جواں مردوں کی طرح اس کے گدھے کی دم پکڑ کر کھینچ نکالو۔ ذنب: دم۔ وقت معلوم: موت کا معین وقت۔ قضاوگرنہ شود: یعنی قضائے مبرم تبدیل نہیں ہوسکتی جس سے مراد ارادۂ الٰہیہ ہے برخلاف قضائے معلق کے کہ وہ دعا وغیرہ سے ٹل سکتی ہے۔ یعنی موت ٹل نہیں سکتی۔ برآید از دہنے: کہتے ہیں کہ جان منہ کے راستے باہر آتی ہے۔ وکیل است: مقرر ہے (حضرت میکائیل علیہ السلام)۔ چراغ مردن: چراغ بجھ جانا۔ بنشیں: یعنی پریشان ومضطرب نہ ہو۔ بخوری: یعنی اپنا رزق مقسوم۔ مطلوب اَجل: جس کے مرنے کا وقت آچکا ہو۔

جاں نبری

قطعہ

جہدِ رزق ار کنی و گر نکنی | برساند خدائے عزّ و جل
ور روی در دہانِ شیر و پلنگ | نخورندت مگر بروزِ اجل

حکمت توانگرِ فاسق کلوخِ زراندود ست و درویشِ صالح شاہدِ خاک آلود، ایں دلقِ موسیٰ ست مرقّع و آں ریشِ فرعون مرصّع، ولیکن شدّتِ نیکاں روی در فرج دارد و دولتِ بداں سر در نشیب

قطعہ

ہر کرا جاہ و دولت ست بداں | خاطرِ خستہ در نخواہد یافت
خبرش دہ کہ ہیچ دولت و جاہ | بسرائے دگر نخواہد یافت

حکمت حسود از نعمتِ حق بخیل ست کہ بندۂ بیگناہ را دشمن میدارد

قطعہ

مردکے خشک مغز را دیدم | رفتہ در پوستینِ صاحب جاہ
گفتم اے خواجہ گر تو بدبختی | مردمِ نیک بخت را چہ گناہ

قطعہ

الا تا نخواہی بلا بر حسود | کہ آں بخت برگشتہ خود در بلا ست

جہد رزق: رزق کی کوشش۔ اَجل: موت۔ فاسق: نافرمان، بدکار۔ کلوخ: ڈھیلا۔ زراندود: سونے کا ملمع کیا ہوا۔ صالح: نیک، نیکوکار۔ شاہد خاک آلود: معشوق جو گرد میں اٹا ہوا۔ مُرَقّع: پیوند لگی ہوئی۔ ریش فرعون: فرعون کی داڑھی۔ مرصع: موتیوں سے آراستہ، جڑاؤ، کہتے ہیں کہ فرعون اپنی داڑھی میں سچے موتیاں پروئے رہتا۔ مگر عنداللہ اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ روی: رخ، چہرہ۔ فرج: کشادگی، آسودگی۔ درفرج دارد۔ یعنی ان کی سختیاں اپنا رخ کشادگی کی جانب رکھتی ہیں۔ دولت بداں: بروں کی دولت۔ سردرنشیب: یعنی وہ اپنا سر نشیب کی جانب رکھتی ہے۔ یعنی ہلاک کی جانب۔ بداں: باآں۔ خاطر خستہ: دلِ شکستہ۔ خاطر دریافتن: دلجوئی کرنا۔ سرائے دِگر: یعنی دارِ آخرت۔ حَسُود: حسد کرنے والا، کینہ پرور۔ بندۂ بیگناہ: یعنی محسود شخص۔ مردَک: حقیر شخص۔ خشک مغز: پاگل، کوڑھ مغز۔ رفتہ در پوستینِ صاحب جاہ: وہ ایک مرتبے والے کی عیب جوئی کر رہا تھا۔ الا: خبر دار۔ تا: ہرگز۔ بخت برگشتہ: [illegible]

چہ حاجت کہ با وے کنی دشمنی | کہ وے را چناں دشمن اندر قفاست

حکمت تلمیذِ بے ارادت عاشقِ بے زر ست و رونده بے معرفت مرغِ بے پر و عالمِ بے عمل درختِ بے بر و زاہدِ بے علم خانۂ بے در مراد از نزولِ قرآن تحصیلِ سیرتِ خوب ست نہ ترتیلِ سورتِ مکتوب عامیِ متعبّد پیادہ رفتہ ست و عالمِ متہاون سوار خفتہ عاصی کہ دست بر دارد بہ از عابد کہ در سر دارد

بیت

سرہنگِ لطیف خوی دلدار | بہتر ز فقیہِ مردم آزار

قول یکے را گفتند عالمِ بے عمل بچہ ماند گفت بزنبورِ بے عسل

بیت

زنبورِ درشت بے مروّت را گوی | باری چو عسل نمیدہی نیش مزن

قول مردِ بے مروّت زن ست و عابد با طمع راہزن

قطعہ

اے بناموس جامہ کردہ سپید | بہر پندارِ خلق و نامہ سیاہ
دست کوتاہ باید از دنیا | آستیں چہ دراز و چہ کوتاہ

اندر قفا: گدی میں، یعنی خود اس کا حسد اس کا دشمن ہے۔ تلمیذ: شاگرد۔ ارادت: عقیدت، احترام۔ عاشق بے زر: ناکام عاشق۔ رونده: سالک۔ بے معرفت: راہ ناشناس، راہ نا آشنا۔ مرغِ بے پر: بے پر کا پرند۔ بر: پھل۔ خانۂ بے در: بے کواڑوں کا گھر جس میں چور بآسانی گھس جائیں۔ مراد از نزولِ قرآن: قرآن اترنے کا مقصود۔ ترتیل: ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا۔ متعبد: عبادت گزار۔ متہاون: سستی کرنے والا۔ عاصی: گنہگار۔ دست بردارد: یعنی دعا وتوبہ کے لیے۔ در سر دارد: یعنی غرور و گھمنڈ۔ لطیف خو: نرم عادت، سرہنگ کی صفت ہے۔ فقیہ: عالم۔ مردم آزار: لوگوں کو ستانے والا۔ بچہ ماند: کس کے مانند ہوتا ہے۔ زنبور: مکھی۔ عسل: شہد۔ نیش: ڈنک۔ زن است: یعنی مروت مردانگی کا لازم ہے۔ راہزن: ڈاکو۔ اے بناموس ...الخ: اے شخص جس نے عزت وآبرو کے لیے کپڑے کو سفید کر رکھا ہے تاکہ مخلوق اچھا گمان کرے اور حال یہ ہے کہ نامۂ اعمال سیاہ ہے یعنی اے بگلا بھگت! سن لے دنیا سے ہاتھ کوتاہ رہنا چاہیے۔ آستین چاہے دراز، چاہے کوتاہ ہو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس زمانے میں رواج تھا کہ مالدار زیب و زینت کے لیے لمبی رکھتے اور صوفیا وضو کی آسانی کے لیے چھوٹی آستین رکھتے۔

حکمت دو کس را حسرت از دل نرود و پائے تغابن از گل بر نیاید تاجرِ کشتی شکستہ و وارث با قلندراں نشستہ

قطعہ

پیشِ درویشاں بود خونت مباح | اگر نباشد درمیاں مالت سبیل
یا مرو با یارِ ازرق پیرہن | یا بکش بر خان و ماں انگشتِ نیل
یا مکن با پیلباناں دوستی | یا بنا کن خانہ درخورِ پیل

حکمت خلعتِ سلطاں اگرچہ عزیز ست جامۂ خُلقانِ خود ازاں بعزت تر و خوانِ بزرگاں اگرچہ لذیذ خردہ انبانِ خویش ازاں بلذت تر

بیت

سرکہ از دست رنجِ خویش و ترہ | بہتر از نانِ دہ خدائے و برہ

حکمت خلافِ راہِ صواب ست و عکسِ رائے اُولوالالباب دارو بگماں خوردن و راہ نادیدہ بے کارواں رفتن امامِ مرشد محمد غزالی را رحمۃ اللہ علیہ پرسیدند کہ چگونہ رسیدی بدیں منزلت در علوم گفت بدانکہ ہرچہ ندانستم از پرسیدنِ آں ننگ نداشتم

قطعہ امیدِ عافیت آنگہ بود موافقِ عقل | کہ نبض را بہ طبیعت شناس بنمائی

حسرت: ٹوٹے کا افسوس۔ تغابن: افسوس۔ از گل برنیاید: یعنی نقصان کے دلدل سے نہیں نکلتا۔ تاجر کشتی شکستہ: جس تاجر کی سامانِ تجارت سے لدی ہوئی کشتی (جہاز) سمندر میں کہیں ٹکرا کر ٹوٹ گئی اور مال غرقاب ہوگیا۔ وارث: ایسا شخص جس نے وراثت میں مالِ کثیر پایا ہو۔ قلندراں: آزاد منش، اوباش، بے فکرے۔ با قلندراں نشستہ: یعنی ایسا وارثِ مال جس نے قلندروں کی صحبت اختیار کی اور انھوں نے اس کا سارا مال اڑا ڈالا۔ بود خونت مباح: تیرا خون بہانا جائز ہوگا۔ یعنی تیرا خون بہا ڈالیں گے۔ مالت سبیل: اگر تیرا مال درویشوں کے لیے وقف نہ ہو۔ ازرق پیرہن: نیلے لباس والا یعنی قلندر۔ خان وماں: خان+ مان، خانہ کا مخفف اور مان سامان کا مخفف، یعنی گھر اور اسباب۔ انگشت نیل کشیدن: ترک کرنا، چھوڑ دینا۔ پیلبان: مہاوت، فیلبان۔ بنا کن: تعمیر کر۔ خانہ درخورِ پیل: ہاتھی کے لائق گھر تا کہ وہ دوست تمہارے گھر اپنا ہاتھی لا سکے۔ خلعت: شاہی جوڑا۔ جامۂ خُلقان خود: اپنا پرانا کپڑا۔ خوان: طباق، دسترخوان۔ بزرگاں: بڑے لوگ، مالدار لوگ۔ خردہ: یعنی روٹی کے ٹکڑے۔ انبان: دباغت دیا ہوا چمڑا، نری، یہاں زنبیل مراد ہے جو اسی چمڑے سے بنائی جاتی ہے۔ (ص... دیکھیں)۔

خردہ انبانِ خویش: اپنی جھولی کا (بچ رہا) ٹکڑا۔ رنج خویش: اپنی محنت۔ ترہ: ترکاری۔ دِہ خدا: یعنی زمیندار، پردھان۔ برہ: بکری کا بچہ۔ الباب: لُب کی جمع، عقل۔ اولوالالباب: عقلمند لوگ، اربابِ عقل ودانش۔ دارو: دوا۔ بگمان خوردن: یعنی صحت بخش ہونے کے محض گمان پر کھا پی لینا۔ امام محمد غزالی: علم ظاہر وباطن کے جامع بلند پایہ جلیل القدر صوفی بزرگ امام ہیں اکابرِ اہل سنت سے ہیں۔ حجۃ الاسلام لقب ہے۔ احیاء العلوم، کیمیائے سعادت، جواہر القرآن، تفسیر یاقوت التاویل مشکوٰۃ الانوار وغیرہ بہت سی نافع خلائق کتابیں تصنیف فرمائیں۔ مضافات طوس میں غزالہ نامی گاؤں کے رہنے والے تھے اسی لیے غزالی کہلاتے ہیں۔ ان کی ولادت ۴۵۰ھ اور وفات ۵۰۵ھ میں ہے۔ عافیت: صحت، شفایابی [illegible]

بپرس ہرچہ ندانی کہ ذلِّ پرسیدن | دلیلِ راہِ تو باشد بعزِّ دانائی

حکمت ہرچہ دانی کہ ہر آئینہ معلوم تو خواہد شد بپرسیدنِ آں تعجیل مکن کہ ہیبتِ سلطنت را زیاں دارد

قطعہ

چو لقماں دید کاندر دستِ داؤد | ہمیں آہن بمعجز موم گردد
نپرسیدش چہ میسازی کہ دانست | کہ بے پرسیدنش معلوم گردد

قول ہر کہ با بداں نشیند اگرچہ طبیعتِ ایشاں نگیرد لیکن بطریقِ ایشاں متہم گردد چنانکہ اگر شخصے بخرابات رود بنماز کردن منسوب گردد بخمر خوردن

مثنوی

رقم بر خود بنادانی کشیدی | کہ ناداں را بصحبت برگزیدی
طلب کردم ز دانایاں یکے پند | مرا گفتند با ناداں مپیوند
کہ گر دانائے دہری خر بباشی | وگر نادانی ابلہ تر بباشی

حکمت حلمِ شتر چنانکہ معلوم ست اگر طفلے مہارش گیرد صد فرسنگ بَرد گردن از متابعتش نپیچد اما اگر درّۂ ہولناک پیش آید کہ موجبِ ہلاک باشد و طفل آنجا بنادانی خواہد رفتن زمام از

ذلِّ پرسیدن: پوچھنے کی ذلت۔ ہر آئینہ: یقیناً، بہر حال۔ تعجیل: جلد بازی۔ ہیبت: دبدبہ، سطوت۔ زیاں: نقصان۔ لقمان: ایک زبردست حکیم ہیں داوٗد علیہ السلام کی صحبت پائی، بعض کا قول ہے آپ نبی تھے۔ داوٗد: حضرت سلیمان علیہ السلام کے والد ہیں۔ آپ نبی تھے۔ ان پر زبور نازل ہوئی۔ آپ کا مشہور معجزہ ہے کہ لوہا آپ کے ہاتھ میں نرم ہوجاتا۔ آپ زرہ بناتے جو جنگ میں کام آتی یہی آپ کا کسب و فخر تھا۔ خرابات: شراب خانہ، جواخانہ۔ خمر خوردن: شراب پینا۔ رقم کشیدن: لکیر کھینچنا، علامت قائم کرنا۔ دانایاں: دانا کی جمع۔ خر باشی: گدھا تو (بیوقوف) ہوجائے گا۔ ابلہ تر: بہت بڑا بیوقوف۔ حِلم: بردباری، برداشت، تحمل۔ مُہار: نکیل۔ فرسنگ: تین میل کی مقدار، ڈیڑھ کوس، 4.8 کلومیٹر۔ متابعت: پیروی، پیچھے پیچھے چلنا۔ درّہ: کھائی، دو پہاڑوں کے بیچ راستہ۔ ہولناک: خوفناک۔ موجب: سبب۔ خواہد رفتن: لے جانا چاہے۔ زمام: لگام، نکیل۔

کفش در گِلاند و دیگر مطاوعت نکند که ہنگامِ درشتی ملاطفت مذموم ست و گویند دشمن بملاطفت دوست نگردد بلکہ طمعِ دشمنی زیادت کند

قطعہ

کسے کہ لطف کند با تو خاکِ پایش باش | وگر خلاف کند در دو چشمش آگن خاک
سخن بلطف و کرم با درشت خوی مگو | کہ زنگ خوردہ نگردد مگر بسوہاں پاک

حکمت ہر کہ در پیشِ سخنِ دیگراں افتد تا مایۂ فضلش بدانند پایۂ جہلش شناسند

قطعہ

ندہد مردِ ہوشمند جواب | مگر آنگہ کزو سوال کنند
گرچہ برحق بود فراخ سخن | حملِ دعویش بر محال کنند

حکمت ریشے درونِ جامہ داشتم و شیخ رحمۃ اللہ علیہ ہر روز پرسیدے کہ چون ست و نپرسیدے کہ کجاست دانستم کہ ازاں احتراز میکند کہ ذکرِ ہمہ عضوے روا نباشد و خردمنداں گفتہ اند

قطعہ

ہر کہ سخن نسنجد از جواب برنجد

تا نیک ندانی کہ سخن عینِ صواب ست | باید کہ بگفتن دہن از ہم نگشائی

کف: ہتھیلی، ہاتھ۔
مطاوعت: فرمانبرداری۔
ہنگام درشتی: سختی کے وقت۔
ملاطفت: نرمی۔ مذموم: بُری۔ طمع: لالچ۔ خاکِ پا: پیر کی دھول یعنی فرمانبردار۔
آگن خاک: دھول جھونک دے۔ لطف: مہربانی۔
درشت خو: تند مزاج، بد مزاج۔ سوہان: ریتی۔
در پیشِ سخنِ دیگراں افتد: دوسروں کی بات میں ٹپک پڑے۔ مایہ: پونجی۔
فضل: بزرگی۔ پایہ: مرتبہ، درجہ۔ فراخ سخن: لمبی چوڑی بات کرنے والا، باتونی۔ حملِ دعویش ...الخ: اس کے دعوی کو محال پر محمول کریں گے یعنی ناممکن جانیں گے۔ ریش: بیائے مجہول، زخم۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ: یعنی شیخ شہاب الدین سہروردی جو شیخ سعدی کے پیر تھے۔
احتراز: پرہیز۔ سخن نسنجد: بات سمجھ بوجھ کر نہیں کرتا۔
از جواب برنجد: اس کو جواب سے دکھ اٹھانا پڑتا ہے۔ یا جواب سے دوسروں کو رنجیدہ کرتا ہے۔
تا نیک ندانی ...الخ: جب تک تو اچھی طرح نہ سمجھ لے کہ بات بالکل درست ہے اس وقت تک تمہیں کہنے کے لیے منہ کھولنا نہیں چاہیے۔

گر راست سخن گوئی و در بند بمانی | بہ زانکہ دروغت دہد از بند رہائی

حکمت دروغ گفتن بضربتِ لازم بماند کہ اگر نیز جراحت درست شود نشاں بماند نہ بینی کہ برادرانِ یوسف علیہ السلام بدروغے کہ موسوم شدند بر راست گفتنِ ایشاں اعتماد نہ ماند قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَکُمْ اَنْفُسُکُمْ اَمْرًا

قطعہ

یکے را کہ عادت بود راستی | خطائے رود درگذارند ازو
وگر نامور شد بناراستی | دگر راست باور ندارند ازو

حکمت اجلِّ کائنات از روئے ظاہر آدمی ست و اذلِّ موجودات سگ و باتّفاقِ خردمنداں سگِ حق شناس بہ از آدمی ناسپاس۔

قطعہ

سگے را لقمہ ہرگز فراموش | نگردد گر زنی صد نوبتش سنگ
وگر عمرے نوازی سفلہ را | بکمتر چیزے آید با تو در جنگ

حکمت از نفس پرور ہنر پروری نیاید و بے ہنر سروری را نشاید

مثنوی

مکن رحم بر مردِ بسیار خوار | کہ بسیار خوارست بسیار خوار

در بند: قید خانہ میں۔ بمانی: تو پڑا رہے۔ دروغت: تیرا جھوٹ۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ تا ضمیر رہائی فعل کی ضمیر مفعولی ہو۔ یعنی جھوٹ تجھے رہائی دے۔

دروغ گفتن: جھوٹ بولنا۔ بضربت لازم بماند: اثمٹ کاری چوٹ سے مشابہت رکھتا ہے۔ جراحت: زخم۔ نشان بماند: نشان باقی رہ جاتا ہے۔ بدروغے کہ موسوم شدند: ایک جھوٹ سے کہ موسوم ہوگئے۔ (حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے انھیں کنویں میں ڈال دیا اور ان کا کرتہ بھیڑیے کے خون میں لت پت کر کے گھر لائے اور اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے یہ کہہ دیا کہ انھیں بھیڑیا کھا گیا اور انھیں کرتہ دکھایا۔ یہ ایک جھوٹ تھا جو انھوں نے کہا۔ بر راست گفتنِ ایشاں ...الخ: ان (بھائیوں) کے سچ کہنے پر اعتماد نہ رہا۔ حضرت یوسف علیہ السلام جب عزیز مصر ہوئے اور قحط پڑا۔ آپ نے شاہی خزانے سے لوگوں میں غلہ تقسیم کرانا شروع کیا۔ برادرانِ یوسف بھی غلہ لینے پہونچے مگر بنیامین شاہی پیمانہ کی گم شدگی کے عوض بہ تدبیر حسن روک لیے گئے باقی بھائیوں نے گھر جا کر اپنے والد کو یہ خبر دی کہ بنیامین چوری کے الزام میں روک لیے گئے (یہ سچ تھا مگر ان پر اعتماد نہ کیا گیا) قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ ...الخ: فرمایا بلکہ تم نے اپنے لیے ایک قصہ گڑھ لیا ہے۔ یعنی حضرت یوسف کو بھیڑیے کے کھانے کے قصے کی طرح یہ بھی تمہارا من گھڑت ہے۔ نامور: مشہور۔ ناراستی: جھوٹ۔ اجلّ: بزرگ تر۔ اذلّ: ذلیل تر۔ ناسپاس: ناشکرا۔ صد نوبت: سو بار۔ عمرے: ایک زمانے تک۔ نفس پرور: عیاش، بوالہوس۔ سروری: سرداری۔ بسیار خوار: پیٹو، بہت کھانے والا۔ بسیار خوار: بہت ذلیل۔

چو گاؤ ار ہمی بایدت فربہی | چو خر تن بجورِ کساں در دہی

حکمت در انجیل آمدہ است کہ اے فرزندِ آدم اگر توانگری دہمت مشتغل شوی بمال از من و اگر درویش کنمت تنگدل نشینی پس حلاوتِ ذکرِ من کجا دریابی و بعبادتِ من کے شتابی

قطعہ

گہ اندر نعمتے مغرور و غافل | گہ اندر تنگدستی خستہ و ریش
چو در سرا و ضرا حالت اینست | ندانم کے بحق پردازی از خویش

حکمت ارادتِ بیچون یکے را از تختِ شاہی فرود آرد و یکے را در شکمِ ماہی نکو دارد

بیت

وقت خوش آں را کہ بود ذکرِ تو مونس | ور خود بود اندر شکمِ حوت چو یونس

حکمت اگر تیغِ قہر برکشد نبی و ولی سر در کشد و اگر غمزۂ لطف بجنباند بداں را بہ نیکاں در رساند

قطعہ

گر بہ محشر خطابِ قہر کند | انبیا را چہ جائے معذرت است
پردہ از روئے لطف گو بردار | کاشقیا را امیدِ مغفرت است

چوگاؤ: گائے کی طرح۔ فربہی: موٹاپا۔ دردہی: حوالے کردو۔ انجیل: وہ آسمانی کتاب جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ دِہمت: یعنی دِہم ترا، تجھ کو مالداری دوں۔ مشتغل: مشغول۔ از من: مجھے چھوڑ کر۔ کنمت: کنم ترا۔ حلاوت: شیرینی۔ سَرّا: خوشحالی۔ ضرّا: بدحالی۔ پرداختن: مشغول ہونا۔ از خویش: خود کو چھوڑ کر۔ ارادت: ارادہ، مشیت۔ بیچون: بے مثل و بے مثال یعنی اللہ تعالیٰ۔ فرود آرد: نیچے لاتا ہے، اتار دیتا ہے۔ ماہی: مچھلی۔ نکودارد: بہتر رکھتا ہے۔ جیسے یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں درست رکھا۔ مونس: غم خوار، انس پیدا کرنے والا۔ حوت: مچھلی۔ تیغ قہر: غضب وجلال کی تلوار۔ درکشد: سونت لے یعنی اپنی صفت قہاری کا اظہار کرے۔ سر درکشد: سر جھکا دیں، سرنگوں ہو جائیں۔ غمزۂ لطف بجنباند: مہربانی کا اشارہ کرے۔ بداں را بہ نیکاں درر ساند: بروں کو نیکوں کے مرتبے تک پہونچا دے یعنی جنت عطا کردے۔ محشر: لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ۔ میدانِ قیامت۔ خطاب: گفتگو، حکم۔ جائے معذرت: عذرخواہی کا مقام۔ یعنی انبیا بھی عذر خواہی کی ہمت نہ کریں۔ یہ تو سید الانبیا ہیں جو سجدہ ریز ہو کر رب کو راضی کریں گے۔ اور شفاعت کا دروازہ کھولیں گے۔ اشقیا: شقی کی جمع، بدبخت یعنی گنہگار۔ مغفرت: بخشش، گناہوں کی معافی۔

حکمت ہر کہ بتادیبِ دنیا راہِ صواب برنگیرد بتعذیبِ عقبیٰ گرفتار آید وَلَنُذِیْقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰی دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَکْبَرِ

فرد

پندست خطابِ مہتراں آنگہ بند چوں پند دہند نشنوی بند نہند

پند نیکبختاں بحکایت و امثالِ پیشینگاں پند گیرند ازاں پیش کہ پسینیاں بواقعۂ او مثل زنند و دزداں دست کوتاہ نکنند تا دستِ شاں کوتاہ نکنند

قطعہ

نرود مرغ سوئے دانہ فراز چوں دگر مرغ بیند اندر بند
پند گیر از مصائبِ دگراں تا نگیرند دیگراں بتو پند

حکمت آں را کہ گوشِ ارادت گراں آفریدہ اند چوں کند کہ بشنود و آں را کہ کمندِ سعادت می برد چہ کند کہ نرود

قطعہ

شبِ تاریک دوستانِ خدای می بتابد چو روزِ رخشندہ
ویں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

بہ تادیب دنیا: دنیا کی تنبیہ اور ادب سکھانے سے۔ راہ صواب: درست راہ۔ تعذیب: عذاب دیا جانا، عذاب۔ عقبیٰ: آخرت۔

ولنذیقنّهم...الخ: اور ضرور ہم انہیں معمولی (دنیا کا) عذاب چکھائیں گے۔ بڑے (آخرت کے) عذاب کے علاوہ۔ مہتر: سردار، بزرگ۔

بند نہند: قید کردیتے ہیں۔ یعنی بڑے لوگ مجرموں اور خطا کاروں کو پہلے پند ونصیحت کرتے ہیں پھر اگر نصیحت پر عمل نہ کریں تو قید وبند میں ڈال دیتے ہیں۔

حکایت وامثال: واقعات اور کہاوتیں۔ پیشینگاں: اگلے زمانے کے لوگ، گزرے ہوئے۔ پسینیاں: پچھلے زمانے کے لوگ، بعد کو آنے والے۔ مثل زنند: کہاوت بنائیں، مثال کے طور پر بیان کریں۔ دست کوتاہ نہ کنند: یعنی باز نہ آئیں گے۔ تا دست شاں کوتاہ نہ کنند: جب تک ان کا ہاتھ (چھ انچ) چھوٹا نہ کردیں یعنی ہاتھ گٹوں سے کاٹ نہ دیں۔ فراز: قریب۔

اندر بند: قید میں۔ مصائب: مصیبت کی جمع۔ پند گیر: عبرت حاصل کر۔ گراں: یعنی بہرے۔ چوں کند کہ بشنود: کیسے ہوسکتا ہے کہ سنے۔ کمند: پھندا۔ چو روز رخشندہ: چمکتے دن کی طرح۔ ویں سعادت: یہ نیک بختی یعنی تاریک راتوں کی درخشندگی۔

رباعی

از تو بکہ نالم کہ دگر داور نیست | وز دستِ تو ہیچ دست بالاتر نیست
آں را کہ تو رہ دہی کسے گم نکند | واں را کہ تو گم کنی کسے رہبر نیست

حکمت گدائے نیک انجام بہ از بادشاہِ نافرجام

بیت

غمے کز پیش شادمانی بری | بہ از شادئے کز پسش غم خوری

حکمت زمیں را از آسماں نثار است و آسماں را از زمیں غبار

کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ

فرد

گرت خوئے من آمد ناسزاوار | تو خوئے نیکِ خویش از دست مگذار

حکمت خداوند تبارک و تعالیٰ می بیند و می پوشد و ہمسایہ نمی بیند و می خروشد

نعوذ باللہ اگر خلق غیب داں بودے | کسے بحالِ خود از دستِ کس نیاسودے

حکمت زر از معدن بکان کندن بدر آید و از دستِ بخیل بجاں کندن

از تو بکہ نالم : تجھے چھوڑ کر میں کس سے فریاد کروں۔ دگر داور : دوسرا حاکم یعنی خدا، داور اصل میں "دادور" تھا (صاحبِ داد و انصاف) دوسری دال کو برائے تخفیف حذف کر دیا۔ داور ہو گیا۔ رہ دہی : تو ہدایت عطا فرمائے، راستہ دکھائے۔ کسے گم نکند : کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ تو گم کنی : تو گمراہ کر دے یعنی گمراہی پر مہر کر دے یہ شعر اس حدیث کے ٹکڑے کا ترجمہ ہے۔ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فلامُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُضْلِلْہُ فلا ھَادِیَ لَہٗ۔ نیک انجام : جس کا خاتمہ بالخیر ہو۔ نافرجام : بدانجام۔ کز پیش : کہ از پیش۔ غمے کز پیش الخ : ایسا غم جس کے بعد تجھے خوشی حاصل ہو اس خوشی سے بہتر ہے جس کے بعد تجھے غم کھانا پڑے۔ نثار : واری، تصدق، نچھاور کرنا۔ از آسماں نثار است : یعنی آسمان زمین پر پانی برساتا ہے۔ کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ : ہر برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔ (حدیث کریم ہے)۔ گرت خوئے من ..الخ : اگر تجھے میری عادت نامناسب معلوم ہوئی، تو اپنی اچھی عادت ہاتھ سے نہ جانے دے۔ می بیند و می پوشد : یعنی گناہ دیکھتا ہے اور پردہ پوشی کرتا ہے۔ می خروشد : شور مچاتا ہے یعنی برائیاں ادھر ادھر بیان کرتا ہے۔ نعوذ باللہ : خدا کی پناہ! خلق : یعنی عام مخلوق۔ (خاصانِ خدا مستثنیٰ ہیں)۔ غیب داں : پوشیدہ حالوں کی جانکاری۔ معدن : کان، کھان، دھات نکلنے کی جگہ۔ کان کندن : کان کنی۔ بخیل : کنجوس۔ جان کندن : جانکنی مر جانے پر یا مار ڈالنے پر۔

قطعه

دوناں نخورند و گوش دارند | گویند امید به که خورده
روزے بینی بکامِ دشمن | زر مانده و خاکسار مرده

حکمت هر که بر زیردستاں نه بخشاید بجورِ زبردستاں گرفتار آید

مثنوی

نه هر بازو که در وے قوت هست | بمردی عاجزاں را بشکند دست
ضعیفاں را مکن بر دل گزندے | که درمانی بجورِ زورمندے

حکایت درویشے بمناجات در میگفت یارب بر بداں رحمت کن که بر نیکاں خود رحمت کردهٔ که مر ایشاں را نیک آفریدهٔ

حکمت عاقل چوں خلاف در میاں آید بجهد و چوں صلح بیند لنگر بنهد که آنجا سلامت بر کنار است و اینجا حلاوت در میاں

حکمت مقامر را سه شش میباید و لیکن سه یک بر می آید

بیت

هزار بار چراگاه خوشتر از میداں | و لیک اسپ ندارد بدستِ خویش عناں

حکایت اول کسے که علم بر جامه کرد و انگشتری در دستِ چپ

دوناں: کمینے، بخیل۔ گوش دارند: یعنی اپنی تعریف سننے کے لیے کان لگائے رکھتے ہیں۔ بکام دشمن: دشمن کے مقصد کے مطابق۔ خاکسار: ذلیل یعنی بخیل۔ زیردست: کمزور، ماتحت۔ جور: ظلم۔ زبردست: طاقتور۔ ضعیفاں: کمزوروں۔ درماندن: عاجز ہوجانا۔ گزند: تکلیف، ایذا۔ مناجات: دعا، خدا سے سرگوشی کرنا۔ درمی گفت: در زائد ہے۔ بر بداں: بروں پر۔ رحمت: رحم۔ نیک آفریدهٔ: تو نے نیک پیدا کیا ہے۔ خلاف: اختلاف، جھگڑا۔ بجهد: یعنی بچ کر نکل جاتا ہے۔ لنگر بنهد: لنگر ڈالدیتا ہے یعنی ٹھہرتا ہے۔ حلاوت: شیرینی۔ مقامر: جوئے باز، جواڑی۔ سه شش: تین چھکا۔ چوسر کی جیت کا پانسہ ہے۔ سه یک: ہار کا پانسہ ہے۔ مقصود یہ ہے کہ خوش بختیاں تقدیر پر موقوف ہیں۔ بندے کی ہر خواہش پوری نہیں ہوتی۔ از میداں: یعنی میدان جنگ سے۔ عناں: باگ لگام۔ علم: نقش ونگار، کشیدہ کاری۔ انگشتری: انگوٹھی۔ دستِ چپ: بایاں ہاتھ۔

جمشید بود گفتندش چرا زینت بچپ دادی که فضیلت راست را است گفت راست را زینتِ راستی تمام ست

قطعه

فریدون گفت نقّاشانِ چین را | که پیرامونِ خرگاہش بدوزند
بداں را نیک دار اے مردِ ہشیار | کہ نیکاں خود بزرگ و نیک روزند

حکایت بزرگے را پرسیدند که چندیں فضیلت که دست راست راست خاتم در انگشتِ چپ چرا می کنند گفت ندانی که اہلِ فضیلت ہمیشہ محروم باشند

شعر

آنکہ حظ آفرید و روزی سخت | یا فضیلت ہمی دہد یا بخت

حکمت نصیحتِ پادشاہاں مسلّم کسے را ست کہ بیمِ سر ندارد یا امیدِ زر

مثنوی

موحّد چہ در پائے ریزی زرش | چہ شمشیرِ ہندی نہی بر سرش
امید و ہراسش نباشد ز کس | برین ست بنیادِ توحید و بس

حکمت شاہ از بہرِ دفعِ ستمگاراں ست و شحنہ برائے خونخواراں

د: ایران کا مشہور بادشاہ۔ جس کا پہلے نام "جم" تھا مگر آذربائیجان کے جشن کے سبب لفظ "شید" بمعنی شعاعِ آفتاب زیادہ ہوگیا۔ یہ پیشدادیوں کا چوتھا بادشاہ ہے۔ نیک طبع، نیک نہاد تھا عالم جوانی میں بوڑھے تجربہ کاروں سے بڑھ گیا۔ حکیم فیثاغورث جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ۵۷۰ برس پہلے پیدا ہوا اس کا ہمعصر تھا۔ بہت ساری چیزوں کی ایجاد کا سہرا اس کے سر ہے۔ غیاث میں ہے کہ لفظ خاتم، نگین، تخت و باد، آصف و ماہی، طیور وغیرہ کے ساتھ حضرت سلیمان مراد ہوتے ہیں اور اگر سد، آئینہ، آب، حیوان وغیرہ ہو تو سکندر مراد ہے اور جام و شراب، بزم و جشن و نوروز وغیرہ کے ساتھ ہو تو جمشید بادشاہ مراد ہوا کرتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

راست راست: داہنے کے لیے ہے۔ راستی: داہنا پن۔ تمام است: کافی ہے، پوری ہے۔ فریدون: ایران کا مشہور بادشاہ جس نے ایران کے انتہائی ظالم بادشاہ ضحاک کو شکست دے کر بادشاہی حاصل کی۔

نقاشانِ چین: اس سے مراد خیاطانِ نقش و نگار جیسے چکن دوزان۔ پیرامون: حواشی، اطراف۔ خرگاہ: بڑا خیمہ، شاہی خیمہ۔ خر بمعنی بزرگ اور گاہ بمعنی جگہ یعنی جائے بزرگ کہ خیمہ سلاطین باشد۔ بدوزند: یعنی خیمے کے اطراف و حواشی کو نقش و نگار سے آراستہ کردیں۔ خاتم: انگوٹھی۔ حظ: بہرہ، نصیبہ۔ بخت: مقدر، کثرت مال و ثروت۔ مسلّم: لائق تسلیم۔ بیم سر ندارد: سر قلم ہونے کا خوف نہ رکھے۔ چہ: بمعنی خواہ۔ شمشیر ہندی: ہند کی بنی ہوئی تلوار جو عرب میں ایک مقام کا نام ہے۔ ہراس: خوف، ڈر۔ بہرِ دفعِ ستمگاراں: ظالموں کو دفع کرنے کے لیے۔ اور کوتوال قاتلوں، ڈاکوؤں کو رفع کرنے کے

و قاضی مصلحت جوئے طرّاراں ہرگز دو خصم بحق راضی نروند پیشِ قاضی

قطعہ

چو حق معائنہ دانی کہ می بباید داد
بلطف بہ کہ بجنگ آوری و دلتنگی
خراج اگر نگزارد کسے بہ طیبِ نفس
بقہر ازو بستانند و مزد و سرہنگی

حکمت ہمہ کس را دنداں بترشی کند گردد مگر قاضیاں را کہ بشیرینی

شعر

قاضی کہ برشوت بخورد بیخِ خیار
ثابت کند از بہرِ تو صد خربزہ زار

حکمت قحبۂ پیر از نابکاری چہ کند کہ توبہ نکند و شحنۂ معزول از مردم آزاری

بیت

جوانِ گوشہ نشیں شیرِ مردِ راہِ خداست
کہ پیر خود نتواند ز گوشہ برخاست

فرد

جوانِ سخت پے باید کہ از شہوت بپرہیزد
کہ پیرِ سست رغبت را خود آلت برنمیخیزد

حکمت حکیمے نامور را پرسیدند کہ درختاں را کہ خدائے عزّوجلّ آفریدہ است و برومند ہیچ یک را آزاد نخواندہ اند مگر

قاضی: مقدمات کے فیصلے کرنے والا۔ مصلحت: صلاح کار۔ مصلحت جو: صلاح کار اور تدبیر ڈھونڈھنے والا، چوروں کی اصلاح کے لیے سزائیں تجویز کرنے والا۔ طرّاراں: جیب کترے، اچکے۔ ہرگز دو خصم ...الخ: ایسے دو شخص جو اپنے اپنے حق و حصہ پر راضی ہوں وہ ہرگز قاضی کے وہاں نہ جائیں گے۔ (کہ ضرورت ہی نہیں) وہاں تو بصورت نزاع جایا جاتا ہے۔ معائنہ ...الخ: جب کسی حق کے بارے میں تو کھلم کھلا (یقین سے) جانتا ہے کہ ادا کردینا چاہیے تو خوش دلی اور نرمی سے ادا کردینا اس سے بہتر ہے کہ لڑائی اور بددلی کے بعد ادا کرو۔ خراج: محصول، ٹیکس۔ طیب نفس: خوش دلی۔ مزد: اجرت، محنتانہ۔ سرہنگی: سپاہی کا کام۔ سپاہی کی اجرت۔ یعنی اصل کو محنتانہ اور سپاہیانہ کے ساتھ وصول کرلیں گے (اصل مع سروس چارج)۔ ترشی: کھٹاس، کھٹائی۔ شیرینی: مٹھاس، مٹھائی۔ (مراد رشوت ہے)۔ قاضیاں را بشیرینی: قاضیوں کے دانت شیرینی کھانے سے کند ہوجاتے ہیں یعنی حق، ناحق کی تمیز ختم ہوجاتی ہے۔ بیخ خیار: ککڑی کی جڑ، بعض نسخوں میں ہے "پنج خیار" مراد حقیر چیز اور تھوڑی رشوت ہے۔ قحبہ: رنڈی۔ نابکاری: بدکاری، زنا۔ شحنۂ معزول: برخواست شدہ کوتوال۔ سخت پے: مضبوط پٹھے والا۔ آلت برنمی خیزد: آلہ تناسل میں خیزش نہیں ہوتی یعنی شہوت ختم ہوچکی۔ نامور: مشہور۔ برومند: پھلدار۔ (دو حرفی کلمہ کو "مند" کے ساتھ جب جوڑتے ہیں تو بیچ میں واو کا اضافہ کردیتے ہیں جیسے برومند، تنومند۔ ہیچ یکے را: کسی ایک کو بھی۔ آزاد نخواندہ اند: آزاد نہیں کہتے ہیں

مگر سرورا: مگر سرو کو آزاد کہتے ہیں۔ سرو: ایک سیدھا مخروطی خوشنما درخت۔ اس کے قامت سے معشوق کے قد کو تشبیہ دیتے ہیں۔ شمشاد۔ صنوبر۔

سرورا کہ ثمرہ ندارد گوئی دریں چہ حکمت ست گفت ہر یکے را دخلے معیّن ہست بوقتے معلوم گہے بوجودِ آں تازہ اندو گاہے بعدمِ آں پژمردہ و سرورا ہیچ ازیں نیست ہمہ وقت خوش ست وانیست صفتِ آزادگاں

قطعہ

بریں کہ میگذرد دل منہ کہ دجلہ بسے پس از خلیفہ بخواہد گذشت در بغداد
گرت ز دست بر آید چو نخل باش کریم ورت ز دست نیاید چو سرو باش آزاد

حکمت دو کس مردند و تحسّر بردند یکے آنکہ داشت و نخورد و دیگر آنکہ دانست و نکرد

قطعہ

کس نہ بیند بخیل فاضل را کہ نہ در عیب گفتنش کوشد
ور کریمے دو صد گنہ دارد کرمش عیبہا فرو پوشد

* * *

سروِ آزاد: یک شاخ سیدھا سرو جو کبھی پھل نہیں لاتا بلکہ ہمیشہ سرسبز رہتا ہے۔ ثمرہ ندارد: پھل نہیں لاتا۔ دخلے معین: متعین آمدنی۔ بوقت معلوم: مقررہ وقت پر۔ گہے بوجود آں تازہ اند: کبھی اس کے پائے جانے پر تازہ اور سرسبز ہیں۔ بعدم آں: آمدنی نہ ہونے پر۔ پژمردہ: مرجھایا ہوا، یعنی خزاں رسیدہ۔ ہیچ ازیں نیست: ان میں سے کچھ بھی نہیں، یعنی نہ خزاں کا غم نہ بہار کا سبزہ۔ آزادگاں: آزاد منش لوگ۔ بریں کہ می گذرد: اس چیز پر جو گزر رہی ہے، یعنی دنیا۔ دل منہ: دل مت لگا۔ دِجلہ: بغداد کا مشہور دریا۔ خلیفہ: خلفائے عباسیہ مراد ہیں جو خلفائے بنی امیہ کے بعد خلیفہ ہوئے اور بغداد ان کا دارالخلافہ تھا۔ بخواہد گذشت: یعنی دِجلہ بہتا رہے گا اور تم مرجاؤ گے۔ نخل: کھجور کا درخت۔ کریم: سخی۔ چوں نخل باش کریم: کیوں کہ اس کا ہر جز کار آمد ہے (یہ مضمون حدیث سے ماخوذ ہے) تحسّر: حسرت، افسوس۔ داشت ونخورد: اس کے پاس تھا اور نہیں کھایا۔ یعنی بہت بخیل تھا۔ دانست ونکرد: یعنی عالم تھا مگر علم پر عمل نہ کیا۔ کس نہ بیند ...الخ: کوئی نہ دیکھے گا کہ لوگ بخیل فاضل کا عیب بیان کرنے کی کوشش نہ کرتے ہوں۔ کرمش عیبہا فرو پوشد: اس کا کرم اس کے عیبوں پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ اور لوگ اس کی عیب جوئی نہیں کرتے۔ هذا ماتیسّر لی والعلم عنده تعالی وهو المستعان وصلی الله علی خیر خلقه وصحبه اجمعین. وانا العبد الفقیر [illegible] المدرسة العربیة فیض العلوم — محمد آباد گوہنہ — ۲۰ رمضان المبارک۔ شب یکشنبہ

خاتمۃ الکتاب

تمام شد کتاب گلستان واللّٰہ المستعان بتوفیق باری عزّ اسمہٗ دریں جملہ چنانکہ رسمِ مؤلّفان ست از شعرِ متقدّماں تلفیقے نرفت

بیت

کہن خرقہ خویش پیراستن | بہ از جامۂ عاریت خواستن

غالب گفتارِ سعدی طرب انگیز ست وطیبت آمیز کوتہ نظراں را بدیں زبانِ طعن دراز گردد کہ مغزِ دماغ بیہودہ بردن و دودِ چراغ بیفائدہ خوردن کارِ خردمنداں نیست ولیکن بر رائے روشنِ صاحبدلاں کہ روئے سخن در ایشان ست پوشیدہ نماند کہ دُرِّ موعظتہائے شافی در سلکِ عبارت کشیدہ است و داروئے تلخِ نصیحت بشہدِ ظرافت برآمیختہ تا طبعِ ملولِ انساں از دولتِ قبول محروم نماند الحمد للّٰہ ربّ العالمین۔

مثنوی

ما نصیحت بجائے خود کردیم | روزگارے دریں بسر بردیم

تمام شد: مکمل ہوگئی۔ واللّٰہ المستعان: اور اللّٰہ تعالیٰ ہی مددگار ہے۔ بتوفیق... الخ: تمام شد سے متعلق ہے۔ دریں جملہ: اس پوری کتاب (گلستاں) میں۔ رسم مؤلفاں: کتابوں کے مؤلفین کا طریقہ۔ متقدماں: متقدمین، اگلے لوگ۔ تلفیق: ترتیب وتالیف۔ نرفت: یعنی اس کتاب کے جمع وتالیف میں کسی دوسرے کا کوئی شعر نہیں۔ سب اپنا طبعزاد ہے۔ عاریت خواستن: منگنی مانگنا۔ اس شعر میں اپنی اس کتاب کو لباس کہنہ سے تشبیہ دی ہے۔ غالب: اکثر۔ طرب انگیز: مستی پیدا کرنے والی۔ طیبت: مزاح، خوش طبعی۔ طیبت آمیز: پرمزاح، خوش طبع۔ دودِ چراغ: چراغ کا دھواں۔ صاحب دلاں: اہل باطن۔ روئے سخن: بات کا رخ انھیں کی جانب ہے نہ کہ حاسدانِ جاہل کی طرف۔ درِ موعظتہا: نصیحتوں کے موتی۔ شافی: شفا بخش۔ (صفت ہے) سلک: لڑی۔ داروئے تلخ: کڑوی دوا۔ ظرافت: مزاح، خوش طبعی۔ برآمیختن: گھونٹ ملادینا۔

ملول: رنجیدہ۔ بجائے خود: اپنی جگہ پر۔ روزگارے: ایک زمانہ، عرصہ دراز۔ دریں بسر بردیم: اسی میں ہم نے گزار دیا۔

گر نیاید بگوشِ رغبت کس — بر رسولاں بلاغ باشد و بس
یَا نَاظِرًا فِیْهِ سَلْ بِاللّٰهِ مَرْحَمَةً — عَلَی الْمُصَنِّفِ وَاسْتَغْفِرْ لِصَاحِبِهٖ
وَاطْلُبْ لِنَفْسِكَ مِنْ خَیْرٍ تُرِیْدُ بِهَا — مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ غُفْرَانًا لِكَاتِبِهٖ
لَوْ اَنَّ لِیْ یَوْمَ التَّلَاقِ مَكَانَةً — عِنْدَ الرَّءُوْفِ لَقُلْتُ یَا مَوْلَانَا
اَنَا الْمُسِیْءُ وَاَنْتَ مَوْلًی مُحْسِنٌ — هَا قَدْ اَسَأْتُ وَاَطْلُبُ الْاِحْسَانَا

تمت

⁂

گوشِ رغبت: ”گوشِ قبول گر نیاید“ سے پورا جملہ شرط ہے اور جزا محذوف ہے یعنی ”بر ما گناہ نیست“۔ بر رسولاں: پیغام رسانوں پر۔

بلاغ: پہونچا دینا: یعنی حکم لوگوں تک پہونچا دینا ہے اور بس۔

یا ناظرا فیہ..الخ: اے اس کتاب کو دیکھنے والے! اللہ تعالیٰ سے مصنف پر نزولِ رحمت کی درخواست کر اور صاحب کتاب کے لیے بخشش طلب کر۔

واطلب..الخ: اور اپنے لیے جو بھلائی چاہو مانگ لو۔ اس کے بعد اس کے کاتب کے لیے خوب بخشش کا سوال کرو۔

لو انّ لی ...الخ: اے کاش! اگر قیامت کے دن رب کے حضور میرے لیے کوئی مرتبہ وعزت ہوتو میں کہوں گا۔ اے مولا!

انا المسیئ ...الخ: میں خطا وار ہوں اور تو احسان کرنے والا آقا ہے۔ یقیناً میں نے برائیاں کیں مگر تیرا احسان چاہتا ہوں۔

تمت بالخیر

نصر اللہ رضوی۔
استاذ مدرسہ عربیہ فیض
العلوم۔ محمد آباد گوہنہ
۲۰؍رمضان المبارک
۱۴۲۴ھ شب یک شنبہ
۱۶؍نومبر ۲۰۰۳ء۔

فہرست

نمبر شمار	مضمون/ باب	عنوان	صفحہ
۱	سخن ہائے گفتنی	......	۳
۲	حالات مصنف	......	۶
۳	حروف چند	......	۹
۴	دیباچہ	......	۱۱
۵	باب اول	در سیرت بادشاہاں	۲۷
۶	باب دوم	در اخلاق درویشاں	۷۶
۷	باب سوم	در فضیلت قناعت	۱۱۵
۸	باب چہارم	در فوائد خاموشی	۱۴۸
۹	باب پنجم	در عشق و جوانی	۱۵۶
۱۰	باب ششم	در ضعف و پیری	۱۸۴
۱۱	باب ہفتم	در تاثیر تربیت	۱۹۳
۱۲	باب ہشتم	در آداب صحبت	۲۲۰
۱۳	فہرست	......	۲۵۸
۱۴	فرہنگ	......	۲۵۹

فرہنگ

باب الالف استقصا صبا افشا صفا غبا وا ابا عنا قفا شتا مصلا
مشا خطا افتا کدخدا سیما خصا اشتہا بینوا ملجا محابا امضا اشقیا
املا جلنسار نینا ہمانا احشا تولا مدارا شیدا سودا یغما شغل وفا جفا

باب الباء اولوالالباب شباب ارباب منجلاب بواب خلاب وہاب
ادیب غریب رقیق تہذیب طیب آسیب نہیب شکیب مرہوب
آشوب حسب عذب عقب کلب شغب شعب منصب صعب
مقرب حلب حرب قصب مترقب طرب قطب کعب مستوجب

باب التاء قربت رحلت عزلت فتوت صولت نزہت فسحت نصرت
جبلت کربت فطنت خبرت حدت صفوت فطرت صنعت سطوت
طلعت مودت بہجت شنعت عصمت ثروت مکنت طیبت نکبت انابت
بلاغت عنایت شفاعت شماتت سیاقت بضاعت ملامت کفایت
کفارت معالجت مرافقت خصومت خجالت اطاعت مہابت ظرافت
طراوت آفت مقالت حراست ریاست جسارت سیاحت صباحت ملاحت
مزاحمت بطالت رایت ضیافت استطاعت صلابت غرامت متابعت سماحت

وقاحت استعارت سفاہت مباسلت مجاورت مبارزت مزیت عزیمت

مقاومت ~~ملاطفت~~ مواجہت مصارعت معاتبت مخالطت منادمت مسامحت

مضایقت منازعت مزجات بنات درکات صیت معیشت خشونت مؤنت

مونت فرتوت ممقوت بروت جہت ہنگفت اردی بہشت کنشت عقوبت

کدورت عشرت منفعت

باب الثاء غیاث وارث حادث بحث خبث لیث

باب الجیم لوج عوج اوج عاج آماج نسیج پسیج سکنج گنج دسترنج تفرج

باب الحاء سلاح فرح طرح مستقبح مسلخ سیاح طارح یلیح مسیح صلح

باب الخاء بلخ ملخ لاخ توبیخ کاخ راسخ پاسخ فرخ برخ زرنیخ شیخ بیخ

باب الدال خرید کلید ورید مستفید جاوید نبید برید صید فرود زود تعبد

ممد مجرد منقود متعود فہد الوند پیوند مستمند قزاگند مرداد عناد حماد برد

درد گرد نسترہ مرد عضد درود مقود مکائد موائد ناقد لقاعد ناساعد ابد

باب الذال ملاذ معاذ منقذ مشعوذ تلمیذ ماخوذ نافذ

باب الراء تہور دمار طراز تبار استبصار استحقار دوار دیار استظہار

زنہار تیمار عیار تاتار عیار سنجار گند نازار ذوالفقار بیطار حصار ظہیر لقطیر

سمیر صریر نفیر تشویر خطیر توقیر منکر بذر کاغذزر عبیر مبذر مسنجر شزر و فہر
نذیر ذکر زجر کسیر نضر سکر زہر مظہر جعفر متبحر مدبر منصور بصائر سائر شاطر
ضاجر کاشغر مقامر نوادر منابر تجاسر آزر کفور دستور زنبور بجور سنور عین القطر

باب الزا عز خرز رز نوروز تموز عجوز اعجاز ایجاز طراز ستیز مویز پشیز مرکز
چرخ انداز فراز ژاژ گرز انباز کنز جہاز مبارز آز

باب السین نفس قفس ناموس عروس فسوس استیناس خروس
جلیس نفیس تلبیس برجیس

باب الشین عرش عیش جیش کیش ریش خروش حلقہ بگوش آغوش
سیاہ گوش تفتیش اغلمش العطش پاداش یکتاش خیلتاش تکش تاش

باب الصاد رقص نغص مخلص غواص قصاص خاص اخلاص

باب الضاد اعراض فرض تعرض معرض عارض معارض خوض مخفوض

باب الطا بساط سماط رباط اخلاط مخیط قط سقط نفط خبط بسیط محیط

باب الظا وعظ الفاظ محفوظ ملحوظ غیظ غلیظ حظ

باب العین بدیع منیع توزیع تصدیع ربیع مطاع قاع ارتفاع مطبوع
مستمع مقنع منع نطع نزع فزع جزع ورع قلع تطوع تضرع تصنع مرصع

باب الفاء اعتراف مصاف کفاف گزاف عفاف اعراف مالوف معروف
فیلسوف تعنیف حریف ظریف لطیف عنیف تلفیف کہف زحف خرف کشف

باب القاف مستغرق متعلق تملق ازرق بیذق حاذق باشق واثق فسق
دلق ظلق جلق رمق عرق خلق چقماق تریاق اعتاق طاق صداق نیاق دبیق

باب الکاف تاک باک ماناک ادراک خنگ چنگ فرہنگ فرسنگ
خرسک آہنگ فرنگ سرہنگ ارژنگ تدارک تارک آہک اتابک ملک

باب اللام اجلال زلال خصال متعال مقال عیال لال ابتہال زال بال
بدسگال عاجل آجل ارجل ارامل انامل جمل حمل تامل امل نحل ہزل جدل
بذل عزل اجل وصل فصل حنظل حیل دغل غل عسل وحل اہل مترسل ہمل
تکاہل تناول تطاول نیل رحیل عدیل تاویل توکیل جہول مامول حلول دخول

باب المیم کام گام مشام خرطوم مقوم الیم انام ازدحام حطام فرجام عزم
جرم آثم نجم بجم خرم نعم خرم فراہم تلاطم دمائم ملائم آردم خوارزم مشموم ندیم

باب النون بوستان گلستان اوان ریحان ضمیران کنعان ایوان الوان
انبان عنفوان عنوان لمعان نسکان چوپان بیکران پیل دمان قیر زبان لنبان
جہان مغیلان اردشیر بابکان پیکان دودمان خاربنان ہمداکن ہمعنان نجردان

میمون وازون پیرامون زبون مضمون من تلون قراین پائیدن نوردیدن ورزیدن
آشفتن فروماندن شتافتن شنیدن گرائیدن کاہیدن سپرانداختن

باب الواو علو عدو ربو غزو سہو محو لہو سرو پرتو نیرو جزو عضو بانو

باب الہاء فواکہ مایہ کافہ مراقبہ مکاشفہ عصارہ سنگلاخہ کجاوہ واقعہ
باہرہ دیباچہ ہرآئینہ مشاطہ آزادہ فرومایہ سابقہ خزانہ کلاسہ مطائبہ پراگندہ
قراضہ پایندہ مجادلہ ناصیہ ہموارہ جادہ قبالہ جبالہ تتمہ حلیہ فرطہ درجہ فتنہ
کرشمہ زمرہ شبہ سرہ شرہ ابلہ بیشہ پیشہ مژدہ غصہ ہرزہ طبلہ موجہ زہرہ
دقیقہ برزہ ملاطیہ طیرہ تیرہ دریوزہ برکہ خجستہ زمزمہ بہرہ آبگینہ وسمہ بدرقہ ورطہ
شیوہ فقیرہ کرم پیلہ عربدہ عرصہ ذخیرہ نقبہ جثہ لدغہ جذبہ غرفہ نعرہ افواہ شکوہ

باب الیاء ہمای لالی آبادی مناہی بردگانی وادی ہیولانی حرامی
وحی مامضی اذی ماوی تہی متجلی نعی سعی سروری روسپی نواحی صخرجنی
بختی ہنی برکی مستولی مستغنی مشتری کروبی مستولی منقضی کسری لغوی پرواری

تمام شد

حاشیہ بہار جاوداں کی

خصوصیات

پوری کتاب کا حاشیہ بڑی دِقّت نظر کے ساتھ مختلف معتبر کتب لغات کے تتبع، نیز قدیم شروح وحواشی کے مُطالعہ ومقابلہ کے بعد درج کیا گیا ہے۔ لہذا موجودہ حاشیہ دیگر تمام حواشی سے زیادہ مفید اور سہل تر ہے۔ سلیس رواں اردو زبان میں اس طرح یہ حاشیہ لکھا گیا ہے کہ ہر مشکل لفظ اور جملے کا ترجمہ بآسانی ہو جائے۔ جگہ جگہ اردو مرادفات بھی سہولت کے پیش نظر بڑھا دیے گئے ہیں۔ محاورے اور مغلق اشعار کی بھرپور تشریح کر دی گئی ہے۔ عربی عبارات نیز اشعار کا پورا پورا ترجمہ درج کر دیا گیا ہے۔ اعلام ووفیات کی واضح نشاندہی، تاریخ وسنین کی مطابقت ودرستگی۔ نیز آیات واحادیث کے حوالوں کی بھی کوشش کی گئی ہے مفرد کی جمع۔ اور جمع کا مفرد۔ جملوں کا ربط باہمی، تراکیب کی لازمی وضاحت، حکایات وامثال کا حاصل وخلاصہ۔ یہ وہ بہت ساری خوبیاں ہیں جو اسے ممتاز بناتی ہیں۔ جو جملے اور محاورے عربی کالبُد سے فارسی پیراہن میں آئے ان کی بھی نشاندہی کی کوشش کی گئی ہے۔ امید ہے کہ یہ کاوش طلبائے مدارس اور فارسی محصلین کے لیے انشاء اللہ بے حد مفید ثابت ہوگی۔ البتہ ارباب فضل وکمال سے تسامحات پر بجائے نیش زنی کے اصلاح واطلاع اور نوازش وکرم کی آرزوئیں وابستہ ہیں۔ ع:

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا۔

نصر اللہ قادری رضوی

۲۹ر شعبان ۱۴۲۵ھ